http://www.paktunplace.com

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید،
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
اور ـــــ شوکی برادرز کا مشترکہ کارنامہ

چھبیسواں خاص نمبر

منصوبے کا اغوا

اشتیاق احمد

http://www.pakfunplace.com
Scanned by Lubaba Alvi

دو باتیں

السلام علیکم!

دو باتیں تو اب خبرنامے کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ آج بھی چند خبریں، چند تبصرے یا چند مسائل پر بات ہوگی۔ جو آپ کے ہی ذریعے مجھ تک پہنچتے ہیں۔

محمد احسن زمان سلیم صاحب، وزیرآباد سے لکھتے ہیں:

"آج صبح دو حضرات بازار میں بائیبل اور اسی طرح کی عیسائی تبلیغ کی کتب لوگوں کو دیتے پھر رہے تھے اور کچھ اس طرح دے رہے تھے کہ لوگ ان میں غیر محسوس طور پر دلچسپی لے رہے تھے۔ خدا کے لیے کچھ کریں۔"

شہزاد علی شاہ، سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:

"قریباً سات بجے ٹی وی پر ایک مہمان کو دعوت دی گئی، وہ مہمان عیسائی تھا۔ میزبان نے

تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ یہ ہمارے ملک میں ایک عہدے پر فائز ہیں۔ گویا اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ آخر آپ سو کیوں رہے ہیں انکل!

کنول صاحب کراچی سے لکھتے ہیں:

" میرے ابّو کے ایک دوست ہیں، وہ آپ پر چند الزامات عاید کرتے ہیں اور مجھے منع کرتے ہیں آپ کی کتب پڑھنے سے، مہربانی فرما کر ان اعتراضات کے جواب دیں تاکہ میں وہ انھیں دوں اور مجھے کتب پڑھنے کی اجازت مل سکے۔

ان کا کہنا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب "قیامت کب آئے گی" میں ایک ایسے مولانا کی کتاب سے بھی کچھ حوالے لیے ہیں جن کی شخصیت پر اعتراضات کیے جاتے ہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے ڈاڑھی رکھنے کا ڈراما کیا ہے، کیوں کہ کتابوں پر آپ کی ڈاڑھی والی تصویر نہیں آتی۔

تیسرا اعتراض، "خونی دُھواں" میں بیگم جمشید کو پتلون پہنے دکھایا گیا ہے۔

ایک اور بات، یہ کہ آپ خطوط کے جوابات کے لیے جوابی لفافہ ساتھ منگواتے ہیں، آپ تو اپنے کرم فرماؤں کے لیے ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ بھی خرچ نہیں کر سکتے۔

میرے ابّو کا کہنا ہے کہ آپ اسلام کا نام لے کر بچّوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ میرے ابّو کے دوست کہتے ہیں کہ آپ نے ڈاڑھی دراصل رکھی ہی نہیں۔ کیونکہ وہ آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے تو نقلی ڈاڑھی لگا کر ڈاڑھی والی تصویر کھنچوا لی تھی اور بس، اسی لیے تو ناولوں پر بغیر ڈاڑھی کی تصویر آتی ہے۔ خدا کے لیے ان اعتراضات کے جوابات دیں، ورنہ آپ کے ناول نہیں پڑھیں گے۔

محمد علی صاحب ملیر سٹی کراچی سے لکھتے ہیں:

" کل میرے والد نے بس میں ایک اخبار خریدا، اس کا نام "روزنامہ انقلاب" ہے۔ میرے ابّو وُہ اخبار گھر لے آئے۔ پہلا صفحہ دیکھ کر انھوں نے اخبار رکھ دیا، پھر جب میں نے وُہ اخبار کھولا

تو یقین کریں، مارے شرم کے زمین میں گڑ گیا۔ اتنا غصہ آیا کہ کیا بتاؤں۔ اندر کے صفحات پر اس قدر عریاں تصاویر تھیں کہ خدا کی پناہ۔ آپ کو وہ تصاویر ارسال کی جا رہی ہیں۔ تاکہ آپ جان لیں جو بات لکھی گئی ہے، وہ غلط نہیں ہے۔

آپ نے یہ خطوط پڑھے۔ اب ان پر باری باری تبصرہ کروں گا۔ پورے مُلک میں عیسائیت کی تبلیغ کُھلے بندوں ہو رہی ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ اس موضوع پر بہت مرتبہ لکھا جا چکا ہے۔ یہ کام دراصل ہماری حکومت کا ہے کہ اس طرف توجہ دے اور اسلام نے جس حد تک اجازت دی ہے، صرف اسی حد تک غیر مسلموں کو اجازت دے۔ نہ کہ انہیں کُھلی چھٹی دے دی جائے۔ یہ خود حکومت کے حق میں بھی زہر ثابت ہوگا۔ حکومت کو چاہیے کہ اس معاملے میں دین کے جیّد علما سے بات کرے اور جو حدود اور قیود وہ فقہ کی رو سے بتائیں، وہ ان پر عاید کرے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کو یہ

اقدام کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

اب ان اعتراضات کے جواب دوں گا جو مجھ پر لگائے گئے یا عام طور پر لگائے جاتے ہیں۔ زیادہ بہتر بات تو یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات کے جوابات دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی لیکن جب قارئین مجھے عجیب وغریب قسم کی دھمکیوں سے نوازتے ہیں تو پھر مجھے مجبوراً جواب دینا پڑتا ہے۔ امید ہے، معاف فرمائیں گے۔ ہاں تو پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے، ان مولانا کی شخصیت ضرور قابلِ اعتراض ہے، بلکہ میں خود بہت سخت قابلِ اعتراض مانتا ہوں۔ لیکن ختمِ نبوت کے موضوع پر اگر کوئی بہتر بات کسی غیر مسلم کی کتاب میں سے بھی مل جائے گی تو میں اس کو نقل کرنا پسند کروں گا۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک مرتبہ ایک کتاب سے چند اقتباسات اپنی ایک کتاب میں نقل کیے اور پانچ جگہوں سے نقل کیے، یعنی ایک ہی کتاب میں سے پانچ اقتباسات نقل کیے اور ساتھ میں یہ بھی لکھا کہ میں اس پوری کتاب سے اتفاق نہیں کرتا، اس میں بہت سی باتیں غلط بھی لکھی

ہوئی ہیں اور لکھنے والا بھی کوئی جید عالم نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود جو چند کام کی باتیں مجھے ملی ہیں، میں نے نقل کی ہیں۔

یہ تو ایک مثال تھی۔ اس مثال پر ایک بات اور یاد آگئی۔ مولانا اشرف علی صاحبؒ کی اس کتاب کے پانچ اقتباسات کو لے کر مرزائیوں نے ایک بہت بڑی جعل سازی کی اور ایک کتاب لکھ ماری، جس کا نام کمالاتِ اشرفیہ ہے اور اس میں انھوں نے یہ لکھا کہ اگر مرزا قادیانی درست آدمی نہیں تھے تو انھوں نے مرزا کی پانچ کتابوں میں سے پانچ اقتباسات اپنی کتاب میں کیوں نقل کیے۔

مرزائیوں نے جب یہ کتاب ثبوت کے ساتھ پیش کی تو ہمارے علمائے کرام تک دھک سے رہ گئے۔ ان کی سٹی گم ہوگئی۔ پیروں تلے سے زمین نکل گئی کہ یہ کیا ہوگیا، کیسے ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ اور ایک عالم دین کے ہاتھ ایک پرانی لائبریری سے ایک کتاب لگی۔ اس کتاب کا نام اسرار شریعت ہے۔ کسی مولوی فضل کی لکھی ہوئی ہے۔ اس ایک کتاب میں وہ پانچوں اقتباسات موجود تھے، جو مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کیے تھے۔ جب کہ مرزا قادیانی کی پانچ کتابوں میں یہ اقتباسات موجود تھے۔ اب بات صاف ہوئی کہ دراصل مرزا قادیانی نے بھی مولوی فضل کی کتاب سے وہ اقتباسات لیے تھے۔ لیکن مرزائیوں کو موقع مل گیا یہ کہنے کا کہ دیکھو جی ان کے مولوی اشرف علی تھانویؒ نے تو ہمارے مرزا کی کتاب سے اقتباسات نقل کیے ہیں۔ جب کہ ایسا نہیں تھا۔ مولانا تھانویؒ نے تو اپنی کتاب کے دیباچے میں وضاحت کردی تھی کہ یہ اقتباسات انھوں نے ایک کتاب سے لیے ہیں، جب کہ مرزا کی کسی ایک کتاب میں یہ پانچوں اقتباسات نہیں ہیں۔ اور پھر یہ کہ مولوی فضل کی کتاب پہلے لکھی گئی۔ مرزا کی کتاب بعد میں اب یہ ہو نہیں سکتا کہ بعد میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے مولوی فضل نے اقتباسات نقل کیے ہوں۔ تو اس طرح مرزائی حضرات لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ربوے میں مجھے بھی مرزائیوں کے ایک بڑے نے یہ کتاب طنزاً پیش کی تھی اور

کہا تھا۔ جناب اگر ہمارے مرزا صاحب غلط تھے تو آپ کے عالم مولوی تھانوی صاحب نے کیوں ان کتابوں سے اقتباسات لیے۔ یہ سن کر اور کتاب دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے تھے۔ لیکن اللہ کی مہربانی سے اس وقت تک وہ کتاب اسرارِ شریعت ختمِ نبوت ملتان والے حاصل کر چکے تھے اور انھوں نے مجھے پوری کتاب کی فوٹو سٹیٹ ارسال کر دی تھی، جو میرے پاس موجود ہے۔ اس کتاب میں ان حوالہ جات کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ بازی گر دھوکا کس کس طرح دیتے ہیں۔

بات دُور نکل گئی۔ یہ تو موضوع تھا ہی نہیں، چلیے خیر۔ کوئی مرزائی اگر آپ کو کمالاتِ اشرفیہ نام کی کتاب دے تو آپ کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ نہایت اطمینان سے اس سے کہ دیں کہ یہ پیرے مولوی فضل کی کتاب سے لیے گئے ہیں اور وہ کتاب ہمارے پاس ہے۔

دوسرا اعتراض ہے، میں نے ڈاڑھی نہیں رکھی، صرف نقلی ڈاڑھی رکھ کر تصویر کھنچوائی ہے۔ اگر

بات یہ ہوتی تو پھر تو ہر ناول پر نقلی ڈاڑھی والی تصویر ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ ڈاڑھی والی تصویر کی ضرورت ان کے خیال میں تو مجھے صرف اس لیے پیش آئی ہو گی، لیکن میں نے تو کسی ناول میں ڈاڑھی والی تصویر لگائی ہی نہیں۔ ان حالات میں یہ اعتراض عجیب سا ہے۔ اور پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ یہ چیز ایسی تو نہیں کہ کوئی چھپا سکے۔

"خونی دھواں" میں بیگم جمشید نے دراصل کوہ پیمائی کا لباس پہن رکھا ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

جوابی لفافہ ایک روپے کا مسئلہ نہیں۔ ہزاروں قارئین کے ہزاروں خطوط کا مسئلہ ہے۔ صرف آپ خط نہیں لکھتے۔ ان گنت قارئین لکھتے ہیں۔

میں اسلام کا نام لے کر بچوں کو دھوکا دے رہا ہوں۔ اس کی کوئی دلیل بھی ہونی چاہیے کہ کس طرح دھوکا دے رہا ہوں۔ یہ ایک نامکمل اعتراض ہے۔ جب تک مکمل اعتراض نہیں مل جاتا۔ جواب کس طرح دے سکتا ہوں۔ ویسے اسلام کا نام لے کر دھوکا آج کل حکومت اور سیاستدان

دیتے ہیں۔ ہیں نہ حکمران ہوں نہ سیاست دان۔ مجھے بھلا ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آخری مسئلہ عریانیت کا ہے۔ اب ان کام میں غیر معروف اخبارات تو ایک طرف رہے، معروف اخبارات بھی بری طرح ملوث نظر آتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی حکومت کا ہے۔ وہ ایسے اخبارات پر پابندی عاید کرے۔ آپ دعا کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

ابھی آپ کو خاص نمبر بھی پڑھنا ہے۔

ترتیب

- خطرناک ہے
- طوطی کی آواز
- قلعہ نما عمارت
- تیروں سے تعارف
- آخری کمرہ
- ارے
- ایک عجیب بات
- مہنگی سازش
- باتوں کی باتیں
- مصیبتوں کو دعوت
- کیا مطلب
- سستا راز
- لہریں
- قید میں
- مشکل ترین مرحلہ
- کالا جن
- دو دھماکے
- صدر کا بھوت
- گڑ بڑ گھٹالا
- خفیہ جگہ
- خالی دھکا
- گرنے والا
- انشارجہ نہیں بیگال
- حکم یہی ہے
- تہ خانے کی تلاشی
- اترنے والے
- ہاضمہ
- آمنے سامنے
- اچھا رہا
- ان کا مسئلہ
- منصوبے کی کہانی
- آخری ثبوت

http://www.paklinks.com

خط ملتا ہے

میں ایک خوفناک عمارت میں قید ہوں، یہ عمارت کہاں ہے، کس ملک میں ہے، کسی شہر میں ہے، کسی جنگل میں ہے، میں نہیں جانتا۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ مجھے سندر بن کے جنگل سے پکڑا گیا ہے اور یہ آج سے پندرہ دن پہلے کی بات ہے۔ جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ اچانک میرے اوپر ایک جال آ کر گرا، اس کے ساتھ ہی دھوئیں کا ایک بم پھٹا اور میں بے ہوش ہو گیا، اس کے تین دن بعد مجھے ہوش آیا، لہذا میں نہیں جانتا کہ تین دن میں مجھے کہاں سے کہاں پہنچایا گیا۔ قلم اور کاغذ میری خفیہ جیب میں تھا، ورنہ شاید یہ لوگ قلم اور کاغذ بھی میرے پاس نہ رہنے دیتے۔ اس عمارت کی سب سے اوپر والی منزل پر مجھے رکھا

گیا ہے۔ اس میں ایک ننھی سی کھڑکی ہے جالی دار، میں نے اپنی انگلیوں کی مدد سے اس جالی میں اتنا سا سوراخ کیا کہ یہ خط اس میں سے نیچے سرکا سکوں۔ خط لکھ کر میں نیچے پھینک رہا ہوں، اس اُمید پر کہ ہوا خط کو اڑا کر کہیں نہ کہیں لے جائے گی اور کوئی نہ کوئی شریف آدمی یہ خط آپ لوگوں تک پہنچا دے گا۔ میں ایک خط شوکی برادرز کو اور ایک خط انسپکٹر کامران مرزا کو بھی لکھ رہا ہوں۔ بلکہ میرے پاس جتنے کاغذ ہیں، میں اتنے ہی خط لکھ دوں گا۔ مشکل یہ ہے کہ میں خط صرف انگریزی میں لکھ سکتا ہوں۔ کسی اور زبان میں لکھوں تو امید نہیں، اس زبان کا جاننے والا کوئی خط اٹھائے یا نہیں، انگریزی ہی ایک ایسی زبان ہے۔ جس کے ذریعے میں اس خط کے آپ لوگوں تک پہنچنے کی امید کر سکتا ہوں، اللہ کرے یہ خط آپ تک پہنچ جائے۔ آمین ثم آمین۔

منور علی خان۔"

خط پڑھ کر انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا

پھر اس کی طرف دیکھا، جو خط لایا تھا، اس کا حلیہ دیکھ کر وہ خط وصول کرنے سے پہلے ہی بہت حیران ہو چکے تھے۔ اس کے جسم پر گرد ہی گرد جمی تھی، بالوں کی جگہ مٹی ہی مٹی نظر آ رہی تھی۔ جوتوں پر پالش کا دور دور تک پتا نہیں تھا، وہاں بھی مٹی کی موٹی تہ کا راج تھا، کپڑوں کا رنگ کوشش کے باوجود کوئی نہیں بتا سکتا تھا، وہ کپڑے کبھی رنگ دار رہے ہوں گے، اب تو ان کا رنگ مٹیالا ہو چکا تھا۔ چند منٹ پہلے اس نے دروازے پر دستک دی تھی اور محمود کے دروازہ کھولنے پر یہ خط اس نے اس کی طرف بڑھا دیا تھا، وہ اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر خود صحن میں آ گیا تھا اور پھر انھوں نے خط پڑھا تھا۔ اب وہ اس کے سامنے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ اجنبی اس وقت تک کھا پی بھی چکا تھا۔ بیگم جمشید نے اس کے لیے کھانے پینے کی چیزوں کی جو ٹرے بھر کر محمود کے ہاتھ بھیجی تھی، وہ اب اس طرح خالی ہو چکی تھی جیسے اسے کبھی بھرا ہی نہیں گیا تھا۔

"آپ کو کھانے کے لیے کچھ اور دیا جائے؟" محمود نے اس سے پہلا سوال کیا۔

"آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔" اس نے انگریزی میں کہا۔

"جاؤ فاروق! ایک ٹرے اور لے آؤ۔ بے چارہ نہ جانے کب سے بھوکا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی لگتا ہے۔" فاروق نے کہا اور خالی ٹرے اٹھا کر باہر نکل گیا۔

محمود نے ابھی اس سے بات چیت شروع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ فاروق فوراً ہی ٹرے لے آیا اور اس کے آگے رکھ دی، یہ ٹرے بھی اس نے چند منٹوں میں صاف کر دی۔

"اور کچھ لایا جائے؟" محمود نے ہمدردانہ انداز میں کہا۔

"جی نہیں۔ بس۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اس کی مسکراہٹ میں اطمینان تھا۔

"اب ہم آپ سے اس خط کے بارے میں کچھ پوچھ سکتے ہیں؟"

"ہاں جناب، کیوں نہیں۔"

"آپ کو یہ کہاں سے ملا؟"

"شریلیا کے ایک جنگل سے، میں ایک شکاری ہوں، خط بھی چونکہ ایک شکاری کا ہے، اس لیے میرے ہمدردانہ جذبات یہ خط پڑھ کر جاگ گئے اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس خط کو آپ لوگوں تک پہنچا کر رہوں گا۔"

"آپ نے بہت احسان کیا۔ ایک بہت لمبا سفر کیا۔ یہ سفر بھی شاید ہوائی نہیں کیا۔"

"جی نہیں! میں اتنا مال دار نہیں کہ اتنا لمبا ہوائی سفر کر سکتا۔ پھر یہ بات معلوم نہیں تھی کہ آپ لوگوں تک خط پہنچا بھی سکوں گا یا نہیں، اگر امید ہوتی تو ہوائی سفر کر ڈالتا اور اخراجات آپ سے وصول کر لیتا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کو اخراجات ادا کیے جائیں گے، فکر نہ کریں۔"

"اب تو میں بہت کم خرچ کر کے یہاں آیا ہوں۔"

"ابھی واپسی باقی ہے۔ واپسی کا ہوائی خرچ اور آنے کا بھی ہوائی خرچ ہم آپ کو ضرور ادا کریں گے۔"

"اوہ۔ بہت بہت شکریہ جناب۔"

"لیکن۔ ہم چاہتے ہیں۔ [illegible] تک آدھ دن یہاں آرام کریں۔ ہو سکتا ہے، ہم آپ کے ساتھ ہی یہاں سے روانہ ہوں۔ آپ ہمیں اس جنگل تک پہنچا ہی سکتے ہیں۔ جہاں خط ملا تھا۔"

"ہاں کیوں نہیں، لیکن اس طرح میرا وقت زیادہ صرف ہو گا۔ اب میرا اس جنگل کے بجائے اپنے گھر کا رخ کرنے کا ارادہ تھا۔"

"آپ فکر نہ کریں، آپ کو اس کا بھی معاوضہ مل جائے گا۔" محمود بولا۔

"تب تو میں ضرور چلوں گا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"اب آپ آرام کریں۔ ویسے کیا اس جنگل میں آپ کو کوئی عمارت بھی دکھائی دی؟"

"نہیں۔ اگر آپ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ عمارت اس جگہ کے آس پاس کہیں ہو گی جہاں سے مجھے خط ملا ہے تو آپ کا یہ خیال بالکل غلط ثابت ہو گا، کیونکہ ان جنگلوں میں دن رات ہوا کے شدید جھکڑ چلتے ہیں۔ یہ نہ جانے کہاں کا کہاں پہنچا ہو گا۔"

"اس کے باوجود ہم اپنی تلاش وہیں سے شروع کریں گے۔ دراصل آپ کو ہمارے طریقہ کار کا پتا نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کو وہاں تک لے چلوں گا۔"

"آپ اب آرام کریں۔ تھوڑی دیر تک ہمارے والد صاحب آ جائیں گے تو پروگرام ترتیب دیا جائے گا۔"

"بہت بہتر!"

وہ کمرے سے نکل آئے۔ ٹھیک پانچ بجے دروازے کی گھنٹی بجی، انسپکٹر جمشید مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"السلام علیکم!" انھوں نے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ پہلے یہ خط پڑھ لیں۔" محمود نے خط ان کے سامنے کر دیا۔

"کیسا خط؟"

"انکل منور علی خان کا۔"

وہ جلدی جلدی خط پڑھنے لگے، پھر بولے۔

"اجنبی کہاں ہے؟"

"ڈرائنگ روم میں۔"

وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔ اجنبی سو رہا تھا۔

"اسے جگانا مناسب نہیں۔ نہ جانے کتنے دن بعد سونا ملا ہے بے چارے کو۔ ہماری خاطر اس نے بہت لمبا سفر کیا ہے۔"

"جی ہاں! اس میں تو کوئی شک نہیں۔"

"آؤ پہلے انسپکٹر کامران مرزا کو فون کرتے ہیں۔"

انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی انسپکٹر کامران مرزا کے ٹیلی فون نمبر ملائے:

"السلام علیکم بھئی۔ آپ کو منور علی خان کی طرف سے کوئی خط تو نہیں ملا؟"

"ن۔ نہیں تو۔ خیر تو ہے؟"

"میں خط سنا دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ خط سنانے لگے،

ان کے خاموش ہونے پر انسپکٹر کامران مرزا بولے :

"اف مالک! یہ تو کافی خوفناک معاملہ ہے۔"

"تو پھر آپ بھی یہیں آ جائیں۔ اکٹھے ہی چلیں گے۔"

"ہم آ رہے ہیں۔ شوکی برادرز کے بارے میں کیا خیال ہے؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"میں انہیں بھی فون کر رہا ہوں۔"

اب انھوں نے شوکی برادرز کو فون کیا :

"کیوں بھئی۔ تمہیں منور علی خان کا کوئی خط تو نہیں ملا؟"

"جی نہیں تو۔"

"اچھا تو ان کا خط سن لو۔" یہ کہ کر انھوں نے انہیں بھی خط سنا دیا۔

"ہم ان کی تلاش میں روانہ ہو رہے ہیں۔ تم لوگوں کا کیا ارادہ ہے؟"

"جو آپ حکم کریں۔"

"آ جاؤ پھر۔" وہ بولے۔

"آ رہے ہیں۔" شوکی نے فوراً کہا اور انھوں نے سلسلہ ختم کر کے ریسیور رکھ دیا :

"دونوں پارٹیاں آ رہی ہیں۔"

"تب پھر پروفیسر انکل اور انکل خان رحمان کیوں محروم

رہیں۔" فرزانہ بولی۔

"خان رحمان کو لے چلتے ہیں۔ پروفیسر داؤد بے چارے بوڑھے آدمی ہیں۔ کہاں جنگلوں کی خاک چھانتے پھریں گے۔"

"یہ مہم آسان نہیں ہو گی۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔ ویسے ان کی کمی کا احساس ہوتا رہے گا۔" فاروق نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ کمی کا احساس ہونے دینا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا اور خان رحمان کے نمبر ملائے۔ انھوں نے ساری بات سن کر کہا :

"پروفیسر کو فون کر دیا؟"

"انہیں ساتھ لے جانے کا ارادہ نہیں۔ بے چارے مروت میں انکار نہیں کریں گے اور ہمارے ساتھ تھکتے پھریں گے۔"

"لیکن انہیں بتانا تو پڑے گا۔ بتائے بغیر کیسے جا سکو گے۔"

"یہ کام تم کر ڈالو۔" وہ بولے۔

"مشکل کام میرے ذمے لگاتے ہو۔ اچھا میں انہیں فون کرنے کے بعد آتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ بولے۔

آدھ گھنٹے بعد دروازے کی گھنٹی بجی۔ انداز خان رحمان کا تھا۔ محمود نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اور پھر چونک کر بولا:

"یک نہ شد دو شد۔ پروفیسر انکل بھی آتے ہیں۔"

"اور تم نے یہ کیسے جان لیا تھا کہ میں یہیں رہ [illegible] قبول کر لوں گا۔"

"لیکن پروفیسر صاحب۔ جنگلوں کی خاک چھاننا ہو گی۔ آپ کہاں پریشان ہوتے پھریں گے۔"

"میری پریشانی کے چکر میں نہ پڑو۔ وہ تمھیں چکرا کر رکھ دے گی۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"جی۔ کیا مطلب۔ کون چکرا کر رکھ دے گی؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"میری پریشانی۔" وہ مسکرائے۔

"ہاں اور کیا۔ چکرا کر رکھ دینے کے لیے اب پریشانی ہی تو رہ گئی ہیں۔"

"آپ کی مرضی۔ میں تو آپ کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"بھئی۔ ان لوگوں کی لذیذ، خستہ اور کراری باتیں میری تمام تھکن دور کر دیتی ہیں، تم فکر نہ کرو۔"

"لیکن یہ (۳) سفر میں خود [illegible] ہو جائیں گے، خستہ باتیں کیسے کر سکیں گے۔"

"وہ ان کا کام ہے۔ کسی نہ کسی طرح کر ہی لیں گے۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"بالکل ٹھیک انکل۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ باتیں کریں گے کیا کبھی کی ہیں [illegible]۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"ایں۔ یعنی ابھی تک تم نے وہ باتیں کی ہی نہیں تو اس بار کرو گے۔" پروفیسر داؤد کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی۔

"جی بس۔ اب ہم کیا بتائیں۔" فاروق نے شرما کر کہا۔

"چلو رہنے دو۔ آفتاب آ کر بتا دے گا۔"

"تک۔ کیا بتا دے گا؟" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"پہلے تو آپ دونوں یہ خط پڑھ لیں، پھر ایک نظر اجنبی کو دیکھ لیں۔" انسپکٹر جمشید نے دخل اندازی کی۔

دونوں خط پڑھنے لگے، پھر ڈرائنگ روم کے دروازے سے ہوتے ہوئے اجنبی کو دیکھا اور صحن میں آ کر بیٹھ گئے:

"فرصت بے چاری تو ہو گئی ہو گی بہت زیادہ پریشان۔" خان رحمان بڑبڑائے۔

http://www.pakfunplace.com

"نہیں۔ ہم جتنی ہی ہوتی ہو گی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو جمشید؟"

"ہم اس قسم کے حالات کے عادی ہو چکے ہیں نا۔" انھوں نے کہا۔

"پھر بھی۔ آخر وہ بیٹی ہے منور علی خان کی۔"

"ہے، لیکن بہت بہادر ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"خیر بھئی۔ ان کے آنے پر معلوم ہو جائے گا کہ وہ پریشان ہے یا نہیں۔"

"ان کے آنے میں کم از کم دو گھنٹے لگیں گے۔ لہٰذا کیوں نہ ہم ان دو گھنٹوں کو ضائع کرنے کے بجائے سفر کی تیاری میں صرف کریں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ مناسب رہے گا۔" محمود نے کہا۔

"اور ہم تو تیاری کر کے ہی آئے ہیں۔" خان رحمان بولے۔

وہ تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ان کا جی چاہ رہا تھا۔ دونوں پارٹیاں جلد از جلد ان تک پہنچ جائیں اور پھر وہ اجنبی کے ساتھ گویا اڑ کر اس جنگل تک پہنچ جائیں اور وہاں سے آگے سفر شروع کریں۔ آخر دو گھنٹے بعد دروازے کی گھنٹی بجی۔ محمود نے فوراً دروازہ کھولا اور السلام علیکم کی آوازیں گونج اٹھیں۔ ان کی نظریں فرحت پر

تھم گئیں۔ وہاں انھیں تازگی ہی نظر آئی۔

"تم میری طرف آنکھیں پھاڑ کر کیوں دیکھ رہے ہو۔" فرحت نے محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف حیران ہو کر دیکھا۔

"یہ اندازہ کرنے کے لیے کہ تم کس حد تک پریشان ہو۔"

"پریشانی کیسی۔ ابا جان تو ہمیشہ ہی موت اور زندگی کی کشمکش میں زندگی کے لمحات گزارتے ہیں۔"

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا۔ وہ پریشان نہیں ہو گی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا انکل۔" فرحت مسکرائی۔

"شاباش فرحت۔"

"لو بھئی۔ یہ تو بیٹھے بٹھائے شاباش کی حق دار بن گئی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ ابھی ہم بیٹھے کہاں ہیں۔" آفتاب کی آواز سنائی دی۔

"ارے ہاں واقعی۔ پہلے تو بیٹھ جانا چاہیے۔" فرزانہ نے کہا۔

"اور وہ حضرات نہیں آئے۔" آصف نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس پہنچنے ہی والے ہوں گے۔" خان رحمان بولے۔

سب صحن میں آ کر بیٹھ گئے۔ بیگم جمشید نے فوراً ہی کھانے کی ٹرالی ان کے درمیان سرکا دی۔ اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"منور علی خان کے دشمنوں نے کم از کم ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ایسے میں محمود نے کہا۔

"ہاں! ہمیں ایک جگہ مل بیٹھنے کے ان گنت مواقع مہیا کر دیے ہیں۔" آصف نے اس کی تائید کی۔

"اور ایسا کر کے اس نے اپنی شامت کو بھی تو آواز دی ہے۔"

"اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیا خبر ہماری اپنی شامت ہمیں آواز دے رہی ہو۔"

"اللہ مالک ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"کیا ہم بھی اجنبی کو ایک نظر دیکھ لیں انکل؟" فرحت نے پوچھا۔

"ضرور کیوں نہیں، لیکن اسے جگانے کی کوشش نہ کرنا نہ جانے کب سے نہیں سویا بے چارہ۔"

وہ لوگ بھی ڈرائنگ روم کے دروازے تک گئے اور اس پر ایک نظر ڈال کر واپس آ گئے۔

"ہم اس خط پر بھی بات کرنا پسند کریں گے" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ضرور کیوں نہیں۔"

"کیا یہ خط منور علی خان کا ہی لکھا ہوا ہے؟"

"انداز تحریر انھی کا ہے۔" فرحت نے فوراً کہا۔

"فرض کر لیتے ہیں، خط ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، سوال یہ ہے کہ دشمنوں کو انھیں وہاں قید کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہلاک کر کے فارغ ہو سکتے تھے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"یہ بات واقعی سوچنے کی ہے اور میں اس پر غور کرتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"پھر غور کرنے کے بعد آپ کس نتیجے پر پہنچے؟" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"اس پر کہ — وہ منور علی خان کے ذریعے دراصل ہمیں پھانسنا چاہتے ہیں۔"

"بالکل یہی خیال میں نے قائم کیا ہے۔"

"اور یہ اجنبی دراصل ان کا آدمی ہے۔" محمود نے کہا۔

"خیر۔ یہ ضروری نہیں۔" آصف بولا۔

"کیوں۔ امکانات تو یہی نظر آ رہے ہیں۔"

http://www.pakfunplace.com

"اس صورت میں اس کا حلیہ یہ نہ ہوتا۔ یہ شخص ہوائی جہاز میں بیٹھ کر سیدھا ہمارے ہاں آتا، آخر اسے یہ ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ دور دراز کا سفر کر کے آیا ہے اور ہوائی سفر نہیں کر سکتا۔"

"ہوں۔ یہ بات بھی وزن دار ہے۔ لہٰذا ہم بلا وجہ اس پر شک نہیں کریں گے۔ ہاں آگے چل کر شک کرنے کی کوئی وجہ نظر آئی تو کر لیں گے، ہمارا کیا جاتا ہے۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"بالکل ٹھیک! میں فاروق کی رائے سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں۔"

عین اسی وقت گھنٹی بجی:

"لیجیے۔ آ گئے وہ حضرات بھی۔" محمود نے چہک کر کہا اور دروازے کی طرف لپکا۔

جونہی دروازہ کھلا، شوکی برادرز کی آواز سنائی دی:

"اسلام علیکم!"

"وعلیکم السلام۔ شکر ہے۔ تم لوگ آ تو گئے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیوں۔ کیا ہم بہت دیر سے پہنچے ہیں؟" شوکی گھبرا گیا۔

"نہیں شوکی۔ تم نے ذرا بھی دیر نہیں لگائی۔" انسپکٹر جمشید نے فاروق کو گھورا۔

"م۔ میں نے کیا کیا ہے ابا جان!"

"ابھی تو خیر کچھ نہیں کیا، لیکن کچھ نہ کچھ تو کر ہی گزرو گے۔" آفتاب نے شوخ آواز میں کہا۔

"ارے۔ خبردار۔ میری ٹانگ لینے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ منہ کے بل گرو گے۔"

"ارے میاں جاؤ۔ میرے پاس تو پہلے ہی دو صحیح سلامت ٹانگیں ہیں، تمہاری ٹانگ لے کر کیا کروں گا۔" آفتاب نے جھنا کر کہا۔

"وحشت تیرے کی۔ ابھی آئے ہیں نہیں۔ لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جھلا کر کہا۔

"کیا کہا انکل۔ آئے نہیں ہیں۔ تو کیا ہم آپ کے دشمنوں کی آوازیں سن رہے ہیں۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"بے چارے فرشتوں نے کیا قصور کیا کہ ہمیں ان کی آوازیں سنائی دینے لگیں گی۔ فرشتوں کو تو نہ گھسیٹو۔" آصف کاٹ کھانے والے انداز میں بولا۔

"بس! اب یہ طوفان نہیں رکے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

http://www.pakfunplace.com

یہ پیش گوئی تو بالکل ایسی ہے جیسی محکمہ موسمیات والے کرتے رہتے ہیں۔ فرزانہ مسکرائی۔

"تو طوفان روکنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اجنبی ابھی سو رہا ہے۔۔ اسے جگانے کا کوئی پروگرام نہیں، جب تک وہ خود بیدار نہ ہو جائے گا۔۔ ہم روانہ نہیں ہو سکیں گے۔ تو پھر باتوں کا یہ طوفان کیوں نہ جگایا جائے۔" خان رحمان جلدی جلدی بولے۔

"آپ بھی کچھ بامحاورہ ہوتے جا رہے ہیں انکل۔"

"بھئی خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔"

"لیجیے۔ اب، ہم سب کے سب خربوزے ہو گئے۔" آفتاب نے بُرا سا منہ بنایا۔

"تو کیا ہوا۔ خربوزے اتنی بُری چیز تو نہیں ہوتے۔"

عین اس وقت، ڈرائنگ روم سے ایک عجیب سی آواز ابھری۔۔

طوطی کی آواز

وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔ آواز اجنبی کی تھی۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ کیا کہہ رہا تھا، یہ ان کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ آخر انہیں ڈرائنگ روم کے دروازے تک آنا پڑا۔ وہ دبے پاؤں وہاں پہنچے۔ انہوں نے دیکھا۔ اجنبی بدستور سو رہا تھا، لیکن اس کے ——— ہونٹ ہل رہے تھے، لیکن اب ان سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ وہ اسے بغور دیکھتے رہے۔ اچانک ایک آواز پھر ان کے کانوں سے ٹکرائی:

"مکاشا کی بچی۔ اب مجھے آزاد کر دے۔ آخر تو مجھے کب تک اپنا غلام بنائے رکھے گی۔ کب تک در در مجھے پھرائی رہے گی۔۔ میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں۔ اپنے بال بچوں سے ملنا چاہتا ہوں، ان سے ملنے کے لیے میری روح تڑپ رہی ہے۔"

یہ الفاظ اجنبی نے رکے بغیر کہے اور پھر اس کے ہونٹ ساکت ہو گئے۔ اچانک اس کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا رہا، پھر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں ملتے ہوئے بولا:

"مم۔ میں۔ میں کہاں ہوں؟"

"آپ ہمارے گھر کے ڈرائنگ روم میں ہیں۔" محمود نے دو قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"اوہ آپ۔ اب یاد آیا۔ میں یہاں وہ خط لے کر آیا تھا۔"

"ہاں! پھر کھانا کھانے کے بعد آپ سو گئے تھے، ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اب آپ خود جاگے ہیں۔ تو ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ ہم جاننے کے لیے بالکل تیار ہیں۔ بس آپ کے جاگنے کا انتظار تھا۔"

"اوہ! آپ کو جگا لینا چاہیے تھا۔" اس نے شرمندہ ہو کر کہا۔

"نہیں! آرام کر لینا بھی آپ کا حق تھا۔ ابھی تک ہم نے اپنے مہربان کا نام نہیں پوچھا۔"

"میں شوکام ہوں۔"

"شوکام۔ اور مکاشا کون ہے؟"

"مکاشا!" وہ زور سے چونکا۔

"ہاں! مکاشا کون ہے؟" محمود بولا۔

"وہ۔ وہ۔ وہ ایک بہت ظالم عورت ہے۔ میں اس کا غلام ہوں۔ بیس سال سے اس نے مجھے اپنے گھر نہیں جانے دیا۔"

"لیکن اس نے آپ کو یہاں کیسے آنے کی اجازت دے دی؟"

"وہ خط دراصل اسی کے ہاتھ لگا تھا۔"

"او ہو اچھا۔ پہلے تو آپ نے یہ بات نہیں بتائی تھی۔ یہی کہا تھا کہ آپ کو خط جنگل سے ملا تھا۔"

"ہاں! اس وقت میں نے یہی کہا تھا، لیکن میرا خیال ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مکاشا کو وہ خط جنگل سے ملا، اس نے یہ کام میرے ذمے لگا دیا اور میں آپ لوگوں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ یہاں میں نے یہ جملہ بے خیالی میں کہہ دیا کہ خط مجھے جنگل سے ملا تھا۔ شاید میں نفسیاتی طور پر یہ بات چھپانا چاہتا تھا کہ میں کسی عورت کا غلام ہوں، لیکن میں شاید نیند میں باتیں کرنے کا عادی ہوں، اس چیز نے

http://www.paktunplace.com

بھانڈا پھوڑ دیا۔ بات بس اتنی ہی ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ مکاشا کے غلام کیوں ہیں؟"

"میں نے اپنے آپ کو اس کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔"

"کیا کہا۔ بیچ دیا تھا۔"

"ہاں! اس طرح مجھے جو پیسے ملے، وہ میں نے اپنی بہن کو دیے، اسے علاج کے لیے شدید ضرورت تھی۔ وہ کینسر کی مریض تھی، ڈاکٹر بغیر فیس کے اس کا آپریشن کرنے کے لیے تیار نہیں تھے، لہٰذا میں نے خود کو مکاشا کے ہاتھ بیچ دیا۔ وہ انسانوں کو اسی طرح خریدتی رہتی ہے اور اس کام کے لیے بہت مشہور ہے۔"

"مکاشا نے آپ کو کتنے پیسے دیے تھے؟"

"بیس ہزار ڈالر۔ اور میری بہن کے لیے یہ رقم بہت کافی تھی۔"

"پھر۔ آپ کی بہن کا آپریشن ہوا؟" فاروق نے پوچھا۔

"ہاں! لیکن وہ بچ نہیں سکی۔ افسوس!" اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"ہوں! اور آپ ابھی تک مکاشا کے غلام ہیں؟"

"ہاں! میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"آپ فرار کیوں نہیں ہو جاتے۔"

"خود کو بیچ دینے والا کس طرح فرار ہو جائے، یہ تو معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔"

"اگر مکاشا کو بیس ہزار ڈالر ادا کر دیے جائیں؟"

"ہاں! اس صورت میں وہ مجھے ضرور آزاد کر دے گی، لیکن میں کہاں سے ادا کروں؟" اس نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ اسے یہ رقم ہم ادا کریں گے۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"کیا کہا۔ آپ۔ آپ رقم ادا کریں گے؟"

"ہاں! آپ پہلے ہمیں اس کے پاس لے چلیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج کی دنیا میں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

"اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں۔"

"اللہ!" اس کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔

"ہاں اللہ۔ آپ کیا اللہ کو نہیں مانتے۔"

"پتا نہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"کیا آپ کسی ہستی کو ایسا مانتے ہیں۔ جس نے آپ کو پیدا کیا؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ سومان دیوتا نے ہم سب کو پیدا

کیا ہے۔

"سوہان دیوتا۔ کیا یہ پتھر کا بت ہے؟"

"ہاں! بت ہے۔ اسی نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔"

"اور کیا آپ اس کی پوجا کرتے ہیں؟"

"ہاں! بالکل کرتے ہیں۔"

"تو پھر سن لیں مسٹر شوکام۔ اس پوری کائنات کو صرف ایک اللہ نے پیدا کیا ہے، آپ جس کو اپنا دیوتا مانتے ہیں، وہ تو ایک مکھی کو بھی پیدا نہیں کر سکتا بلکہ مکھی اگر اس کے ناک پر بیٹھ جائے تو اس مکھی کو اڑا بھی نہیں سکتا۔ کیا آپ نے یہ بات اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی۔ اگر کوئی پرندہ اس پر پیشاب وغیرہ کر دے تو بت اس پرندے کا کیا بگاڑ لیتا ہے۔ لیکن اللہ کی ذات وہ ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ پھر بھی کوئی اسے چھو نہیں سکتا، دیکھ نہیں سکتا، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔"

"یہ تو آپ نے مذہبی بحث چھیڑ دی۔ ہماری بستی میں ایک بار ایک شخص آیا تھا، اس نے بالکل اسی قسم کی باتیں بتائی تھیں۔ لوگوں نے اسے مار مار کر نکال باہر کیا تھا۔" شوکام نے ہنس کر کہا۔

"گویا آپ نے ہماری باتوں کا کوئی اثر نہیں لیا۔" انسپکٹر جمشید نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں، میرے باپ دادا نے اسی بت کو اپنا دیوتا مانا ہے۔ میں آپ کے اللہ کو کس طرح مان لوں۔"

"اچھا یوں سہی۔ ہم آپ کے ساتھ چل رہے ہیں۔ میں دیوتا کی اگر ناک توڑ دوں، کان توڑ دوں تو وہ دیوتا ہے۔ جو اس قدر بے بس ہے۔"

"آپ اگر ایسا کریں گے تو آپ پر بہت بڑا عذاب نازل ہو گا۔"

"تب میں یہ کام کر کے ضرور دکھاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ کون سا عذاب آتا ہے مجھ پر۔"

"ٹھیک ہے۔ وہاں چل کر آپ ایسا کر دکھایئے گا۔ ادھر آپ دیوتا پر ہاتھ اٹھائیں گے، ادھر آپ کا ہاتھ سوکھ جائے گا۔"

"اگر ایسا نہ ہوا تو؟"

"تو میں آپ کے اللہ پر ایمان لے آؤں گا۔"

"وعدہ رہا۔" انسپکٹر جمشید خوش ہو گئے۔

"ہاں بالکل۔"

"اب چلنے کی تیاری کر لیں۔ بھوک ہو تو کچھ اور

کھا لیں۔

"نہیں! اب بالکل بھوک نہیں ہے۔"

دو گھنٹے بعد وہ ایک سپیشل جہاز میں بیٹھے اڑے جا رہے تھے۔ شوکام ان کے انتظامات پر حیران ہوتا رہا۔ آخر اس سے رہا نہ گیا:

"کیا آپ لوگ اس ملک کے خاص لوگ ہیں؟"

"اتنے خاص بھی نہیں۔" خان رحمان بولے۔

"اور ہاں! وہ آپ نے بیس ہزار ڈالر ساتھ لے لیے تھے نا؟" اس نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔"

"جہاز ہمیں آپ کے ملک کے دارالحکومت میں اتارے گا۔ وہاں سے کتنا فاصلہ ہے اس جنگل کا؟"

"وہاں سے اگر گاڑی میں سفر کریں تو چھ گھنٹے لگیں گے اور اگر کاروں میں سفر کیا جائے تو صرف تین گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔"

"گویا وہاں جہاز کے ذریعے نہیں جا سکتے۔"

"نہیں۔ وہاں کوئی ایر پورٹ نہیں ہے۔ ہاں آپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی جا سکتے ہیں، لیکن اخراجات …"

"آپ اخراجات کی بات نہ کریں۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"اور کیا۔ ہمارے ہاں بس یہی تو ایک بات ہے جو … کی جاتی۔" فاروق مسکرایا۔

"… سنائی دی جیتی آواز۔ میں تو سمجھا تھا آج یہ حضرت … ہاں گھر رہ کر آئے ہیں۔" آصف نے خوش ہو کر کہا۔

"میں اس خیال میں رہا کہ آپ لوگ اپنے مکان گھر چھوڑ … اس بات کروں گا بھی تو سنیں گے نہیں۔" فاروق نے کہا۔

"… شکر ہے۔ دونوں فریق غلط فہمی سے نکل آئے۔"

… داؤد مسکرائے۔

"ویسے انکل۔ آپ کا کیا خیال ہے؟" آفتاب نے کہا۔

"کس بارے میں؟" پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس خط کے بارے میں۔"

"اچھی کوشش تھی۔ جو کامیاب رہی۔" وہ بولے۔

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔" آفتاب نے کہا۔

"انکل ہی کیا۔ تمھاری بات کا مطلب تو کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آتا۔" فاروق ہنسا۔

"میں تم سے مغز نہیں مار رہا۔"

"دیکھا انکل۔ یہ آپ سے دراصل مغز مار رہا ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"نہیں۔ نہیں انکل۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

http://www.pakfunplace.com

"اگر تھا بھی تو کیا ہوا — میں برا نہیں مانتا۔"

"بس — اور کوشش کر لو — یہ وار تو تمہارا خالی گیا۔"

نے فاروق کو گھورا۔

"ہم آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا جانے کا ارادہ ہے" فاروق نے سہم کر کہا۔

"میں آدم خور نہیں ہوں۔" آفتاب بولا۔

"تو پھر — اور کیا ہو۔" فرزانہ کے کہتے ہی … اس کے انداز پر سب ہنس دیے۔

"جہاز اڑنے لگا ہے۔" خان رحمان نے گویا اعلان کیا۔

"ابھی کیا ہے انکل — آگے آگے دیکھیے کیا کچھ ہے۔" فاروق بولا۔

"خیر بھئی — وہ بھی دیکھ لیں گے۔" پروفیسر بولے۔

"اس مرتبہ تو ابتدا ہی میں یہ لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں، اللہ اپنا رحم فرمائے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"آپ نے غلطی کی انکل — آپ کو انہیں گھر میں ہی … کر آنا چاہیے تھا — اور بعد میں بلا لینا چاہیے تھا۔ اس طرح یہ سارے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے تھے۔" … نے جلدی جلدی کہا۔

"اب تو غلطی ہو گئی بھئی — اب کیا ہو سکتا ہے

… گرانے —

… اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا — تم لوگ واپس … انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"… انکل — آپ … ہمارا چلے جانا پسند کریں گے؟"

"… — بالکل نہیں — اگر تم واپس جاؤ گے … ہمارے ساتھ جائیں گے۔" پروفیسر داؤد نے …

"… پھر تم ہی یہاں رک کر کیا کریں گے، ہم بھی … گے۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"اس کا مطلب ہے — ہم میں سے کوئی بھی واپس نہیں … — ان مسٹر شوگام ضرور اپنے گھر جائیں گے۔"

"… یقین نہیں آ رہا۔"

"… اللہ … کر مان لو — تو فوراً یقین آ جائے، کیونکہ اللہ ہر … ہے اور اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔"

"… آپ … کے کان ناک توڑ کر دکھائیں — اگر آپ … ہو گیا تو — میں آپ کے اللہ پر ایمان لے آؤں گا۔"

"اس صورت میں میں یہ کام ضرور کر دوں گا، تم فکر …"

اسی وقت جہاز نے ایک جھٹکا لیا — وہ چونک کر ایک

دوسرے کی طرف دیکھنے لگے:

"یہ - یہ کیا ہوا تھا بھئی؟" انسپکٹر جمشید نے پائلٹ کو مخاطب کیا۔

"کوئی خاص بات نہیں سر۔"

"اگر کوئی عام بات ہے - تو بھی ہم اس کو نظر انداز کرنے کے لیے تیار نہیں۔"

"میں چیک کر رہا ہوں -- جو بات بھی ہوئی، آپ کو بتا دی جائے گی۔"

"اچھی بات ہے۔" انھوں نے کہا اور خان رحمان کو اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر اگلے حصے میں چلے گئے۔

"مجھے رہ رہ کر منور علی خان کا خیال آ رہا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

"حیرت ہے - رہ رہ کے کیوں آ رہا ہے - مسلسل کیوں نہیں آ رہا۔" فاروق نے چہرے سے بھی حیرت ظاہر کی اس کوشش میں اس کا منہ عجیب سا بن گیا۔ دوسرے مسکرا اٹھے۔

"بھئی یہ خیال کی مرضی ہے، رہ رہ کر آئے یا ٹھہر ٹھہر کر آئے یا پھر مسلسل آتے یا آندھی اور طوفان کی رفتار سے آتا چلا جائے۔" آفتاب نے رکے بغیر کہا۔

"تمھارے پیچھے کوئی لاٹھی لے کر تو نہیں کھڑا - کہ اگر تم چلنے کے درمیان میں رکے تو لاٹھی سر پر پڑے گی۔" فرحت نے جھلا کر کہا۔

"لاٹھی تو اب پرانی چیز ہو گئی، تلوار کا لفظ استعمال کرو بھئی۔" شوکی کی آواز ابھری۔

"لو اب ہنڈی کو بھی زکام۔" آصف بولا۔

"تلوار میں شاید مذکر مؤنث میں بہت کمزور ہیں آپ۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

بڑی پارٹی کی کھی کھی شروع ہو گئی - اسی وقت خان رحمان آتے نظر آئے - ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے:

"جہاز میں کوئی گڑبڑ ضرور ہے - پائلٹ صاحب چھپا رہے ہیں۔"

"کیوں بھئی، کیا چکر ہے؟" انسپکٹر جمشید نے پائلٹ کو مخاطب کیا۔

"میں جھٹکے کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور کوئی بات نہیں۔"

"اگر کوئی خطرہ ہے تو مہربانی فرما کر چھپانے کی کوشش نہ کریں - وقت سے پہلے بچاؤ کی تیاری کر لینا

http://www.pakfunplace.com

زیادہ مناسب ہے۔"

"ٹھیک ہے سر۔ آپ لوگ پیراشوٹ باندھ لیں۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے، پھر جلدی جلدی پیراشوٹ باندھنے لگے۔

یہ ایک خصوصی طیارہ تھا اور ہر قسم کا انتظام اس میں کیا گیا تھا۔

"میں طیارہ نیچے لے جا رہا ہوں سر۔ اب اسے بلندی پر نہیں رکھ سکتا۔ آپ لوگ چھلانگیں لگا دیں۔"

"اچھی بات ہے۔ آؤ بھئی۔ اللہ کو یاد کرتے ہوئے چھلانگیں لگا دو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

انھوں نے چھلانگیں لگا دیں۔ ساتھ ہی جہاز بلند ہونے لگا، انھوں نے حیرت بھری نظروں سے جہاز کو دیکھا۔ پائلٹ مذاق اڑانے کے انداز میں ہاتھ ہلاتا نظر آیا۔

"اوہ۔ تو یہ سب دھوکا ہے۔ وہ جھٹکا خود پیدا کیا اس نے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"پتا نہیں۔ اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

ان کے پیراشوٹ کھل چکے تھے اور وہ ساتھ ساتھ فضا میں تیر رہے تھے، اس لیے ایک دوسرے سے باتیں کرنے کے قابل تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جہاز نظر

اوجھل ہو گیا۔

"اس فضائی کمپنی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ابا جان؟" محمود نے پوچھا۔

"واپسی پر اس کے خلاف تحقیقات کریں گے۔ تم فکر نہ کرو۔"

"واپسی تک کیا وہ ملک میں اپنے دفاتر باقی رکھے گی؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ ہم اس مہم سے سلامت نہیں لوٹیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری

"جی کیا مطلب؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"مطلب یہ کہ یہ پیراشوٹ بھی کوئی دم میں رخصت ہونے والے ہیں۔ میں ان کے اندر کی طرف چھوٹے ٹائم بم لگے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ ارے ہاں۔ کیا تم ایڑی میں سے چاقو نکالنے کی پوزیشن میں ہو؟" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"کوشش ضرور کر سکتا ہوں۔"

"تو پھر جلدی سے کوشش کر ڈالو۔ ورنہ ہم سب گئے کام سے۔"

محمود نے جھک کر تیزی سے جوتے کی ایڑی میں سے چاقو نکال لیا۔

http://www.paktunplace.com

بم والی رسی کاٹ کر چاقو میری طرف اچھال دو محمو
لیکن دھیان رہے۔ چاقو اس طرح اچھالنا کہ میرے ہا
لگ جائے۔"

محمود نے فوراً عمل کیا۔ پہلے بم والی رسی کاٹی او
پھر چاقو ان کی طرف اچھال دیا۔ انھوں نے بھی ر
کاٹ دی اور پھر چاقو انسپکٹر جمشید کی طرف چلا گیا۔
اسی طرح چاقو باری باری سفر کرتا رہا۔ بم کٹ کٹ کر
گرتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک پیرا شوٹ کے ساتھ
بھی بم نہ رہ گیا۔ تب کہیں جا کر انھوں نے سکون
سانس لیا۔

"اف مالک۔ کس قدر خوفناک لمحات تھے۔"

"ہاں ہاں بچے۔ ورنہ منصوبہ بہت زبردست تھا۔" انچ
کامران مرزا نے کہا۔

"بچے نہیں۔ اللہ نے بچا لیا۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"اب مزا تب ہے۔ جب ہم آس پاس ہی گری
ورنہ بچھڑ جائیں گے۔"

"اگر بچھڑ گئے تو دارالحکومت کے ہوٹل داگرہ پہنچنے کی
کوشش کی جائے گی۔ سب وہاں جمع ہوں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

http://www.pakfunplace.com

میں اسی وقت تیز ہوا کے جھونکے چلنے لگے اور ان کے
پیرا شوٹ ادھر سے ادھر ہوتے چلے گئے۔ اب ہر کوئی
دوسرے سے دور ہونے لگا۔

"یہ۔ یہ تو بچھڑنے کا سامان پیدا ہو گیا۔"

"اللہ مالک ہے۔ مسٹر شوکام۔۔ تم بھی ہوٹل داگرہ
پہنچ جانا۔"

"اچھا۔ اچھا جناب۔" اس نے گھبراہٹ کے عالم میں کہا۔

"ڈر لگ رہا ہے؟"

"ہاں! پہلے کبھی پیرا شوٹ میں نہیں نکلا۔" اس نے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ تم بہت آرام سے زمین
پر اترو گے۔ تم تو یوں بھی مقامی آدمی ہو۔ تمھارے لیے
کیا خطرہ۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"اور اگر کسی نے بات کیے بغیر گولی مار دی۔" اس نے
[illegible] کہا۔

"امید تو نہیں کہ کوئی ایسی بے وقوفی کرے گا۔ تاہم اگر
کوئی ایسا کرے گا تو ہم اس سے نبٹ لیں گے۔"

"وہ تو آپ بعد میں نبٹیں گے۔ ہم تو دنیا سے
رخصت ہو جائیں گے۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم دوسری دنیا میں ملاقات

کرلیں گے

"ارے باپ رے"

اور پھر وہ اس قابل بھی نہ رہ گئے کہ ایک دوسرے کی آواز سن سکیں۔ دور سے دور ہوتے چلے گئے۔ ساتھ ہی نیچے بھی آتے چلے گئے۔ انسپکٹر جمشید کے پاؤں زمین سے لگے تو انھیں بے شمار جنگلی اپنے گھیرے میں لیے ہوتے تھے اور بے تحاشہ اچھل کود مچا رہے تھے

"ٹھہرو بھئی۔ پہلے میری بات سن لو۔"

لیکن انھوں نے اپنی ہو ہو ہی ہی ہبا ہبا جاری رکھی پتا نہیں اس ہو ہو ہا ہا ہبا ہبا کا کیا مطلب تھا۔ ساتھ میں وہ نیزے اور بھالے اچھال رہے تھے ان کو اونچا نیچا کر رہے تھے۔

"ٹھہرو بھئی۔ پہلے میری بات سن لو۔"

لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

وہ اسی طرح ان کے گرد ناچتے رہے اور انھیں ایک سمت میں دھکیلتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک کھلے میدان کے بیچوں بیچ اونچے چبوترے تک لے آئے۔ اس چبوترے کے درمیان میں ایک نیزہ گڑا ہوا تھا۔ اس کی نوک آسمان کی طرف تھی۔

اچانک ایک کرخت آواز گونجی۔ انسپکٹر جمشید نے دیکھا، ایک بہت لمبے اور چوڑے قد و قامت کا جنگلی ان سب کو خاموش ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اس کی ہدایت پر عمل کافی دیر بعد ہو سکا۔ اب میدان میں موت کا سناٹا طاری تھا۔ لمبا چوڑا آدمی شاید ان کا سردار تھا۔ وہ اپنی زبان میں ان سے جلدی جلدی کچھ کہہ رہا تھا۔ جونہی وہ خاموش ہوا، سب نے بلند آوازیں نکالیں۔ وہ جوش اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر تقریباً دس آدمیوں نے اپنے نیزے اور بھالے پھینک دیے اور انسپکٹر جمشید کی طرف بڑھے:

"کیا ارادہ ہے بھئی؟" انسپکٹر جمشید نے انگریزی میں کہا، لیکن انھوں نے جیسے سنا ہی نہیں۔

دس آدمی جونہی ان کے نزدیک آئے۔ تیزی سے جھپٹے اور انھیں ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ نہ صرف اٹھا لیا۔ بلکہ انھیں ہاتھوں اور پیروں سے بہت مضبوطی سے پکڑ بھی لیا۔ اب وہ اس چبوترے کی طرف بڑھنے لگے:

"یار بتا تو دو۔ کیا کرنے کا ارادہ ہے؟" انھوں نے جھلا کر کہا۔

انھوں نے اپنے ہاتھ اور بلند کر لیے اور پھر انسپکٹر جمشید کی سمجھ میں بات آگئی۔ وہ انھیں اس گڑھے ہوئے

نیزے کی نوک پر رکھنا چاہتے تھے ۔ تاکہ نیزہ ان کے جسم کے پار ہو جائے اور وہ اس میں پھنس کر رہ جائیں جونہی انھوں نے اس چیز کو بھانپا ۔ وہ بُری طرح تڑپے اور ان کی گرفت سے آزاد ہو گئے ۔ دوسرے ہی لمحے انھوں نے نیچے پڑا ایک بھالا اُٹھا لیا ۔

قلعہ نما عمارت

انھیں بھالا اٹھاتے دیکھا تو تمام جنگلی بُری طرح ہنسنے لگے ، ان کے قہقہے گونجنے لگے ۔ انسپکٹر جمشید نے موقعے سے فائدہ اٹھایا اور بھالا ایک کے پیٹ میں دے مارا ، اس کی بھیانک چیخ قہقہوں سے بھی بلند ہو گئی ۔ قہقہے رک گئے ، اتنے میں ہی انسپکٹر جمشید دوسرے کو لے بیٹھے تھے ، اب دو جنگلیوں کے لاشے زمین پر پڑے بُری طرح تڑپ رہے تھے ۔

جنگلیوں کا شور گونج اٹھا ۔ وہ بے تحاشہ نیزے اور بھالے لہراتے ان کی طرف دوڑ پڑے ۔ ان کے آس پاس کھڑے ہوئے جنگلیوں نے بھی اپنے نیزے اٹھا لیے ۔ گویا اب ہزاروں جنگلی ان کے مقابلے پر تھے اور وہ بالکل تنہا تھے ، اس پر بھی ان کے چہرے پر ذرا گھبراہٹ نہیں تھی ۔ گھبراہٹ کی بجائے ایک دل کش

http://www.pakfunplace.com

مسکراہٹ تھی۔ اچانک وہ چھلانگ لگا کر چبوترے پر چڑھ
گئے۔ اور لگے بھالا گھمانے۔

اب ان کا بھالا بجلی کی سی تیزی سے گھوم رہا
تھا۔ اور گھوم کیا رہا تھا، نظر تک نہیں آ رہا تھا۔
جونہی جنگلی ان تک پہنچے اور اپنے نیزوں اور بھالوں سے
حملہ کیا، ان کے بھالے کی لپیٹ میں آ گئے۔ وہ الٹ ا
کر گرے۔ ان حالات میں ایک اور آواز گونجی اور و
آواز اللہ اکبر کی تھی۔ انسپکٹر جمشید نے آواز سنی، لیکن س
اٹھا کر آواز کی سمت میں نہ دیکھا۔ انھوں نے انسپکٹر کام
مرزا کی آواز پہچان لی تھی۔ سر اٹھا کر دیکھنے سے ان کا
توازن بگڑ جاتا اور اس وقت بھالا گھمانا توازن کا کھیل تھا۔

دوسری طرف انسپکٹر کامران مرزا بھالا گھمانے لگے۔
اب دو محاذ بن گئے۔ دونوں طرف صورت حال ایک
جیسی نظر آنے لگی۔ جنگلیوں کے لاشے اچھل اچھل کر گر
لگے، تڑپنے لگے، چیخ و پکار نے ایک سماں سا باندھ
دونوں کی دھاک ان کے دلوں پر اللہ نے بٹھا دی اور
وہ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگے۔ شاید اتنے دلیر اور پھرتیلے
لوگوں سے ان کا پہلی بار سامنا ہوا تھا، وہ تو بھیڑ بکریوں
علاتپ لوگوں کو شکار کرتے رہے تھے۔

ایسے میں ایک بار پھر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کی آواز گونجی
اور خان رحمان میدان میں کود پڑے۔

"بہت خوب خان رحمان۔ معلوم ہوتا ہے۔ ہم لوگ
پاس ہی کھڑے ہیں۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" خان رحمان کی آواز سنائی دی۔

"ابھی تو ہماری چھوٹی پارٹی باقی ہے۔ وہ یہاں پہنچ
کر ان لوگوں کا کیا حشر کرے گی۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ان شاء اللہ انھیں چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا جائے گا۔"
انسپکٹر جمشید بولے۔

"بلکہ انھیں ناکوں چنے چبوا دیے جائیں گے۔" خان رحمان
نے مسکرا کر کہا۔

"دانت کھٹے کر دیے جائیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

ایسے میں دو زور دار دھماکے ہوئے۔ بے شمار جنگلی
خوفناک انداز میں چیخے۔ ساتھ ہی پروفیسر داؤد کی آواز ابھری:

"میں بھی پہنچ گیا ہوں دوستو۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔"

"اوہ تو یہ دھماکے آپ نے کیے ہیں۔"

"ہاں۔ دو عدد سگار سلگا کر ان کے درمیان پھینک دیے
ہیں میں نے اور بس۔"

"لیکن آپ خود کو کیسے بچائیں گے ان کے حملوں سے، آپ

کو تو نیزہ چلانا یا بھالا گھمانا نہیں آتا۔"

"میں ایک جگہ چھپا ہوا ہوں۔"

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تو پھر سنگار اور نکالیے نا۔"

"یہ ناانصافی ہے۔ کچھ کام تو ہمارے حصے میں بھی چاہیے۔" ایسے میں محمود کی آواز گونجی۔

"معلوم ہوتا ہے۔ سب آ گئے۔"

اس صورتِ حال نے جنگلیوں کو اور بھی بوکھلا دیا۔ ... ویسے ہی مقابلہ مشکل ہو رہا تھا۔ اب تو چاروں طرف سے ان کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔

محمود وغیرہ بھی سب کے سب نیچے اتر کر ادھر آ چکے تھے اور اب دشمنوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ ایسے میں سردار کی آواز گونجی:

"کلشو۔ کلشو۔"

پتا نہیں اس لفظ کا کیا مطلب تھا۔ تمام جنگلی ... اور نیزے پھینک کر پیچھے ہٹ گئے اور ان کے آگے ... جھک کر کھڑے ہو گئے۔

"ہمارے آگے نہ جھکو۔ ہمارے اللہ کے آگے جھکو۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

"لیکن وہ بھلا ان کی زبان کہاں سمجھتے تھے۔ سردار ...

... تھا اور اپنا نیزہ انسپکٹر جمشید کو پیش کرنے کے بعد جھک ... انداز سے اس نے کچھ کہا بھی۔

انسپکٹر جمشید نے اسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کر دیا ... اشاروں میں جھکنے سے منع کیا اور یہ بھی اشارہ کیا کہ وہ ... ساتھیوں کو بھی جھکنے سے منع کر دے اور سب سیدھے ... ہو جائیں۔ سردار نے انھیں حکم دیا تو وہ سیدھے [illegible]

"ارے بھئی۔ وہ شوکام بھی ادھر پہنچا یا نہیں۔"

"ہاں جناب۔ میں بھی آ ہی گیا ہوں، لیکن آیا اس وقت ہوں جب لڑائی ختم ہو چکی تھی۔" اس کی آواز سنائی دی۔

"چلو یہ اچھا ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اب ہم اپنا سفر کس طرح شروع کریں۔ پتا نہیں، ابھی سریلیا کا دارالحکومت ... دور ہے۔"

"میں ان لوگوں سے بات کرتا ہوں۔"

"ارے! تم ان کی زبان جانتے ہو۔"

"جی ہاں! آخر میں اس ملک کا رہنے والا ہوں۔" ... شوکام بولا۔

"بہت خوب۔ پھر تو مزا آ گیا۔ شروع کرو ان سے ... بات۔"

http://www.pakfunplace.com

اب وہ آگے بڑھا اور ان سے بات چیت کی۔ پ
ان کی طرف مڑا:

"دار الحکومت یہاں سے کوئی ہزار کلومیٹر دور ہے
وہاں جانے کے لیے ہمیں سمندری سفر کرنا پڑے گا۔
بحری جہاز ہی ہمیں لے جا سکے گا۔ وہ بھی اس ط
سے گزرنے والا۔ جنگلی سردار کا کہنا ہے کہ آپ لوگو
کم از کم تین دن تک یہاں مہمان رہنا ہو گا۔ یہ
کو اپنا دیوتا خیال کرنے لگے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔ یہ تو بہت بُری بات ہے
شوکام۔ تم انھیں بتاؤ۔ ہم عام انسان ہیں اور یہ دیوتا
کوئی چیز نہیں ہوتے۔ صرف ایک اللہ کو اپنا معبود ما
چاہیے۔ ورنہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کا عذاب بھ
گا۔ ہم یہ باتیں تمھیں بتاتے جائیں گے۔ تم انھیں
یہ تین دن ہم یہی کام کریں گے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔" شوکام نے کہا۔

"لیکن ان تین دنوں کے دوران سردار کے چند آ
ساحل سمندر پر موجود رہیں گے۔ جونہی کوئی جہاز آتا د
دے، وہ ہمیں بتا دیں۔ جہاز کو ہم خود روک لیں گے"

"اچھی بات ہے۔"

اگلے تین دن ان کی زندگی کے عجیب ترین دن تھے،
ان دنوں میں انھیں عجیب و غریب قسم کے کھانے کھلائے
گئے۔ ہم انھوں نے یہ اطمینان کر لیا تھا کہ کھانے حلال
ان کے ہیں۔ ادھر اسلام کی تبلیغ زور شور سے جاری
تین دن میں ہی وہ بہت کچھ جان گئے۔ پانچویں
انھیں ایک جہاز کے آثار دکھائی دیے۔ انھوں نے درختوں
اور لکڑیاں وغیرہ جلا کر دھواں پیدا کیا اور ساحل
طرف منہ کر کے اچھلنا کودنا شروع کیا۔ آخر جہاز کا عملہ ان
طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ ساحل کی طرف آیا۔ ان کے
وں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ایک گھنٹے بعد وہ جہاز پر بیٹھے اس بستی سے رخصت
رہے تھے۔ تمام جنگلی ساحل پر کھڑے ہاتھ ہلا ہلا
انھیں رخصت کر رہے تھے۔ اسلام کا نور ان کے اندر
ل چکا تھا۔ ان کی آنکھیں آنسو اگل رہی تھیں۔ اور
وہ یہ اطمینان لیے وہاں سے رخصت ہو رہے
کہ ان کے پانچ دن ضائع نہیں گئے، بہت کام آئے ہیں۔
میں ڈوبی ایک قوم کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی
کے ذریعے عطا کر دی تھی۔ انھیں اور کیا چاہیے۔

تین دن کے سفر کے بعد جہاز ساحل پر لگا۔ وہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ہوٹل واگرہ پہنچے۔ ہوٹل میں انھوں نے ایک دن آرام کیا۔ اس دوران انھوں نے معلومات حاصل کیں ... اپنی منزل کے بارے میں اندازے لگا لیے۔ ... کا سفر آسان تھا۔ شوکام کے ... آخر وہ اس جنگل میں پہنچ گئے جہاں منکاشا رہتی تھی

منکاشا ایک جادوگرنی تھی۔ اس نے خوش گوار ... میں ان کا استقبال کیا۔ شوکام نے ان کا تعارف ...

"اچھا! یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اس خط کے ... آئے ہیں۔ شوکام! تم نے اپنا کام خوبی سے پورا کیا ... میں تمھیں دس دن کی رخصت دیتی ہوں۔ تم دس دن کے بعد اپنے گھر جا سکتے ہو۔"

یہ سن کر شوکام نے ان کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا... انسپکٹر جمشید نے منکاشا سے کہا:

"آپ انھیں آزاد ہی کیوں نہیں کر دیتیں؟"

"آزاد کر دوں۔ بیس ہزار ڈالر میں خریدا تھا اسے۔"

"... آپ کو بیس ہزار ڈالر دے دیتے ہیں۔"

"... کیا خریدی ہوئی چیز اپنی قیمت پر فروخت کی جاتی ... کر خرید پر۔" منکاشا شیطانی انداز میں مسکرائی۔

"چلیے ٹھیک ہے۔ آپ ان کے کتنے ڈالر چاہتی ہیں؟"

"پچاس ہزار۔"

"کیا!" شوکام چلا اٹھا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر شوکام۔ گھبراؤ نہیں۔"

"یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں جناب۔ پچاس ہزار ڈالر ... لیے ہیں۔ یہ ظلم ہے۔"

"تم چپ رہو شوکام۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے خان ... کو اشارہ کیا۔

انھوں نے فوراً پچاس ہزار کے ٹریولرز چیک اس کی طرف بڑھا دیے۔

"یہ کیش بھی ہو جائیں گے؟"

"پہلے کیش کرا لیں۔ ہم شوکام کو بعد میں رہا کروا لیں گے۔"

"نہیں نہیں۔ مجھے یقین آ گیا۔ یہ کیش ہو جائیں گے، شوکام! تم آج سے آزاد ہو۔"

"میں تمھارا شکریہ ادا نہیں کروں گا جادوگرنی۔ ان لوگوں کا شکریہ ادا کروں گا۔ زندگی بھر میں ان کا احسان نہیں بھولوں گا۔"

"مجھے تمھارے شکریے کی ضرورت بھی نہیں۔" وہ مسکرائی۔

"شوکام۔ تم ابھی اور اسی وقت اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ خان رحمان اسے سفر خرچ بھی دے دو۔"

شوکام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ خان رحمان نے اس کی جیب میں کچھ نوٹ ڈال دیے۔

"آج مجھے وہ دن یاد آ رہا ہے۔۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے اور کسی یہودی کے غلام تھے۔۔ وہ انھیں گرم تپتی ریت پر لٹایا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں آزاد کرایا تھا۔"

آنسو بہاتے ہوئے شوکام نے انھیں الوداع کہا۔ اس کے نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد انسپکٹر جمشید نے منکاشا سے کہا:

"ہاں! اب بتاؤ۔ وہ خط کہاں سے ملا تھا؟"

"اسی جنگل سے۔ چلو میں وہ جگہ دکھا دوں۔"

وہ اس کے ساتھ اسی گاڑی میں روانہ ہوئے۔ یہاں آنے کے بعد پہلا کام انھوں نے اس گاڑی کو خریدنے کا کیا تھا۔ یہ ایک بڑی گاڑی تھی اور دس سترہ آدمی آسانی سے سفر کر سکتے تھے۔ تین گھنٹے کے سفر کے بعد منکاشا نے انھیں رکنے کا اشارہ کیا۔

وہ ایک گھنا جنگل تھا۔ اس کے درخت عجیب و غریب

قسم کے تھے، اس قسم کے درخت انھوں نے زندگی میں پہلی بار دیکھے۔ ان سے عجیب قسم کی چیز ٹپک رہی تھی، یہ ان درختوں کا رس تھا۔ ایک جھنڈ کے پاس رک کر منکاشا نے کہا:

"وہ خط یہاں اٹکا ہوا تھا۔"

"ہوں! یہاں عام طور پر ہوا کا رخ کیا رہتا ہے؟"

"دائیں طرف پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں کی طرف سے ہوائیں آتی ہیں۔ ان پر جب بارش پڑتی ہے تو ہوائیں اور تیز ہو جاتی ہیں۔" اس نے بتایا۔

"اس طرف سے ہوا پہاڑوں کی طرف بھی چلتی ہے؟"

"ہاں! لیکن صرف موسم گرما میں، سردیوں میں ہوا کا رخ ہمیشہ پہاڑوں سے اسی طرف ہی رہتا ہے۔"

انسپکٹر جمشید نے خط نکال کر دیکھا۔ اس پر پچھلے ماہ کی تاریخ تھی۔

"یہ خط تمھیں کب ملا؟"

"ایک ماہ پہلے۔ میں نے اسی روز خط شوکام کے حوالے کر کے اسے روانہ کر دیا تھا۔"

"لیکن تم نے ایسا کیوں کیا۔ آخر اپنا غلام بہت دنوں کے لیے فارغ کرنا آسان کام تو نہیں تھا۔"

"میں ابھی آپ لوگوں سے اس کا معاوضہ بھی وصول کروں گی نا" اس نے ہنس کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر تو ٹھیک ہے۔"

"ایک ماہ پہلے تک ہوا کا رخ پہاڑوں سے اس طرف رہا ہے۔"

"ہاں! بلکہ کئی ماہ سے رخ ایک ہی چلا آ رہا ہے جب سے یہ خط لکھا گیا۔ لہٰذا امکان یہی ہے کہ وہ جگہ اس طرف ہی کہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اب خط پہنچانے کے معاوضے کی بات ہو جائے۔"

"دو ہزار ڈالر دے دیں۔"

خان رحمان نے مسکرا کر دو ہزار ڈالر کا چیک بھی اسے دے دیا۔

"اب تم جا سکتی ہو۔ ہم اپنی مہم کا آغاز یہیں سے کریں گے۔"

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ جانیں۔ آپ کا کام۔"

"ہاں ہاں۔ ٹھیک ہے۔"

وہ اپنی گاڑی میں روانہ ہوئے۔ مکاشا وہاں سے پیدل واپس ہوئی۔ اس کے لیے وہ گاڑی کا بندوبست کر آئے

...یں سکتے تھے۔ ان کا سفر کئی دن تک جاری رہا۔ راستے ...ں ملنے والوں سے وہ پوچھ تاچھ کرتے رہے، آگے ...ھتے رہے، لیکن کسی ایسی عمارت کا سراغ نہ مل سکا۔ ...ں میں کوئی شخص چھ ماہ سے قید چلا آ رہا ہو۔ ان ...یوسی طاری ہونے لگی۔ چہرے لٹکنے لگے۔ لیکن وہ ...ہم ختم بھی تو نہیں کر سکتے۔ کہ یہ منور علی خان کی زندگی ...ت کا مسئلہ تھا۔

"جادوگرنی نے کہیں ہمیں غلط راستے پر نہ ڈال دیا ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"اسے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت تو تھی نہیں۔" خان ...حمان نے کہا۔

"پھر۔ اب کیا کیا جائے؟"

"ہم ابھی پہاڑوں تک نہیں پہنچے۔ سفر جاری رکھنا چاہیے۔" ...کامران مرزا نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔" فرحت نے بے چین ہو کر کہا۔

تین دن کے مزید سفر کے بعد ایک راہگیر نے انہیں ایک ...عمارت کا راستا بتایا۔ اس نے کہا:

"میں ان اطراف میں کئی بار گیا ہوں۔ وہ عمارت ...بلند ٹیلے پر ہے۔"

http://www.pakfunplace.com

" دیکھ لینے میں حرج بھی کیا ہے۔ آپ ہمارے س
چلیں گے۔"

" میں عمارت دکھا کر لوٹ آؤں گا۔ اور سو ڈالر ل
گا۔" اس نے کہا۔

" ضرور۔ کیوں نہیں۔"

انھوں نے اسے بھی گاڑی پر بٹھا لیا۔ اس طرح
عمارت تک پہنچے۔

" بس جناب۔ مجھے یہیں سے فارغ کر دیں۔"

اسے سو ڈالر دے کر وہ آگے بڑھے۔ عمارت ب
بلند و بالا تھی۔ اس میں اوپر والی منزل پر انھیں ا
چھوٹی سی کھڑکی بھی دکھائی دی۔ اس کھڑکی کو دیکھ کر
کے دل زور سے دھڑکے۔

" ہو نہ ہو۔ یہ وہی عمارت ہے۔"

" اللہ کرے۔" فرحت بے تاب ہو گئی۔ آنکھوں میں آن
جھلملانے لگے۔

جوں جوں وہ عمارت سے نزدیک ہو رہے تھے، ا
کے دلوں کی دھڑکنیں اور تیز ہو رہی تھیں۔ آخر وہ درو
تک پہنچ گئے۔ دروازہ بھی قلعہ نما تھا۔ اس پر بڑا
تالا لگا ہوا تھا۔ اس کے اندر پہنچنے کا کوئی راستا نہیں

" کیا ہم ان لوگوں کا انتظار کریں۔ جو منور علی خان کو
کھانا وغیرہ دینے کے لیے آتے ہوں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا
نے کہا۔

" پتا نہیں وہ کب آئیں گے۔" فرحت بولی۔

" منور علی خان۔ کیا تم اس عمارت میں ہو؟" انسپکٹر جمشید
نے بلند آواز میں کہا۔

پھر انھوں نے حلق سے اُلّو کی آواز بھی نکالی۔ جواب
میں اُلّو کی آواز سنائی نہیں دی۔

" عمارت میں کسی نہ کسی طرح داخل ہونا پڑے گا۔" انسپکٹر
کامران مرزا بڑبڑائے۔

انھوں نے گھوم پھر کر عمارت کا جائزہ لیا۔ اس کے
آس پاس کوئی درخت بھی نہیں تھا۔ عمارت بہت اونچی
تھی۔ انسانی سیڑھی بنا کر بھی وہ اس کی اونچائی کو نہیں چھو
سکتے تھے، لہٰذا چکرا کر رہ گئے۔

ایسے میں قدموں کی آواز سنائی دی۔ سب نے چونک
کر اس طرف دیکھا۔ تین آدمی برفانی لباس میں چلے آ
رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں کھانے
کے برتن تھے۔ انھیں دیکھ کر وہ ٹھٹکے۔ ایک نے حیران
ہو کر کہا:

http://www.paksumplace.com

"تم کون ہو؟"

"یہی سوال ہم تم سے کرتے ہیں۔ تم کون ہو اور تم نے اس عمارت میں کسے قید کر رکھا ہے؟"

"کسی کو بھی نہیں۔ یہ عمارت ہماری ہے۔ ہم یہ… رہتے ہیں۔ کام سے فارغ ہو کر آئے ہیں۔"

"اچھا کمال ہے، آپ اس غیر آباد جگہ رہتے ہیں۔"

"پہلی بات تو یہ کہ ہم تنہائی پسند ہیں، دوسری یہ کہ غریب لوگ ہیں، اتنے پیسے نہیں کہ کرائے کا… لے کر رہ سکیں۔ یہ مکان مدتوں سے خالی پڑا تھا۔… کا مالک نہ جانے کون ہے، ہم نے اس میں رہنا… کر دیا اور بس۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہوں! یہاں تک تو بات ٹھیک ہے۔ ان برتنو… کیا ہے؟"

"ہم کھانا ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ دوپہر کو کھا… ہیں۔ ورنہ خرید کر کھانا پڑتا ہے اور اس طرح خر… زیادہ ہوتا ہے۔"

"ہوں! یہ بھی ٹھیک ہے۔ اب ان برتنوں کو کھو… کر دکھاؤ۔"

"گگ۔ کیوں؟" وہ ہکلائے۔

"بس کھول کر دکھا دو۔"

"آپ لوگ ہیں کون۔ اور ان اطراف میں کیا کرتے پھر رہے ہیں، لگتے بھی غیر ملکی ہیں۔"

"ہمیں ایک عدد اسی قسم کے مکان کی تلاش ہے، اس مکان میں ہمارا ایک ساتھی قید کر دیا گیا ہے۔"

"اور آپ لوگ اسے چھڑانے آئے ہیں۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں کیوں۔ کیا ہم یہ کام نہیں کر سکیں گے؟"

"بالکل نہیں کر سکیں گے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیوں نہیں کر سکیں گے، وضاحت کریں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"ہمیں اس مکان کا پتا ہے۔ وہ مکان نہیں، ایک قلعہ ہے۔ اور اس قلعے کو فتح کرنا آپ کے بس کا روگ نہیں۔ جن لوگوں نے اس شخص کو یعنی آپ کے ساتھی کو قید کیا ہے، وہ بہت طاقت ور ہیں۔"

"اوہ! تو آپ لوگ اس قلعہ نما عمارت سے واقف ہیں؟"

"ہر روز ہی اس طرف سے گزرتے ہیں نا۔ اور کھڑکی سے ہم نے قیدی شخص کو جھانکتے کئی بار دیکھا بھی ہے۔ اس نے اشاروں میں ہم سے مدد کی درخواست بھی

کی ـ لیکن افسوس ـ ہم اس کے لیے کچھ نہ کر سکے ـ اس لیے کہ ان طاقت ور لوگوں سے ٹکرانے کی کوئی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ ـ آپ بس ہمیں وہاں تک چھوڑ آئیں ـ آپ کا یہ عظیم احسان ہو گا۔"

"ہوں ـ ٹھیک ہے ـ ہم یہ نیک کام ضرور کریں گے تم دونوں اندر چلو ـ میں انھیں چھوڑ کر آتا ہوں۔" ایک نے کہا ـ

"لیکن بھئی ـ بہت دور سے دکھا کر لوٹ آنا ـ اگر انھوں نے دیکھ لیا کہ تم ان لوگوں کو وہاں تک لاتے ہو تو وہ ہم سے بھی برا سلوک کریں گے۔"

"میں سمجھتا ہوں، تم فکر نہ کرو۔"

وہ ان کے ساتھ چل پڑا ـ انھیں ایک گھنٹے تک چلنا پڑا، تب کہیں جا کر ایک عمارت نظر آئی:

"بس جناب! میں اس سے آگے نہیں جاؤں گا، وہی عمارت ہے ـ آپ ناک کی سیدھ میں چلے جائیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے جیب میں ہاتھ ڈالا ـ وہ مڑنے لگا:

"یہ اپنا انعام لیتے جاؤ بھئی۔"

"اس کی ضرورت نہیں، میں راستہ دکھانے کا انعام نہیں لوں گا۔" اس نے انکار میں سر ہلا دیا اور واپس مڑ گیا ـ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے، پھر عمارت کی طرف متوجہ ہو گئے:

"آخر ہم ابھی عمارت تک پہنچ ہی گئے۔" محمود بولا ـ

"میرا جی چاہ رہا ہے، اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں۔" فرحت نے جذباتی انداز میں کہا ـ

"صبر سے کام لو فرحت ـ ہم سب کا حال تم سے مختلف نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے ـ

اب وہ چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے ـ ان کے دل زور زور سے دھڑکنے لگے ـ انھوں نے اپنے ہتھیار ہاتھوں میں تھام لیے تھے اور ہر صورتِ حال کے لیے تیار تھے ـ آخر قلعہ نما عمارت کے دروازے پر پہنچ گئے ـ اس کی فصیل پر بیسیوں پہرے دار موجود تھے، دروازے پر بھی مسلح آدمی گشت کر رہے تھے ـ عمارت کے اندر کتنے دشمن موجود رہے ہوں گے، اس کا انھیں اندازہ نہیں تھا ـ

"تو واقعی قلعہ نما عمارت ہے۔"

"ہاں! ہمیں باقاعدہ حملہ کرنا ہو گا۔"

"لیکن وہ جھنجلاہٹ میں ابا جان کو نقصان پہنچا
فرحت نے کہا۔
"تب پھر دوسری ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ ہم
پر آگے بڑھیں۔"
عین اسی وقت انھوں نے ایک لرزہ خیز چیخ

تیروں سے تعارف

"یہ۔ یہ چیخ ابا جان کی تھی۔" فرحت بُری طرح چلائی۔
"صبر۔ فرحت صبر۔ تم تو سارا کھیل خراب کر دو گی۔
طور پر ہمارا آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا، ہم سب
ان کی نظروں میں آ جائیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے فرحت
کے کندھے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔
"ل۔ لیکن انکل۔ وہ ابا جان پر تشدد کر رہے ہیں۔"
"ہم ان کی ایک ایک زیادتی کا ان سے انتقام لیں گے۔"
انھوں نے کچھ آگے بڑھ کر عمارت کا جائزہ لیا۔ اس
کے چاروں طرف پہرے دار بالکل چوکس کھڑے تھے۔
دروازے پر بھی مسلح آدمی موجود تھے اور پچھلی طرف بھی۔
"سوائے باقاعدہ حملے کے کوئی راستا نہیں۔"
"ٹھیک ہے۔ فصیل پر موجود لوگوں کو نشانے پر لے
لیں، میں آگے بڑھ کر بات کروں گا۔"

http://www.pakfunplace.com

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی گرج دار
آواز میں ان سے کہا گیا:

"کون ہے۔ خبردار۔ وہیں رک جاؤ۔ ورنہ گولی کا نشانہ
بنا دیے جاؤ گے۔"

"میں بات چیت کرنے کے لیے آگے آیا ہوں۔
ادھر دیکھو، میرے ساتھی کافی پیچھے موجود ہیں اور
پر موجود تمہارا ہر آدمی ان کی زد پر ہے، میرے
اشارے کی دیر ہے۔ یہ لوگ نیچے گر کر تڑپتے نظر آئیں
گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہوں! تم لوگ کون ہو؟"

"کیا اس عمارت میں کوئی شخص قیدی بنا کر رکھا گیا
ہے اور ان کا نام منور علی خان ہے۔"

"اوہ۔ تو تم منور علی خان سے تعلق رکھتے ہو؟"

"ہاں! ہم ان کی خاطر آئے ہیں۔"

"تب تو پھر بیٹھ کر بات چیت کی جا سکتی ہے۔
ہماری کچھ شرائط ہیں۔ وہ شرائط پوری کر دیں، ہم انہیں
چھوڑ دیں گے۔" قلعے کی طرف سے آواز آئی۔

"کیسے پوری کر دیں۔ اور اگر پوری نہ کریں تو؟"

"اس صورت میں وہ بدستور ہماری قید میں رہیں

"یہ تو وقت بتائے گا کہ وہ تمہاری قید میں رہتے
ہیں یا تم ہماری قید میں۔ میرے باقی ساتھی اپنی پوزیشن
سنبھال رہے ہیں گے۔ میں اکیلا بات چیت کرنے کے لیے آگے
آیا ہوں۔ کیا کہتے ہو؟"

"تم جو بات کرو گے، کیا وہ تمہارے سب ساتھیوں
کو منظور ہوگی؟"

"ہاں بالکل۔ تم فکر نہ کرو۔"

"اچھا تو پھر آگے آ جاؤ۔"

"ایسے نہیں۔ پہلے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کروں گا۔"

"مشورہ ضرور کرو۔ روکا کس نے ہے۔" ہنس کر کہا گیا۔

انسپکٹر جمشید واپس مڑ گئے اور اپنے ساتھیوں کے نزدیک
آئے۔ ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

"آپ کس بات پر حیران ہیں؟"

"اس بات پر کہ انہوں نے اس بات پر حیرت
کیوں ظاہر نہیں کی کہ ہم یہاں کس طرح پہنچ گئے، یہ
تو ایسا لگتا ہے، جیسے انہیں ہمارا انتظار تھا۔"

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ وہ خط انہوں نے خود بھیجا
تھا۔" انسپکٹر کامران مرزا چونکے۔

"بالکل! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"ہوں۔ تب پھر یہ کوئی گہری سازش ہے۔ ا…
ہمیں یہ سوچ کر ہی ان سے بات چیت کرنی چاہ…
محمود نے کہا۔

"ہمارا سب سے پہلا مطالبہ تو یہ ہونا چاہیے کہ…
ثابت کریں، منور علی خان ان کے پاس قید ہیں۔" خا…
رحمان بولے۔

"اس کے بغیر تو ہم ان سے کوئی بات کرنے کی
ہی نہیں سمجھتے۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"وہ چیخ سننے کے بعد اس میں کوئی شک نہیں ر…
کہ ابا جان ان کے قیدی ہیں۔" فرحت بے تابانہ بولی۔

"ہاں فرحت! تم ٹھیک کہتی ہو۔ اچھا خیر۔ میں چلتا…
آپ لوگ پوری طرح چوکس رہیں۔"

"ہم اس قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں…
سوال ہے منور علی خان کا۔" پروفیسر داؤد پُر جوش اند…
میں بولے۔

"دیکھتے ہیں، کیا بنتا ہے۔"

انسپکٹر جمشید یہ کہہ کر مڑے اور قلعے کی طرف قدم اٹھا…
لگے، یہاں تک کہ وہ دروازے تک پہنچ گئے:

"کر چکے مشورہ۔" فصیل کے ایک برج سے آواز آئی

…اں ان کا کوئی ذمے دار آدمی بیٹھا تھا۔
…اں اکر لیا اور اب آپ لوگوں سے بات کروں گا۔"

"دروازہ کھول دو بھئی۔" اوپر سے کہا گیا۔

دروازہ آہستہ آہستہ کھلا۔ صرف اتنا کہ انسپکٹر جمشید اندر
…سکیں۔

"…اندر آ سکتے ہو، لیکن اپنے ہتھیار دروازے پر جمع
…اوپر سے کہا گیا۔

انسپکٹر جمشید مسکرائے اور اپنا پستول نکال کر ایک
…دار کے حوالے کر دیا۔

"…ہیں! ایک پستول۔ وہ بھی چھوٹا سا۔" پہرے دار کے
…حیرت تھی۔

"ہم لوگ اپنے ساتھ بھاری بھر کم ہتھیار اٹھائے پھرنے
…عادی نہیں ہیں۔"

"…تلاشی دینا ہو گی۔"

"ضرور، کیوں نہیں۔"

دو آدمیوں نے ان کی اچھی طرح تلاشی لی، جب اطمینان
…کر ان کے پاس اور کوئی ہتھیار نہیں ہے تو انھیں
داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ جونہی وہ اندر
…ہونے۔ تیر کمانوں والے دس آدمیوں نے انھیں

اپنے گھیرے میں لے لیا :

"یہ کیا؟"

"آپ کو اس طرح چلنا ہوگا، یہ بھی سُن لیں کہ
زہر آلود ہیں، شریلیا کے جنگلات میں بعض درخت
زہریلے ہیں کہ اگر ان کا کانٹا انسان کے جسم کو چبھ
جائے تو چند سیکنڈ میں موت واقع ہو جاتی ہے۔
درختوں کی شاخوں سے یہ تیر بنائے گئے ہیں، ان
پر کوئی فولاد وغیرہ بھی نہیں لگایا گیا، کیونکہ یہ نوکیں
فولاد سے بھی زیادہ تیزی سے جسم میں داخل ہو

"تیروں سے تعارف کا شکریہ۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو پھر آگے بڑھو۔"

وہ پختہ اور چوڑی سڑک پر ان کے درمیان چلے
ان کے چہرے سے بے خوفی صاف جھلک رہی تھی۔
دس منٹ تک چلنا پڑا۔ پھر ایک باغیچے میں چند
بھی نظر آئیں۔ ان میں سے ایک پر انھیں مکاشا
آئی۔ مکاشا کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔
جمشید اسے دیکھ کر ذرا بھی نہ چونکے۔

"مجھے دیکھ کر حیران نہیں ہوئے انسپکٹر؟"

"نہیں! اس لیے کہ یہاں پہنچ کر ہم نے فوراً ا

ا کہ خط سوچی سمجھی سکیم کے تحت بھیجا گیا تھا، لیکن اس سکیم
تو وہ شریک نہیں تھا۔"

"تمھارا یہ اندازہ سو فی صد درست ہے۔ یہ واقعی ایک
بھی سکیم تھی۔"

"خیر۔ مان لیا۔ آگے چلیے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں، تم لوگوں سے ایک کام ہے۔" مکاشا نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"منور علی خان کو صرف اس لیے قید کیا گیا ہے کہ آپ لوگ
کام کرنے پر خود کو مجبور محسوس کریں۔"

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔"

"ہاں، بات واقعی صرف اتنی ہے۔"

"پہلے میں منور علی خان سے ملاقات کروں گا۔ تاکہ معلوم
ہو۔ وہ یہاں قید ہیں بھی یا نہیں۔"

"وہ ہمارے قیدی ضرور ہیں۔ کہاں ہیں۔ ہم بتا نہیں
ہاں آپ کو ان کی آوازیں سنا سکتے ہیں۔"

"آوازیں تو ٹیپ کی ہوئی بھی سنوائی جا سکتی ہیں۔
اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اب بھی
لوگوں کے قیدی ہیں۔"

"خیر۔ فون پر بات کرائی جا سکتی ہے۔ کیا اس

طرح آپ کا اطمینان ہو جائے گا؟" مکاشا بولی۔

"ہاں! بالکل ہو جائے گا۔"

"آئیں میرے ساتھ۔"

وہ انھیں اندر ایک کمرے میں لے آئی۔ یہاں
موجود تھا۔ مکاشا نے ریسیور اٹھا کر کوئی نمبر ملایا؛ پھر
طرف کی آواز سن کر کہا:

"انسپکٹر جمشید منور علی خان سے براہ راست بات
چاہتے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی مکاشا نے ریسیور ان
طرف بڑھا دیا۔

"السلام علیکم۔ منور علی خان۔ کیا آپ اس طرف موجود

"وعلیکم السلام۔ ہاں انسپکٹر جمشید۔ میں ان کی قید
ہوں۔ چھ ماہ ہو چکے ہیں۔" ان کی آواز میں مردنی سی

"مجھے یقین نہیں آیا۔ کہ دوسری طرف میرے دو
منور علی خان ہی ہیں۔ لہٰذا میں چند خفیہ باتیں پوچھتا
ہمارا آپس میں کیا اشارہ طے ہے؟"

"اُلّو کی آواز۔" منور علی خان بولے۔

"کیا آپ اپنا سبق سنا سکتے ہیں؟"

"ہاں! کیوں نہیں۔ دنیا بالکل ناپائیدار ہے، اس

حیثیت ایک مرے ہوئے جانور سے بھی کم ہے اور انسان
آخرت کو بھول کر اس دنیا میں الجھ کر رہ گیا ہے، بلکہ
ہم اس دنیا کے قیدی بن کر رہ گئے ہیں۔" انھوں نے
بڑی جلدی کہا۔

"شکریہ منور علی خان۔ مجھے یقین آگیا کہ آپ ان کی
قید میں ہیں۔ خیر آپ فکر نہ کریں، ہم سب لوگ یہاں
آچکے ہیں۔ فرحت بھی ہمارے ساتھ ہے۔ ہم بہت
جلد آپ کو رہا کرا لیں گے۔"

"مجھے رہا ہونے کی کوئی جلدی نہیں۔" منور علی خان بولے۔

"یہ لوگ آپ پر ظلم تو نہیں کر رہے ہیں؟"

"نہیں۔ آرام پہنچاتے ہیں۔"

"پھر وہ چیخ کس کی تھی؟"

"وہ ٹیپ شدہ میری چیخ ہے۔ شروع میں میں نے
ان کا مطالبہ نہیں مانا تھا نا۔ لہٰذا انھوں نے ظلم کیا تھا،
لیکن آپ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ میں نے ان کے ظلم سے تنگ
آکر ان کے آگے ہتھیار ڈال دیے ہوں گے۔ ہرگز ایسی
بات نہیں ہے۔ وہ خط بھی میں نے نہیں لکھے تھے،
انھوں نے میری نوٹ بک حاصل کر کے تحریر کے ایک
ماہر کے ذریعے وہ خط لکھوائے تھے۔ تحریر کے ماہر

http://www.pakfunplace.com

نے پہلے تحریر کا جائزہ لیا، پھر خط لکھ دیے۔ ان
کو دیکھ کر خود میں حیرت زدہ رہ گیا تھا۔ وہ بالکل
لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔"

"ہوں۔ افسوس۔ ہم نے خط کو تحریر کے ماہر
نہیں کرایا۔ اتنی مہلت ہی نہیں ملی۔"

"کوئی بات نہیں۔" منور علی خان بولے۔

"یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟"

"آپ لوگوں سے کوئی کام لینا۔ جو ان کے بس
نہیں ہے۔"

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ جب تک ہم ان
نہیں کریں گے۔ یہ آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن اس
کی کیا ضمانت ہے کہ کام کرانے کے بعد یہ آپ
چھوڑ دیں گے؟"

"کوئی ضمانت نہیں، ہمیں ان کے دعوے پر ا
کرنا پڑے گا اور بس۔"

"آپ کا کیا مشورہ ہے؟"

"میں اس پوزیشن میں نہیں کہ کوئی مشورہ دے
اگر آپ ان کا مطالبہ ماننے سے انکار کرنا پسند ک
ہیں تو انکار کر دیں، میری ہرگز پروا نہ کریں۔ مجھ

آپ لوگوں کو خط یہاں نہیں لکھوائے گئے؟"

اچھا خیر۔ میں دیکھتا ہوں۔"

ریسیور رکھ کر وہ مکاشا کی طرف مڑے:

ات ہو گئی منور علی خان سے، آ گیا یقین کہ منور علی
ہم لوگوں کی قید میں ہیں۔" مکاشا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ال گیا یقین۔ اب معاملے کی بات ہو جائے؟"

معاملے کی بات باس کریں گے۔ میں تو باس کی ایک
خادم ہوں۔ آئیے میرے ساتھ۔"

وہ انھیں لے کر قلعے کے اندرونی حصے میں گردش
لگی۔ کئی برامدے طے کرنے کے بعد آخر ایک
کے دروازے پر رک گئی اور دستک دی:

کون؟ دروازے پر سرخ بلب جل گیا اور آواز
دی۔

مکاشا۔ میرے ساتھ انسپکٹر جمشید ہیں۔"

تو یہ لوگ آخر آ ہی گئے۔"

آپ منصوبہ بنائیں اور یہ نہ آئیں۔" مکاشا نے کہا۔

دروازہ خود بخود کھل گیا۔ دونوں اندر داخل ہوئے۔
شاہانہ ماحول تھا۔ ایک سنہری کرسی پر ایک شخص
بیٹھا تھا۔ انھوں نے اس شخص کو پہلے کبھی نہیں دیکھا

http://www.pakfunplace.com

تھا۔

"انسپکٹر جمشید - کیا آپ مجھے پہلے دیکھ چکے ہیں؟"

"نہیں!" وہ بولے۔

"میرا نام سنگام ہے - نام عجیب سا ہے، لیکن
ہی تمہارے منہ پر چڑھ جائے گا - میرا نام بھی تم
کبھی نہیں سنا ہو گا؟"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"یہی اچھی بات ہے کہ تو کوئی میرا نام جانتا
نہ سکا ہے۔"

"لیکن میں تو جان گیا ہوں۔"

"تمہیں تو بتایا گیا ہے - بیٹھ جاؤ - مکاشا تم بھی
جاؤ - آج اس راز میں تم بھی شریک ہو رہی ہو کہ
لوگوں کو کیوں بلایا گیا ہے۔"

"شکریہ باس۔" مکاشا نے خوش ہو کر کہا۔

"اس وقت یہاں ہم تینوں کے علاوہ کوئی نہیں
ہم آپ سے ایک کام لینا چاہتے ہیں - اس کا یہ م
ہرگز نہیں کہ ہم وہ کام خود نہیں کر سکتے - بالکل ہم
سکتے ہیں - لیکن کسی وجہ سے ہم خود نہیں کرنا چاہتے۔
آپ اتنی بات سمجھ لیں۔"

"اتنی بات تو میں نے سمجھ لی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"شکریہ! اب سنیں کام کیا ہے۔
انشارجہ کے صدر کو اغوا کرنا ہے۔"

"کیا!!!" وہ چلائے۔

"ہاں! انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے اس عمارت تک
لوگوں کا کام ہو گا - اگر آپ نے یہ کام ایک
اندر اندر نہ کیا تو منور علی خان کو زندہ نہیں
گے اور اگر یہ کام کر دیا تو آپ بھی اور منور علی خان
مکمل طور پر آزاد ہوں گے - جہاں چاہیں گے، جا سکیں گے۔"

"آپ جانتے ہیں، آپ نے کیا کہا ہے۔" انسپکٹر جمشید
کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"ہاں! بالکل جانتا ہوں، یہ بھی جانتا ہوں کہ انشارجہ
صدر کو اغوا کرنا آسان نہیں، دنیا کا مشکل ترین کام
- اس کی حفاظت کے لیے ان گنت اور انوکھے ترین
ظامات کیے گئے ہیں - ان انتظامات سے ٹکرانے کے
کوئی اگر صدر انشارجہ تک پہنچ بھی جائے تو بھی اسے
لینا آسان کام نہیں رہ جاتا - بہرحال یہ آپ کا کام
ہمارا نہیں - ہمیں اگر یہ کام کرنا پڑ جاتا تو ہم اپنے
پر کرتے، آپ اپنے طریقے پر کریں۔"

http://www.pakfunplace.com

"اگر آپ لوگ یہ کام کر سکتے ہیں تو ہم سے کیوں
کرانا چاہتے ہیں؟"

"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ آپ صرف
اور صرف یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ آپ کے دوست،
آپ کے ساتھی مسٹر منور علی خان ہماری قید میں ہیں۔"

"اگر یہ بات ذہن میں نہ ہوتی تو ہم یہاں کیوں
دکھائی دیتے۔"

"اب آپ اپنے ساتھیوں میں جا سکتے ہیں۔ ایک ...
بعد انشارجہ کے صدر کے ساتھ آ جائیں اور اپنے ساتھی منور
علی خان کو لے جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ مجھے باہر کا راستا دکھایا جائے۔"

"تو راستا آپ کو یاد نہیں ہو سکا۔" منکاشا ہنسا۔

"نہیں۔ یہ محترمہ خوب گھما پھرا کر لائی تھیں۔
میں سمجھ گیا تھا کہ یہ جان بوجھ کر ایسا کر رہی ہیں۔ ورنہ
راستے سے بھی لا سکتی تھیں۔"

"جاؤ منکاشا انھیں باہر چھوڑ آؤ۔ پہرے داروں
کو بتا دینا انھیں کچھ بھی نہ کہیں۔ جہاں جانا چاہیں، جانے
دیا جائے۔"

"او کے باس۔" منکاشا نے مسکرا کر کہا۔

وہ انھیں ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ باہر کھڑے
پہرے داروں کو باس کا پیغام دیا اور انھیں رخصت کر
دیا۔ انسپکٹر جمشید نے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز
سنی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے ساتھیوں کی طرف
روانہ ہوئے۔

ساتھی بے چینی کے عالم میں ان کا انتظار کر رہے
تھے۔ جونہی وہ نزدیک پہنچے، وہ بول اٹھے:

"کیا رہا۔ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

"ایک بہت مشکل کام ہم سے لینا چاہتے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ ہم انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے یہاں پہنچا دیں۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"میں بھی چلا چکا ہوں، فکر نہ کریں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"سوال یہ ہے کہ یہ انشارجہ کے صدر کو کیوں اغوا
کرانا چاہتے ہیں؟"

"وجہ بتانے کے لیے یہ لوگ تیار نہیں۔ اندر میری
ملاقات منکاشا سے ہوئی۔"

"جی۔ کیا فرمایا۔ منکاشا سے؟"

"ہاں! وہ خط انھوں نے منور علی خان سے نہیں

http://www.paktfunplace.com

لکھوائے تھے۔"

اور پھر انھوں نے ساری تفصیل سنا دی۔ سب ج
رہ گئے۔

"سنگام"۔ فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"کیوں ۔ کیا یہ نام سنا ہوا ہے؟"

"ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے نام سنا ہوا ہے۔ شا
انکل اکرام اس بارے میں کوئی مدد کر سکیں۔"

"شہر چل کر اسے فون کر لیتے ہیں۔" انسپکٹر جمش
مسکرا کر بولے۔

"اور خود یہ لوگ یہ کام کرنا نہیں چاہتے۔"

"ہاں! انشارجہ کے سامنے ان کی حکومت نہیں
آنا چاہتی۔"

"تو کیا شریلیا کی حکومت انشارجہ کے صدر کو ا
کرانا چاہتی ہے؟"

"یہ بھی ضروری نہیں کہ شریلیا کی حکومت ایسا کر
چاہتی ہے۔ ہو سکتا ہے، ان لوگوں کا تعلق شریلیا
بالکل نہ ہو۔"

"ہوں ۔ معاملہ کافی پُراسرار ہے۔"

"منور علی خان کو انھوں نے نہ جانے کہاں رکھا

ہاں ۔ ہمارے پاس صرف دو راستے ہیں، پہلا یہ کہ انشار
صدر کو اغوا کر لائیں ۔ دوسرا یہ کہ انکار کریں۔
اس صورت میں یہ لوگ منور علی خان کو جان سے مار
دیں گے ۔ لہٰذا ہم مجبور ہیں اغوا کر کے لانے پر۔"

"اور مہلت ہے ایک ہفتہ؟"

"ہاں! ایک ہفتے کے اندر اندر انشارجہ کے صدر کو
یہاں پہنچانا ہو گا۔"

"تو پھر ۔ چلیے ۔ اب اس نئی مہم پر روانہ ہوتے
ہیں۔" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

وہ وہاں سے واپس اس راستے پر چل پڑے ۔
جس سے کر آئے تھے ۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد انسپکٹر
رک گئے۔

"اب قلعے میں موجود لوگ ہماری بات چیت نہیں
سن سکتے ۔ پہلے وہ آلات کے ذریعے سن سکتے تھے ۔ بلکہ
سن رہے تھے۔"

"تو کیا یہاں کچھ اور مشورہ کرنا ہے؟"

"ہاں! ہمارے پاس ایک تیسرا راستا بھی ہے ۔ اور
وہ یہ کہ ہم قلعے پر حملہ کر دیں اور اس کی اینٹ سے
اینٹ بجا دیں ۔ مسٹر سنگام کو گرفتار کر لیں اور پھر اس

سے پوچھیں کہ منور علی خان کہاں ہیں۔ جب تک وہ
علی خان کو ہمارے حوالے نہ کر دے۔ ہم اسے نہیں چھ
گے۔

"یہ ترکیب زیادہ زور دار ہے۔" فرحت نے فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم جب تک ان کے اشاروں پر
پر بالکل مجبور نہیں ہو جاتے، اس وقت تک ہرگز ان
سکیم پر عمل نہیں کریں گے۔ آخر ہم کیوں ان کے لیے ان
کے صدر کو اغوا کریں۔" پروفیسر داؤد نے تائید کی۔

"تب پھر پہلے ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائے
اور اس کے بعد ان پر حملہ آور ہوں گے۔ ان کے
جو تیر ہیں وہ گولیوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ ان سے
کی ترکیب کیے بغیر ہم ان سے جنگ مول نہیں لے سکتے

"یہ آگے چل کر سوچیں گے۔"

وہ قلعے سے دور ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک
کافی دور نکل آئے۔ یہاں انھیں ایک شاداب قطعہ نظ
پانی کا چشمہ بھی جاری تھا اور ایک چھوٹی سی آبشار بھ
اس پُرفضا جگہ پر پہلے انھوں نے کچھ دیر آرام کیا
پھر انسپکٹر جمشید بولے:

"ہاں! بھئی۔ کیا تجویز ہے؟"

"میں تو کہتی ہوں۔ شب خون مارا جائے۔" فرزانہ بولی۔

"شب خون۔ یعنی۔ رات کو حملہ کیا جائے۔" خان رحمان
نے کہا۔

"ہاں! وہ لوگ قلعے میں محفوظ ہیں۔ جب کہ ہم اپنے
بچاؤ کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ نہ آس پاس پوزیشن لینے کی
جگہیں ہیں۔ ان حالات میں شب خون سے بہتر کوئی
ترکیب نہیں سوجھے گا۔" فرزانہ نے روانی کے عالم میں کہا۔

عین اسی وقت فاروق تڑپ کے گرا۔ اس کے منہ سے ایک
دلخراش چیخ بھی نکلی تھی۔

http://www.pakfunplace.com

آخری کمرہ

وہ گھبرا گئے ۔ سب سے پہلے انھوں نے خود کو ۔۔۔ گرایا اور ادھر اُدھر لڑھک گئے ، لیکن کچھ بھی نہ ہوا ۔۔۔ کی طرف دیکھا ۔ اس کی خوف زدہ آواز سنائی دی :

" آپ غلط سمجھے ۔ کسی نے مجھ پر حملہ نہیں کیا تھا ۔"

" تو پھر ۔" وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور غصّے میں ۔۔۔ کر فاروق کی طرف لپکے ۔

" مجھے مار نہ بیٹھیے گا ۔ ورنہ ۔" اس نے جملہ ادھورا چھ ۔۔۔

" ورنہ کیا ؟"

" ورنہ وہ دیکھیے ۔"

ان سب نے اس درخت کی طرف دیکھا جس کی ۔۔۔ فاروق نے اشارہ کیا تھا ، وہاں ایک بہت بڑا اژ ۔۔۔ درخت کی موٹی سی شاخ کے گرد لپٹا ہوا تھا ، اس کا ۔۔۔ نیچے لہرا رہا تھا ۔ ان سب کی بھی گھٹی گھٹی چیخیں نکل گئ ۔۔۔

" حساب برابر ہو گیا ۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا ۔

" برابر کیسے ۔ ہم گرے تو نہیں ۔" آفتاب نے اسے گھورا ۔

" گرا اس لیے تھا کہ انکل خان رحمان اس وقت درخت بالکل نزدیک تھے ، اژدھا انھیں اپنی پیٹ میں لینے کے لیے درخت کی شاخ پر بل کھانے لگی تھی ۔ لہٰذا میں گرا ، تاکہ دوسرے بھی گریں اور انکل بھی گریں ۔"

" بہت خوب فاروق ۔ تم نے گر کر بہت اچھا کیا ۔" انسپکٹر جان مرزا نے مسکرا کر کہا ۔

" یا اللہ تیرا شکر ہے ۔ کسی نے تو میری تعریف کی ، ورنہ تو کاٹ کھانے کو دوڑ رہے تھے ۔" فاروق خوش ہو گیا ۔

" تم نے کیا کہا تھا فاروق ۔ بل کھانے لگی تھی ۔ تمھیں معلوم ہوا کہ یہ مؤنث ہے ۔" فرحت کے لہجے میں درد آئی ۔

" اژدھا عام طور پر مؤنث ہی ہوتی ہے ۔" فاروق بولا ۔

" بالکل غلط ۔ یہ اتنے ہی عام طور پر مذکر بھی ہوتے ہیں ۔" محمود نے کہا ۔

" اچھا ہوتے ہوں گے ۔ زیادہ تحقیق کا شوق ہے تو جا کر پوچھ لو اس سے ۔"

" سوال یہ ہے کہ اب اس کا کیا کریں ؟"

http://www.pakfunplace.com

اس سے الجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہاں سے ... جاتے ہیں۔"

وہ اس درخت سے دور ہٹ آئے اور پھر سے ... کرنے لگے۔

"تو یہ طے رہا۔ ہم پہلے ان سے ٹکرائیں گے۔ ا... بھی رات کے وقت۔" پروفیسر بولے۔

"جی ہاں! سب لوگ تیاری میں مصروف ہو جائیں۔"

وہ جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے، پھر سورج غ... گیا۔ رات کی تاریکی پھیلنے لگی۔ ان کے پاس ٹارچیں موجود ... لیکن جلد ہی چاند نکل آیا۔ اور وہ فکر مند ہو گئے۔

"ہم تو مکمل طور پر تاریکی میں حملہ کرنے کی سوچ... تھے۔" آصف بولا۔

"یہ اچھا ہی ہوا۔ جنگل ... درجے خطرناک ہے ... اس اژدھے کو بھول گئے۔"

"اوہ ہاں واقعی۔"

"ہم حملہ اسی وقت کریں گے جب وہ نیند میں ہوں... لہٰذا ہمیں باری باری کچھ دیر کے لیے سو جانا چاہیے۔ تاکہ ... کے وقت نیند کا مسئلہ نہ پیدا ہو۔"

ان میں سے نصف سو گئے۔ نصف جاگ کر ...

... رہے، پھر انھوں نے سونے والوں کو جگا دیا اور خود ... گئے۔ اس طرح رات کے تین بجے کے قریب انھوں نے ... کا رخ کیا۔ جب وہ اوٹ لیتے ہوئے نزدیک پہنچے تو ... انھیں پہرے دار بالکل چوکس کھڑے نظر آئے۔

"... تو پوری طرح ہوشیار ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

"... ہو بھی ہو۔ ہم حملہ کریں گے۔" فرحت نے منہ ... کہا۔

"ہاں ہاں فرحت۔ تم فکر نہ کرو۔ پہلے ہی تم انتظار ... کر رہی ہو۔" انسپکٹر کامران مرزا جلدی سے بولے ... میں انھوں نے فرحت کے کندھے پر تھپکی بھی دی۔

... ظاہر ہے، سب سے زیادہ بے چین وہ تھی۔ اس کا ... نہیں چل رہا تھا۔ ورنہ وہ اکیلی ہی قلعے کے محافظوں ... ٹکراتی۔ نتیجہ چاہے کچھ بھی نکلتا۔

وہ اوٹ لیتے اور آگے بڑھے۔ اچانک ایک تیز آواز ... ایک بار تو وہ ہل کر رہ گئے۔ آواز بالکل الف ١٦ ... تھی اور ان کے سروں پر سے گزرتی محسوس ہوئی تھی۔

"الف مالک! یہ کیسی آواز تھی؟" خان رحمان کانپ گئے۔

"الف سولہ کی ریکارڈ کی ہوئی آواز۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"... ہاں بالکل۔ ضرور یہی بات ہے۔" پروفیسر داؤد ...

ہنس دیے۔

"لیکن پروفیسر صاحب۔ آواز ہمیں اپنے سروں پر سے کیوں محسوس ہوئی تھی؟"

"انھوں نے سپیکر فٹ کر رکھے ہوں گے۔ ڈرانے کے لیے۔" وہ بولے۔

"گویا یہ لوگ ہمارے بارے میں جان چکے ہیں"۔ جمشید نے کہا

"ہاں! جان چکے ہیں۔ تم موت کے منہ کی طرف جا رہے ہو، اس طرح کچھ بھی حاصل نہیں کر سکو گے۔ علی خان کو حاصل کرنے کی بس ایک ہی ترکیب ہے۔ یہ کہ انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ بس"

انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

"شب خون والا پروگرام ملتوی کر دو۔ اب کیوں نہ دن کی روشنی میں ان کا مقابلہ کیا جائے"۔ خان رحمان جلدی جلدی بولے: "بس کیا"

"اس سے کیا فائدہ ہو گا خان رحمان ۔ وقت ضائع ہو گا"

"ایک فائدہ ضرور ہو گا"۔ وہ مسکرائے۔

"تو پھر بتاؤ نا"۔

"فائدہ یہ ہو گا کہ یہ لائٹیں دشمن کو ہمارے لیے زیادہ خطرناک ثابت نہیں ہو سکیں گے۔ جب کہ اس وقت یہ کام کر رہی ہیں۔ بلکہ حملے کی صورت میں ضرور کریں گی"

"ہوں! تمھاری بات دل کو لگتی ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے

"انکل خان رحمان کی بات اور دل کو لگنے"۔ فرحت نے دل جل کر کہا

"فرحت! ہم تمھاری حالت بخوبی سمجھتے ہیں۔ لیکن تم اس وقت صرف جذبات سے سوچ رہی ہو جب کہ ہم سب ہوش و حواس سے سوچ رہے ہیں"

"میں کچھ نہیں کہوں گی۔ جو مناسب ہو، وہ کریں"۔ اس نے خود کو معمول پر لاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ فرحت! تم بہت اچھی ہو۔ یہ بات ذہن میں رکھو، ہم سب یہاں تمھارے والد کے سلسلے میں ہی جمع ہوئے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ج ۔ جی ہاں انکل۔ یہ تو ہے"۔ وہ ہکلائی۔

"تو پھر کیا اب پیچھے ہٹ چلیں؟"

"ہاں! اب دن کی روشنی میں باقاعدہ جنگ ہو گی۔"

وہ وہاں سے ہٹنے لگے۔ قلعے والوں نے چند قہقہے لگائے۔ وہ مسکرا کر رہ گئے۔ ایسی باتیں انھیں غصہ نہیں

رہ سکتی تھیں۔ آخر دن نکل آیا۔ انھوں نے خوراک کے ڈبے کھول کر ناشتا کیا اور قلعے کی طرف چل پڑے۔ جونہی قلعہ انھیں نظر آیا۔ ایک آواز نے ان کا استقبال کیا

"اوہ! تو تم لوگ پھر آگئے۔ آخر چاہتے کیا ہو؟"

"جنگ کریں گے تم لوگوں کے ساتھ"

"اس صورت میں منور علی خان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے"

"ہم صابن ساتھ لائے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" قلعے سے ہنس کر کہا گیا

"ہاتھ ہم صابن سے دھوئیں گے۔" فاروق نے کہا۔

"اچھا اچھا۔ میں سمجھا۔ خیر بھئی۔ تم اپنے دلوں کی بھڑاس نکال لو۔ عمل تمھیں پھر بھی ہمارے منصوبے پر کرنا پڑے گا۔"

"دیکھا جائے گا۔ اللہ مالک ہے۔"

وہ اس حد تک نزدیک آگئے کہ مزید آگے بڑھنا خطرناک ہو گیا۔ ان کے ہتھیار ان کے ہاتھوں میں تھے۔

"پہلا وار میں کروں گا جمشید۔"

"بھئی نہیں۔ خان رحمان سے کہیں۔ اب ہم سب کے انچارج یہ ہیں۔"

"آپ پہلا وار کس چیز سے کرنا چاہتے ہیں؟"

"ایک آتش گیر مادے سے۔ وہ جلن ان کے سروں پر جا گرے گا اور قلعے کے ایک حصے میں آگ بھی لگا دے گا۔ یہ آگ انھیں بوکھلا دے گی۔" انھوں نے دبی آواز میں کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے۔ آپ حملہ کر سکتے ہیں۔" خان رحمان نے کہا۔

پروفیسر داؤد نے بیگ سے فوراً تیر کمان نکالی۔ تیر کے ساتھ آتش گیر مادہ باندھا اور ایک پہرے دار کا نشانہ لینے لگے۔

"نشانہ لینے کا کام میرے ذمے لگا دیں۔" انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

"اوہ ہاں۔ بالکل۔" انھوں نے کہا اور تیر کمان ان کے حوالے کر دیے۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"صرف یہ مادہ قلعے میں گرانا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر ساتھ ہی تم ان میں سے ایک کا نشانہ لے لو تو یہ اور مزے دار ہو گا۔ ایک دشمن فوری طور پر کم تو ہو گا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں فصیل پر کھڑے پہلے آدمی کے پہلو کا نشانہ لے رہا ہوں۔"

http://www.pakfunplace.com

انھوں نے سر کی تھپاتی کرتے ہوئے کہا:

"بسم اللہ کرو جمشید"

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" انھوں نے کہا اور تیر چھوڑ دیا۔

نہ جانے پہرے دار کو کس طرح احساس ہو گیا۔ وہ فوراً نیچے بیٹھ گیا؛ تاہم ایسے میں اس کا ایک ہاتھ غیرا طور پر اوپر اٹھ گیا ۔ تیر بالکل اس کی ہتھیلی میں لگا اور دوسری طرف نکل گیا۔

یہ منظر انھوں نے صاف دیکھا ۔ تیر اس کی ہتھیلی ترازو ہو چکا تھا ۔ آتش گیر مادہ اچھل کر قلعے کے اندر گرا تھا، لیکن ابھی پھٹا نہیں تھا، ورنہ وہ آواز ضرور سنتے

"آپ کا آتش گیر مادہ تو بے کار گیا انکل۔"

"نہیں ۔ گرنے کے نصف منٹ بعد۔"

اسی وقت ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا۔

"لو پھٹ گیا۔"

جس پہرے دار کے ہاتھ میں تیر لگا تھا ۔ وہ بھی دھماکے کے ساتھ ہی فصیل کے دوسری طرف گر گیا ۔ قلعے میں چیخ و پکار گونج اٹھی۔

"فصیل پر موجود پہرے داروں کا صفایا کر دو۔" خان رحمان بولے۔

وہ سب پہلے ہی نشانہ لیے تیار کھڑے تھے۔ ان کے ...لوں سے گولیاں نکلیں اور پہرے دار لڑکھڑاتے نظر آئے۔ ...ے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ انھیں بے تحاشہ ٹوپیں ...پڑیں۔ یہاں محفوظ جگہیں نہ ہونے کے برابر تھیں ۔ ...ان انھوں نے حیرت سے دشمنوں کو دوڑ کر فصیل پر آتے

...ان کی جگہ نئے آ گئے۔"

"میں ایک اور تیر چھوڑ رہا ہوں ۔ وہ دیکھو دھواں اٹھنے ...ہے۔ قلعے میں آگ لگ گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ کا تیر کارگر رہا۔" خان رحمان نے ...ہو کر کہا۔

...ب فصیل والے پہرے دار ان کی زد پر آ گئے۔ ...ں نے فائرنگ شروع کر دی۔ ان کے پاس بہت ...قسم کے پستول تھے، یہ بہت دور تک مار کرتے تھے؛ ...دار تڑا تڑ گرنے لگے۔ پیچھے آنے والے سنبھل گئے ...ل پر لیٹ کر فائرنگ شروع کر دی۔

لیٹے ہوئے دشمنوں کو زد میں لینا آسان کام نہیں ۔ لہٰذا ان کے فائر خالی جانے لگے۔

...ین اس وقت انھوں نے اپنے سروں پر ہیلی کاپٹر

کی آواز سنی۔ خان رحمان نے چونک کر اوپر دیکھا۔ انھوں
نے فوراً اپنا ایک اور پستول نکالا اور ہیلی کاپٹر کا سامنا
کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ ان
کے سروں پر آ رہا تھا۔ جونہی وہ بالکل اوپر آیا، اس
پر سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ ادھر سے خان رحمان
نے فائر کر دیا۔ گولی ہیلی کاپٹر کے پنکھے کو لگی۔ اس کا
ایک پر ٹوٹ کر فضا میں چکر کھاتا نظر آیا۔ ان کے چہرے
کھل گئے۔ ہیلی کاپٹر نیچے گرتا نظر آیا۔ اور پھر انھوں نے
اس کو قلعے کے اندر گرتے دیکھا۔ پھر ایک ہولناک دھماکا
ہوا۔

"انکل۔ اب وقت ہے۔ آتش گیر مادے کی بارش
کرنے کا۔ انھیں موقع نہیں دینا چاہیے، ورنہ یہ اور
ہیلی کاپٹر منگوا لیں گے۔ ملک کا طیارے آ جائیں گے۔"
"اب میں سمجھ گیا۔ یہ سارا منصوبہ شریلیا کی حکومت کی
مرضی سے ترتیب دیا گیا ہے۔ گویا اس وقت ہم ایک
ایک حکومت سے ٹکرا گئے ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔
"یا اللہ رحم۔ یہ بات تو پہلی بار سامنے آئی ہے۔
اگر ہم قلعے والوں کو شکست دے بھی دیتے ہیں تو فوج
آ جائے گی۔" فرحت نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں فرحت۔ تمھارے والد شریلیا کی حکومت کے قیدی
ہیں۔ انھیں چھڑانا اس قدر آسان کام نہیں ہوگا جتنا کہ
ہم سمجھ بیٹھے تھے۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں اب ان کا مطالبہ
ماننا ہی پڑے گا۔" انسپکٹر جمشید نے اداس انداز میں کہا۔
"کیا کہہ رہے ہو جمشید۔ ہم اس طرح ہار نہیں مانیں
گے۔ انھیں ناکوں چنے چبوائیں گے۔" خان رحمان بولے۔
"لیکن کیسے خان رحمان۔ پوری حکومت سے ہم کس
طرح ٹکرا سکتے ہیں؟"
"جب تک جان میں جان ہے۔ ہم لڑیں گے۔"
"لیکن اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ کیا ہم منور علی خان
کو چھڑانے میں کامیاب ہو جائیں گے؟" "نہیں خان رحمان نہیں۔"
"پھر۔ ہم کیا کریں؟" پروفیسر داؤد بولے۔
"ہمیں ہتھیار ڈال دینے چاہییں۔" خان رحمان نے کہا۔
"افسوس۔ ہمارے کمانڈر نے شکست قبول کر لی۔" انسپکٹر
کامران نے منہ بنایا۔
"میری جگہ تم ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔ ایک اچھا
کمانڈر اپنے آدمی نہیں مروایا کرتا۔ وہ جس طرح بھی انھیں
بچا سکے۔ بچاتا ہے۔"
"لیکن جب ملک اور قوم کا معاملہ آ پڑے تو پھر سب

کو شہید ہو جانے کی ہدایت دے دیتا ہے۔"

"ہاں! لیکن ہمارے لیے وہ موقع نہیں آیا۔ نہ اس ضرورت ہے۔ اگر ہم انشارجہ کے صدر کو اغوا کر لاتے تو آخر اس میں ہمارا کیا نقصان ہو گا۔ ایک فی صد بھی

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

عین اس وقت لڑاکا طیاروں کی آواز سنائی دی ان کے دل دہل گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ کہ اس قدر بڑے پیمانے پر ان کا مقابلہ کیا جائے گا۔

"ہمیں ہاتھ اوپر اٹھا دینے چاہییں۔" خان رحمان بولے

"اچھی بات خان رحمان۔ یہ لو۔ میں ہاتھ اٹھاتے ہوں۔" ان کے ہاتھ اٹھ گئے۔ باقی سب نے بھی ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

"اپنے ہتھیار پھینک دو اور ہاتھ اٹھائے ہوئے قلعے طرف چلے آؤ۔" ایک آواز سنائی دی۔

انھوں نے ہدایت پر عمل کیا۔ جونہی وہ قلعے کے نزدیک پہنچے، انھیں بے شمار فوجیوں نے گھیر لیا، وہ سو بھی نہیں سکتے تھے کہ اس قلعے میں اتنے فوجی ہو سکتے ہیں انھیں فوراً جکڑ لیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سنگام کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑے تھے۔ وہ اپنی کرسی پر اکڑا بیٹھا تھا

"تم لوگ خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ یہ منصوبہ بہت سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے۔ اور بڑے پیمانے پر بنایا گیا۔ اس منصوبے والے پانے ہمارے ملک سے لے کر انشارجہ تک اور ہمارے لے کر تمہارے ملک تک پھیلے ہوئے ہیں۔"

"اب کیا پروگرام ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے

"انشارجہ کے صدر کے علاوہ کوئی پروگرام نہیں ہے۔"

"اور آپ لوگوں کو انشارجہ کے صدر کی کیا ضرورت آ گئی؟"

"راز ہرگز ہرگز کسی کو نہیں بتایا جا سکتا۔ بلکہ سچ تو یہ ہمیں بھی نہیں معلوم۔ ہماری حکومت کے چند بڑے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ انھیں انشارجہ کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے۔"

"پوری حکومت یہ چاہتی ہے تو پھر آپ نے یہ کیوں نہیں کر لیا۔"

"اس معاملے پر بہت غور کیا گیا۔ اس کام کے لیے ترین لوگ آپ ہی نظر آئے۔ ہمارے پاس ایسی نہیں تھی جو سو فیصد یقین سے یہ کام کر سکتی۔ ان کے بارے میں ہمیں سو فیصد یقین ہے۔ یہ کام

کر گزریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم یہ کام کریں گے، لیکن ہماری
شرط ہے۔"

"اور وہ کیا؟" سنگام نے پوچھا۔

"ہماری ملاقات منور علی خان سے کرائی جائے۔ جب
ہم ان سے مل نہیں لیں گے۔ اس مہم پر روانہ نہیں ہوں

"ملاقات کرا دی جائے گی، لیکن اگر آپ لوگ اس
سے یہ اندازہ لگانے کے چکر میں ہیں کہ منور علی خان
رکھا گیا ہے تو یہ آپ لوگوں کی بھول ہے۔"

"ہم صرف ان سے مل کر یہ یقین کر لینا چاہتے
وہ واقعی آپ لوگوں کی قید میں ہیں۔"

"اور ہم نے ان کی آپ سے بات چیت جو کرا

"اس سے ہمارا سو فی صد اطمینان نہیں ہوا۔"

"اچھی بات ہے۔ شرط منظور ہے۔ میں گاڑی
انتظام کرتا ہوں۔ منور علی خان یہاں سے بہت دُ
عمارت میں قید ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب!" انسپکٹر جمشید بولے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں قلعے کے اندر ہی ایک
میں بٹھایا گیا۔ وہ اس گاڑی سے باہر کچھ بھی نہیں

تھے۔ انسپکٹر جمشید نے گھڑی دیکھ کر وقت نوٹ کر
پروفیسر داؤد نے فوراً ایک ننھا سا قطب نما قسم کا
نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور کاغذ قلم سنبھال لیا۔
گاڑی چلی۔ وہ وقت اور سمتیں نوٹ کرنے لگے۔ دو
کے سفر کے بعد گاڑی رک گئی۔ اس کا پچھلا دروازہ
گیا۔

انھوں نے دیکھا، گاڑی ایک بند عمارت میں کھڑی تھی۔
ایک قلعہ نما عمارت تھی اور سنسان نظر آ رہی تھی۔

"آپ لوگ اس عمارت کی سب سے اوپر والی منزل
جائیں، وہاں منور علی خان سے ملاقات کر لیں،
صرف پندرہ منٹ دیے جاتے ہیں۔" گاڑی کے
والے تین آدمیوں میں سے ایک نے کہا۔

"کیا آپ تین ہی بس ہمارے ساتھ آئے ہیں؟" انسپکٹر
مرزا نے پوچھا۔

"اس خوش فہمی میں مبتلا ہونے کا بھی کوئی فائدہ
ہو گا، اس لیے کہ پوری عمارت اس وقت زبردست
ہے۔ یقین نہیں تو اوپر جا کر کھڑکی میں سے
لیں۔"

"اچھا۔"

http://www.pakfunplace.com

وہ بے تابانہ انداز میں سیڑھیاں چڑھتے چلے
آخری منزل پر پہنچتے پہنچتے ان کے سانس بُری طر
گئے۔ اونچائی بہت تھی اور سیڑھیاں بہت چوڑ
اونچی تھیں۔ عمارت پرانے زمانے کی تھی۔ اس
وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

آخری کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ انھ
کنڈی گرائی، دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو
وہ منور علی خان کو دیکھ کر دھک سے رہ گئے۔ فر
کر ان سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔

ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال بے تحاشہ بڑ
تھے اور وہ کوئی جنگلی مخلوق نظر آ رہے تھے۔ چہر
کمزوری بھی حد درجے ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ س
باری ان سے ملے۔ اور پھر ان کے گرد بیٹھ گئے۔
میں صرف ایک چارپائی موجود تھی۔ اس پر بھ
نہیں تھا۔

"یہ لوگ کھانے پینے کو بھی اچھا دیتے ہیں یا
"نہیں۔ ان کا سلوک وحشیانہ ہے۔ ایک روٹی
ایک شام دیتے ہیں، ساتھ میں سالن بھی بالکل
قسم کا ہوتا ہے۔ شروع میں جب میں ان کے

انکار رہا تو یہ لوگ مجھ پر کوڑے بھی برساتے رہے۔ کئی
دن تو میری کمر کی کھال تک ادھڑ گئی تھی۔"

"تم فکر نہ کرو منور علی خان۔ ہم ان سے ان تمام زیادتیوں
کا انتقام لیں گے۔"

"مجھے انتقام لینے کی کوئی خواہش نہیں۔ میں تو آزادی
چاہتا ہوں اور وہ مجھے مل گئی ہے۔"

"ابھی نہیں منور علی خان۔" انسپکٹر کامران مرزا نے دکھ
بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا؟"

"ان لوگوں نے تمھاری رہائی کے لیے ایک بڑی کڑی
شرط عاید کی ہے۔"

"کڑی شرط۔" انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کڑی شرط۔ اور وہ یہ کہ ہم انشارجہ کے صدر
کو اغوا کر لائیں۔"

"کیا۔ نہیں۔" وہ چلائے۔

"ہاں! یہی شرط ہے ان کی۔"

"نہیں کامران مرزا۔ ان کی یہ شرط پوری نہ کرنا۔"
منور علی خان چلائے۔

"کیوں۔ کیا ہوا؟" وہ گھبرا گئے۔

"اگر آپ لوگوں نے ایسا کر بھی دیا — تو بھی یہ ...
نہیں چھوڑیں گے — بلکہ آپ لوگوں کو بھی قابو کر لیں
اور انشارجہ کے حوالے کر دیں گے — یہ کہہ کر کہ صدر کو
لوگوں نے اغوا کیا ہے۔"

"لیکن منور علی خان — یہ لوگ ایسا کیوں کریں گے؟" ا...
جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نہیں جانتا — یہ لوگ ایسا کیوں کریں گے — ...
ان لوگوں کے سلوک نے مجھے یہی بات بتائی ہے ...
لوگ حد درجے سنگ دل ہیں — بے رحم ہیں — بے مروت ہیں
انسانیت کا قطعاً کوئی احترام نہیں کرتے — اور آخر تک
ہمیں دھوکا ہی دیں گے۔"

"لیکن منور علی خان — سوال تو یہ ہے کہ ہم کیا کریں
کیا ہم تمھیں اس قید میں چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں
اور پھر اب تو اس طرح جانا بھی ممکن نہیں رہا۔"

"اوہ! تو آپ لوگ پوری طرح ان کے قبضے میں ہیں"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"تب پھر ان کے سامنے ایک شرط رکھیں — اور وہ
کہ اس مہم پر یہ مجھے بھی ساتھ جانے دیں۔"

"بھلا یہ لوگ یہ شرط کس طرح مان سکتے ہیں۔"

"انھیں یہ شرط ماننا ہو گی، کیونکہ آپ لوگوں کے بغیر ان
کا مسئلہ بھی حل نہیں ہو گا۔"

"اوہ! ہم ابھی ان سے یہ بات کرتے ہیں، پھر آ کر
آپ کو بتاتے ہیں۔" خان رحمان نے کہا۔

اب وہ پھر جلدی جلدی سیڑھیاں اُتر رہے تھے۔

http://www.pakfunplace.com

ارے

"مسٹر سنگام! ہم اپنے ساتھی منور علی خان سے ملاقات کر
چکے ہیں۔ آپ لوگوں نے ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا
ہی بُرا سلوک کیا ہے، یہاں تک کہ انھیں بھوکا پیاسا
رکھا گیا ہے۔ آخر ایسا کرکے آپ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے
تھے، انھیں قید کرنے سے تو آپ کا مقصد صرف یہ تھا کہ
آپ کے لیے کام کرنے پر رضامند ہو جائیں اور بس۔
حالات میں تو انھیں بھوکا پیاسا رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔
آپ کا اس بارے میں کیا جواب ہے؟"

"قیدیوں کے ساتھ قیدیوں جیسا ہی سلوک کیا جاتا ہے،
یہ نہیں دیکھا جاتا کہ انھیں کس سلسلے میں قید کیا گیا ہے۔" سنگام
نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن ہم اس بات کو نہیں مانتے اور ایک بات
کان کھول کر سن لیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے سرخ ہو

ہوئے کہا۔

"میں سن رہا ہوں۔"

"ہم آپ لوگوں سے اپنے ساتھی پر اس ظلم کا انتقام
لیں گے۔"

"ہم اس دن کا انتظار ضرور کریں گے جب تم لوگ انتقام
لینے کے قابل ہو جاؤ گے، اس وقت تو تم ہمارے احکامات
کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو۔"

"ہم آپ کا کام کریں گے، لیکن ایک شرط پر۔" انسپکٹر
جمشید نے بھی مسکرا کر کہا۔

"اور وہ شرط کیا ہو گی؟" سنگام نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"شرط بہت صاف اور سیدھی ہے۔ یہ کہ ہمارے ساتھی
منور علی خان کو بھی اس مہم پر ہمارے ساتھ روانہ کیا
جائے۔" انھوں نے باوقار انداز میں کہا۔

"تم نے کیا کہا۔ ہم تمھارے ساتھی کو تمھارے ساتھ
بھیج دیں۔ اس صورت میں تم لوگوں کو ہمارے لیے کام
کرنے کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔" سنگام نے حیرت زدہ
انداز میں کہا۔

"ضرورت رہ جائے گی۔ ہم وہ لوگ نہیں جو وعدہ
کرکے پھر جائیں، جو وعدہ کریں گے، اس کو پورا کرکے

http://www.pakunplace.com

دکھائیں گے یا اپنی جانیں دے دیں گے ۔ انشاءاللہ کا[میابی]
آپ لوگوں کے قدموں میں ہوگا ۔ اس بات کو لکھ لیں ۔
دوسرے یہ کہ آپ اپنے اطمینان کے لیے ہم سے تحریر
لکھوا لیں ۔ فرض کیا ہم دھوکا کرتے ہیں تو آپ لوگ
تحریر اخبارات میں شائع تو کرا سکتے ہیں ۔ اس طرح پوری دنیا
میں ہماری کیا عزت رہ جائے گی ۔"

"بات معقول ہے ، لیکن مجھے اوپر والوں سے مشورہ کرنا
پڑے گا ۔" سنگام بولا ۔

"آپ مشورہ ضرور کریں اور اس مشورے میں یہ بات
بھی بتا دیں کہ ہماری ٹیم منور علی خان کے بغیر ایک طرح
سے نامکمل ہے اور یہ مہم ایسی نہیں کہ نامکمل ٹیم کامیاب
ہو جائے ۔ آپ خود دیکھ لیں ۔ تمام ایسی مہمات میں
منور علی خان ہمارے ساتھ رہے ہیں اور انھوں نے ہمیشہ
اپنے حصے کا اہم ترین کام کیا ہے ۔ کئی بار تو ہماری
پھنسی ہوئی گاڑی انھوں نے ہی آگے سرکائی ہے ۔"

"ٹھیک ہے ۔ میں مشورہ کر لیتا ہوں ۔"

"یہ بھی سن لیں ۔ اس صورت میں بھی ہم آپ سے
انتقام لیں گے ۔ وہ معاملہ اپنی جگہ ہے ۔"

"اس کی آپ کو کھلی اجازت ہے ۔"

انھیں بھی اسی عمارت میں رکھا گیا ۔ وہ منور علی خان
کے پاس چلے گئے ۔ انھیں کھانے پینے کی چیزیں دیں ، انھوں
نے خوب سیر ہو کر کھائیں ۔

"امید ہے وہ لوگ ہماری تجویز مان لیں گے ۔" انسپکٹر
جمشید بولے ۔

"اگر وہ نہ مانیں تو آپ لوگ اڑ جائیں ۔ جب آپ اڑ
جائیں گے تو وہ ہماری شرط مان لیں گے ۔" منور علی خان بولے ۔

"آپ فکر نہ کریں ، اللہ نے چاہا تو ہم آپ کو ساتھ
لے کر جائیں گے ۔"

"آپ کے بغیر مزا بھی تو نہیں آتا انکل ۔" آفتاب
نے مسکرا کر کہا ۔

"ایک تو تم لوگ مزے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ
جاتے ہو ۔"

"ہاں واقعی ، کم از کم مزے بے چارے کے پیچھے
ہاتھ دھو کر نہیں پڑنا چاہیے ۔ وہ بھی کیا سوچتا ہو گا ۔"
فاروق نے جلدی جلدی کہا ۔

"کون کیا سوچتا ہو گا ؟" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم
میں بولے ۔

"جی مزا ۔ بے چارہ ۔ یہ سوچتا ہو گا کہ یہ لوگ جب دیکھو

میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں۔"

"ہاں واقعی ۔ بہت بُری بات ہے۔" پروفیسر داؤد نے سر ہلایا۔

عین اس وقت دروازہ کھلا اور سنگام کے ایک ساتھی نے کہا:

"مسٹر سنگام آگئے ہیں۔ آپ لوگ نیچے آ جائیں، قیدیوں کو وہیں رہنے دیں۔"

"اچھا۔" وہ بولے۔

سب لوگ نیچے آگئے۔ سنگام کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

"ہاں جناب۔ کیا رہا؟"

"اوپر والے آپ لوگوں پر اس حد تک اعتبار کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔"

"اچھا۔ کمال ہے۔ ہم تحریریں لکھ کر دیں گے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے۔"

"وہ نہیں مانے۔ میں نے تو انھیں سمجھانے کی بہت کوشش کی۔"

"جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔" انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

"تو آپ اپنے ساتھی کے بغیر جانے کے لیے تیار ہیں؟" سنگام نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ آپ سے کس نے کہہ دیا؟"

"جی ۔ کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہم ان کے بغیر نہیں جائیں گے۔"

"اور تم لوگ کس طرح نہیں جاؤ گے؟" سنگام غرایا۔

"ہاں مسٹر سنگام۔ آپ لوگ شاید ہم لوگوں سے اچھی طرح واقف نہیں۔ بہرحال آپ اپنی کوشش کر کے دیکھ لیں۔" عمران مرزا نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے۔ میں بھی دیکھتا ہوں۔ تم لوگ کیسے نہیں جاتے۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا:

"انھیں پنجروں میں الٹا لٹکایا جائے۔"

"ان کے سر۔"

"ہوش میں آنے کی کوشش کرو مسٹر سنگام، ہم منور علی خان کے بغیر اس مہم پر نہیں جائیں گے۔ ہاں یہ ہمارا وعدہ ہے، آپ بے فکر رہیے۔ کہ انھیں ساتھ لے کر انشارجہ کی زمین پر اتریں گے اور صدر کو اغوا کر کے یہاں لائیں گے، آپ کے حوالے کرنے کے بعد ہم آزاد ہوں گے، کام کرنے کے لیے آزاد۔" انسپکٹر جمشید نے پُرزور لہجے میں کہا۔

http://www.pakfunplace.com

"دیکھتے ہیں بھئی۔ لے چلو انھیں": سنگام نے تھکے
انداز میں کہا۔

اور پھر انھیں فوج کے زبردست پہرے میں
کھلے میدان میں لایا گیا۔ یہاں سات فٹ لمبے اور
فٹ چوڑے لوہے کی سلاخوں والے پنجرے د
سے لٹکے ہوئے تھے۔ ان کے دروازے کھول کر
پنجروں میں ڈالا گیا۔ ان کے ہاتھ پیر پہلے ہی با
جا چکے تھے۔ پھر پیروں سے بندھی ہوئی رسیوں
اوپر کھینچ لیا گیا اور پنجروں کے اوپر باندھ دیا گیا۔
طرح وہ اوپر لٹکنے لگے۔

"شریلیا کے لوگ اس منظر کو بہت لطف
دیکھیں گے۔ ٹکٹ لگا دو ان پر" سنگام نے کہا۔

"بہت خوب۔ کتنا مزا آئے گا۔" فاروق نے خو
کر کہا۔

سنگام تیزی سے مڑا اور جلدی جلدی قدم اٹھ
گیا۔ "تین گھنٹے بعد شریلیا کے لوگوں کا اس طرف
بندھ گیا اور وہ لوگ اس طرح انھیں دیکھنے لگے
چڑیا گھر کے جانور دیکھنے کے لیے آئے ہوں۔ وہ ب
تالیاں بجا بجا کر اور ہنس ہنس کر انھیں دیکھ رہے

آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔ رات گئے تک لوگوں
دحام رہا، پھر زیادہ رات ہونے پر لوگ چھٹ گئے
وہ الٹے لٹکے لٹکے سو گئے۔ کبھی آنکھ کھلتی رہی، کبھی
رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

"افسوس! ہم آج صبح کی نماز ادا نہیں کر سکے۔" خان
بولے۔

"اللہ مالک ہے۔ قضا پڑھ لیں گے۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

نو بجے کے قریب سنگام آیا:

"کیا خیال ہے دوستو؟"

"وہی۔ جو پہلے تھا۔ منور علی خان کے بغیر ہم نہیں
ئیں گے۔"

"ابھی تو صرف ایک دن ہوا ہے۔" سنگام بولا۔

"دوسرا دن بھی دیکھ لو۔ اپنا ہی وقت ضائع کر
ہو۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ بھنا اٹھا۔

اس روز انھیں چند لقمے کھانے کو دیے گئے، پھر وہی
وں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ تمام دن یہی ہوتا
، پھر رات ہو گئی۔ دوسری صبح سنگام آیا۔ اس
رے پر عجیب سے آثار تھے:

http://www.pakfunplace.com

"اب کیا خیال ہے؟"

"وہی جو پہلے تھا۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"تم لوگ پاگل تو نہیں ہو۔" اس نے چلا کر کہا۔

"یہی سمجھ لو۔ ویسے ابھی ہم آپ کو اور بھی پاگل
نظر آئیں گے۔"

"مرو پھر۔" اس نے پاؤں پٹخ کر کہا اور جانے کے لیے
مڑا۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید نے پُراسرار انداز میں کہا:

"کچھ معلوم بھی ہے مسٹر سنگام۔ آج تاریخ کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر مڑا۔

"میں نے صرف یہ کہا ہے کہ آج تاریخ کیا ہے۔
میں اس قدر چونکنے کی کیا ضرورت۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"صرف یہ کہ آج کیا تاریخ ہے؟"

"آج بیس تاریخ ہے۔"

"اور انشارجہ کا حد تم لوگوں کو کس تاریخ کو یہاں

"اوہ۔ تت۔ تت۔ تم۔ تم کیا جانو۔"

"ہم لوگ بلاوجہ مشہور نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں
عجیب صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے شوخ
انداز میں کہا۔

میں کہتا ہوں۔ بتاؤ۔ تم نے یہ کیا بات کہی۔"

میں کچھ نہیں کہوں گا۔ تم لوگوں کو اگر جلدی نہیں
تو ہمیں پنجروں میں بند کیے رہیں۔ ہم تو ان حالات
عادی ہیں۔"

سنگام انہیں گھورتا ہوا چلا گیا۔

نے اسے کیا کہہ دیا تھا جمشید؟" پروفیسر داؤد کے لہجے میں
تھی۔

میں کچھ کچھ اندازہ لگا چکا ہوں کہ ان لوگوں کو انشارجہ
کی کیا ضرورت ہے۔"

تو کیوں نہیں بتا دیتے۔"

عادت سے مجبور ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر بتا دوں
لوگ صبر سے کام نہیں کر سکیں گے۔"

سے زیادہ صبر سے کیا کام کریں گے کہ دو دن سے
ہوئے ہیں اور ان کی منتیں نہیں کیں۔"

یہاں کی نہیں۔ انشارجہ کی بات کر رہا ہوں۔"

اچھا۔ خیر۔ نہ بتاؤ۔" پروفیسر مسکرائے۔

گھنٹے بعد سنگام پھر آتا نظر آیا۔ اس نے پنجروں کے
کہا:

لوگوں کو کھول دو۔"

http://www.pakfunplace.com

"کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا اب کسی اور طریقے سے
آزمانا ہے؟"

"نہیں۔ حکام نے آپ لوگوں کا مطالبہ مان لیا ہے۔"

"ہمارا مطالبہ۔ نہیں۔ ان کے پاس اب وقت …
انسپکٹر جمشید بولے۔

"تت۔ تم۔ بہت چالاک ہو۔"

"اس میں میرا ایک فیصد بھی قصور نہیں۔" انسپکٹر …
ان کے ساتھی کھی کھی کرنے لگے۔ سنگام جھلا گیا۔

پھر اس نے اپنے غصے پر قابو پا لیا۔ پنجروں سے …
ان کی رسیاں کھول دی گئیں۔ لیکن ان سے اٹھا نہ گیا …
طرح پڑے رہے۔

"ایک بات اور سن لیں مسٹر سنگام۔ آپ لوگوں …
ارادہ یہ ہے کہ جب ہم انشارجہ کے صدر کو اغوا کر …
نہیں گے۔ تو ہمیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ اور قید …
کر رکھا جائے گا۔ تاکہ ہم اپنی انتقام والی دھمکی پر …
کرنے کا خیال تک دلوں میں نہ لا سکیں۔"

سنگام نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے …
گھورتا رہا۔

"لیکن میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ تم ایسا …

… گے۔ ابھی تم ہمیں نہیں جانتے۔"

"… پھر۔ دیکھا جائے گا۔ پہلے تو تم لوگ اٹھنے کے
… ہو جاؤ۔ پھر تحریریں لکھ کر دو۔ اس کے بعد تم لوگوں
… اور کھانا دیا جائے گا۔ پھر تم اپنی منزل پر
… ہو جاؤ گے۔"

"لیکن اپنے ساتھی منور علی خان کے ساتھ۔"

"انھیں ہم اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ وہ دیکھو۔ چل
… طرف آ رہے ہیں۔"

انھوں نے سر گھما دیے۔ منور علی خان لڑکھڑاتے ہوئے
… تھے۔ ان کے چہرے پر ایک دل کش مسکراہٹ تھی۔

اور پھر پروگرام کے مطابق انھیں ہر چیز مہیا کی گئی۔
… منور علی خان کا شکاری تھیلا بھی لا کر دیا گیا۔
… نے گرفتاری کے وقت قبضے میں لے لیا تھا۔
… انھیں شریلیا کی سرحد پر آزاد چھوڑ دیا گیا۔ یہاں
… انھیں جو قدم بھی اٹھانا تھا، اپنی ذمے داری پر اٹھانا تھا:

"کیا ہم واقعی انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے ان کے
… کریں گے؟"

"ہم اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔ ایک بار صدر انشارجہ
… کے حوالے کر دیں گے، اس کے بعد ہم آزاد ہوں گے۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو انشارجہ کے …
ایسی کیا ضرورت پڑ گئی؟" محمود نے بے چینی کے عالم …

"ابھی اس سوال کے چکر میں نہ پڑو۔ فی الحال …
کا کام یہ ہے کہ ہم انشارجہ کس طرح پہنچیں۔"

"بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے اپنے ملک چلیں۔ …
ہم نہایت آسانی سے انشارجہ جا سکیں گے۔ کوئی …
نہیں پیش آئے گی۔ کاغذات بھی منٹوں میں تیار …
گے۔" خان رحمان نے تجویز پیش کی۔

"میں خان رحمان کی تائید کرتا ہوں۔"

"چلیے ٹھیک ہے۔ خود میری تجویز بھی یہی …
جمشید بولے۔

تھریلیا سے اپنے ملک جانا ان کے لیے کچھ …
ثابت نہ ہوا۔ گھر پہنچے تو بیگم جمشید کی حیرت کا کو…
نہ تھا:

"اس بار کی مہم اس قدر مختصر ثابت ہوئی۔" کہ…
انھوں نے خوش ہو کر کہا۔

"بیگم … تم غلط سمجھیں۔ ابھی تو اصل مہم شروع …
نہیں ہوئی۔"

"وا… مزے کی۔" انھوں نے جھلا کر کہا۔

…یجیے۔ ران پر ہاتھ آپ کے بجائے میں مار لیتا ہوں۔"
…ول نے کہا اور زور سے ہاتھ مارا۔ آفتاب کی چیخ نکل گئی۔

"حیرت ہے۔ تمھاری نظر اس قدر کمزور ہو گئی۔ اب یہ
…ان بھی نہیں رہ گئی کہ کون سی ٹانگ کس کی ہے۔" اس
… جھلا کر کہا۔

"…نہیں۔ میرا ہاتھ تمھاری ران پر جا لگا۔" فاروق کے
… میں حیرت تھی۔

"…کام زیادہ ہے بھئی۔ سب سے پہلے ہمیں میک اپ
… ہو گا، پھر اس کے مطابق تصاویر بنانا ہوں گی۔
…ہیں جا کر اکرام کاغذات تیار کرا کے لائے گا۔"

"تو آپ باری باری میک اپ شروع کر دیں۔ ہم اپنا
…باری دیکھتے ہیں، آپ اپنا۔"

"…م کون سا کام کرو گے؟" پروفیسر داؤد نے حیران ہو
…پوچھا۔

"… ں۔ ذرا نوک جھوک۔ محاورہ بازی اور کیا۔"

"… تم لوگوں کا باتوں سے پیٹ نہیں بھرتا۔" انسپکٹر
… سے بھنا کر کہا۔

"…اں سے بھی کبھی پیٹ بھرے ہیں ابا جان، پیٹ تو
…الے سے بھرتے ہیں۔ اب ہمارے پیٹ اتنے

بے وقوف بھی نہیں کہ باتوں باتوں میں بھر جائیں۔" آفتا
جلدی جلدی کہا۔

"کک ۔ کون اتنے بے وقوف نہیں؟" پروفیسر داؤ
بے خیالی میں کہا۔

"پپ ۔ پیٹ۔" فاروق ہکلایا۔

"کیا کر رہے ہو بھئی؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پروفیسر صاحب ۔ آپ بھی کس کی باتوں میں آ گئے۔"

"فاروق وغیرہ کی ۔ اب اور کس کی باتوں میں"
انھوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

آخر میک اپ کا کام شروع ہوا ۔ پھر کاغذات
گئے ۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ ایک عام جہاز
بیٹھے انشارجہ جا رہے تھے ۔ ان کے پاس جو پاسپور
ان پر وہ تصاویر تھیں ۔ جو میک اپ کے بعد بنا
تھیں ۔ لیکن یہ میک اپ کوئی عام قسم کا میک اپ
تھا ۔ اسے اتارنا بہت مشکل تھا ۔ اتار کر اصل چہر
پہنچنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں تھا۔

"ہم انشارجہ کے دارالحکومت میں اتریں گے ، وہا
بہت سختی ہو گی ۔ خاص طور پر ان دنوں میں۔"

"آخر ان دنوں میں کیا خاص بات ہے ، اخبارات

ھنے میں نہیں آئی۔"

کی تو بات ہے ۔ اگر اخبارات میں کچھ آ رہا ہوتا تو
فوراً سمجھ جاتے۔

یہ اچھا ہی ہوا کہ ہم فوراً نہیں سمجھے۔" فاروق نے

"کیوں ۔ اچھا کیسے؟"

پھر وہی الفاظ کہوں گا ۔ تم لوگ صبر کا مظاہرہ
جب کہ انشارجہ میں قدم قدم پر ہمیں صبر کا مظاہرہ
ضرورت پیش آتے گی۔"

اس مرتبہ تم پر صبر کا دورہ تو نہیں پڑ گیا۔" جمشید" پروفیسر
لے۔

شاید یہی بات ہے۔" انھوں نے کہا۔

اگر ہم انشارجہ کے صدر کو کس طرح اغوا کریں گے۔

حال میں تو یہ انتہائی مشکل کام ثابت ہو گا۔"

ہاں ! یہ ٹھیک ہے ، لیکن اس کے باوجود ہمیں کرنا ہو گا۔"

تو ہمارا مقدر ہے ۔ گلا گیا۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

کل ۔ برادرز بالکل خاموش ہیں ۔ ایسا لگتا ہے جیسے
درمیان ہوں ہی نہ۔"

ہم ... سن کر لطف اٹھا رہے ہیں۔" اشفاق نے کہا۔

"اب اتنا بھی لطف نہ اٹھا لینا کہ انشارجہ والے پر کسٹم لگا دیں۔" فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی جیب پر بوجھ [illegible] بنیں گے ہم۔" محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"آئی بھی آواز آئی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میں بہت دیر سے ایک بات سوچ رہا تھا، اس گفتگو میں کوئی حصہ نہ لے سکا۔" شوکی کی آواز ابھری۔

"ذرا ہم بھی تو سنیں وہ بات۔"

"بات یہ ہے کہ اس بار ہمارے خلاف جو منصوبہ بنایا گیا ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر بنایا گیا ہے۔"

"بس۔ تم بہت دیر سے صرف یہ بات سوچ رہے تھے" آفتاب نے مذاق اڑانے کی کوشش کی۔

"آگے بھی تو سن لو۔ ہم کام کریں گے شرلیاں اور نام بدنام ہوگا ہمارے اپنے ملک کا۔"

"بہت خوب شوکی۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن کیسے ابا جان۔ ہم تو میک اپ میں ہیں۔"

"ہم ضرور میک اپ میں ہیں، لیکن جو تحریریں ہم [illegible] آئے ہیں۔ وہ میک اپ میں نہیں ہیں۔" شوکی نے کہا۔

"کیا مطلب؟" آصف چونکا۔

"ہاں! اگر وہ تحریریں دنیا بھر کے اخبارات میں شائع کر دی جائیں تو کیا ہوگا۔ انشارجہ کی حکومت ہمارے ملک کے بارے میں کیا ردعمل ظاہر کرے گی۔ مطلب یہ کہ پوری دنیا میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔" شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"شوکی نے بہت دور کی سوچی ہے۔ میں داد دیتا ہوں۔" [illegible] عمران مرزا بولے۔

"چلو بھئی۔ تم تو وصول کر لو داد۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"آپ بھی اس داد میں برابر کے حصے دار ہیں۔" شوکی نے کہا۔

"ہیں۔ وہ کیسے۔ کیا یہ خیال تمہیں میں نے دیا تھا؟"

"جی نہیں۔ لیکن میں آپ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک یہ خیال آ گیا۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ میں برابر کا حصے دار کیسے ہو گیا؟"

"اگر میں آپ کے چہرے کی طرف نہ دیکھتا تو شاید یہ خیال بھی نہ آتا۔"

"رہنے دو بھئی۔ کیوں مذاق اڑاتے ہو۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"ہاں واقعی۔ ان حالات میں ہم مذاق اڑانے کے قابل رہ گئے ہیں۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہم رہ کس قابل گئے"

"انشارجہ جا تو رہے ہیں۔" خان رحمان نے انھیں گھورا۔

"انشارجہ تو ایک آدمی بھی جا سکتا ہے۔"

"آپ لوگ اپنی پیٹیاں باندھ لیں۔ ہم دارالحکومت ایرپورٹ پر اُترنے والے ہیں۔"

"ارے!" ان کے مُنہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اور پھر انھیں ایک عجیب سا احساس ہوا۔

. . .

ایک عجیب بات

انھوں نے فوراً اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھا۔ گھڑیاں چار ... والی تھیں۔ اور یہ شام کے چار تھے۔ جب کہ انھیں دارالحکومت پانچ بجے پہنچنا تھا۔ ایک گھنٹا پہلے پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ انسپکٹر جمشید نے گزرتی ہوئی ایک ایرہوسٹس کو روک کر پوچھا:

"ابھی ابھی جو اعلان ہوا ہے۔ کیا وہ غلط نہیں؟"

"جی۔ غلط کیسے؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہمیں ایرپورٹ پانچ بجے پہنچنا تھا اور ابھی صرف چار بجنے میں بھی دس منٹ باقی ہیں۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس وقت پانچ بجنے میں دس منٹ باقی ہیں اور یہ دس منٹ جہاز رن وے پر صرف کرے گا۔ لہٰذا آپ لوگ بالکل ٹھیک وقت پر دارالحکومت پہنچ رہے ہیں۔"

http://www.pakfunplace.com

"آپ نے کیا کہا۔ اس وقت پانچ بجنے والے ہیں"
جمشید کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں بالکل۔ آپ اپنے ساتھ والوں سے پوچھ سکتے ہیں"
ایر ہوسٹس نے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھ گئی۔

"ہم سب کی گھڑیاں غلط کیسے ہو سکتی ہیں۔"

"انشارجہ کا مقامی وقت اس وقت کیا ہو گا؟" پرو
داؤد بڑبڑاتے۔

"رات کے نو بجے ہوں گے یہاں۔"

"وہ وقت تو ہم ایر پورٹ پر اتر کر ہی گھڑیوں پر
گے۔ ابھی تو سوال یہ ہے کہ ہماری گھڑیاں پانچ کیوں
رہی ہیں جب کہ جہاز کے عملے کی گھڑیاں پانچ بجانے
ہیں۔ ارے ہاں! باقی مسافروں کی گھڑیاں چیک کر
میں کیا حرج ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور اٹھ کر کچھ
کی گھڑیوں پر وقت دیکھنے لگے۔ ان کی حیرت بڑھتی چلی
ان سب کی گھڑیوں پر پانچ بجنے والے تھے۔

"جب جہاز روانہ ہوا تھا۔ اس وقت ہمارے ملک
دوپہر کے بارہ بجے تھے۔ یہی بات ہے نا۔"

"ہاں بالکل۔ جہاز کی پرواز کا وقت بھی بارہ بجے تھا
جہاز ٹھیک بارہ بجے روانہ ہوا تھا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا

گھڑیاں جہاز میں بیٹھے بیٹھے ایک گھنٹا لیٹ ہو گئی ہوں،
کسی طرح حلق سے نہیں اترتی۔"

"ہم بھی تو آپ لوگوں کے ساتھ جہاز پر سوار
تھے۔ اور ٹھیک بارہ بجے ہی جہاز اڑا تھا، پھر ہماری
گھڑیاں اس وقت پانچ کیوں بجا رہی ہیں؟" ایک مسافر نے
ہو کر کہا۔

ایک ایسا سوال تھا جس کا ان میں سے کسی کے پاس
جواب نہیں تھا۔

"شاید یہ ہماری زندگی کا حیران کن ترین واقعہ ہے۔"
ال بڑبڑایا۔

اس وقت جہاز نے زمین کو چھو لیا اور پھر رن وے
والے لگا۔ انسپکٹر جمشید وغیرہ نے خاموشی اختیار کر لی
کر ہی کیا سکتے تھے۔ البتہ ان کے ذہن بری طرح
تھے اور یہ الجھن کسی طرح دور نہیں ہو رہی تھی۔
وہ جہاز سے اترے۔ ایر پورٹ پر لگے بڑے کلاک
انھوں نے وقت دیکھا۔ وہاں نو بج رہے تھے۔
یہاں کے وقت کے مطابق نو بجے ہی پہنچنا تھا اور
والوں کے مطابق پانچ بجے پہنچنا تھا۔ باقی تمام مسافروں
والوں پر پانچ ہی بجے تھے، لیکن ان سب کی گھڑیاں

چار بجا رہی تھیں۔

"نہیں ایسا تو نہیں۔ رات کسی نے خواب میں ہ...
گھڑی ایک ایک گھنٹا پیچھے کر دی ہو" آفتاب بولا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ ہم جہاز پر وقت دیکھ...
ہوئے ہیں" آصف نے اسے گھورا۔

"اچھا بھائی معاف کر دو" اس نے گھبرا کر کہا۔

"معافی کس بات کی" آصف نے لہجے میں حیرت ...

"اس قدر تیز نظروں سے جو گھور رہے ہو ...
مجھ سے ہوئی ہو گی۔ بس اسی کی معافی مانگ رہا ...

"اچھا بابا۔ بال کی کھال نہ اتارا کرو۔ پہلے ہی
ذہن میں چبھ رہا ہے" آصف نے جھلا کر کہا۔

"تمھارے صرف ذہن میں چبھ رہا ہے۔ یہاں
چبھ رہا ہے" محمود مسکرا دیا۔

"یہ باتیں ہم باہر نکل کر کریں گے۔ میں بہت ...
محسوس کر رہا ہوں" انسپکٹر جمشید بولے۔

وہ خاموش ہو گئے۔ ایر پورٹ سے فارغ ...
انھیں نصف گھنٹا لگ گیا۔ آخر وہ باہر نکلے۔ ایک ...
روکی اور ڈرائیور سے ہوٹل پاک لینڈ چلنے کے لیے کہا۔
ڈرائیور نے انھیں گھور کر دیکھا اور گاڑی آگے

"کیوں بھئی۔ خیر تو ہے۔ تم نے اس قدر گھور کر کیوں دیکھا؟"

"ہوٹل پاک لینڈ بھی کوئی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ وہاں تو
صرف پاک لینڈ کے ہی کھانے ملیں گے"

"اسی لیے تو وہاں جا رہے ہیں"

"لیکن آپ لوگ تو پاک لینڈ کے نہیں لگتے"

اب ... یاد آیا۔ انھوں نے اس بار جو میک اپ کیا
... عجیب و غریب تھا۔ ان کی وضع قطع بالکل بدل کر رہ
... اور کوئی یقین سے نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ کس ملک
کے باشندے ہیں۔

"آپ کی نظر بہت تیز ہے۔ یہ بات ماننا پڑتی ہے" انھوں
نے گول مول جواب دیا۔

"شکریہ سر" اس نے ہنس کر کہا اور جلد ہی انھیں ہوٹل
پاک لینڈ لے آیا۔ انسپکٹر جمشید نے فرضی ناموں سے یہاں
کمرے بک کروا رکھے تھے۔ بیرے انھیں فوراً ان کمروں
میں لے آئے۔ ایک کمرے میں اطمینان سے بیٹھنے کے
بعد پروفیسر داؤد بولے:

"سب سے پہلے ہمیں ایک گھنٹے والا مسئلہ حل کر لینا چاہیے"

"اس سوال کے جواب میں میرا ذہن بار بار مجھ سے یہ
کہتا ہے کہ ہمیں پہچان لیا گیا ہے اور ہماری نگرانی شروع

کر دی گئی ہے۔ کسی حیرت انگیز طریقے سے ہماری گھڑیوں…
کو آہستہ آہستہ ایک گھنٹا لیٹ کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ہم شک…
الجھن میں مبتلا ہو جائیں اور اپنی حقیقت ظاہر کر بیٹھیں۔…
ابھی تک تو ہم سے یہ بے وقوفی سرزد نہیں ہوئی۔" انسپکٹر
کامران مرزا جلدی جلدی کہتے چلے گئے۔

"یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے حیران
ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کون سی بات؟"

"یہ کہ ابھی تک ہم سے کوئی بے وقوفی سرزد نہیں
ہوئی۔ میرا خیال ہے، ہو چکی ہے۔"

"اوہو اچھا۔ مثلاً کون سی بے وقوفی۔" انسپکٹر کامران
چونک کر بولے۔

"ہمیں چاہیے تھا۔ گھڑیوں کے معاملے میں کوئی…
ظاہر نہ کرتے۔ خاموشی سے باہر نکل آتے۔ ہم نے…
ہی ہی تحقیق شروع کر دی۔ ذرا غور کریں۔ اگر ہماری گھ…
ہر وقت ہی گڑبڑ جہاز پر کی گئی ہے تو پھر کوئی ہم…
نظر بھی رکھے ہوئے تھا۔ اور ایئرپورٹ سے اترنے کے…
بھی اس نے ہماری نگرانی جاری رکھی ہو گی۔ ہم نے…
بات چیت کی۔ اس کو بھی ریکارڈ کر لیا گیا ہو گا اور اس کا…

…اگر وہ لوگ فوراً جان لیں گے کہ ہم کون ہیں۔ پھر
…بات ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم میک اپ میں ہیں اور
…میک اپ میں ثابت ہو جانا ہمارے منصوبے کی موت
…گا۔ کوئی دم میں ہمیں گرفتار کیا جانے والا ہے۔
…ایک منٹ سے پہلے پہلے اس ہوٹل سے نکل جانا چاہیے
…ابھی پچھلے دروازے سے ہو گا۔"

…گھبرا گئے۔ فوری طور پر اپنا سامان اٹھا کر کمرے
…نکل آئے۔

"نہیں ہم وہم کا شکار تو نہیں۔" محمود علی خان بولے۔
"کھڑکی کے ذریعے نیچے جھانک کر دیکھ لیں۔ ابھی
…ہو جائے گا۔ یہ اشارہ ہے۔ اس قدر جدید آلات
…ہر طرف نصب ہیں کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔
…اس سے لگا لیں کہ گھڑیوں پر وقت کس طرح بدل…
…انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"ہوں۔ خیر۔" انسپکٹر کامران مرزا ایک کھڑکی کی طرف بڑھ…
…پھر چونک کر ان کی طرف مڑے:

"…فرار کے تمام راستے بند ہیں۔ اب ہم پچھلے دروازے
…سے بھی نہیں جا سکتے۔"

"اب پھر؟"

http://www.pakfunplace.com

"ترکیب نمبر دو ۔ فوراً اپنے کمرے میں آ جائیں۔"

وہ پلک جھپکتے میں کمرے میں داخل ہو گئے۔

"باتھ روم میں آ جائیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

باتھ روم میں انھوں نے باری باری سب ... اتارنا شروع کر دیا ۔ میک اپ والے پاسپورٹوں کو ... دکھا دی گئی ۔ اور ان کی راکھ کو فلش میں بہا دیا ... میک اپ اتارنے میں صرف چند منٹ لگے ۔ اب ... اپنے اصلی چہروں میں تھے ۔ اور ان کے پاس جو ... وغیرہ تھے ۔ وہ بھی ان کے اصلی چہروں کے ... خانہ پری وہ پہلے ہی ان پر اپنے ملک ... کر ... تھے ۔ یہاں تک کہ انشارجہ کے ایئرپورٹ پر جو ... ہونا تھی ۔ وہ بھی وہیں کرا لی گئی تھی ۔ اور وہ ... انداز میں ۔ کوئی اس پر جعل سازی ثابت نہیں ... تھا ۔ حالات کو دیکھتے ہوئے وہ پہلے ہی ڈبل ا... چلے تھے ۔ اب وہ کمرے میں اطمینان سے بیٹھ ... گپیں شروع کر دیں۔

"بھئی ۔ آخر ہم انشارجہ کی سیر کے لیے آئے ہیں ... تو نہیں ہے۔"

"لیکن اگر ہم سرکاری طور پر آتے تو کس قدر آ...

... ہمارا تمام انتظام کرتی۔"

... اس طرح آدمی پابند ہو کر رہ جاتا ہے ، اب ہم ... ہیں۔"

عین اس وقت کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی:

"کون؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"پولیس ۔ دروازہ کھولیں۔"

محمود نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا ۔

"... فرمائیے۔" اس نے کہا۔

باہر کھڑے پولیس والوں کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔

"شاید ہم نے کسی غلط دروازے پر دستک دے دی، ... معاف کیجیے گا۔"

"کوئی بات نہیں جناب۔" انسپکٹر جمشید دل ہی دل میں ... بولے۔

پولیس والے آگے بڑھ گئے ۔ انھوں نے دروازہ بند ...

"کیا ۔ یہ لوگ تو بہت شرافت سے چلے گئے ۔"

... داؤد نے سرگوشی کی۔

"ابھی پھر آئیں گے ، لیکن فکر کی ضرورت نہیں۔"

پندرہ منٹ بعد پھر دستک ہوئی ۔ انسپکٹر جمشید نے

http://www.pakfunplace.com

بالکل اسی انداز میں کہا۔

"کون؟"

"پولیس ۔۔ دروازہ کھولیں۔"

محمود نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

"اب کیا ہے جناب ۔ خیر تو ہے؟"

"آپ نے ہوٹل کے یہ کمرے فرضی ناموں سے لیے ہیں۔" پولیس آفیسر نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم بہت مشہور و معروف لوگ ہیں۔ ہماری ملک میں آمد کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل [illegible] بے شمار لوگ ہمارے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم [illegible] تو ہال میں جا کر یہ اعلان کر دیں کہ انسپکٹر جمشید اور کامران مرزا اور ان کے ساتھی اس ہوٹل میں ٹھہرے [illegible] ہیں، پھر دیکھیے گا ۔ کیا ہوتا ہے ۔ فرضی ناموں سے ہوٹل میں کمرے بک کروانا کوئی جرم نہیں۔ جب [illegible] اصلی نام چھپا رہے ہیں نہ چہرے۔"

"آپ لوگ اپنے کاغذات چیک کرا دیں۔" پولیس آ[illegible] کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن ہی الجھن نظر آ رہی [illegible]

"ضرور کیوں نہیں۔"

انھوں نے کاغذات سامنے کر دیے ۔ وہ بہت

[illegible] ان کو دیکھتا رہا ۔ آخر تھک کر واپس کرتے ہوئے بولا:

"ٹھیک ہے ۔ بالکل ٹھیک۔"

اور پھر وہ چلے گئے ۔

"میک اپ اتار کر ہم نے خود کو گرفتاری سے تو بچا لیا، [illegible] سوال یہ ہے کہ اب ہم اپنی اصل شکل صورت میں اپنی [illegible] کس طرح سر انجام دیں گے؟"

"[illegible] بعد کی باتیں ہیں۔ اگر ہم میک اپ میں گرفتار ہو [illegible] تو یہ لوگ اس صورت میں بھی تو میک اپ اتار لیتے [illegible] اور غلط ہوتا۔"

"سوال یہ ہے کہ ہماری چیکنگ کہاں سے شروع ہوئی؟"

"جہاز سے ہی ۔ گھڑیوں کا وقت تبدیل ہونا اس بات کا ثبوت ہے۔"

"اور اب ۔ اب کیا ہوگا؟"

"ہماری باقاعدہ نگرانی کی جائے گی ۔ یہ بات وہ جان [illegible] ہیں کہ ہم نے اپنے میک اپ اتار دیے ہیں ۔ اسی [illegible] تو انھوں نے کاغذات چیک کیے تھے۔"

"ہوں ۔ مہم مشکل ہو گئی۔" آصف بڑبڑایا۔

"پہلے ہی یہ بات ذہن پر سوار کر لینا مناسب نہیں، [illegible] طرح ناکامی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں ۔ ہم

ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے۔"

عین اس وقت کمرے کے دروازے پر پھر دستک
ہوئی۔ وہ چونک اٹھے :

"کون؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"پولیس۔ دروازہ کھولیں۔"

محمود نے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھول دیا
وہی پولیس آفیسر اندر داخل ہوا :

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے ملک میں غیر ملکیوں کو
سکون سے نہیں رہنے دیا جاتا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ لوگوں کے سلسلے میں
الجھن پیش آ رہی ہے۔ ہم دراصل اس الجھن کو دور
کی فکر میں ہیں۔"

"فرمائیے۔ ہم آپ کی الجھن دور کرنے کے سلسلے
کیا کر سکتے ہیں۔"

"آپ کو ہمارے چیف کے سامنے پیش ہونا پڑے
گا جناب۔ معاف کیجیے گا۔"

"ہم قانون پسند شہری ہیں۔ تعاون کریں گے، چلیے
انھیں ایک بند گاڑی میں بٹھایا گیا۔ آدھ گھنٹے
سفر کے بعد گاڑی کا دروازہ کھولا گیا۔ انھیں ایک بڑ

میں لایا گیا۔ یہاں سبز سبز آنکھوں والا پولیس چیف
بہت بڑی میز کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اس کی میز پر
آلات کی بھرمار تھی۔ وائرلیس اور ٹیلی فون سیٹوں
میز بھری پڑی تھی :

"آپ لوگ تشریف رکھیے۔" اس نے نرم آواز میں کہا۔
وہ جان گئے کہ نرم آواز کے پیچھے بہت سختی چھپی تھی۔

"آپ انشارجہ کے جہاز کی پرواز نمبر ۱۴۱۔ جے۔ ۱ سے
آئے ہیں۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟"

"جی ہاں! یہ بات تو ہمارے سامان اور کاغذات سے ثابت
انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"لیکن اس جہاز میں آپ لوگ سوار نہیں تھے۔ یا یوں کہ
آپ کی شکل صورت کے لوگ سوار نہیں تھے۔"

"ہم بالکل اسی جہاز پر آئے ہیں۔"

"جہاز پر سفر کرنے والے مسافروں کے نام یہ ہیں۔" اس
ایک طویل فہرست ان کے سامنے رکھ دی۔

ان کے دل دھڑک اٹھے۔ صاف ظاہر ہے؛ اس
میں ان کے فرضی نام تو موجود تھے۔ اصل نہیں تھے؛
وہ اس وقت اصل چہروں کے ساتھ تھے؛ تاہم انسپکٹر
کے منہ بنا کر کہا :

"یہ بات ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ ہم اپنے اصل کے ساتھ سفر نہیں کرتے۔ اس طرح بے شمار لوگ ہمارے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ہم اپنے پروگرام کے وقت نہیں گزار سکتے۔"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے فرضی ناموں سفر کیا ہے۔ لیکن آپ کے کاغذات اصلی ہیں اور شکل کے لحاظ سے بھی آپ بالکل اصلی ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اب میں آپ کو ایک وڈیو فلم دکھاتا ہوں۔ جہاز کے مسافروں کی وڈیو فلم۔ اس میں ایک چہرہ بالکل صاف دیکھا جا سکتا ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی سامنے دیوار پر فلم چلنے اور جہاز کے مسافر بالکل صاف نظر آنے لگے۔

"یہ اسی پرواز کے مسافر ہیں۔ مہربانی فرما کر یہ بتائیے آپ ان مسافروں میں کہاں ہیں؟"

وہ لاجواب ہو گئے۔ انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے سفر میک اپ رہ کر کیا تھا۔ وہ بھی بعض مجبوریوں کی بنا پر۔ اور آ کر میک اپ اتار دیا۔ ایسا کرنا جرم ہے تو ہم

سزا بھگتنے کے لیے تیار ہیں۔"

"آپ کے ملک سے ہمارے بہت اچھے تعلقات ہیں۔ آپ کے ملک کی انتظامیہ سے بات کرتا ہوں۔" چیف اور پھر وہ فون پر مصروف ہو گیا۔ دس منٹ بعد ان کی طرف مڑا:

"آپ لوگ یہاں رہ سکتے ہیں۔ آزادانہ گھوم پھر سکتے ہیں۔ ملک کے صدر نے آپ کی طرف سے پوری پوری ذمے داری لیکن ایک بات میں ضرور کہوں گا۔ اگر آپ کسی سرگرمی میں پڑنے لگے تو ہمارا جال آپ لوگوں کے اور تنگ ہو جائے گا۔ ہم آپ کو گرفتار کر سکتے ہیں، دونوں ملکوں کے تعلقات کی بنا پر ایسا نہیں کیا جا رہا، اب آپ لوگ جا سکتے ہیں۔"

وہ باہر نکل آئے۔ پولیس کی گاڑی نے انھیں ہوٹل پاک کے سامنے اتار دیا۔ پولیس انسپکٹر نے ہاتھ ہلا کر انھیں کہا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

"اب کیا خیال ہے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہاں آ کر مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ بس یہی خیال

"اپنے کمروں میں چل کر مشورہ کرتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

http://www.pakurdupalace.com

"میں اسے مناسب نہیں سمجھتی۔" فرزانہ بولی۔

"کیا مطلب؟"

"اب تک ان کمروں میں بھی آلات نصب کر... ہوں گے۔ وہاں رہ کر اِدھر اُدھر کی باتیں تو کی... ہیں۔ مہم کے سلسلے میں کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔"

"بات بہت معقول ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا... کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے ہم وہاں جا کر اِدھر اُدھ... گے، پھر ہال میں آ کر کھانا کھائیں گے اور گھومنے... جائیں گے۔ اس دوران بات چیت کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک۔" کئی آوازیں ابھریں۔

جلد ہی وہ پھر ہوٹل پاک لینڈ میں بیٹھے تھے۔ ... اُدھر کی باتوں کا بازار گرم ہو چکا تھا، پھر کھانے کا... بنایا گیا اور وہ اٹھ کر نیچے ہال میں آ گئے۔ کھانے... ہو کر باہر نکل آئے اور ایک بڑی ٹیکسی میں بیٹھ... سمندر جا نکلے۔ ٹیکسی والے کو فارغ کر دیا گیا:

"یہاں ہم آزادانہ بات چیت کر سکتے ہیں۔ کوئی ہم... نہیں سن سکے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بالکل ٹھیک! یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔"

...وش ہو کر کہا۔

"...ہر پہلے فوری طور پر مطلب کی بات کر لی جائے۔ ... ہو سکتا ہے کہ ہماری نگرانی کرائی جا رہی ہو اور نگرانی... آس پاس کوئی جال پھیلا دیں جس کی بنا پر ہماری... جائے۔" خان رحمان بولے۔

"مطلب کی بات یہ ہے کہ ہم شروع میں ہی نظروں میں... ان حالات میں انشارجہ کے صدر کا اغوا بہت... ثابت ہو گا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اس میں ناکام... لہٰذا ہمیں چند دن سیر سپاٹے کرنے کے بعد... جانا چاہیے اور وہاں سے دوبارہ منصوبہ بندی کر کے... راستے سے اور طریقے سے یہاں آنا چاہیے۔"

"...اس کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے، مشکل یہ... انشارجہ کے صدر کے آئندہ پروگراموں کی کوئی تفصیل... میں نہیں آتی۔ آتی بھی ہے تو وہ درست... اوقات کا بہت فرق ہوتا ہے۔"

"...کا بھی کوئی بندوبست کر لیں گے۔ جب دوبارہ... ئیں گے۔"

"...ہی خیال رہے کہ شربلیا والوں نے ہمیں صرف پندرہ... دی ہے۔"

"ان شاء اللہ! پندرہ دن گزرنے سے پہلے ہی ہم [illegible]
گزریں گے، لیکن میں اب تک یہ بات سوچ رہا ہوں کہ [illegible]
کو انشارجہ کے صدر کی کیا ضرورت پڑ گئی؟"

"اس سوال کا جواب ہم اپنے شہر میں جا کر تلاش [illegible]
گے۔ یہاں نہیں۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

یہ پروگرام طے کرنے کے بعد وہ ہوٹل میں آ [illegible]
انھوں نے اس طرح سیر سپاٹوں میں تین دن گزارے۔
دن انھوں نے واپسی اختیار کی۔ ایسے میں پولیس انس[illegible]
کے راستے میں آ گیا:

"تو آج آپ لوگ واپس جا رہے ہیں؟"

"ہاں! سیر پوری ہو گئی۔"

"آپ لوگوں کے بارے میں ہم پوری طرح معلو[illegible]
رکھتے ہیں۔ اور آپ کی یہاں آمد کے بعد تو ہم نے
بھی زیادہ چھان بین کی ہے۔ ایک بات بالکل واضح ہو
ہمارے سامنے آئی ہے۔ اور ہمیں اس میں ایک فیصد بھی
نہیں ہے۔" اس نے پُراسرار انداز میں کہا۔

"اور وہ بات کیا ہے انسپکٹر صاحب۔ ویسے آپ
نام کیا ہے؟"

"مجھے انسپکٹر کانگ کہتے ہیں۔"

[illegible] انسپکٹر کانگ ۔ وہ کیا بات ہے۔ جس میں آپ کو
[illegible] صد بھی شک نہیں ہے؟"

[illegible] آپ لوگ کبھی بھی صرف سیر کی غرض سے کسی
ملک نہیں جاتے۔ آپ یہاں کوئی منصوبہ لے
[illegible] تھے، لیکن چونکہ ہماری نظروں میں آ گئے ہیں،
[illegible] واپس جا رہے ہیں اور پھر نئے میک اپ میں
[illegible] کریں گے۔"

[illegible] آپ لوگوں کا خیال ہے جس میں آپ کو ایک
[illegible] شک نہیں۔ یہی بات ہے نا۔"

[illegible] ہاں! اور صاف ظاہر ہے، آپ اس سے انکار
[illegible] گے۔"

[illegible] آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟"

[illegible] نہیں۔ صرف اتنا کریں کہ ہمارے ملک کے خلاف
[illegible] منصوبہ لے کر دوبارہ یہاں نہ آئیں۔ آپ کی سُراغرسانی
[illegible] نہیں چل سکے گی۔ آپ بُری طرح ناکام ہو جائیں
[illegible] پھر آپ جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آئیں گے، اس
[illegible] آپ کے ملک کا صدر بھی اگر آپ کی سفارش کرے گا
[illegible] ہمارے صدر نہیں مانیں گے۔ پھر نہ کہیے گا۔ ہمیں خبردار
[illegible] کر دیا گیا تھا۔"

"آپ نے ہمیں خبردار کر دیا۔ شکریہ!"

"اچھا۔ آپ جا سکتے ہیں۔ میری دعا ہے، آپ دو
نہ آئیں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی آمد کے بعد
میں بھی بہت پریشان رہا ہوں۔ آپ لوگوں کو دیکھ کر
الجھن محسوس ہوتی ہے اور ایک انجانے سے خطرے کا احـ
ہوتا ہے۔"

"حالانکہ ہم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔"

"خیر۔ اس بحث کی ضرورت نہیں۔ جب تک آپ
آپ کو لے کر پرواز نہیں کر جاتا۔ میری چھٹی حس
میں دم کیسے رہے گی۔ جائیے۔"

وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے، لیکن جونہی جہا
میں سوار ہوئے۔ ایک عجیب بات ہوئی۔

مہنگی سازش

ایک چھوٹا جہاز تھا، لیکن اس بات کی انھیں ایک
ہی امید نہیں تھی کہ اس جہاز میں ان کے سوا کوئی
وار نہیں ہوگا، یہ بات تو انھیں اس وقت معلوم
جب وہ جہاز پر سوار ہو چکے تھے اور جہاز کا دروازہ
طور پر بند کر دیا گیا تھا:

گیا۔ کیا اس جہاز میں صرف اور صرف ہم سفر
گے؟" انسپکٹر کامران مرزا نے بلند آواز میں کہا۔

ان کی بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ وہ تیزی سے
کیبن کی طرف بڑھے، لیکن وہاں کوئی پائلٹ نہیں تھا،
ان کی پریشانی اور بڑھی:

معلوم ہوتا ہے، انسپکٹر کانگ ہمیشہ کے لیے ہم سے
جھگڑا لینا چاہتا ہے۔ اب یہ لوگ ہمارے ملک کو
دیں گے کہ ہم لوگوں کو لے جانے والا طیارہ گم

http://www.pakfunplace.com

ہو گیا ہے۔" انسپکٹر جمشید جلدی جلدی بولے۔

"یوں بھی یہ زمانہ طیاروں کے گم ہونے کا ہے" ا
نے منہ بنایا۔

عین اس وقت جہاز کا انجن چالو ہو گیا:

"باپ رے۔ یہ۔ یہ جہاز تو ریموٹ کنٹرول ہے
یہ نیچے سے ہی اس کو اڑائیں گے اور جہاں ان کا
چاہے گا، اوپر سے نیچے گرا دیں گے۔"

"تو پھر کیوں نہ ہم دروازہ کھول کر باہر نکل جائیں"
"یہ کوشش بھی کر لینی چاہیے۔ تاکہ حسرت نہ
خان رحمان بولے۔

انھوں نے دروازے پر زور لگایا۔ لیکن دروازہ ا
تھا۔ ان سب کے زور لگانے پر بھی نہ کھل سکا۔ انسپکٹر
جمشید چلائے:

"خان رحمان! اس کا سٹیرنگ تم سنبھالو۔ دیکھو۔
تمھارے کنٹرول کو مانتا ہے یا نہیں۔"

خان رحمان فوراً آگے بڑھے۔ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ
جہاز کے آلات چیک کرنا شروع کیے۔ آخر انھوں نے
میں سر ہلا دیا:

"کوئی فائدہ نہیں۔ یہ صرف ریموٹ کے ذریعے چلے گا

"تب پھر اللہ سے دعا شروع کرتے ہیں۔" اشفاق نے
آواز میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ بالکل۔"

وہ اللہ کو یاد کرنے لگے۔ اسی وقت جہاز رینگنے لگا
ہی ایک آواز ابھری:

"انسپکٹر جمشید۔ الوداع۔ آپ کے ملک کو ہم اس
اک یہ اطلاع بھیج چکے ہیں کہ ان کی امانت ایک
خصوصی طیارے میں، یعنی سپیشل طیارے میں ارسال
کی جا رہی ہے۔ باہر باقاعدہ غیر ملکی اخباری نمایندے
موجود ہیں، ان لوگوں نے آپ لوگوں کی جہاز میں
سوار ہوتے ہوئے تصاویر لی ہیں۔ جونہی جہاز پرواز
کرے گا، یہ پھر تصاویر لیں گے، وہ تصاویر
اخبارات کی زینت بنیں گی۔ اور دوسرا اعلان اخبارات
میں یہ شائع ہوگا کہ جہاز کریش ہو گیا ہے۔
کہو کیسی رہی۔ انسپکٹر جمشید۔ تم اور تمھارے ساتھی
ہمارے ملک کے صدر کو اغوا کرنے آئے تھے نا۔
لیکن یہ سازش تمھیں بہت مہنگی پڑی۔ جان سے ہاتھ
دھونے پڑ گئے ہیں۔ اب تم تھوڑی دیر کے مہمان
ہو۔ ایسی چٹانوں پر طیارہ گرے گا کہ پاش پاش

http://www.pakfunpro.com

ہو جائے گا ۔ اور جب طیارہ پاش پاش ہو جائے تو اس میں سفر کرنے والوں کے ٹکڑے تو اڑ سکتے ہیں ، وہ زندہ سلامت نہیں رہ سکتے ۔ ہمارے ملک کے صدر کو اغوا کرنا اتنا آسان کام نہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ تم نے دُنیا کے کتنے ہی ملکوں میں عجیب و غریب مہمات انجام دی ہیں ، لیکن انشارجہ میں تمہاری دال نہیں گل سکے گی ۔ اب تم لوگوں کا پروگرام یہ تھا کہ تم لوگ اپنے ملک پہنچ کر پھر سے کسی اور طریقے سے ہمارے ملک میں داخل ہو گے ، ادھر ہم یہ سوچ چکے تھے کہ تم لوگوں کو اس قابل نہیں رہنے دیا جائے گا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کامیابی کس کے حصے میں آتی ہے ۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ لوگ اس حادثے میں بچ بھی گئے ، جس کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے ، کیونکہ طیارہ بہت زیادہ بلندی پر کریش ہوگا اور وہیں سے اس کے ٹکڑے اڑ کر نیچے آئیں گے ۔ لیکن پھر بھی ہم فرض کر لیتے ہیں کہ آپ لوگ بچ بھی گئے ۔ تو بھی آپ کے راستے میں اَن گنت مشکلات آئیں گی ۔ انشارجہ میں داخل

ہونے کے بعد ہر قدم پر آپ لوگوں کو رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شریلیا کی حکومت اس وقت تم لوگوں کو آلۂ کار کے طور پر استعمال کر رہی ہے ۔ اور دراصل وہ ہمارے صدر کو اغوا کرنا چاہتی ہے ۔ افسوس آپ لوگ شریلیا کے انجام کو نہیں دیکھ سکیں گے ، اس سے بہت پہلے آپ کا اپنا انجام دیکھنے والا کوئی نہیں ہو گا ۔"

آواز آنا بند ہو گئی ۔ جہاز فضا میں بلند ہو چکا تھا ، کھڑکیوں سے نیچے دیکھنے کے قابل تھے ۔ نیچے واقعی بہت بڑی تعداد میں اخباری رپورٹر موجود تھے ۔ وہ جلدی جلدی اس طیارے کی تصاویر لے رہے تھے :

"پروفیسر صاحب ، اب آپ کیا کہتے ہیں ؟"

"موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ ہے ۔ اگر ہمارا وقت آ گیا ہے ، تو ہمیں قطعاً کوئی نہیں بچا سکتا اور اگر ابھی وقت نہیں آیا تو یہ لوگ ایک ریموٹ طیارہ کیا ۔ دس ریموٹ والی چیزیں لے آئیں ۔ ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتے ۔ یہ مسلمان کا ایمان لازمی ہونا چاہیے ۔ تمہارا کیا خیال ہے ؟"

"میرا ہی نہیں ، سب کا یہی خیال ہے ۔ موت سے

http://www.paksociety.com

کیا ڈرنا ۔ موت تو ایک دن آ کر رہے گی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کا جہاز لمحہ بہ لمحہ بلند ہو رہا تھا، پھر انھوں
جہاز کو بادلوں میں گھرا ہوا دیکھا۔

"ہم اب بھی دشمن کے منصوبے کو ناکام بنا
ہیں۔" ایسے میں فرزانہ چلائی۔

"کیا کہا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے بھی چلا کر کہا۔

"ہاں انکل! یہ بات بالکل درست ہے۔"

"لیکن کیسے؟"

"ہمارا طیارہ اس وقت سمندر پر سے گزر رہا
اگر ہم طیارے کو خود تباہ کر دیں تو ہم سب سمندر
گریں گے اور ہمارے بچنے کے پچاس فی صد امکانات
ہو جائیں گے۔" فرزانہ بولی۔

"ویری گڈ ۔ اسے کہتے ہیں عقل ۔ اور ترکیبوں سے
دماغ۔" پروفیسر داؤد خوش ہو گئے۔

"وقت ضائع کیے بغیر ۔ طیارہ تباہ کر دیں۔" شوکی

"یہ بھی تو سوال ہے کہ طیارہ کس طرح تباہ کیا

"طیارے کی بجائے ہم دروازے پر گولیاں نہ
برسائیں۔ میرا خیال ہے، دروازہ کھل جائے گا۔" ا
کامران مرزا بولے۔

"بالکل ٹھیک ۔ اگر نہ کھلا تو ہم طیارے کے انجن پر گولیاں
برسا دیں گے۔ نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔" انھوں
نے جلدی جلدی کہا اور پھر آگے بڑھ کر دروازے
پر فائرنگ کر دی۔

اچانک دروازہ کھل گیا۔

"تیار ہو۔ اب ہمیں باری باری چھلانگیں لگانا ہے۔
ایسے چلیے کہ ہم ساحل سے آگے نکل جائیں چھلانگیں
لگائیں۔ دیر نہ کریں۔ ڈر ضرور لگے گا، لیکن ہم لوگ
جانتے ہیں۔ ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ پانی ہمیں سیدھا
لے جائے گا اور پھر اسی تیزی سے اوپر لائے
گا۔ جب ہم اوپر آئیں گے تو تیرنا شروع کر دیں گے،
تقریباً ایک ساتھ چھلانگیں لگانا چاہییں تاکہ ہم بچھڑ نہ
جائیں۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی ہدایات دیں اور پھر وہ
دوسرے کے پیچھے چھلانگیں لگاتے چلے گئے۔

ایک منٹ بعد جہاز ان کے بغیر پرواز کر رہا تھا۔
نامعلوم منزل کی طرف جا رہا تھا۔ اور وہ سمندر کا
رہے تھے۔

چھپاکوں کی آوازیں ابھریں۔ وہ پہلے سیدھے پانی
پھر ابھرے اور تیرنے لگے۔ انھوں نے سر

اُٹھا اُٹھا کر دیکھا۔ سب ساتھی نزدیک ہی تیر رہے
"شکر ہے۔ ہم بچھڑے نہیں۔"
"اب تیرنے کا مسئلہ ہے۔"
"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں ساحل
تھا۔ ساحل یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے۔"
"بہت خوب۔ یہ اور پُر لطف بات ہے۔" تکلّف۔
ہو کر کہا۔
"لیکن۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ساحل کس ملک
وہاں ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟"
"وہ بعد کی باتیں ہیں۔"
انھوں نے ساحل کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔
ساحل کی طرف کی تھی، اس لیے انھیں زیادہ مشکل
آئی نہ اور پھر انھیں ساحل صاف نظر آنے لگا۔ سا
بہت سے لوگ بھی کھڑے تھے۔ وہ ان تیرنے والوں
کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔ آخر وہ ساحل سے جا لگے
"آپ لوگ ہمارے مہمان ضرور ہیں، لیکن قیدی
جب تک کہ ہمارا اطمینان نہیں ہو جاتا، آپ حراست
رہیں گے۔" ایک شخص نے آگے آ کر کہا۔ اس کے
پولیس کی وردی تھی۔

بہت بہت شکریہ۔ ہم ہیں کہاں؟
آپ لوگ ریاست شامیر میں ہیں۔"
"اچھا۔ ریاست شامیر سے ہمارے ملک کے تعلقات
نہیں ہیں۔"
آپ کا تعلق کون سے ملک سے ہے؟"
پاک لینڈ۔" انسپکٹر جمشید بولے۔
کہا۔ پاک لینڈ۔ پاک لینڈ کے تو کچھ لوگ انشارجہ نے
طیارے کے ذریعے ان کے ملک روانہ کیے ہیں۔"
ہم وہی لوگ ہیں۔"
لیکن آپ لوگوں نے طیارے سے چھلانگیں کیوں لگائیں؟"
ہم مجبور تھے۔ طیارہ ریموٹ کنٹرول تھا۔ اس میں
نہیں تھا۔"
کیا ہوا۔ طیارہ تو آپ کے ملک تک ہی پہنچتا۔"
بات ہوتی تو ہم کیوں چھلانگیں لگاتے۔" انسپکٹر
مرزا بولے۔
پھر۔ کیا بات تھی؟
انسپکٹر جمشید نے مختصر طور پر بتایا کہ کیا بات تھی۔ ان
انکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
انہیں آپ کی حکومت سے بات کرنا پڑے گی۔"

http://www.pakfunplace.com

"ضرور کیوں نہیں۔"

انھیں پولیس کی ایک وین میں بٹھا کر شہر تک …
گیا۔ وہاں ایک آئی جی کے سامنے انھیں پیش کیا …
انھوں نے مختصر طور پر بات بتائی۔ آئی جی نے ا…
قائم کیا۔ اور ان لوگوں کو ایک مہمان خانے میں …
کر اوپر سے ہدایات ملنے کے بعد ان سے بات کی …

ایک گھنٹے بعد انھیں وزیرِ خارجہ کے سامنے پ…
گیا۔ انھوں نے ایک بٹن دبا کر کسی سے بات ک…
انسپکٹر جمشید سے بولے:

"پہلے آپ اپنے ملک کے صدر سے بات کر…"

"بہت بہتر سر۔" انھوں نے کہا اور ریسیور تھام…

"السلام علیکم سر۔"

"تم لوگ یہاں ہو۔ اور یہاں تمھاری موت کا …
منایا جا رہا ہے۔ کیونکہ دو گھنٹے پہلے تمھارا جہاز …
کی اطلاع ملی تھی۔"

"تب آپ سب سے پہلے ہمارے گھروں میں …
بھیج دیں کہ ہم فی الحال زندہ ہیں۔ ورنہ وہ تو دو…
جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم ریسیور وزیرِ خارجہ صاحب کو د…

دو گھنٹے بعد وہ پھر ایک طیارے میں سفر کر رہے
تھے۔ اور اس کے تین گھنٹے بعد وہ اپنے ملک کے ایرپورٹ
پر اتر رہے تھے۔ ریاست شاہیر کے وزیرِ خارجہ سے
انھوں نے درخواست کی تھی کہ ان کے زندہ بچ جانے
کی خبر کم از کم اشارجہ کو نہ ملے۔ انھوں نے وعدہ کر
لیا تھا۔

ان کے اپنے ملک میں بھی ان کی موت کا اعلان
…ہی ہو چکا تھا، لیکن ان کی درخواست پر یہ اعلان
ابھی تک واپس نہیں لیا گیا تھا۔ البتہ ان کے گھروں میں
اطلاعات بھیج دی گئی تھیں، ان حالات میں وہ اپنی اصل
شکل صورت میں گھر نہیں جا سکتے تھے۔ لہٰذا ریڈی میڈ
میک اپ کا سہارا لیا گیا اور گھر پہنچے۔ یہاں تعزیت کرنے
کے لیے آنے والوں کا ہجوم تھا۔ اور بیگم جمشید ان کے
مہمان بری طرح پھنسی ہوئی تھیں۔ انھوں نے ان کی طرف
دیکھا اور دل ہی دل میں مسکرا کر رہ گئیں۔ دوسرے مہمان
سمجھے کہ وہ لوگ بھی تعزیت کے لیے آئے ہیں۔ بیگم
جمشید نے ان کا استقبال کرنے کے بہانے انھیں اندر پہنچا
دیا اور سرگوشی میں بولیں:

"اب کیا کیا جائے؟"

"فی الحال ہم یہ اعلان نہیں کر سکتے کہ ہم بچ گئے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہ کر وہ باہر نکل گئیں۔

"انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کے ہاں بھی یہی حال ہو گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔"

پھر وہ باورچی خانے میں گھس گئے اور بھوک مٹانے لگے۔ خاص طور پر پروفیسر داؤد کا مارے بھوک کے برا حال تھا۔ وہ تو کھانے پر ٹوٹ ہی پڑے۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ لائبریری میں آ بیٹھے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"اب کیا پروگرام ہے بھئی؟" پروفیسر داؤد بولے۔

"پہلے تو آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو فون کریں، تاکہ ان کا مزید اطمینان ہو جائے، اس کے بعد ہم غور کریں کہ اب کیا کیا جائے۔"

"ایک لحاظ سے تو ہمیں اب کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔" شوکی نے نئی بات کہی۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"شیریا کی حکومت کو بھی یہ اطلاع مل چکی ہو گی کہ ہمارا طیارہ تباہ ہو چکا ہے اور ہم مر چکے ہیں، لہٰذا اب ان کے لیے کام کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"نہیں بھئی۔ یہ نہیں ہو گا۔ ہم ایک معاہدہ کر چکے ہیں۔ اس کی ہر حال میں پابندی کریں گے۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ اغوا تو کرنا ہو گا۔"

"ہاں بالکل۔" وہ بولے۔

"آپ پھر تجویز پیش کریں۔"

"تجویز۔ فرزانہ اور فرحت پیش کریں گی۔"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔ انشارجہ کو اب یہ بات معلوم ہے کہ ہم مر چکے ہیں۔ ان حالات میں ہم بہت آسانی سے انشارجہ چلے جائیں گے۔"

"لیکن صدر تک پہنچنا آسان کام نہیں ہو گا، کیونکہ ہمارے علاوہ بھی تو ان کے صدر کے خلاف لوگ ہیں اور ان کی حفاظت کے انتظامات ہر وقت ہر قسم جاری رہتے ہوں گے۔"

"پروا نہیں۔ ہمیں ایک سنہری موقع ملا ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ضرورت ہے صرف اس بات کی کہ زندہ رہ جانے کی خبر اخبارات میں نہ آنے پائے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"میرا خیال ہے، ہمیں رکے بغیر روانہ ہو جانا چاہیے،"

http://www.pakfunplace.com

لیکن اس کے لیے ہمیں پھر سے نیا میک اپ کرنا ہو گا اور اس کے مطابق پاسپورٹ وغیرہ بنوانا ہوں گے خیر میں انعام کو فون کرتا ہوں۔ آپ لوگ میک اپ … تیاریاں کریں۔"

چار گھنٹے بعد وہ میک اپ میں پھر وہاں سے نکل رہے تھے۔ بیگم جمشید اس وقت بھی تعزیت کرنے وال… میں الجھی ہوئی تھیں۔ انھوں نے اداس انداز میں انھیں الوداع کہا۔ اور کر بھی کیا سکتی تھیں۔

ایر پورٹ پر عام طیارہ، انشارجہ جانے کے لیے تیار تھا۔ ان کی سیٹیں اس جہاز پر پہلے ہی محفوظ تھیں اس بار انھوں نے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے سو… کوئی کام نہیں کیا۔ باتیں بھی وہ بدلی ہوئی آوازوں میں کر رہے تھے۔ تاکہ کسی قسم کے چکر میں نہ پڑیں۔

انشارجہ کے ایرپورٹ پر اس مرتبہ انھیں کوئی پریشانی پیش نہیں آئی۔ اور پھر وہ ہوٹل پاک لینڈ میں پہنچ گئے اب یہاں نئے ناموں سے کمرے بک تھے۔ لہٰذا انھیں فوراً ان کے کمروں میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں پہنچ کر بھی انھوں نے صرف ادھر ادھر کی باتیں ہی کیں۔ اپنے منصوبے سے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ شام کو کھانا کھانے کے

… ہوٹل سے نکل گئے اور اس وقت بات چیت شروع کی:

"اصل ضرورت صدر کی مصروفیات کے بارے میں صحیح … حاصل کرنے کی ہے۔ جب تک ہمیں صحیح رپورٹ … مل جاتی۔ اس وقت تک ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں … اخبارات میں جو اعلانات ہوتے ہیں کہ فلاں تاریخ صدر صاحب کو فلاں جگہ جانا ہے اور فلاں تاریخ کو … مگر تو یہ صرف اعلانات ہی ہوتے ہیں۔ اصل پروگرام … مختلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب تک ہم صدر … پرائیویٹ سیکرٹری پر ہاتھ صاف نہیں کریں گے، اس … تک بات نہیں بنے گی۔" انسپکٹر کامران مرزا روانی کے … میں کہتے چلے گئے۔

"لیکن اس پر ہاتھ صاف کرنے کا مقصد کیا ہو گا۔ … سوچ لیں۔ پورے دارالحکومت کی پولیس کے … کان کھڑے ہو جائیں گے اور صدر کے تمام دورے روک دیے جائیں گے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"ہم اس طرح ہاتھ صاف نہیں کریں گے۔" انسپکٹر کامران … مسکرائے۔

"آپ پھر وضاحت کر دو نا۔" پروفیسر بولے۔

"سب سے پہلے ہمیں پرائیویٹ سیکرٹری یا سیکرٹریوں کے

سے معلوم ہونے چاہییں۔ اس کے پرائیویٹ سیکرٹری
ایک سے زائد ہوں گے۔"

"دوسرے نمبر پر ہمارے پاس انشارجہ اور ...
بہترین قسم کے نقشے ہونے چاہییں۔ تاکہ ہم ش...
جانے کا راستا پہلے ہی طے کر لیں۔"

"ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہے کہ پند...
دن گزرنے سے پہلے پہلے صدر کو شریلیا کی اس ...
میں پہنچانا ہے۔ ورنہ اخبارات چیخ اٹھیں گے او...
ملک کے خلاف ایک طوفان اٹھا دیا جائے گا...
طوفان کے اٹھانے میں بیگال پیش پیش ہوگا۔"

"ہمارے پاس کُل سات دن باقی ہیں۔ آٹھ...
پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ ویسے کیا ہماری اموات کے
ہونے کے بعد بھی شریلیا والے ان معاہدوں کو ...
میں شائع کریں گے؟"

"ہاں! ہمارا ملک تو اس صورت میں بدنام ہو...
اور انشارجہ سے تعلقات اسی طرح خراب ہو سکیں گے۔"

"تو گویا اس منصوبے سے شریلیا ہمارے ...
کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔"

"اس کا ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اصل مقصد ...

... ابھی کسی کو معلوم نہیں۔"

"جب تک مقصد معلوم نہ ہو جائے، صدر کو ان کے
... کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا۔"

"حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔ ابھی کچھ نہیں کہا
جا سکتا۔"

"حالات ہیں یہ بہت بُری بات ہے۔ پتا ہی نہیں
کب کس کروٹ بیٹھ جائیں گے۔ اس بارے میں
تو انھوں نے اونٹ کو بھی مات دے دی ہے۔" آفتاب
نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"شکر ہے۔ کسی کی آواز تو سنائی دی، مجھے تو ایسا
لگ رہا تھا جیسے تم سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔" خان رحمان
نے کہا۔

"یہ معاملہ ہی اس قدر سنجیدہ ہے۔ ہر وقت سوچتے
رہنے کو جی چاہتا ہے۔" آصف بولا۔

"اتنا بھی نہ سوچنا۔ کہیں گھن چکر نہ بن جاؤ۔" محمود نے کہا۔

"تم اسی طرح باتیں کرتے رہو۔ ہم بازار کے قریب
ہیں۔ یہاں سے ہم گھومنے پھرنے کے انداز میں چند
چیزیں خریدیں گے اور سرسری انداز میں اپنے ہوٹل
جائیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں کہا۔

"باتوں کا کیا ہے — وہ جاری رکھنا تو ہمارے بائیں ہاتھ کا
کھیل ہے۔" آفتاب مسکرایا۔
"اور تمہارا دایاں ہاتھ کس کام کا ہے؟" فاروق کے
میں حیرت تھی۔
"دائیں ہاتھ سے دشمنوں کی مرمت کا کام لیتا ہوں"
نے فوراً کہا۔
"تب میں دعا کرتا ہوں کہ جلد از جلد انسپکٹر کانگ
تمہارا سامنا ہو جائے۔" شوکی مسکرایا۔
"آمین — اوہو — اس قدر جلد دعا قبول ہو گئی — کمال"
آفتاب نے گھبرا کر کہا۔
"کیا مطلب؟"
"وہ دیکھیے — سامنے والے شاپنگ پلازہ سے باہر
رہا ہے۔"
"کیوں نہ ہم اسے اغوا کر کے اپنے ساتھ لے جائیں
ہوٹل میں۔" محمود نے پرجوش لہجے میں کہا۔
"اس سے کیا فائدہ ہو گا؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔
"ہر قسم کی معلومات تو حاصل ہوں گی ہی — ہم
انتقام بھی لے سکیں گے — آخر اس نے ہمیں موت کے
حوالے کرنے میں کوئی کسر تو اٹھا نہیں رکھی۔" آصف نے

ی کہا۔
خیال ہے بھئی — اس تجویز کے بارے میں؟" انسپکٹر
انسپکٹر کامران مرزا کی طرف دیکھا۔
گا لطف۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
بھی تائید کرتا ہوں۔"
بات ہے — میں اسے اغوا کر کے ہوٹل لے
باقی حضرات بعد میں وہاں پہنچیں گے — وہ
کی تمام چیزیں خرید کر۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید
بڑھ جانا چاہا۔
آپ اکیلے جائیں گے؟"
کام میں اکیلے کرنا پسند کروں گا — بس تم دیکھتے
انہوں نے کہا اور آگے بڑھ گئے۔
کانگ کار پارک کی طرف بڑھ رہا تھا — وہ اس
پہلے ہی دیکھ چکے تھے — بلکہ اس کا نمبر تک ان
میں تھا، لہٰذا اس سے پہلے جیپ تک پہنچ
ماسٹر کی سے اس کا دروازہ کھول ڈالا —
میں وہ جیپ میں تھے — پستول ان کے ہاتھ
وہ کچھ اس طرح دبک گئے کہ انسپکٹر کانگ پیچھے
بھی انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا — ان کے ساتھی

http://www.pakfunplace.com

کن انکھیوں سے کار پارک کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اور پھر انسپکٹر کانگ جیپ میں سوار ہو...
نے انجن سٹارٹ کیا اور جیپ باہر نکل آئی...
سڑک پر رواں دواں تھی ۔ ایسے میں پستول کی...
کی گدی سے جا لگی۔

" یہ ٹھنڈا لوہا کسی سلاخ کا نہیں ۔ ایک خط...
کا ہے ۔ گولی گردن کے پار ہو سکتی ہے۔"
آواز بدل کر کہا۔

" تت ۔ تم ۔ تم کون ہو؟" اس نے کانپ...
کے ہاتھ سٹیرنگ پر کانپ گئے ۔ گاڑی لہرائی...

" سنبھل کر ۔ تم تو ایک بہادر پولیس انسپکٹر...
سی بات سے گھبرا گئے۔"

انسپکٹر کانگ نے فوراً خود پر قابو پا لیا۔

" سیدھے چلے چلو ۔ آگے جا کر چوک سے
مڑ جانا۔"

" تم کیا چاہتے ہو؟"

" بہت جلد تمھیں معلوم ہو جائے گا۔"

" تم اپنی شامت کو آواز دے بیٹھے ہو۔"
کانگ غرایا۔

...ابھی تک نہیں آئی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

...کا مطلب؟"

...نے کہا ہے نا ۔ یہ کام کرنے میں اپنی موت
...رہے بیٹھا ہوں ۔ میرا مطلب ہے ، آواز سن کر
...آئی تو ہے خیل۔"

...آنے ہی والی ہے ۔ اور ایسی آئے گی کہ یاد کرو
...انسپکٹر کانگ نے سرد آواز میں کہا۔

...نے کا کام میں سکول کے زمانے میں بہت
...ہوں ۔ وہ ہنسے ۔

...ہنسی کچھ جانی پہچانی سی ہے۔"

انسپکٹر جمشید دل ہی دل میں حیران ہوئے بغیر نہ
... انھوں نے آواز ضرور بدل رکھی تھی ، لیکن ہنستے
...کا دامن چھوٹ گیا تھا۔

...ہنسی کی کیا بات ہے ۔ میں تو مکمل طور پر جانا
...ہوں۔" انھوں نے آواز کے بارے میں احتیاط کرتے
...، پھر چونک کر بولے :

...اس طرف مڑنا ہے۔"

...ہاں ! مجھے یاد ہے ۔ لیکن اتنا سن لو ۔ تم اپنے
...میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

http://www.pakiunplace.com

"یہ تمہارا خیال ہے ۔ میرا نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور جیپ بائیں
پر اتار دی۔

جلد ہی پاک لینڈ ہوٹل کی جھلک انہیں نظر آنے

"جیپ کار پارک میں لے چلو۔"

اس نے ایسا ہی کیا ۔ پارک میں لے جا کر جی
دی اور ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"انجن بند کر کے نیچے اُتر آؤ اور یہ بات ذہن
میں تم سے صرف ایک قدم پیچھے رہوں گا،
آگے آگے چلو گے ، تمہاری جیب میں جو پستول
وہ میری جیب میں ہے ، لہٰذا کوئی حرکت بھی کی
پستول کی گولی تمہیں چاٹ جائے گی اور ہلکی سی آ
نہیں ہوگی۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"تم کچھ بھی کر لو ۔ بچ نہیں سکو گے۔" انسپکٹر
بھی غرّا کر کہا۔

"اپنی آواز کو نیچا رکھو ۔ یہ وقت بتائے گا ک
ہے اور کون مرتا ہے ۔ اب نیچے اُتر آؤ ۔ ہمیں
آخری منزل پر جانا ہے ۔ لفٹ کے ذریعے۔"

وہ نیچے اتر آیا ۔ اور ان کے آگے چلنے

پوری طرح چوکس تھے اور یہ بات وہ بھی محسوس کر چکا
لہٰذا کوئی حرکت نہ کر سکا ۔ جونہی وہ کار پارک سے
انسپکٹر جمشید نے اپنے ساتھیوں کی گاڑی رکتے دیکھی۔
پھر ان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

ان کا دل زور سے دھڑکا

باتوں کی باتیں

دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے لفٹ کے ذریعے آ...
منزل پر آئے۔ انسپکٹر جمشید نے جیب سے کمرے کی...
نکال کر فرش پر گرا دی اور بولے:

"یہ چابی اٹھاؤ اور دروازہ کھولو۔"

اس نے یہی کہا۔ جونہی دروازہ کھلا، انسپکٹر جمشید...
اس کی کمر پر ایک بھرپور ٹھوکر رسید کر دی۔ وہ...
کر فرش کے عین درمیان میں گرا۔ انسپکٹر جمشید فوراً
داخل ہوئے۔ ابھی وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ ان کے...
کی دوسری ٹھوکر اس کی کھوپڑی پر اس زور سے لگی...
پہلے تو تارے نظر آئے ہوں گے، پھر تاریکی اور دو...
سے جا لگا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

وہ فوراً کھڑکی کی طرف لپکے، نیچے جھانکا۔ ان...
ساتھی اب نظر نہیں آ رہے تھے، اس کا مطلب تھا۔...

...آ رہے تھے۔ وہ فوراً کمرے سے نکلے۔ تالا لگایا اور
...ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اسی وقت لفٹ کا
...کھلا اور ان کے ساتھی لفٹ سے نکل کر کمرے کی
...آئے، لیکن ان میں انسپکٹر کامران مرزا نہیں تھے۔
...آدمی ضرور تھا۔ جو ان کے بعد لفٹ سے نکلا۔
...کے نزدیک پہنچ گئے، اس وقت وہ حرکت
...لیکن اس سے پہلے انسپکٹر جمشید حرکت میں آ چکے
...ان کا دایاں ہاتھ اٹھا اور اس کی گردن پر لگا۔
...پر لگنے والا یہ ہاتھ فوری طور پر دماغ پر اثر انداز
...وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگا، انسپکٹر جمشید نے ادھر
...دیکھا۔ برامدے میں کوئی نہیں تھا۔ ان کے ساتھیوں
...پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اور یہ منظر دیکھ کر ان
...لمحے بھر کے لیے حیرت زدہ انداز میں کھلے تھے،
...انہیں دیکھ کر منہ بند ہو گئے اور ان پر مسکراہٹیں تیر...

اتنے میں محمود کمرے کا دروازہ کھول چکا تھا۔ وہ
داخل ہوئے۔ انسپکٹر جمشید نے دوسرے بے ہوش
...بے ہوش پر ڈال دیا۔

...عین اس وقت قدموں کی آواز ابھری اور انسپکٹر کامران

مرزا اندر داخل ہوئے۔

"آپ نے پہلے ہی کام دکھا دیا۔" وہ بولے۔

"ہاں! میں جب پارک سے ہوٹل کے دروازے
طرف بڑھ رہا تھا۔ اس وقت میں نے اسے آ
تعاقب میں دیکھ لیا تھا اور ہم اسے انسپکٹر کامران کے
ساتھ پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ لہٰذا میں اوپر جا کر
کیوں نہ ہوتا۔ لیکن آپ۔ کہاں رہ گئے تھے؟"

"میں نے بھی اسے تعاقب کرتے ہوئے دیکھا
تھا۔ لہٰذا میں نے انھیں اُوپر بھیجا اور خود گاڑی میں
رہ گیا۔ میں گاڑی سے نکلا ہی نہیں۔ یہ باقی لوگ
پیچھے اوپر چلا گیا۔ میں اس کے بعد اوپر پہنچا تو
برامدے میں نظر نہ آیا۔ مجھے حیرت ہوئی، لیکن
حیرت کی جگہ خوشی نے لے لی
انھوں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"اب ان کا کرنا کیا ہے۔ شہر میں تو یہ
گی ہل جل۔"

"مچنے دو۔ ان کی ہل جل سے ہی تو ہم فا
سکیں گے۔"

"ایسے میں اگر پولیس یہاں آ گئی تو ہمارا کیا جواب

لی نے پریشان ہو کر کہا۔

"جواب گول ہو گا۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"گول۔ کتنا گول۔ اور کیسا گول؟" محسن بولا۔

"بھئی بالکل گول۔ بس گول۔" فاروق نے کہا۔

"کیا گول گول لگا رکھی ہے۔ شوکی کی بات بالکل درست
ہے۔" کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"حضرت غیر درست بات تو کبھی کرتے ہی نہیں۔" آفتاب
نے جل کر کہا۔

"تو بڑے بھائی اس میں جلنے بھننے کی کیا ضرورت
ہے۔" محسن ہنسا۔

"ٹھہرو بھئی۔ ترکیب فرزانہ بتائے گی یا پھر فرحت۔"
جمشید نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ان پر میک اپ کر دیا جائے۔ اور ہوش میں لے
آیا جائے۔ جیبوں میں رکھے پستولوں کے رخ ان کی طرف
کر لگے، خاص طور پر اس وقت جب پولیس سے سامنا
ہو۔ اگر یہ چوں بھی کریں تو پھر جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔"
نے جلدی جلدی کہا۔

"فرزانہ کے کان کاٹ رہی ہو آج تو۔" فاروق نے
جل ہو کر کہا۔

"کیا کروں، مجبوری ہے۔" فرحت نے بے چارگی کے
میں کہا۔

انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید ان دونوں کی طرف
بڑھ گئے۔ اور جلدی جلدی میک اپ کرنے لگے:

"کیا کہا۔ مجبوری ہے؟" آصف نے حیران ہو کر پوچھا
"ہاں! میں اپنے کان کٹوا کٹوا کر تنگ آ چکی ہوں
نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن۔ مجھے تو تمہارے کان بالکل ٹھیک
آ رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر کہا۔

"جی۔ بس۔ کیا بتاؤں۔ یہ تو ہماری سرجری کا کمال
فرحت نے شرما کر کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا۔ کبھی مجھے ضرورت پیش آئی تو میں
تمہاری خدمات حاصل کروں گا۔" پروفیسر خوش ہو کر بولے۔

"کہیے تو یہ تجربہ ابھی کر کے دکھا دیں۔" فرحت بولی

"نن۔ نہیں۔" پروفیسر گھبرا گئے۔

"آپ بھی کن کی باتوں میں آ گئے۔" انسپکٹر جمشید نے
جھلا کر کہا۔

"ان کی باتوں میں بھی۔ ذرا لطف آتا ہے۔"

"آخر یہ لطف ہمیں کیوں نہیں آتا؟" انسپکٹر کامران

جھلا کر کہا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور انکل۔" فاروق نے کندھے اچکائے۔

"جی ہاں! ہم تو اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ لطف
ہمارے کا کچھ حصہ آپ تک بھی چلا جائے، لیکن شاید
دونوں لطف پروف واقع ہوئے ہیں۔"

"لطف پروف۔ بھئی واہ۔" خان رحمان ہنسے۔

اور پھر ان دونوں پر میک اپ ہو گیا، اس کے
انہیں ہوش میں لایا گیا۔ انھوں نے جونہی آنکھیں کھولیں،
ہو کر بولے:

"ہم کہاں ہیں؟"

"ہائیں۔ انسپکٹر کانگ کی آواز۔ لیکن آپ کے چہرے کو
ہوا؟"

"ارے۔ یہ تم ہو۔ سارجنٹ ٹام۔"

"ارے۔ لیکن ہمارے چہرے..."

"ان لوگوں نے میک اپ کر دیا ہو گا۔ یہ بہت چالاک
ہیں۔ لیکن ان کی ساری چالاکی دھری رہ جائے گی۔"

"وہ کیسے؟"

"ہماری آوازیں تم لوگ کس طرح بدلو گے؟"

"سنو۔ تمہاری تلاش میں جب پولیس یہاں آئے گی

http://www.pakfunplace.com

تو ہماری جیبوں میں موجود پستولوں کے رُخ تمہاری طر
ہوں گے ۔ اگر تم منہ سے کچھ بھی بولے ۔ تو ہم گو
چلا دیں گے ۔ پستول بالکل بے آواز ہیں ۔ لو ۔ دیکھو ا
میں تمہیں نمونے کے طور پر دکھا دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے جیب سے پستول نکال
دروازے پر فائر کیا ۔ گولی دروازے میں دھنس گئی ،
آواز ذرا بھی پیدا نہ ہوئی ۔

"پستول صرف میرے پاس ہی نہیں ، ان سب
پاس ہیں ۔ دکھاؤ بھئی انہیں۔"

سب نے اپنے اپنے پستول نکال کر دکھا دیے ۔

"اس کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ تم لوگوں کا ا
بھیانک ہو گا ۔ میں حیران ہوں ۔ تم لوگوں کی آوازیں
ارے ۔ اوہ ۔ اوہ نہیں۔" اچانک انسپکٹر کا رنگ دھک سے رہ گی

"یہ ۔ یہ ۔ یہ آپ نے کیا کہا۔" فاروق گھبرا گیا ۔

"کیوں ۔ کیا ہوا؟"

"کمک ۔ کہیں ہم میں سے کسی کی روح آپ میں تو حـ
نہیں کر گئی۔" آصف بولا ۔

"یہ آپ لوگ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔" انسپکٹر
نے منہ بنایا ۔

خیر چھوڑیں ۔ اوہ ارے ہائیں کی بات جانے دیتے ہیں ،
الفاظ عرض ہے کہ یہ ہم سب کا مشترکہ تکیہ کلام ہے۔"

"اوہ ! میں سمجھا ۔ میں حیران اس لیے ہوا تھا کہ میں نے
لوں کو پہچان لیا ہے ۔ تم انسپکٹر جمشید وغیرہ ہو ۔ لیکن
تو مارے گئے تھے۔"

"ہوں ۔ کیا بتائیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوبارہ زندہ
دنیا میں بھیج دیا ہے۔" فاروق نے سرد آہ بھری ۔

"لیکن اس میں سرد آہ بھرنے کی کیا ضرورت ہے؟"
اس نے حیران ہو کر کہا ۔

"سرد آہ بھرنے کی ضرورت اس لیے ہے کہ ہم تو یہ
سمجھے کہ مر کر اس دنیا کی مصیبتوں سے نجات حاصل کر
لیں گے ، لیکن ہمارے لیے تو یہ بھی نہیں ہوا۔"

"فضول بات نہ کرو فاروق ۔ مر کر کوئی واپس نہیں آتا ،
ہماری اموات واقع نہیں ہوئی تھیں ۔ ہمیں اللہ تعالےٰ نے
بچا لیا تھا۔"

"لیکن کیسے ۔ جہاز کریش ہوتے تو صاف دیکھا گیا تھا۔"

"ہم نے اس سے پہلے ہی نیچے چھلانگیں لگا دی تھیں۔"

"اور ۔ چھلانگیں لگا کر تم سب بچ گئے ۔ یہ کیسے ہو
سکتا ہے۔"

"جب اللہ کو منظور ہو تو ضرور ایسا ہو سکتا ہے۔ ... نے چھلانگیں سمندر میں لگائی تھیں۔"

"اوہ۔" دونوں دھک سے رہ گئے۔

"اب کیا خیال ہے؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بہت دلیر ہو۔" اس نے کہا۔

"ہم یہ نہیں پوچھ رہے۔ اپنے بارے میں ہم ... زیادہ واقف ہیں۔ ہم کسی قابل بھی نہیں۔"

"تو پھر۔ تم کیا چاہتے ہو؟"

"ہمارے سوالات کے جوابات دینے کے بارے ... خیال ہے؟"

"ہم کچھ نہیں بتائیں گے۔"

"محمود۔ آصف۔ پہلے تو ان کی تلاشی لو۔ اور جو ... بھی ان کے پاس ہے۔ نکال کر میز پر ڈھیر کر دو۔"

دونوں نے تلاشی لی۔ جیبوں سے عام ضرورت ... چیزوں کے علاوہ کچھ نہ ملا۔

"اب تم دونوں اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" انسپکٹر ... نے غرا کر کہا۔

"... نگ۔ کیا بات ہے؟"

"... نے کہا ہے نا۔ کہ جوابات نہیں دو گے۔ پہلے تو ... دونوں کو اس قابل بنایا جائے گا۔ کہ تم ہمارے سوالات کے ... جوابات دے سکو۔"

"... کرنا چاہتے ہو؟" انسپکٹر سانگ نے پریشان ہو کر کہا۔

"... دیکھتے جاؤ۔ اگر تم فر فر نہ بولے تو میرا نام انسپکٹر ..."

"... ٹھیک۔ اس صورت میں آپ اپنا نام انسپکٹر کامران ... رکھ لیجیے گا۔ اور انکل اپنا نام آپ کے والا رکھ لیں ... اس طرح زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔" فاروق نے شوخ ... میں کہا۔

"... تجویز پسند آئی فاروق، اگر ایسا وقت آیا تو اس پر ... بھی کروں گا۔" انھوں نے کہا، پھر ان سے بولے:

"تم غسل خانے میں چلو۔"

"آخر کرنا کیا چاہتے ہو؟"

جواب میں انسپکٹر جمشید کی ٹھوکر انسپکٹر سانگ کی پنڈلی ... ۔ وہ دوہرا ہو گیا۔

"اب اندر چلنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

دونوں چپ چاپ اندر داخل ہو گئے۔ انسپکٹر جمشید ... ان کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ انھوں نے انسپکٹر

http://www.pakunplace.com

کامران مرزا کو اشارہ کیا اور دروازہ بند کر دیا۔

"یہ کیسا اشارہ تھا؟" آصف نے حیران ہو کر پوچھا۔

"انسپکٹر جمشید خاص چند طریقوں سے ان کی زبان
چاہتے ہیں، اس سلسلے میں ان کی چیخیں گونجنے کا
ہے، لہٰذا ہمیں اب اس کمرے کو سبزی منڈی بنا
اس طرح آپس میں باتیں کرنی ہیں کہ کان پڑی آوا
سنائی دے سکے۔"

"بہت بہتر! ہم ایسا کرنے کے لیے تیار ہیں
کیا اس سے کہیں بہتر یہ نہیں کہ یہاں اونچی آواز
ٹیپ ریکارڈر لگا دیا جائے۔ تلاوت کی کوئی کیسٹ
دی جائے۔" آصف نے تجویز پیش کی۔

"یہ تجویز بھی اچھی ہے، لیکن اس طرح دوسروں
آرام میں خلل پڑے گا۔"

"چلیے پھر بات چیت شروع کر دیتے ہیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔" خان رحمان نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ بات کہاں سے شروع کی جائے
نے کہا۔

"بھی یہ کیا سوال ہوا، بات کا کیا ہے، کہیں سے
شروع کی جا سکتی ہے۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"آپ کو نہیں معلوم انکل۔ ان باتوں کی باتیں" مکھن ہنسا۔
کہا۔ "باتوں کی باتیں۔" پروفیسر داؤد نے حیران ہو

"ان باتوں کی باتیں۔ یہ باتیں کہیں کی کہیں جا پہنچتی
اور پھر ہاتھ نہیں آتیں۔"

"واقعی ان میں یہ بہت بری بات ہے۔" محمود نے
کہا۔

"سوال یہ ہے کہ ان باتوں کو کہیں کا کہیں لے
جانے والے کون ہیں؟" اشفاق نے منہ بنایا۔

"ہم لوگ۔ اور کون۔" اخلاق نے ہنس کر کہا۔

"میرا خیال ہے۔ ہم وہ سماں نہیں باندھ سکے۔ جس کی
تھی۔" فرحت نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو تمہیں اجازت ہے۔ سماں باندھ
دو۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"کیا مشکل ہے انکل۔ ابھی لیجیے۔ ہاں تو بھئی۔
اس طرح باندھا جاتا ہے۔"

"اب یہاں رسی تو ملے گی نہیں۔" فاروق نے ادھر
کہا۔

اسی وقت اندر سے ایک گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ وہ لرزا

http://www.pakurdupalace.com

کر رہ گئے، عجیب خوفناک چیخ تھی۔

"رسی۔ رسی کس لیے؟"

"سماں باندھنے کے لیے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"دھت تیرے کی۔ اب سماں باندھنے کے لیے چاہیے۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا، لیکن آصف کی ران پر پورے زور سے لگا۔

"ارے مر گیا۔"

"یہ کیا ہوا، ہاتھ تو میں نے اپنی ران پر مارا ادھر کس طرح جا لگا؟"

"نشانہ کچا ہے۔" مکھن بولا۔

"ضرور یہی بات ہے۔ اب جب تک یہ اپنا نہیں کر لیتا، اسے اپنی ران پر ہاتھ مارنے کی ا ہونی چاہیے۔ پابندی عاید کر دی جانی چاہیے، کیوں نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔

"اگر باقی لوگوں کا مطالبہ بھی یہی ہے تو اعتراض نہیں منظور کرنے میں۔" پروفیسر بولے۔

"جی ہاں! ہم سب کا مطالبہ یہی ہے۔" وہ ہو کر بولے۔

"اوہو، پھر تو مجبوری ہے بھئی محمود۔" پروفیسر

ی بات نہیں انکل۔ نشانہ پختہ کرنے میں کیا دیر ۔ میں ابھی اپنے نشانے کے پختہ ہونے کا ثبوت دیتا ہوں۔ ذرا آپ ایک سیب آصف کے سر ے۔"

"ارے باپ رے۔ نشانہ پختہ ہونے کا ثبوت دینے طریقہ بالکل غلط ہے۔"

"اچھا بھئی لڑو نہیں۔ سیب میں اپنے سر پر رکھ لیتا خان رحمان مسکرائے۔

"انکل۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ہمیں آخر آپ کی جان ہے۔"

"کیا تم محمود کا نشانہ اتنا کچا خیال کرتے ہو؟"

"لا بچوں میں کچا۔" آصف بولا۔

"ارے خبردار۔ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔"

"یہ بھی کر کے دکھا دو۔" آصف ہنسا۔

"اچھا تو پھر سنبھلو۔"

نے یہ کہہ کر آصف پر چھلانگ لگائی۔

"ارے ارے۔ یہ کیا بھئی۔" انسپکٹر کامران مرزا چلائے۔

"ایں۔ تم تو سچ مچ لڑ پڑے۔" پروفیسر داؤد بلند بولے۔

http://www.pakfunplace.com

محمود سیدھا آصف سے جا ٹکرایا اور اب دونوں
ہو رہے تھے۔ اچانک دونوں دھڑام سے گرے
نیچے ہونے لگے۔

"نہیں بھئی۔ نہیں۔ آپس میں نہیں لڑتے۔
لڑتے ہیں۔ آپس کی لڑائی کا فائدہ ہمیشہ دشمنوں
ہے۔" خان رحمان نے ان کے درمیان میں آنے
کی، لیکن اس کوشش میں وہ ان کی لپیٹ میں آ
لڑکھڑا کر گرے۔ نہ صرف یہ کہ گرے، بلکہ گر
انھوں نے منور علی خان کا سہارا لینا چاہا۔ وہ
کھڑے تھے، لہٰذا ان سے پہلے وہ دھڑام سے
ایک دوسرے کے اوپر نیچے آ گئے۔

"کیا لڑائی ہمارے درمیان ہو رہی ہے؟"
نے بوکھلا کر کہا۔

"نن۔ نہیں تو۔" منور علی خان ہکلائے۔

"تو پھر۔ ہم کیوں لڑ رہے ہیں؟" خان رحمان

"یہ تو ابھی تک میں بھی اندازہ نہیں لگا
علی خان نے منہ بنایا۔

"اچھا۔ جب اندازہ لگا چکو تو مجھے ضرور
دینا۔" وہ بولے۔

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ میں اور کام ہی کیا کرتا ہوں۔"

"لیکن ہمیں یہ لڑائی تو بند کر دینی چاہیے۔"

اسی وقت دو تین چیخیں اور سنائی دیں۔ دوسری طرف
سے پُر زور دار دستک ہوئی۔ یک لخت خاموشی چھا
انسپکٹر کامران مرزا نے قدرے بلند آواز میں کہا:

"کون؟"

"پولیس۔" باہر سے کسی نے کہا۔

ان کے دل دھک دھک کرنے لگے۔ یہ ان کا ملک
نہیں جہاں انھیں کوئی پروا نہ ہوتی۔ اس وقت تو
میں تھے۔ جہاں کی پولیس ان کی جان کی
گی۔ اور اگر پولیس کے دو آفیسر ان کے کمرے سے
لے جاتے تو یہ ان کے لیے اور زیادہ مصیبت کی
ہوتی۔ لیکن دروازہ تو کھولنا ہی تھا۔ محمود نے اٹھنے
کیا ہی تھا کہ انسپکٹر کامران مرزا جلدی سے بولے:

"دروازہ میں کھولتا ہوں۔"

محمود رک گیا۔ وہ اٹھے اور دروازہ کھول دیا۔ باہر
پولیس موجود تھی۔ وہ یک دم اندر داخل ہو گئی:

"ہمارے پاس ہوٹل کے اس حصے۔ بلکہ پورے
کی تلاشی کا وارنٹ موجود ہے۔ کیا سمجھے؟" پولیس آفیسر

نے شوخ آواز میں کہا۔

"ضرور جناب ۔ تلاشی لے لیجیے۔"

"سب سے پہلے غسل خانے کا دروازہ کھولیے۔" آفیسر نے کہا۔

"جی !!!"

وہ دھک سے رہ گئے۔

مصیبتوں کو دعوت

انسپکٹر کامران مرزا نے خود کو سنبھالتے ہوئے پولیس آفیسر کی طرف دیکھا اور بولے :

"لیکن ، ہمارے ایک ساتھی اندر ہیں۔"

"تو ان سے کہیے فوراً دروازہ کھول دیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب ۔ آپ کو ایک آدھ منٹ تو انتظار کرنا ہوگا ۔ ویسے میں انھیں بتا دیتا ہوں کہ آپ ان کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔" انھوں نے کہا۔

"جلدی کریں۔" وہ غرّایا۔

انسپکٹر کامران مرزا نے دروازے پر دستک دی اور بولے:

"ادھر کچھ پولیس والے آئے ہوئے ہیں ۔ انھیں تلاشی لینی ہے ۔ غسل خانے کی تلاشی سب سے پہلے لینا چاہتے ہیں۔"

"اچھا ۔ میں ایک منٹ میں دروازہ کھولتا ہوں۔" اندر سے انسپکٹر جمشید نے کہا۔

http://www.pakfunplace.com

وہ انتظار کرتے رہے اور پھر ٹھیک ایک منٹ
دروازہ کھلا ، انسپکٹر جمشید کی صورت دکھائی دی ، وہاں
ہی اطمینان تھا۔

"آئیے جناب ۔ تلاشی لے لیجیے ۔ لیکن یہ تلاشی کس
میں لی جا رہی ہے ؟"

"ان کے ایک ساتھی گم ہیں ۔ ان کا خیال ہے
ہم نے غسل خانے میں چھپایا ہے۔"

"ہم نے یہ بات نہیں کہی۔" انسپکٹر نے جھنا کر کہا۔

"چلیے ۔ میں غلط سمجھا ہوں گا۔" انسپکٹر کامران
بولے ۔ باقی دل ہی دل میں مسکرا دیے۔

پولیس والے غسل خانے میں داخل ہوئے اور باہر
آ گئے ۔

"وہ یہاں نہیں ہیں۔ ہمیں پورا ہوٹل چیک کرنا
گا۔ آپ لوگ بھی سن لیں ، ہوٹل کے گرد زبردست
ہے۔ جب تک انسپکٹر کانگ نہیں مل جاتے ۔ کوئی
ہوٹل سے باہر نہیں جا سکے گا۔"

"لیکن اگر وہ ملے ہی نہ۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ ہمارے آلات بتاتے
وہ ہوٹل میں داخل ہوئے ہیں۔ اور پھر ان کی جیب

موجود ہے۔"
بھی تو ہو سکتا ہے جناب کہ جیب کار پارک میں
کے وہ کہیں اور نکل گئے ہوں۔ کسی مشکوک آدمی
جواب میں۔"
نہیں ۔ ان کی جیب میں ایک آلہ ہے ۔ وہ ہمیں بتاتا
انسپکٹر کہاں ہیں۔"
اس آلے نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ اس غسل خانے
فاروق کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔
ہاں ! یہی بات ہے۔"
پھر اس آلے میں ضرور کوئی خرابی واقع ہو چکی ہے ،
اور آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔"
نہیں۔ کیا چکر ہے ۔ کہاں خرابی ہے ۔ پہلے آلات
تھے کہ انسپکٹر کانگ اس غسل خانے میں ہیں ۔
یہ نہیں کہ رہے۔" پولیس آفیسر نے اپنے ہاتھ پر
آلے کو دیکھتے ہوئے کہا۔
اس غسل خانے سے باہر جانے کا کوئی راستا بھی نہیں
لوگ دیکھ ہی چکے ہیں۔"
بات ہمیں پہلے ہی معلوم ہے ۔ ہم اس ہوٹل کے
میں ہر طرح کی معلومات رکھتے ہیں ۔ اچھا خیر۔"

http://www.pakfunplace.com

یہ کہتے ہوئے پولیس آفیسر کمرے سے باہر نکل
ان کے جانے کے بعد انسپکٹر جمشید نے دروازہ بند
ہونٹوں پر انگلی رکھے ہوئے ان کی طرف مڑے۔
بات کا اشارہ تھا کہ ابھی بالکل خاموش رہنا ہے۔
"یہ نہیں پوچھا ہے کہ انسپکٹر کانگ اور اس کا ساتھی ک
"یہ کیا مصیبت ہے۔ ہم تو یہاں بے کار ہ
اس ملک میں سیر کا ذرا بھی لطف نہیں آئے گا۔"
"فی الحال تو اس ہوٹل میں قید ہو کر رہ گئے ہ
"خیر۔ ان کی تلاشی آخر ایک دو گھنٹے تک
جائے گی۔" شوکی نے کہا۔
"ایک دو گھنٹے کی قید کاٹنا بھی آسان کام نہیں۔
فاروق نے اسے گھورا۔
"اب اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔"
"ہم باہر نکل کر برآمدے کی سیر تو کر ہی
محمود نے کہا۔
"اوہ ہاں۔ بالکل۔ اس پر کوئی پابندی نہیں۔
چونک اٹھا۔
وہ باہر نکل آئے۔ دور دور تک پولیس وال
نام و نشان نہیں تھا۔

"اب۔ اب تو ہم ابا جان سے پوچھ سکتے ہیں۔ انھوں
ل خانے سے ان دونوں کو کس طرح غائب کیا؟"
"ہاں ضرور۔"
... پھر اندر آگئے۔
... ادھر میدان صاف ہے اور ہم یہ جاننے کے بری طرح
... کہ آپ نے ان کا کیا کیا ہے؟"
"وہ اندر ہی ہیں اور بالکل خیریت سے ہیں۔" انسپکٹر
...ے۔
"... پھر ان کے آنے نے انھیں اطلاع کیوں نہیں دی؟"
"... میں دروازہ کھولنے سے پہلے گٹر میں بہا چکا تھا۔"
"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔
پھر وہ تیزی سے غسل خانے میں داخل ہوئے۔
انسپکٹر کانگ اور اس کا ساتھی کہیں بھی نظر نہ

"... کیا۔ وہ تو ہمیں بھی نظر نہیں آ رہے۔"
"اسی کو تو کاری گری کہتے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔
"ایں۔ تو کیا آپ کو نظر آ گئے ہیں؟"
"بالکل۔"
"تو پھر۔ کیا ابا جان نے انھیں مکھی بنا کر دیوار سے

http://www.pakfunplace.com

چپکا رکھا ہے۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں جادوگر نہیں ہوں بھئی۔" انسپکٹر جمشید مسکرا

"غسل خانہ بڑا ضرور ہے، لیکن اتنا بھی نہیں

میں دو آدمیوں کو چھپایا ہوا ہو اور وہ ہمیں نظر نہ آ

"ہوں۔ تب پھر وہ اس تولیے سٹینڈ کے درمیان

تولیے کے نیچے۔" شوکی نے کہا۔

"بہت خوب شوکی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہائیں۔ کیا مطلب؟"

"ایک منٹ کے اندر میں نے یہی کام کیا

دونوں پر واضح کر دیا کہ اگر تلاشی لینے والے

لیں گے تو ہم انھیں اور تمھیں گولی مارے بغیر

رہیں گے۔ اس سے پہلے وہ میرے ہاتھ دیکھ

تھے۔ اور ان کے کس بل نکل چکے تھے۔ لہٰذا انھ

تولیے کے نیچے اس سٹینڈ میں کھڑے ہونا منظ

لیا۔ اور دیکھ لو۔ شریف آدمی اب تک کھڑے ہیں۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے تولیہ الٹ دیا۔ تولیہ

بڑا تھا اور سٹینڈ بہت چوڑا۔ وہ اس کے نیچے

جھکے ہیں ایک دوسرے سے چمٹے کھڑے تھے۔ ان

آنکھوں میں خوف تھا۔ جسموں میں کپکپی تھی۔

"تم نے تعاون کیا۔ اب ہم تم سے نرم سلوک کریں

محمود اور آصف تم برآمدے میں رہو گے۔ خان

اور پروفیسر داؤد کمرے میں رہیں گے۔ باقی لوگ غسل خانے

اب ہم باقاعدہ کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اگر

ے میں پولیس نظر آئے تو فوراً خبردار کر دینا۔ ہم

دونوں کو پھر سٹینڈ میں سجا دیں گے۔" انھوں نے جلدی

کہا۔

"بہت بہتر۔" محمود نے کہا۔

دونوں باہر نکل گئے۔ پروفیسر داؤد اور خان رحمان

ے میں آ گئے۔ اب غسل خانے کا اور کمرے کا دروازہ

یا گیا۔

"اں مسٹر کانگ۔ تم ہمیں کیا بتا سکتے ہو؟"

"اس بات۔ یہ تو مجھے یقین آگیا ہے کہ تم لوگ وہی

نھیں ہم نے طیارے میں بھیجا تھا اور طیارے کو

ا گیا تھا۔ میرا مطلب ہے ریموٹ کنٹرول طیارے

۔ تم کس طرح بچ گئے۔ یہ بھی میں جان گیا ہوں۔

ے سمندر میں چھلانگیں لگا دی تھیں۔ نئے میک اپ

ر نئے ناموں سے تم یہاں واپس آ گئے۔ اب مجھ سے

چاہتے ہو۔ میں وہ بھی بتائے دیتا ہوں، لیکن تم

www.paksociety.com

لوگ آخر سُن لو۔ یہاں قدم قدم پر تمہیں رکاوٹوں کا
کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر قدم پر سائنسی آلات
ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کے خلاف، ہمارے
کے صدر کے خلاف یا کسی اور بڑے آدمی کے خلاف
سازش کامیاب ہو ہی نہیں سکتی۔"

"تب پھر آپ کے ملک کے ایک صدر کو قتل
کر دیا گیا تھا۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔
جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا مسکرا دیے۔

"اس وقت ہم نے اس قدر ترقی نہیں کی
دوسرے یہ کہ اس وقت ہم اتنے ہوشیار بھی نہیں
تیسرے یہ کہ وہ سازش بالکل امید کے خلاف تھی۔
تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے خلاف کیا سازش کی
ہے۔" ابن نے جلدی جلدی کہا۔

"اس سازش کے بارے میں آپ لوگوں نے اب
کیا اندازہ لگایا ہے؟"

"اس وقت ہمارے مُلک کے خلاف شریلیا میں
سازش تیار کی گئی ہے۔ یہ معلومات ہم حاصل کر
ہیں۔" اس نے کہا۔

"اوہ!" وہ زور سے چونکے۔

"وہ سازش کیا ہے؟"

"ہم ابھی تک نہیں جان سکے۔ ان لوگوں نے بھی
سازش کو راز رکھنے کے لیے بہت زبردست انتظامات
کیے ہیں، لیکن ہم بہت جلد معلوم کر لیں گے۔ فکر

فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ فکر کریں آپ۔" آفتاب
نے کہا۔

"اب میں سوال شروع کرتا ہوں۔ اس ہفتے کے
ملک کے صدر کے پروگرام کیا کیا ہیں؟"

"میں کس طرح بتا سکتا ہوں۔" اس نے چونک کر کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ ہم جانتے ہیں۔ آپ اس سوال کا
جواب نہیں دے سکتے، اس لیے کہ آپ کو معلوم ہی

"پھر۔ کیوں پوچھا؟" اس نے جھلا کر کہا۔

"اس لیے پوچھا کہ آپ یہ ضرور بتا سکتے ہیں۔ کہ یہ
انہیں کس سے ملیں گی۔ اگر یہ بات آپ نے درست
تو پھر آپ کے ٹکڑے بھی اس گٹر میں بہا دیے
جائیں گے جس میں میں وہ آلہ بہا چکا ہوں۔"

"نہیں۔"

"تو پھر آپ ہمیں اس آدمی کا نام بتا دیں۔
عام معلومات بالکل صحیح صحیح بتا سکتا ہے"۔

"صدر کے پرائیویٹ سیکرٹری"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"ہم پہلے ہی یہ اندازہ لگا چکے تھے"۔ آفتاب نے
ہو کر کہا۔

"تو پھر پوچھا کس لیے ہے"؟

"اپنے دل دماغ اور جگر کے اطمینان کے لیے
نے فوراً کہا۔

"پھیپھڑوں کو بھول گئے"۔ آفتاب نے فوراً کہا۔

"اے چپ۔ خبردار۔ اس وقت بہت کام
رہی ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے اسے گھورا۔

"جج۔ جی۔ اچھا"۔

"ہاں مسٹر جواب دیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری کا نام
ہے۔ وہ ہمیں کس وقت اپنے گھر مل سکیں گے"؟

"یہ میں نہیں بتا سکتا کہ وہ کس وقت مل سکیں
دوسرے یہ کہ پرائیویٹ سیکرٹری ایک نہیں۔ تین ہیں"۔

"تینوں کے نام اور پتے تو لکھوا ہی سکتے ہیں۔
تو آپ کو ٹیلیفون ڈائریکٹری سے بھی مل
ان کے نام لکھ لیں"۔

"چلیے اتنا ہی کافی ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"پرائیویٹ سیکرٹری فسٹ کا نام گون ڈان ہے۔ دوسرے
کا نام ڈان چنگ ہے۔ تیسرے کا نام اوکان ہے۔ اور کچھ"؟

"ان کی مصروفیات کے بارے میں کچھ نہیں معلوم"۔

"نہیں۔ آپ فون کر کے معلوم کر سکتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے۔ ہم ابھی ڈائریکٹری سے ان کے نام اور
پتے لکھ لیتے ہیں۔ اب یہ بتائیں کہ آپ دونوں کا
بارے میں کیا خیال ہے"؟

"ہمیں اب آزاد کر دو۔ اسی میں تم لوگوں کی بھلائی ہے"۔
اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"ادھر ہم نے آپ دونوں کو آزاد کیا، ادھر ہم خود
پکڑے گئے۔ اگر ہم کسی طرف نکل بھی گئے تو بھی اپنے
آپ سے پیچھا چھڑا کر نیا میک اپ کرنا ہو گا۔
ایک اور مصیبت ہو گی"۔

"مصیبتوں کو دعوت تم لوگوں نے خود دی ہے۔ اس میں
ہمارا کیا قصور"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔

"آپ دونوں کو یہیں۔ اسی غسل خانے میں رہنا ہو گا۔
گھر والے پھر آئیں تو تمہیں اسی طرح سٹینڈ کے
پیچھے ہی چھپنا ہو گا۔ ورنہ گولیاں ہی گولیاں"۔

http://www.pakfunplace.com

"اچھی بات ہے۔ ہم یہی کریں گے۔" انسپکٹر کا
نے کہا۔

وہ ڈائریکٹری لے کر بیٹھ گئے۔ انسپکٹر کامرا
کے نائب کو خان رحمان اور منور علی خان کے حوالے
گیا تھا۔ وہ ان کے سروں پر کھڑے ہو گئے۔
آصف برامدے میں تھے۔ اور بالکل چوکس کھڑے تھے

آدھ گھنٹے بعد تینوں پرائیویٹ سیکرٹریوں کے نام
وہ نوٹ کر چکے تھے:

"اب ہمیں چار پارٹیوں میں تقسیم ہونا پڑے گا
ایک ہی وقت میں تینوں سیکرٹریوں پر ہاتھ ڈالے جا
گے۔ ایک پارٹی یہاں ٹھہر کر ان دونوں کی نگرانی کرے
باقی تین ایک ایک سیکرٹری کی طرف جائیں گے۔ نام
ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کی مصروفیات کے بارے
ہم فون کر کے معلومات حاصل کریں گے۔"

"لیکن ہم کیوں فون کریں اباجان۔" فرزانہ نے ا
کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر؟"

"انسپکٹر کامرانگ کیوں نہ فون کریں۔"

"ان کی گم شدگی کی خبر پھیل چکی ہے۔ لہٰذا

ان نہیں کر سکتے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے انکار میں سر ہلایا۔
ھر۔ ہم ہی کر لیں گے۔" آفتاب نے کندھے اچکائے۔

انسپکٹر جمشید نے پہلے پرائیویٹ سیکرٹری کو فون کیا:

"میں مسٹر گون ڈان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" وہ آواز
ر بولے:

"آپ کا نام۔ آپ کیوں ان سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ایک ضروری ملکی معاملہ ہے جو ان کے سوا کسی کو بھی نہیں
سکتا۔"

"میں ان سے بات کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ ہولڈ

آواز آنا بند ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد آواز پھر سنائی دی:

"ہیلو مسٹر۔ آپ کا نام؟"

انھوں نے فرضی پاسپورٹ پر لکھا ہوا اپنا نام دہرا

"آپ آج رات ٹھیک آٹھ بجے مسٹر گون ڈان سے ملاقات
ہیں، لیکن آپ کو صرف پانچ منٹ دیے گئے ہیں۔"

"میرے لیے پانچ منٹ بہت زیادہ ہیں، شکریہ۔"
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور ریسیور رکھنے

کی آواز سنائی دی۔

انسپکٹر جمشید نے گون ٹران کا نام اور وقت ایک... پر لکھ لیا۔ اب انھوں نے دوسرے پرائیویٹ سیکر... فون کیا۔ دوسرے کو بھی انھوں نے وہی کہا۔ ... انھیں رات نو بجے کا وقت ملا۔ انھوں نے ... کے نام کے سامنے نو بجے کا وقت لکھ لیا۔ اب ... وقت مانگا گیا۔ اس نے ساڑھے سات کا وقت دیا۔

"کیا خیال ہے۔ پارٹیاں بھی ترتیب دے لی جائیں؟"

"پورا پروگرام پہلے طے کر لینا چاہیے۔ یہ کام ... تو ثابت ہو گا نہیں؟"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

وہ تفصیلات طے کرنے لگے۔ اس کام میں انھیں ... گھنٹے لگ گئے۔ ہر چیز کو نوٹ کیا گیا۔ ہر پارٹی ... اس کے حوالے کیا گیا۔ ان کاغذات پر اوقات ... حساب سے سب کچھ درج تھا۔ اب انھیں صرف ... کی تلاش تھی۔ جس جگہ تینوں سیکرٹریوں کو لے جا... تھا۔ اس ہوٹل میں تو وہ نہیں لا سکتے تھے، یہ ... ہی پولیس کی نظروں میں تھا۔ انسپکٹر کانگ اور اس... ساتھی کو بھی وہیں لے جانا تھا۔

...ور علی خان اور خان رحمان فوراً روانہ ہو جائیں۔ ...ان کے درمیان کوئی ایسی جگہ تجویز کر آئیں جہاں ہم چند ... لوگوں کے ساتھ گزار سکیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ایک منٹ ابا جان۔ یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"ہم لوگ پرائیویٹ سیکرٹریوں کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا ... ان کی گم شدگی کیا صدر کو چونکا نہیں دے گی؟"

"ہاں۔ ہم سوچ چکے ہیں۔ اسے چونکنے کا موقع بھی ... جائے گا۔"

"اچھا پھر ٹھیک ہے۔ بسم اللہ کریں۔"

"تم دونوں روانہ ہو جاؤ۔ پھر ہم تمھارے ساتھ چل ... اس جگہ کو دیکھ لیں گے اور شام کو وہیں سے روانہ ہوں ...انھوں نے کہا۔

...ور علی خان اور خان رحمان اسی وقت ہوٹل سے نکل ... واپس بہت پہلے وہاں سے جا چکی تھی، کیوں کہ ...لک کا آر اب انھیں ایک اور سمت کا اشارہ دے ... لہٰذا وہ یہاں رک کر کیا کرتے۔

ان کی واپسی دو گھنٹے بعد ہوئی۔ پھر وہ سب اس جگہ ... روانہ ہو گئے جو وہ دیکھ کر آئے تھے۔ انسپکٹر کانگ

اور اس کے ماتحت کو ساتھ لے لیا گیا ۔ ہوٹل کے
کو تالے لگا دیے گئے ۔ صرف ضروری سامان ساتھ
باقی وہیں رہنے دیا گیا ۔ نکلے بھی گھومنے پھرنے کے
میں ، سکانگ اور طمام ان کے آگے آگے چل رہے تھے۔

ایک گھنٹے بعد وہ ایک غار میں بیٹھے تھے ۔ یہ
علی خان نے اپنے تجربات کی بنا پر تلاش کیا تھا۔
شوخ انداز میں کہا۔

" اور انسپکٹر کامران مرزا ۔ اس غار کی بہت بڑی
ہے کہ اس میں ہم گھر نہیں سکیں گے۔"

" وہ کیسے منور علی خان ؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

" اس طرح کہ اس غار سے نکلنے کا ایک دوسرا را
ہے ، لیکن بظاہر وہ نظر نہیں آتا۔"

" بہت خوب ۔ اور دوسری طرف یہ غار کہاں نکل

" ایک دڑاڑ میں ۔ وہ بہت لمبی چوڑی ہے ۔
فوج اس میں چھپ سکتی ہے ۔ ان حالات میں
سے بہتر جگہ کوئی نہیں مل سکتی۔"

" اس کا مطلب ہے ۔ ہم اپنی مہم پر روانہ ہو سکتے
ہم اس کے علاوہ کر ہی کیا سکتے ہیں ، اگر
صدر کو اغوا کر کے شریلیا کے حوالے نہ کیا تو ہم

کی اخبارات میں شائع کر دیا جائے گا ۔ اور اس طرح ہمارے
ملک کی پوری دنیا میں بدنامی ہو گی ۔ بات اگر صرف ہماری
اپنی بدنامی کی ہوتی تو ہم ذرا بھی پروا نہ کرتے ، لیکن یہ
مسئلہ ہے ملک کا۔"

" اوکان سے ملاقات کا وقت ساڑھے سات بجے شام
ہے ، لہٰذا اوکان والی پارٹی روانہ ہو جاتی ۔ اس کے نصف
گھنٹہ بعد دوسری پارٹی اور ایک گھنٹے بعد تیسری پارٹی ۔ ایک
پارٹی یہاں رہے گی ۔ وہ سکانگ اور طمام کے سروں پر
سوار رہے گی۔"

" اب ان لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کی ضرورت تو نہیں
ہے ؟" فرحت نے کہا۔

" ضرورت نہیں ہے ، لیکن یہ شہر جا کر ہمارے بارے میں
سب کچھ بتا دیں گے ۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

" ہوں ٹھیک ہے ۔ پہلی پارٹی کھڑی ہو جائے۔"

" تم لوگ ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔"
اچانک ہی سکانگ بول اٹھا۔

" کیوں ! یہ بات آپ اتنے یقین سے کس طرح کہہ
رہے ہیں ؟"

" اس طرح کہ جب تمہیں ملاقات کے لیے سیکرٹری کے

کمرے میں بھیجا جائے گا۔ تلاشی لے لی جائے گی
اور کوئی ہتھیار اندر نہیں لے جانے دیا جائے گا۔
کے علاوہ سیکرٹری ملٹری کے پہرے میں رہتا ہے۔ اس
حفاظت کے لیے ہر وقت پچاس پچاس فوجی چوکس ر
ہیں۔ تین تین دفاتر عبور کر کے تم سیکرٹری کے کمرے تک
پہنچو گے۔ ذرا سوچو۔ انھیں لے کر کس طرح آ سکو گے۔"

"بس۔ آپ تیل دیکھیں۔ تیل کی دھار دیکھیں۔" آفتاب
منہ بنایا۔

"کک۔ کیا۔ دیکھیں۔"

"جی تیل اور تیل کی دھار۔ ویسے یہ بات آپ کی
میں نہیں آئے گی۔ پتا نہیں تیل دیکھنے اور تیل کی دھ
دیکھنے کے محاورے کو انگریزی میں کس طرح ادا کیا جا

"کیا بچل تیل لگا رکھی ہے۔ انھیں ہر کام سیکنڈ
اعتبار سے کرتا ہے۔ ایک سیکنڈ بھی ادھر سے ادھر ہو
پروگرام درہم برہم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اب بغیر رکے
پارٹی روانہ ہو جائے۔"

پہلی پارٹی میں خان رحمان، شوکی، محمود اور آصف
تھے۔ انھوں نے اپنے کاغذ وغیرہ پہلے ہی چیک کر
جیب میں رکھ لیے تھے، لہٰذا گاڑی میں بیٹھے اور روا

گر۔ گاڑیاں ان کے پاس پہلے ہی موجود تھیں۔ ایک گاڑی
کانگ کی، دوسری سارجنٹ ٹام کی۔ دو گاڑیاں انھوں
کرائے پر حاصل کی تھیں۔ کانگ اور ٹام کی گاڑیوں کی
پلیٹیں تبدیل کر دی گئی تھیں۔ گاڑیوں میں لگے آلات سے
پہلے ہی نجات حاصل کر چکے تھے۔

پہلی پارٹی کی گاڑی اوکان کے دفتر کے سامنے رک گئی،
پر انھیں ملٹری کے جوانوں نے گھیرے میں لے لیا۔
ان کے دل دھک دھک کرنے لگے۔

http://www.paktunplace.com

کیا مطلب

"آپ لوگ کون ہیں، کس سے ملنا ہے، اور
کس لیے آئے ہیں؟"

"ہمیں مسٹر اوکان سے ملنا ہے۔" خان رحمان نے
لہجے میں کہا۔

"کیا آپ ان سے ملاقات کا وقت لے چکے ہیں؟"

"جی ہاں! ہمارا وقت ½ ۲ بجے ہے۔"

"اپنے کارڈ دے دیں۔"

انھوں نے اپنے فرضی ناموں والے کارڈ دے
ایک آدمی کارڈ لے کر اندر چلا گیا اور باقی ان کے
طرح کھڑے رہے۔

"کیا کوئی خطرہ ہے؟" شوکی نے ملٹری آفیسر کی
دیکھ کر کہا۔

"نہیں! یہ ہمارا روزمرہ کا طریقہ ہے۔" اس نے

"اوہ اچھا۔" انھوں نے سکون کا سانس لیا۔ ورنہ وہ تو
گئے تھے۔

منٹ بعد وہ آدمی باہر آیا، اس نے ملٹری آفیسر
میں کچھ کہا۔ جب وہ اپنی بات کر کے پیچھے ہٹ
آفیسر ان کی طرف مڑا:

"آپ کو وقت تو واقعی دیا گیا تھا، لیکن مسٹر اوکان اس
ضروری کام میں الجھے ہوئے ہیں، وہ پانچ
فارغ ہوں گے، آپ کو پانچ منٹ بعد اندر لے
جائے گا۔"

ان کے دل دھڑکنے لگے۔ پانچ منٹ کی دیر ان
سارے پروگرام کو درہم برہم کر سکتی تھی، لیکن وہ
کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔" محمود نے کندھے
کر کہا۔

منٹ بعد وہ انھیں لے کر چلا۔ اور ایک عالی شان
میں پہنچا کر باہر نکل گیا۔ اندر میز کے دوسری
ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں بائیں
اس کے اپنے بیٹھے تھے۔ میز پر کئی ٹیلیفون،
سیٹ اور بہت سے آلات سجے تھے۔ اس نے

http://www.pakfunplace.com

نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا:

"آپ کو مجھ سے کیا کام ہے، آپ میں سے پھوٹی خان کون ہیں؟"

"میں پھوٹی خان ہوں سر۔ آپ سے ایک خاص کام ہے، لیکن وہ بات کسی کے سامنے نہیں کہی جا سکتی"

"آپ کا مطلب ہے۔ میں اپنے دونوں ماتحتوں کو [illegible] سے ہٹا دوں؟"

"بعد میں آپ ہی اعتراض کریں گے کہ ان سے یہ بات کیوں بتائی۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ تم دونوں دوسرے کمرے میں چلے [illegible]"

وہ فوراً اٹھ گئے۔

"ہاں! اب کہیے۔"

محمود، آصف اور شوکی نے خان رحمان کی طرف اشارہ [illegible]

"میں کہوں۔ نہیں بھئی۔ تم بات کرو۔" خان رحمان [illegible] کی طرف دیکھا۔

"اس طرح میرا وقت ضائع ہو گا۔ جلدی بات کرو" اوکان نے جھلایا۔

"ہمارے بھی آپ نے پانچ منٹ ضائع کیے ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ

[illegible] اپنے پانچ منٹ کا انتقام [illegible] اسے کوئی بھی عقل مندی [illegible] کہے گا۔"

"آپ بھی ٹھیک کہتے ہیں۔ خیر میں بات شروع کرتا ہوں، [illegible] یہ ہے سر کہ۔ آپ جانتے ہیں شریلیا۔۔"

"کیا کہا۔ شریلیا۔" اوکان اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔

"جی ہاں! لیکن آپ گھبرا کیوں گئے؟"

"شریلیا آج کل ہمارے ملک کے خلاف سازشوں کا [illegible] بنا ہوا ہے۔"

"ہم بھی اس کی ایک سازش کی بات بتانے کے لیے [illegible] ہیں۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"بہت خوب، لیکن آپ میں سے ایک وقت میں صرف [illegible] بات کرے۔ اس طرح مجھے کبھی ایک کی طرف تو [illegible] دوسرے کی طرف دیکھنا پڑ رہا ہے اور میں اتنی [illegible] جلدی گردن گھمانے کا عادی نہیں ہوں۔"

"ہمارے پاس شریلیا کی سازش کی کچھ واضح تفصیل موجود [illegible] لیکن وہ تفصیل یہاں بیان نہیں کی جا سکتی۔ آپ کو [illegible] ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا۔"

"لیکن کیوں؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"اس لیے کہ تفصیلات ہمارے ایک اور ساتھی آپ کی

خدمت میں پیش کریں گے اور اس کے لیے اپنا معاوضہ آپ
سے طلب کریں گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"یہ بات اس طرح ہوئی کہ ہم لوگ غیر ملکی ہیں، جیسا
کہ ہمارے کاغذات دیکھ ہی لیے گئے ہیں۔ اب اگر چند
غیر ملکیوں کے علم میں کوئی ایسی سازش آتی ہے تو وہ
کس لیے آپ کو بتائیں گے۔ معاملہ ان کے وطن کا تو
ہے نہیں، لیکن اگر انھیں معقول معاوضہ مل جائے تو
وہ معلومات آپ کو دی جا سکتی ہیں۔"

"میں سمجھ گیا، تم لوگ کاروباری قسم کے لوگ ہو۔" اس
نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"آپ بالکل ٹھیک سمجھے۔" آصف مسکرایا۔

"اچھی بات ہے۔ میں رقم ساتھ لے کر چلوں۔
اور یہ بھی سن لو۔ اگر اس میں کوئی دھوکے بازی ہوئی
تو پھر تم لوگ اپنے ملک نہیں جا سکو گے۔ یہاں کی جیل
میں ہمیشہ رہو گے۔"

"ہمیشہ تو خیر اللہ تعالیٰ کی جیل میں رکھا جا سکتا ہے۔
مرنے کے بعد آپ کس طرح کسی کو جیل میں رکھ سکتے
ہیں۔" آصف نے برا سا منہ بنایا، ساتھ ہی اس نے گھڑی

...طر ڈالی۔

... ان کے پانچ منٹ پہلے ہی ضائع ہو گئے
... والے انھوں نے یہاں بہت مختصر بات کی تھی
... ضائع ہونے والے پانچ منٹوں میں سے تین
... پوری کر چکے تھے۔

... شرطیں ہیں جناب۔ آپ رقم نقد ساتھ
... بیس ہزار ڈالر۔ اور اکیلے چلیں۔ آپ کے
... نہیں جائے گا۔"

... ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں ابھی آیا۔"

... وہ اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔
... اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں ایک
... تھا:

... بیس ہزار ڈالر ہیں۔" خان رحمان بولے۔

... کل۔"

... کھول کر دکھا دیں۔"

... بہت شک کرتے ہیں۔ یہ لیں۔" اس
... کھول کر دکھا دیا، وہ کرنسی نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

... اب چلیے۔"

... کے ساتھ باہر آیا۔ محمود، آصف، شوکی

اور خان رحمان بہت خوش ہوئے ۔ کام بہت
ہو گیا تھا ۔ اوکان کے چہرے پر پوری طرح
باہر نکل کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا ۔
" نہیں جناب " خان رحمان نے پروگرام کے
اچانک کہا ۔
" کیا مطلب ؟ "
" آپ ہمارے ساتھ ہماری گاڑی میں چلیں
واپسی پر آپ کو گاڑی دی جائے گی ۔ فکر
" یہ کیا بات ہوئی ۔ آخر میں اپنی گاڑی
نہ چلوں ؟ "
" آپ کی گاڑی میں آلات نصب ہیں ۔ ا
کے ذریعے آپ کی کار کا تعاقب جاری رکھا
اور جب ہم آپ کو معلومات دے دیں گے
تعاقب کرنے والے ہمیں گرفتار کر لیں گے
چھین لیں گے اور یہ ہم غیر ملکیوں سے نا انصافی
" تم لوگ بہت چالاک ہو ، لیکن میں حیر
کس بات پر ؟ "
اس بات پر کہ آخر یہ سودا کرنے کے
سے باہر کس طرح جاؤ گے ۔ کیا اس وقت

روک لیں گے ۔"
آپ بھی ٹھیک کہتے ہیں ، لیکن ہم اس کا بھی کچھ کر
آپ پریشان نہ ہوں " محمود نے مسکرا کر کہا ۔
مجھے بھلا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے ۔
آپ ہو سکتے ہیں ۔
جناب ۔ ہمیں آپ کی طرف سے پریشانی کا تحفہ
آصف نے کہا ۔
کیا ۔ پریشانی کا تحفہ " اس نے حیران ہو کر کہا ۔
بس ۔ منہ سے نکل گیا ۔"
اچھا چلیے ۔ میرا وقت نہ ضائع کریں ۔"
وہ تو خود یہ چاہتے تھے ۔ خان رحمان نے ڈرائیونگ
سنبھالی ۔ اوکان نے بیٹھتے وقت ہاتھ اوپر اٹھا کر
کھول دیں ۔ انھوں نے اس کے اشارے کو نوٹ
دل ہی دل میں وہ مسکرائے ۔ خان رحمان کے
سیٹ پر شوکی بیٹھا ، اوکان کو آصف اور محمود
درمیان پچھلی سیٹ پر بٹھایا ۔ خان رحمان نے
نظر ڈالی ۔ اس وقت وہ صرف ایک منٹ لیٹ
رحمان نے دل میں کہا :
ایک منٹ کی لیٹ کس طرح نکالوں ، جبکہ

پہلے ہی بہت تیز جانا ہے۔"

یہ سوچتے ہوئے انھوں نے گاڑی چلا دی۔

"ہم کتنے منٹ میں یہاں آئے تھے بھلا؟" خان ر
نے کہا۔

"کیوں انکل۔ اس سوال کی کیا ضرورت پیش آ گ
نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"پیش آ گئی ہے۔ تم میری بات کا جواب دو۔"

"چودہ منٹ میں۔" آصف بولا۔

"شکریہ۔ گھڑی پر نظر رکھو۔"

یہ کہتے ہی خان رحمان نے یک دم رفتار بڑھا

"یہ۔ یہ آپ کار کس طرح چلا رہے ہیں؟"

"فکر نہ کریں۔ میں کار چلانے میں بہت ماہر ہوں

"لیکن اس قدر تیز رفتاری کی ضرورت کیا ہے ا

"آپ نے ہمارے بارہ منٹ ضائع نہ کیے ہوتے
اس وقت بہت پر سکون انداز میں چلے جا رہے ہوتے

"ہوں۔ خیر۔ پھر بھی ذرا احتیاط سے چلائیں

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ موت سے بہت ڈر
شوکی نے منہ بنایا۔

"موت سے کون نہیں ڈرتا۔"

"ایک سچا مسلمان موت سے بالکل نہیں ڈرتا۔"

"ایں۔ تم مسلمان ہو؟"

"ہاں بالکل۔"

"تب میں تمھارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ گاڑی روکو۔"

"کیوں! یہ کیا بات ہوئی۔ کیا مسلمان آپ کو کاٹ
ہیں؟" آصف نے حیران ہو کر کہا۔

"میں کہتا ہوں گاڑی روکو۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"گاڑی ایرکنڈیشنڈ ہے۔ لاک ہے۔ آپ کی آواز باہر
جا سکے گی۔ آپ یوں بھی ہم دونوں کے درمیان بیٹھے ہیں،
کی کوشش نہیں کر سکتے، لہٰذا آرام سے بیٹھے رہیں۔"

"کیا مطلب۔ کیا تم مجھے اغوا کر رہے ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"تم۔ تم کیا چاہتے ہو؟" اب اس کے چہرے پر شدید
کے آثار تھے۔

"بس دیکھتے جائیں۔ کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔" آصف بولا۔

"دیکھتے کس طرح جائیں یہ۔ یہ بھی تو بتاؤ نا۔" محمود
ا کر کہا۔

"تم کس مرض کی دوا ہو۔"

"میں مرض کی دوا نہیں، انسان ہوں۔" اس نے جل کر کہا۔

" تم لوگ عجیب ہو۔ اب آپس میں لڑنے لگے۔" ا
انھیں گھورا۔

" اس کے باوجود ہم آپ کو کسی قسم کی مہلت
گے۔" محمود بولا۔

" اگر تم یہ بتادو کہ چاہتے کیا ہو تو میں الجھن
جاؤں گا۔"

" اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم آپ کو شر
ایک عدد سازش کے بارے میں بتائیں گے ، لیکن
معاوضہ ہرگز نہیں لیں گے۔"

" یہ کیا بات ہوئی؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں جناب۔ بات کیوں نہیں ہوئی۔"

" اگر معاوضے کے بغیر بتانا تھا تو پھر دہیں دو
کیوں نہ بتایا۔"

" بات آپ کی بھی معقول ہے اور شاید آج
ہی معقول باتوں کا۔" محمود نے سر ہلایا۔

" یہ کیا بات ہوئی؟"

" اب اگر آپ ہر جملے میں یہ کہنے لگ گئے کہ
بات ہوئی تو ہم تو مارے جائیں گے بے موت۔
کس طرح بتائیں گے کہ یہ کیا بات ہوئی۔"

ہیں - کیا کر رہے ہیں ۔ میں نے اس قدر تیزی سے
کرنے والے پہلی بار دیکھے ہیں۔"

" تو آپ ہمارا شکریہ ادا کریں گے۔"

" میں سمجھ گیا۔" اس نے چونک کر کہا۔

" آپ جو سمجھ گئے ۔ وہ ہمیں بھی سمجھا دیں۔"

" لوگ مجھے باتوں میں لگا کر سوال گول کر جانا چاہتے
کہا۔

" سوال کو گول نہیں - چوکور کیا کرتے ہیں۔"

" خیال ہے ۔ تم سے باتیں کرنا اپنا دماغ خراب
اس نے جھلا کر کہا۔

" ایں نہ کریں ، آپ سے کہ کون رہا ہے۔"

نے ہونٹ بند رکھے ۔ منہ پھلا لیا اور سامنے
۔ دائیں بائیں گاڑیاں گزر رہی تھیں ، لیکن ان
معلوم تھا کہ اس گاڑی میں ان کے ایک اہم
کر کے لے جایا جا رہا ہے ۔ ایسے میں اوکان نے
[illegible]

ہو ۔ ہمارے ملک میں اغوا کی کیا سزا ہے؟"
بات تک جانے کی نوبت آئی تو جان ہی جائیں
نے منہ بنایا۔

http://www.paktumplace.com

"چودہ سال"۔ اس نے کہا۔

"لیجیے۔ آپ نے تو وہ نوبت بھی نہیں آنے د...

نے خوش ہو کر کہا۔

"تھوڑی دیر اور چھک لو۔ پھر"۔ وہ کہتے کہ...

چاروں چونک اٹھے۔ انھوں نے اپنے...

دور دور تک کوئی گاڑی نظر نہ آئی۔

"تھوڑی دیر بعد گیا ہو گا مسٹر اوکان"؟ شوکی...

کر کہا۔

"جان لو گے"۔

اگر یہ بات ہے تو ہم ابھی اور اسی وقت...

تمام کیے دیتے ہیں۔ محمود۔ اپنا چاقو نکالو۔

"ارے ارے۔ کار کا ستیاناس کر دو گے...

سے بھر جائے گی"۔ خان رحمان بوکھلا اٹھے۔

"چاقو۔ چاقو اس کے پاس کہاں سے آیا...

چکی ہے"۔ اوکان بولا۔

"ان تلاشیوں سے ڈرنے والے اے آسماں...

محمود نے جھنجھلانے کے انداز میں کہا۔

"ہوں۔ تم لوگ سر پھرے ہو"۔ اوکان غرا...

"اب آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا"۔

"میں احتجاج کرتا ہوں۔ اس لیے کہ کم از کم یہ مجھے برا نہیں کر سکتے"۔ خان رحمان بولے۔

"ہاں! آپ ایک معقول آدمی لگتے ہیں"۔ اوکان مسکرایا۔

"لیکن آپ کے جملے نے مجھے بھی الجھن میں ڈال دیا ہے"۔

"وہ کوئی خاص جملہ نہیں تھا۔ نہ کسی خاص مقصد کے لیے کہا تھا میں نے۔ بس منہ سے نکل گیا"۔ اوکان بولا۔

"ایسے جملے تو خطرناک ہوتے ہیں، جو منہ سے نکل جاتے ہیں"۔

"لیکن کس کے لیے۔ کہنے والے کے لیے یا سننے والے کے لیے"۔

"کسی نہ کسی کے لیے تو ہوتے ہی ہیں"۔

"آج کا دن شاید وقت کی بربادی کا دن ہے"۔ اوکان نے جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے اور اس کی ابتدا آپ نے کی ہمارے پانچ منٹ ضائع کر کے"۔ محمود مسکرایا۔

"اُف!"

"لیجیے۔ ہم پہنچ گئے"۔

"کہاں پہنچ گئے۔ یہاں تو پہاڑ ہی پہاڑ ہیں"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

http://www.pakiunplace.com

"یہیں۔ یہیں آنا تھا اور آپ کو یہیں لانا تھا۔" شوکی
لہجے میں بولا۔
"دماغ چاٹ لیا ہے تم لوگوں نے۔ اب تھوڑی
کے لیے خاموش بھی رہو۔" اوکان غرایا۔
"بہت بہتر! اب ہم کافی دیر تک خاموش رہیں
آصف نے کہا۔
وہ اسے لے کر اوپر چڑھنے لگے۔ اوکان پریشان
"میں دل کا مریض ہوں۔ زیادہ اونچائی پر نہیں
سکتا۔ دل کا دورہ پڑ جائے گا۔"
"اوہ! یہ بہت خطرناک بات ہے۔ ابھی تو ہمیں
سے اپنا کام نکالنا ہے۔" خان رحمان بولے۔
"کیا کام؟" اس نے چونک کر پوچھا۔
"آپ نے خود تو کہا ہے کہ کچھ دیر خاموش
اب ہم کچھ دیر کے بعد ہی اس سوال کا جواب دے
گے۔" آصف نے شوخ آواز میں کہا۔
"پتا نہیں، کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔"
"آپ فکر نہ کریں۔ جب زیادہ چڑھائی شروع
تو میں آپ کو اپنے کندھے پر اٹھا لوں گا۔"
"تو ابھی اور بھی چڑھائی شروع ہو گی۔" اس

ابھی تو ہمیں بہت اونچائی پر جانا ہے۔"
آپ میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔"
اس صورت میں بھی۔ جب کہ میں آپ کو اپنے
پر اٹھا لوں گا۔" خان رحمان بولے۔
کندھے پر اٹھا کر آپ کس طرح اوپر چڑھ سکیں
نے کہا۔
آپ اس بات کو چھوڑیں۔" خان رحمان مسکرائے۔
ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ وہ خاموشی سے اوپر چڑھتے
آخر اوکان تھک کر بیٹھ گیا:
بس۔ اب میں اور اوپر نہیں جا سکتا۔"
خان رحمان نے جھک کر اسے کندھے پر اٹھا لیا
لگے۔
باقی سیکرٹری بھی دل کے مریض ہیں۔" خان رحمان نے
آنے پر پوچھا۔
باقی سیکرٹری۔ کیا مطلب؟"
باقی سیکرٹری کا مطلب باقی سیکرٹری ہی ہوتا ہے۔
ہم اس کا اور آسان زبان میں ترجمہ کس طرح کریں۔"
ہمارا مطلب ہے۔ صدر صاحب کے سیکرٹری۔"

"ہاں !" انھوں نے کہا۔

"نہیں — وہ دونوں دل کے مریض نہیں ہیں۔ …

بعد ہو جائیں گے۔"

"کیوں ہو جائیں گے ؟"

"یہ ملازمت ہی ایسی ہے — ہر وقت صدر صاح…

احکامات بجا لانے کے چکر میں رہتے ہیں ہم لوگ۔"

اور پھر وہ غار کے منہ تک پہنچ گئے — محمود …

جھانک کر دیکھا — کوئی بھی نظر نہ آیا — اب ا…

الو کی آواز نکالی — اندر سے فوراً الو کی آواز سنائی …

"یہ الو کہاں سے آ گئے ؟"

"آپ کے دفتر سے۔" آصف نے کہا۔

اس کے ساتھی کھی کھی کرنے لگے —

"تم نے مجھے الو کہا۔"

"جی — نہیں تو — شاید میں نے تو اپنے آپ کو الو ک…

"نہیں ! تم مجھے الو بنا رہے ہو۔"

"اب ہم کیا کر سکتے ہیں — یہ آپ کا اپنا خیال …

وہ … لے کر غار میں داخل ہو گئے — چوتھی …

پارٹی فوراً ان کے سامنے آ گئیں —

"اس کا مطلب ہے — دوسری پارٹی جا چکی ہے …

"… ! اور ہم اب جانے والے ہیں — تم ان پر کام …

… انسپکٹر جمشید نے اوکان کی طرف اشارہ کیا۔

"… چکر کیا ہے ؟"

"… بھی انھیں بتا دو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"… بہت بہتر۔"

"… بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، اس بات کا

… امکان ہے کہ تمھاری گاڑی کا تعاقب کیا گیا ہو۔"

"… — آپ فکر نہ کریں — ہم دیکھ لیں گے۔"

"… ہمارے جانے کا وقت ہو گیا ہے، لہٰذا اللہ حافظ۔"

… پارٹی اٹھ کھڑی ہوئی —

"… اللہ حافظ۔"

ان کے جانے کے بعد وہ اوکان کی طرف متوجہ ہوئے،

… سرد آواز میں کہا :

"… اوکان — آپ کے صدر کی آج کی رات کی

… ات کیا ہیں ؟"

"… مطلب ؟" وہ زور سے اچھلا —

http://www.pakfunplace.com

سستا راز

"دوسری پارٹی کی گاڑی گون ڈان کے دفتر کے
رکی۔ فوراً ان کے گرد ملٹری نے گھیرا ڈال دیا:
"میں احتجاج کرتا ہوں۔ ہم نے ملاقات کا
رکھا ہے۔"
"اس کے باوجود آپ کو گھیرے میں لیا جائے گا
اطمینان کیا جائے گا، کیا آپ نہیں جانتے
دھماکوں کا دور ہے۔" ملٹری آفیسر بولا۔
"ہوں ٹھیک ہے۔" وہ مسکرا دیے۔
ان کے کاغذات پہنچائے گئے، ان کی اچھی طرح
لی گئی، تب انھیں اندر لے جایا گیا، انسپکٹر
مرزا نے گھڑی پر نظر ڈالی، کام وقت کے مطابق
رہا تھا۔ انھیں ایک عالی شان کمرے میں لایا گیا
تک لانے والے باہر نکل گئے۔ یہاں ایک شا

ایک بھاری بھرکم آدمی بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک
بڑی میز تھی، میز پر آلات اور نہ جانے کیا کچھ تھا:
"ہاں! آپ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ وہ کیا راز ہے
جو آپ بتانا چاہتے ہیں؟"
"راز یہاں نہیں بتایا جا سکتا سر۔"
"کیوں! یہاں کیا بات ہے؟" اس کے لہجے میں
تھی۔
"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں جناب۔" فاروق نے
مسکرا کر کہا۔
"ہوتے ہوں گے۔ آپ یہیں بتائیں۔"
"معاملہ شریلیا کا ہے۔"
"اچھا تو پھر۔" اس نے جھلا کر کہا۔
"کیا آپ یہ بات نہیں جاننا چاہتے کہ شریلیا آپ کے
ملک کے خلاف کیا سازش کر رہا ہے؟"
"وہ جو سازش کر رہا ہے۔ آپ کو کیوں بتانے لگا۔"
اس نے منہ بنایا۔
"بالکل ٹھیک۔ لیکن انھوں نے ہمیں بھی اس سازش
میں شریک کیا ہے۔"
"تو یوں کہیے کہ آپ شریلیا کے لیے کام کر رہے ہیں۔"

http://www.pakfunplace.com

"ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کے سامنے
شریلیا کا نام نہ لیتے۔"

"یہاں بتانے میں کیا حرج ہے؟"

"ہم آپ کو مفت یہ راز نہیں دے سکتے۔"

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں! آپ کو اس راز کی کچھ تو قیمت دینا پڑے گی"

"اب میں سمجھا۔ خیر تم وہ قیمت یہاں بھی وصول کر
ہو۔" اس نے خوش ہو کر کہا، پھر فوراً بولا:

"کہیے۔ کتنی دولت پیش کروں۔" اس نے میز کی دراز
طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"ہم اتنے سیدھے نہیں ہیں جناب۔" آفتاب نے منہ

"دوسرے الفاظ میں، ہم اتنے بے وقوف نہیں
فاروق بولا۔

"کیا مطلب۔ میں نے آپ کو بے وقوف کب کہا"

"بے شک آپ نے کہا نہیں، لیکن آپ ہمیں بے
خیال ضرور کر رہے ہیں۔" اشفاق بولا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جب ہم رقم لے کر آپ کو یہاں
بتا دیں گے تو آپ ہمیں فوراً گرفتار کرا دیں گے ا

ی دراز میں واپس چلی جائے گی۔"

ں! آپ لوگ تو واقعی بہت عقل مند ہیں۔"

جناب بہت بہتر۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

پہلے اپنا پروگرام بتائیں۔"

کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔ ہم آپ کو کہیں لے
یہاں رقم وصول کر کے آپ کو راز بتائیں گے۔"

اگر راز میرے کام کا نہ ہوا؟"

کام کا ضرور ہے۔ ہم اس سلسلے میں اپنا اطمینان کر

میں تیار ہوں، لیکن اگر آپ لوگوں نے دھوکا
کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

بات ہم بہت اچھی طرح جانتے ہیں سر۔" فاروق
بتایا۔

بات اچھی طرح جانتے ہیں۔" اس نے پھاڑ کھانے
میں کہا۔

اور آپ سے برا کوئی نہیں۔" فاروق بولا۔

احساس ہے۔ آگے ہوگا بھی نہیں۔"

ہاں! آپ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

میں تم لوگوں کے ساتھ چلتا ہوں۔ مطالبہ کیا

http://www.pakfunplace.com

ہے؟" اس نے کہا۔

"صرف بیس ہزار ڈالر۔ بہت سستا راز فروخ

رہے ہیں۔"

"معلوم ہو جائے گا۔" اس نے منہ بنایا۔

"شاید آپ منہ بنانے کے بہت عادی ہیں

نے بھی جواب میں منہ بنایا۔

"ہاں ہوں۔ پھر۔"

وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور ان کے ساتھ

آیا۔ اس کا رخ اپنی کار کی طرف تھا:

"نہیں جناب! آپ ہمارے ساتھ ہماری

گے۔" فاروق نے کہا۔

"کچھ آپ بھی بولیں۔ یہ بچے ہی بات کر

ہیں۔" گون ڈان نے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف

"ان لوگوں کی موجودگی میں کسی اور کا بات

آسان کام نہیں۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"اوہ اچھا۔" گون ڈان نے حیران ہو کر کہا۔

آخر وہ ان کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ انسپکٹر

نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اشفاق ان

بیٹھ گیا۔ فاروق اور آفتاب گون ڈان کو درمیا

ٹھ گئے۔ انسپکٹر کامران مرزا نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ چند

ہی گاڑی رفتار پکڑ چکی تھی۔

"اب یوں سمجھیں کہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پھنس

ہیں۔" فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" اس نے جھلا کر کہا۔

"آپ غصہ بہت کھاتے ہیں۔ حالانکہ کھانے کی اور بہت

سی چیزیں ہیں۔"

"آخر وہ راز کیا ہے؟"

"ل! راستا کتنی دیر کا ہو گا؟" فاروق چہکا۔

"یہی کوئی بیس پچیس منٹ کا۔" وہ مسکرائے۔

"لیکن کیا آپ نے؟"

"یہ میرے سوال کا جواب ہے؟" اس نے پھاڑ کھانے

والے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن یہ ایک طرح سے جواب ہی ہے۔ مطلب

یہ اس سوال کے جواب کے لیے ابھی آپ کو پچیس منٹ

انتظار کرنا پڑے گا۔"

"ہوں! میں سمجھ گیا۔" اس نے کہا۔

"شکر ہے کہ آپ سمجھ گئے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن تم نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا سمجھ گئے۔"

http://www.paksociety.com

"چلیے یہ آپ ہی بتا دیں۔" آفتاب بولا۔

"میں یہ سمجھ گیا کہ تم لوگ گانٹھ کے پورے ہو۔"

"اب شکریہ ادا کرنے کی باری ہماری ہے۔" اشفاق [illegible]

"آپ لوگوں کا شریلیا سے کیا تعلق ہے؟"

"کوئی نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً کہا۔

"تب پھر وہ راز آپ نے کس طرح حاصل کر لیا؟"

"وہ راز۔ بس اتفاق کہیے۔"

"مجھے کیا پڑی ہے کہ اس کو اتفاق کہتا پھروں۔" ڈان نے جھلا کر کہا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ پورا راستا اسی قسم کی جلی کٹی میں کٹے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنا کر کہا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور انکل۔" اشفاق نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں! قصور تو میرا ہے۔" انھوں نے سرد آہ بھری۔

"وہ کیسے۔ آپ کا کیسے ہے؟" آفتاب کے لیے حیرت تھی۔

"قصور سے پوچھ کر بتاؤں گا۔" وہ بولے۔

"آپ لوگوں کے دماغ کچھ خراب تو نہیں ہیں۔" [illegible] نے قدرے گھبرا کر کہا۔

"اس! آپ نے آخر یہ نتیجہ نکال ہی لیا۔ کمال ہے۔"

"ضرور میں پاگلوں کے درمیان گھر گیا ہوں۔"

"اتنی دیر بعد ہوش آیا آپ کو۔ اب کیا فائدہ؟" انسپکٹر [illegible] مسکرائے۔

"گاڑی روک لو۔ اور مجھے یہیں اتار دو۔"

"آپ کو شاید اس بات کی پریشانی ہے کہ کہیں آپ [illegible] نہ لگا دیں۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔"

"پھر۔ آخر کیسی بات ہے؟"

"بات وہی ہے۔ آپ سے بیس ہزار ڈالر کمانے ہیں۔"

"میں کہتا ہوں۔ گاڑی روکو، ورنہ میں چلانا شروع کر [illegible]" اس نے چلا کر کہا۔

"چلانا ضرور شروع کریں۔ نقار خانے میں طوطی کی آواز [illegible]" فاروق نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"کیا کہا۔ نقار خانے میں طوطی کی آواز۔ ارے یہ [illegible] ہے۔ اور میں طوطی نہیں۔ صدر کا سیکرٹری ہوں، [illegible] اور یہاں نہیں سنی جائے گی۔"

"[illegible] بالکل نہیں سنی جائے گی، اس لیے کہ یہ گاڑی [illegible] ایئرکنڈیشنڈ ہے۔ اور اس میں سے آواز باہر [illegible] نکلے گی۔ لہٰذا صرف ہمیں سنائی دے گی۔"

اس نے بے بسی کے عالم میں اِدھر اُدھر اور پیچھے

"پیچھے ہم جو دیکھتے آ رہے ہیں۔" اشفاق نے کہا

"پتا نہیں ۔ کیا چکر ہے؟" گون ڈان نے جھلا کر

"بہت جلد آپ کو معلوم ہونے والا ہے۔"

"پتا نہیں ۔ وہ بہت جلد کب آئے گی۔"

"لیجیے ۔ آ گئی سامنے دیکھیے۔" فاروق نے خوش ہو

"سامنے تو پہاڑ ہیں۔"

"ہاں ! یہ بہت جلد کی نشانی ہے۔" آفتاب نے کہا

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اب ہماری منزل قریب ہے ۔ آئیے
سے اتر چلیں۔"

گاڑی سے اُتر کر انھیں اوپر چڑھنا پڑا ۔ ایسا
نے پہلے کب کیا ہوگا ۔ بھاری بھرکم جسم تھا ۔
اس کا سانس پھول گیا، لیکن مرتا کیا نہ کرتا ۔ چڑھ
آخر غار کے منہ تک پہنچ گئے ۔ فاروق نے اُلّو
نکالی ۔ اندر سے بھی اُلّو کی آواز سُنائی دی ۔ وہ
اندر داخل ہو گئے ۔ جونہی گون ڈان نے اوکان کو
بُری طرح اُچھلا ۔ ادھر اوکان کے چہرے پر حیرت

"اوہو ۔ آپ بھی یہاں موجود ہیں۔"

لوگ آپ کو بھی لے آتے۔"

چاہتے کیا ہیں؟"

انھوں نے مجھ سے صدر کے بارے میں سوالات
ان کی آج رات کی مصروفیات کے بارے میں
اور بس۔"

اب ہم آپ سے بھی پوچھیں گے۔"

کے لیے، ہم دو کو یہاں لانے کی کیا ضرورت
سوالات کے جواب تو صرف ایک بھی دے سکتا
ان نے حیران ہو کر کہا۔

کی وجہ ہے ۔ ہم بیانات کو آپس میں ملائیں گے ۔
ہوئے تو آپ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں اور اگر ایک
مانا جائے گا ۔ یہ بات ایک سے کس طرح ہو
ابھی تو..." خان رحمان نے جلدی جلدی کہا۔

"ابھی تو کیا؟" اوکان چونکا۔

نہیں ۔ مسٹر اوکان ۔ تم منہ دوسری طرف کر کے
تم اب جب تک ہم نہ کہیں، مسٹر گون ڈان
نہیں دیکھو گے۔"

کیوں ! اس کی کیا ضرورت ہے؟"

ہے، اس کی تعمیل کرو۔" انسپکٹر کامران مرزا غرائے،

http://www.paksociety.com

ان کی غراہٹ میں نہ جانے کیا بات تھی کہ وہ
"اب مسٹر گون ڈان۔ تم صدر کی آج رات کی
بتاؤ گے۔ یاد رکھو۔ اگر تم نے جھوٹ بولنے کی
تو انجام بہت بھیانک ہوگا۔ جو لوگ تم لوگوں
تک لے آئے ہیں، وہ کس حد تک خطرناک ہیں
یہ تم اندازہ لگا ہی سکتے ہو۔"

"ہاں! میں لگا چکا ہوں۔ میں صدر کی مصر
رہا ہوں، تم نوٹ کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤ
یہ کہ میں نے یہ نہیں بتایا ہے۔" اس نے تلخ
لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ کہ ہم بھولتے نہیں۔ ہمارے
بہت تیز ہیں، دوسری بات یہ کہ تمہارے
لیے ہم نوٹ بھی کریں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"اور ہم نے مسٹر ڈان کا بیان بھی نوٹ
محمود نے فوراً کہا۔

"بہت خوب۔ تو پھر لکھیں۔ آج رات ٹھیک
صدر کو گولڈ ہاؤس جانا ہے۔ شاید تم لوگ جانتے
ہو گے۔ یہ صدر صاحب کا مرکزی دفتر ہے۔ وہ
میں ایک گھنٹہ گزاریں گے، اس کے بعد انہیں

راست کے گھر جانا ہے، وہاں ولیمے کی دعوت
اس جگہ بھی وہ صرف ایک گھنٹہ صرف کریں گے،
بجے وہاں سے نکل کر وہ اپنے گھر آ جائیں گے
کا بقیہ حصہ گھر میں ہی گزاریں گے، گھر میں وہ
گے۔ آیا آرام کرتے ہیں یا وہاں بھی ملک اور قوم
کام لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس بارے میں
میں بھی کچھ نوٹ نہیں کرایا۔ صبح وہ نو بجے
ہیں گے۔ دس بجے تک وہ ناشتے وغیرہ سے
ہو جائیں گے اور گولڈ ہاؤس پہنچیں گے۔ وہاں
صدور اور وزرا سے ملاقات کریں گے۔ آگے بھی
یہیں تک کافی ہے۔" اس نے رک کر کہا۔
ہی کافی ہے، کیونکہ دن نکل آیا ہے۔" فاروق نے

"دن نکل آیا ہے!" پروفیسر داؤد چونکے۔
"نہیں۔ ان کے بیان میں نکل آیا ہے۔"
"ہوں۔ خیر۔ میں کچھ اور سمجھا تھا۔" پروفیسر داؤد نے
سانس لیا۔
"بتائیے تو۔ آپ کیا سمجھے تھے؟"
"کہ ان کا بیان کرتے کرتے دن نکل آیا ہے۔"

http://www.pakfunplace.com

وہ بولے۔ سب لوگ مسکرا دیے۔

"اب ذرا ہم یہ دیکھ لیں کہ دونوں بیانات میں فرق تو نہیں ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

دونوں بیانات پڑھ کر دیکھے گئے۔ سب نے کو غور سے سُنا۔ ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔

"لیکن۔ میں ایک بات کہوں گا۔" گون ڈان نے

"ضرور کہیں۔ بلکہ ایک کیا۔ آپ سو کہیں۔" ا خوش ہو کر کہا۔

"میرے پاس فالتو دماغ نہیں ہے۔" اس نے

"چلیے خیر۔ پھر تو ایک ہی کہ لیں۔"

"ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ تم کچھ بھی کر لو مکمل منصوبہ بناؤ۔ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو کیونکہ یہ تمھارا ملک نہیں ہے۔ اشارہ جہ ہے۔"

"اور ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم یہ اندازہ لگا

"نہیں۔ لیکن تم جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو کر سکو گے۔"

"ہم ایسی بات سوچنے کے عادی نہیں۔ ہم صر بات سوچا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ان شاء اللہ ہم کر گزریں گے۔"

"ان شاء اللہ کیا؟" گون ڈان بولا۔

"اگر اللہ نے چاہا تو۔"

"تو تم لوگ مسلمان ہو۔ تب تو ضرور پاک لینڈ کے ہو ب تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ تم ضرور انسپکٹر جمشید اور کامران مرزا وغیرہ ہو۔"

ان میں اور کون نہیں ہیں۔ اس پر بحث کرنے وقت نہیں ہے۔ ہماری بات کا جواب دیں۔ صدر اپنے جس دوست کے گھر دعوت میں جائیں گے، پتا گیا ہے، ان کے دوست کا نام کیا ہے؟"

کامران مرزا نے مسکرا کر کہا، پھر جلدی سے بولے:

خبردار۔ منہ سے نہیں کہنا۔ لکھ کر دو۔"

فوراً گون ڈان کے سامنے قلم کاغذ کر دیا گیا۔ ایسے ڈان نے مُڑ کر دیکھنے کی کوشش کی، لیکن منور علی خان اس کا سر پکڑ کر دوسری طرف گھما دیا اور بولے:

گردن نچوڑ کر رکھ دوں گا۔"

ابھی نہیں انکل۔ ابھی تو ان حضرت سے بھی دعوت گھر کا نام پتا لکھوانا ہے۔"

گون ڈان نے غصّے کے انداز میں کاغذ پر نام پتا ۔ انھوں نے پڑھا۔ اس نے نام کرنل جوری اور

پتا شاور ہاؤس ٹوبنگ کالونی لکھا تھا۔

"بہت خوب! اب مسٹر اوکان آپ بھی لکھ دیں"

"ضرور۔" اس نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

"ہم جانتے ہیں۔ آپ دونوں اس وقت کیا سوچ

"کیا سوچ رہے ہیں؟" اوکان نے کہا۔

"یہ کہ ایک بار ہم لوگ آپ کے قابو آ جائیں، پھ

دکھائیں گے۔"

"شاید۔ یہی بات ہے۔" اوکان مسکرایا۔

"قابو میں آیا ہوا ہر شخص ایسی باتیں سوچا کرتا

لیکن ہر شخص کی سوچ عملی شکل اختیار نہیں کیا کرتی۔"

"آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟" گون ڈان نے جھلا

"جو ہم چاہتے ہیں۔ وہ ابھی بتا نہیں سکتے۔

میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔ شاید تم

سے ہی سمجھ جاؤ گے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔"

"کیا سوال ہے؟" گون ڈان نے فوراً کہا۔

"شرلیا سے آپ کے ملک کا کیا جھگڑا ہے؟"

"اوہ! تو۔ تو کیا تم لوگ شرلیا کے بھیجے ہو۔"

اوکان زور سے چونکا۔ گون ڈان بھی کم حیران نہیں تھا۔

"یہی سمجھ لو، ہم نے آپ سے ملاقات کے

م استعمال کیا تھا۔"

ل کیا تھا، لیکن اس وقت تو آپ لوگ شرلیا

لف نظر آتے تھے۔"

میں شک نہیں کہ ہم اس کے مخالفین میں سے ہیں۔"

پھر اس کے لیے کام کیوں کر رہے ہیں؟"

ہماری مجبوری کہہ لیں۔ ایک بہت بڑی مجبوری،

کہ یہ بتا دیں کہ آپ کے ملک کے شرلیا سے

کے تعلقات ہیں؟

یہ نہیں بتائی جا سکتیں۔" اوکان نے کہا۔

مطلب؟" انسپکٹر کامران مرزا حیرت زدہ رہ گئے۔

کہنا چاہیے کہ ان کے چہرے پر حیرت کا ایک

عالم نظر آیا۔

دوسروں نے ان کی اس حیرت کو حیران ہو کر دیکھا:

ہمارے خیال میں تو یہ بات اس قدر حیرت کی نہیں

آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

ہے کہ میرے نزدیک یہ بات حیران ہونے کے

بات کافی ہے۔"

آخر کیسے؟"

غور کرو۔ دماغ گھر تو نہیں بھول آئے؟"

"جی - نہیں تو - میرا خیال ہے - ساتھ ہی ...
تھے ہم تو" فاروق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہ...

"آپ نے ان سے پوچھا تھا کہ انشارجہ کے شہر...
کس قسم کے تعلقات ہیں - اس کا جواب انھوں نے
دیا کہ یہ باتیں نہیں بتائی جا سکتیں"

"تو اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے"

"اور تمھارے خیال میں اس میں حیران ہونے ...
ہی نہیں - بھئی کمال ہے"

"ہم بھی حیران ہیں - اس بات پر تو - ...
حیرت کی بات نظر نہیں آئی"

"خیر - میں سمجھا دیتا ہوں - پہلے تو مسٹر اوکان او...
ڈان - تم بتاؤ - اگر ہم تم سے زبردستی یہ بات اگلوا...
تو کیا پھر بھی نہیں بتاؤ گے"

"ہاں ! نہیں بتائیں گے"

"بہت خوب - ... پھر تم نے صدر کی مصروفیات کے ...
میں کیوں بتا دیا - ہم نے تو ابھی کوئی زبردستی بھی نہیں ...

"اوہ - اوہ" ان کے ساتھی حیرت زدہ انداز میں ...
اوکان اور گون ڈان کے بھی رنگ اڑ گئے - انھیں ...
اب یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ انسپکٹر کامران مرزا کس...

...ڈان تھے -

"...کیوں بھئی - تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا" انسپکٹر
...ان مرزا مسکرائے -

"صدر کی مصروفیات کوئی ایسی راز کی بات نہیں ہے"
...ڈان نے فوراً کہا -

"کیا اس صورت میں بھی نہیں جب کہ تم لوگوں کو اغوا
... کیا گیا ہو"

وہ کوئی جواب نہ دے سکے - اسی وقت باہر ایک
... ابھری -

لہریں

انسپکٹر جمشید پارٹی کو رابن چوک کے سامنے پہنچا ...

"آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"آپ سے ایک سودا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میں سودے نہیں کیا کرتا۔"

"اپنے ملک اور قوم کے مفاد میں اگر کوئی بات ... کے ذریعے ملے تو کیا اس صورت میں بھی نہیں؟" انسپکٹر ... نے کہا۔

"خیر۔ آپ بتائیں ۔ بات کیا ہے؟"

"شریلیا کے بارے میں ایک خاص اطلاع ہے۔"

"اوہ شریلیا۔" وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"جی ہاں! اب کیا خیال ہے؟"

"میں وہ بات ضرور جاننا چاہوں گا۔"

"ہم اس راز کی کچھ قیمت چاہیں گے۔"

... بات ہے ۔ خیر ۔ کوئی حرج نہیں ۔ آپ کا ... ہے؟

... ہزار ڈالر۔"

... دے دیتا ہوں ۔ بات بتائیں۔"

... نے تو ہمیں بالکل بے وقوف سمجھ لیا جناب۔"

... ز بنایا۔

... کیا ہوا؟" وہ مسکرایا۔

... نا ۔ ادھر ہم راز کی بات بتائیں گے، ادھر آپ ... کرا دیں گے۔"

... خیر ۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟

... آپ ہمارے ساتھ چلیں ۔ ایسی جگہ جہاں آپ ہمیں ... سکیں ۔ وہاں ہم آپ سے رقم وصول کر کے راز ... گے۔"

... بات ہے ۔ یوں ہی سہی ۔ لیکن آپ کو بھی ایک ... بتانا پڑے گی ۔ آپ کا تعلق کس ملک سے ہے؟"

... کاغذات حاضر ہیں ۔ آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔"

... ذہن کہتا ہے کہ یہ کاغذات اصلی نہیں ہیں، اگرچہ ان کے جعلی ہونے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔"

... وہم میں پڑ گئے ہیں جناب۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

http://www.pakfunplace.com

"اگر میں آپ لوگوں کے چہروں کو چیک کرا

آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔"

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید چونک اٹھے۔ باقی بھی

سے رہ گئے۔

"اگر آپ لوگ میک اپ میں ثابت کر دیے

تو پھر یہ کاغذات بھی غلط ثابت ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ضرور چیک کرائیں، لیکن یہ سُن

ہم درست ثابت ہو گئے تو پھر چالیس ہزار ڈالر

طے ہو گی۔"

"چالیس کیا میں آپ کو ایک لاکھ ڈالر دوں گا

کر اس نے کوئی بٹن دبایا۔

ایک ملٹری مین اندر داخل ہوا:

"یس سر۔"

"دس آدمی اور اندر لے آؤ۔ ان لوگوں کو

کے پاس لے جانا ہے۔ یہ بہت خطرناک لوگ ہیں

"اوکے سر۔"

نے کہا اور باہر نکل گیا۔

"ہمارا ان الفاظ میں تعارف کرانے کا شکریہ

جمشید مسکرائے۔

دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔" رابن چیک

وقت دس فوجی اندر داخل ہوئے اور انھیں بازوؤں

اٹھایا گیا:

میں چاہتا تو تم لوگ مجھے نہیں اٹھا سکتے تھے،

وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا۔" انسپکٹر

کر کہا۔

مطلب؟"

کہ یہ آدمی مجھے مل کر نہیں اٹھا سکتے۔"

خیال ہے۔ یہ تجربہ کر لیا جائے۔" رابن چیک

ہو کر کہا۔

کی مرضی۔ اگر آپ ہمارا وقت ضائع کرنے پر

ہیں تو پھر یونہی سہی۔"

انھوں نے خود کو فوجیوں سے چھڑایا اور فرش پر

گئے۔

بھئی۔ اب زور لگا لو۔"

کے جوان انھیں اٹھانے کی کوشش کرنے لگے،

کر بھی نہ اٹھا سکے۔ رابن چیک کی آنکھیں حیرت

گئیں۔

http://www.pakfunplace.com

"حیرت ہے۔ تم اتنے آدمی مل کر بھی انھیں
اُٹھا سکے۔"

ان کے سر شرم سے جھک گئے، پھر رابن چک
"خیر۔ انھیں مسٹر ہارڈی کے پاس لے جاؤ۔
انھیں بہت اچھی طرح چیک کرنا ہے، لیکن پانچ منٹ
کے اندر۔"

"او کے سر۔"

وہ انھیں لے کر اسی عمارت کے ایک اور
میں داخل ہوئے۔ یہاں ایک سائنس دان
تھا۔ انسپکٹر جمشید نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ پروگرام
نظر آ رہا تھا۔

"مسٹر ہارڈی۔ پانچ منٹ کے اندر اندر ان لوگ
اچھی طرح چیک کرنا ہے۔"

"او کے۔" اس نے کہا اور جلدی جلدی ان کے
پر میک اَپ کی تلاش شروع کر دی، اس نے مختلف
کے لوشن آزمائے۔ اور بھی کئی طریقے اختیار کیے
میک اَپ کے آثار تلاش نہ کر سکا، آخر اس نے کہا
"نہیں! ان کے چہرے میک اَپ زدہ نہیں ہیں
تحریری رپورٹ ساتھ لکھ دیں۔ مسٹر رابن چک

نہیں مانتے۔"

"ان کیوں نہیں۔" اس نے کہا اور تحریر لکھ دی۔
وہ انھیں لے کر رابن چک کے کمرے میں پہنچے
رپورٹ اس کے سامنے رکھ دی۔ رپورٹ پڑھ کر اس
پر مایوسی دوڑ گئی اور بولا:

"ٹھیک ہے۔ میں آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گا۔"
وہ باہر نکلے۔ رابن نے بھی اپنی کار کی طرف
ارادہ کیا، لیکن انسپکٹر جمشید بول اُٹھے:
"نہیں جناب! یہ بات نہیں ہو گی، آپ کو ہماری گاڑی
ہو گا، واپسی پر ہم خود آپ کو یہاں تک پہنچانے کا
دیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔
"آپ مسکرائے کیوں؟" محمود بولا۔
"اس لیے کہ میں جان گیا ہوں۔ آپ لوگ بہت زیادہ
ہیں۔"

"شکر ہے، آپ نے یہ تو مانا۔"
وہ ان کی کار میں بیٹھ گیا، انسپکٹر جمشید نے کار کا
سنبھالا۔ فرزانہ ان کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی۔
سیٹ پر رابن چک کو درمیان میں بٹھایا گیا۔ کار روانہ ہوئی

اور پوری رفتار پر، کیونکہ میک اپ چیک کرانے …
وہ اپنے پروگرام سے لیٹ ہو چکے تھے۔

"اس قدر تیز رفتاری تو درست نہیں۔" رابن چک… کر کہا۔

"آپ ڈر گئے شاید۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہاں! ڈر رہا ہوں۔"

"لیکن اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں، آپ … میک اپ چیک کرانے کے سلسلے میں ہمیں لیٹ کیا…"

"اوہ۔ تو تمہیں کہیں بالکل ٹھیک وقت …" رابن چک چونکا۔

"ہاں! آپ کو کوئی اعتراض ہے۔" فرحت نے …

"نہیں۔ ہمیں تو بس شریلیا والا راز چاہیے … قیمت پر بھی ملے۔"

"اسی لیے تو آپ کو لے جا رہے ہیں۔"

"ایک بات سن لیں۔ آپ لوگ ہمارے ملک … کوئی سازش کرکے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میرا مط… یہاں سے نکل نہیں سکتے۔" اس نے کہا۔

"ہمیں نکلنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ یہ ملک برا تو نہیں۔"

…ہیں تم آزاد کب رہ سکو گے۔ جیل میں رہنا ہوگا۔"

"… صرف اس لیے کہ ہم آپ سے راز کی قیمت … کر رہے ہیں؟"

"…ہیں! اگر بات کوئی اور ہوئی تو۔" اس نے کہا۔

"آپ بھی … لیں۔ ہم جیلوں میں رہنے کے عادی …" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"… ابھی اور کتنی دور جانا ہے؟"

"…۔ تھوڑا سا فاصلہ ہے۔ فکر نہ کریں۔"

"… کرنے کی ضرورت مجھے نہیں۔ تم لوگوں کو ہے۔ … بات محسوس کر چکا ہوں کہ تم کوئی چکر چلانے کے … میں ہو۔"

"… واہ۔ جلد اچھا ہے۔" محمود خوش ہو گیا۔

"… بارے میں ایک بات بہت مشہور ہے۔ یہ کہ … کسی کے جال میں نہیں آیا۔"

"… آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو جال میں … کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"میرا ذہن یہی کہہ رہا ہے۔"

"ہاں۔ خیر۔ دیکھتے ہیں۔ آپ کا ذہن درست کہتا … ہمارا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

http://www.pakfunplace.com

جلد ہی وہ پہاڑوں تک پہنچ گئے۔ وہاں [illegible]
کو پیدل لے جایا گیا۔ اور پھر غار کے پاس پہنچ [illegible]
انسپکٹر جمشید نے حلق سے اُلو کی آواز نکالی۔

"آ جائیں — یہاں سب خیریت ہے۔" اندر سے
کامران مرزا بولے۔

وہ غار میں داخل ہو گئے۔ رابن چک بہت [illegible]
اُچھلا۔ اکمان اور گون ڈان تو پہلے ہی اندازہ لگا [illegible]
کر اب اسے لایا جائے گا

"یہ — یہ سب کیا ہے؟"

"مسٹر رابن چک — ہم آپ کے ہاتھ کوئی [illegible]
کر رہے۔ آپ صرف یہ بتائیں کہ آج کی رات آپ
کی کیا مصروفیات ہیں اور بس۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب آپ نے کس بات کا پوچھا ہے؟" [illegible]
حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ یہ کیوں جاننا چاہتے ہیں؟"

"ہم کیوں بتائیں۔"

"اور ہم یہ کیوں بتائیں کہ آج رات صدر کی
کیا ہیں۔"

"آپ کو بتانا ہوگا — منور علی خان — ذرا انھیں بتانا کہ
کیوں بتانا ہوگا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔

وہ آگے بڑھے اور رابن چک کی ہنسلی کی ہڈی پر ایک
عجیب انداز سے مارا۔ رابن چک سر سے لے کر پاؤں
تک کانپ گیا۔

"اب کیا خیال ہے مسٹر چک؟"

"میں کیا میرے باپ دادا بھی بتائیں گے لیکن آپ
اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔" رابن چک
نے کہا۔

"کیوں نہیں اٹھا سکیں گے؟"

"بس میں نے کہہ دیا کہ نہیں اٹھا سکیں گے۔" اس
نے کہا۔

"آپ کے کہنے سے تو اس دنیا کا نظام نہیں چل
[illegible]" اشفاق بُرا مان گیا۔

"اس ملک کا نظام تو ہم تینوں کے سروں پر چل
رہا ہے نا۔" وہ مسکرایا۔

"خیر! پہلے آپ صدر کی مصروفیات بتائیں۔"

اس نے مصروفیات نوٹ کروا دیں، انھوں نے
دیکھیں۔ تینوں کی نوٹ کروائی گئی معلومات میں کوئی

http://www.paktunplace.com

فرق نظر نہ آیا:

"اس کا مطلب ہے، صدر کی آج رات کی مع…

بالکل یہی ہیں:

"ہاں! بالکل۔ لیکن میں پھر کہوں گا۔ آپ لوگ… مقصد میں بالکل ناکام ہو جائیں گے، یہ اشارہ… پاک لینڈ نہیں ذہین اور ترقی یافتہ لوگوں کا ملک ہے… میں بگ پاور ہے۔ یہاں آکر غیر ملکی ہم لوگوں کو ساز… شکار نہیں بنا سکتے، دھوکا نہیں دے سکتے۔"

"اب ہم تم لوگوں کو اپنا پروگرام بتاتے… کے بعد مشورہ چاہیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا…

"ضرور بتائیں۔ ہم مشورہ بھی دیں گے، لیکن ہمارا… بھی آپ کے کسی کام نہیں آئے گا۔"

"ہم جانیں، ہمارا کام۔ پروگرام یہ ہے کہ ہمیں… ملک کے صدر کو اغوا کرنا ہے اور اغوا کر کے شہر… جانا ہے۔"

"کیا۔ نہیں۔" وہ چلائے۔

"اب مشورہ یہ دیں کہ آج رات کے پروگراموں… میں ہم کہاں آسانی سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

"ہو ہی نہیں سکیں گے۔" راہن چک نے زور دار…

…پھر بلایا۔

"آپ مشورہ دیں۔"

"…کام دعوت کے دوران اگر ہو سکے تو شاید کوئی …بن جائے، لیکن میں پھر کہتا ہوں۔"

"اس کہنے کو آپ رہنے دیں۔" فاروق نے تملا کر کہا۔

"آپ لوگوں کی مرضی۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"اچھا خیر۔ ہم آپ کی بات بھی سن لیتے ہیں۔ آپ کیسے …ہیں کہ ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

"حفاظتی انتظامات جو ہم نے کر رکھے ہیں۔ ان کی …اوپر۔"

"کیا آپ نے خود اپنی حفاظت کے انتظامات نہیں کر …رکھے تھے۔" محمود بولا۔

"ہاں بالکل کر رکھے تھے۔"

"تو پھر۔ ہم تو آپ تینوں کو بھی لے آئے ہیں۔" آصف …مسکرا کر کہا۔

"ضرور لے آئے ہیں، لیکن ہم اپنی مرضی سے یہاں آئے ہیں، اگر آنا نہ چاہتے تو پھر آپ لوگوں کی مجال تھی کہ ہمیں لا سکتے۔ کیوں اوکان۔ گون ڈان؟"

"بالکل۔ یہی بات تو میں ان سے کہنا چاہتا تھا۔"

"ہم نے یہ بات سُن لی ہے۔ اب ہم آپ صدر کو بھی یہاں اٹھا کر لائیں گے اور پھر مزے مزے کی باتیں کریں گے۔" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"مزے مزے کی ۔کیا مطلب ۔کیا انھیں لطیفے سنائیں گے۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مزے کی باتیں صرف لطیفے نہیں ہوتے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"تم لوگ چپ رہو، اس وقت کام کی بات ہو رہی ہے۔" انسپکٹر جمشید غرائے اور وہ کانپ اُٹھے۔

"پہلی بات تو یہ کہ اس دعوت میں کوئی غیر آدمی جا ہی نہیں سکتا، کسی طرح چلا بھی جائے تو فوراً چیک ہو جائے گا۔ ہر طرف پی ڈی گھیرے لگے ہوئے ہیں، جس کے گھر صدر دعوت میں جا رہے ہیں۔ وہ بھی کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا۔ وہ ہمارے ملک کا بہت بڑا صنعت کار ہے۔"

"آپ لوگوں نے اس کا پتا تو درست لکھوایا ہے نا؟"

"ہاں بالکل۔ ہمیں غلط لکھوانے کا بھلا کیا فائدہ۔" اس نے کہا۔

ایسے میں رابن چک نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور

ہیں؛ اب آپ لوگ ہمیں اجازت دیں۔" یہ کہہ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھے۔

"معلومات آپ کو ہم سے لینا تھیں، لے چکے۔ اب اور کیا چاہتے ہیں؟"

"لیکن آپ جا کیسے سکتے ہیں؟"

"آپ ہمیں یہاں قیدی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔" ...نے آنکھیں نکالیں۔

"مجبوری ہے۔ اس لیے کہ ہم آپ کو چھوڑ نہیں سکتے، صدر کے اغوا کے بعد چھوڑ دیں گے۔ یہ ہم وعدہ کرتے ہیں۔"

"یہ تو مشکل ہے۔ صدر کو آپ اغوا کر نہیں سکیں گے اور ہمیں چھوڑیں گے نہیں۔" گون ڈان نے جھلا کر کہا۔

"تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں، ہم آپ کو جانے دیں اور آپ ہمیں گرفتار کرا دیں۔" انسپکٹر جمشید نے بُرا سا منہ بنایا۔

"گرفتار تو آپ ہو کر رہیں گے، اس بات کو لکھ لیں۔"

"لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم زبانی یاد کر لیں گے۔" ...بولا۔

"تم پھر بولے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

عین اسی وقت انھوں نے ایک فائر کی آواز
وہ چونک اٹھے۔ لیکن تینوں سیکرٹری نہیں چونکے تھے
کے چہروں پر مسکراہٹیں تھیں۔

"یہ کیا تھا؟" انسپکٹر کامران مرزا سرد آواز میں

"ایک عدد ہوائی فائر۔ اس بات کی اطلاع کہ
آپ لوگوں کو پوری طرح گھیرا جا چکا ہے۔"

"کیا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"آپ لوگ بہت بڑی خوش فہمی میں مبتلا
ہمیں ہمارے دفتروں سے لے آنا آسان کام
ہم اپنی مرضی سے آئیں، تب بھی اس کا یہ مطلب
نہیں کہ ہمارا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔ ہم کہیں
جائیں۔ ہمارا تعاقب ہر حال میں کیا جائے گا۔
یہ تعاقب ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی محسوس کر سکے
آلات کے ذریعے ہم یہ جانتے رہتے ہیں کہ ہمارے
ساتھی کہاں ہیں، کہاں لے جائے جا رہے ہیں
وقت آپ لوگ مسٹر گون ڈان کو لائے۔ اور یہاں
پہنچایا۔ اسی وقت مجھے اور مسٹر اوکان کو یہ اطلاع
دی گئی تھی اور مشورہ مانگا گیا تھا۔ ہم نے انھیں
دیا کہ ابھی تیل دیکھو۔ تیل کی دھار دیکھو۔ لہٰذا

جب آپ لوگ مسٹر اوکان کو لائے۔ یہ اطلاع بھی
تک پہنچائی گئی۔ پھر آپ ہم تک آ گئے۔ گویا۔
یہاں تک آنا بھی ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ
آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہمیں دھوکا دے کر لے
ہیں۔"

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ یہ باتیں سن کر بھی مسکرا رہے ہیں۔" ڈاین چک
لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں جناب۔ اس میں شک نہیں کہ حالات ہمارے
ہیں اور بہت سنگین ہیں، لیکن ہم بھی وہ لوگ ہیں
موت کے منہ میں بھی مسکرا سکتے ہیں۔"

اسی وقت دو فائر اور ہوئے۔

"ان دو فائروں کا کیا مطلب ہے؟"

"اگر ہماری طرف سے جواب نہ ملا تو اب آپ
پر حملہ کر دیا جائے گا۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ
بھی آپ کے کام نہیں آئے گا۔ اس کے دوسرے
پر بھی ہمارے آدمی پہنچ چکے ہیں، جب آپ
مسٹر اوکان کو لاتے تھے۔ ہمارے آدمیوں نے
وقت اس غار کا دوسرا راستا بھی دیکھ لیا تھا۔

اب غار کے اس طرف بھی فوج موجود ہے اور اس
بھی ، اگر یقین نہیں تو تم میں سے ایک جا کر غار
باہر جھانک آئے ۔

"محمود ! یہ کام تم کرو" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی - اچھا"

محمود نے کہا - غار کے منہ تک گیا اور باہر
کر واپس آ گیا ، اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی
آثار بھی نظر آئے ۔

"اس میں شک نہیں - غار کے منہ پر فوج ہی
نظر آ رہی ہے اور جدید ترین اسلحے سے لیس بھی"
اس نے کہا۔

"یہی حال غار کے دوسری طرف ہے - اب کیا
پروگرام ہے ؟"

"ترکیب نمبر ۱۳" آفتاب مسکرایا۔

"ترکیب نمبر تیرہ کیا ؟" اوکان نے اسے گھورا۔

"جب ہم پھنس جاتے ہیں تو ترکیب نمبر ۱۳ کام میں
لایا کرتے ہیں"

"اب اس کو بھی کام میں لے آؤ - تا کہ تم بھی
جان لو - کہ یہاں تمہاری کوئی ترکیب نہیں چل سکتی"

نے کہا ۔
جمشید ، انسپکٹر کامران مرزا اور خان رحمان نے
پستول نکال کر ان کی کن پٹیوں پر رکھ دیے ۔
نے سرد آواز میں کہا :
سے نہیں - یہاں سے چلی جائیے - ایک آدمی
نہ آئے - ورنہ ہم آپ تینوں کے دماغوں
اتار دیں گے"
جانتے تھے کہ آپ ہماری بات سن کر اور فوج
ہی کریں گے" ڈابن چک مسکرایا۔
مطلب ؟" وہ چونکے ۔
کے ٹریگر دبا کر دیکھ لیں - اگر ان میں سے گولی
ہے تو ہم فوج کو حکم بھی دے دیں گے"
آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پستول ناکارہ
ہیں ؟"
ں - اس غار میں مقناطیسی لہریں چھوڑی جا چکی ہیں ،
پستول ان کے ذریعے بے کار کر دیے گئے ہیں -
ں تو تجربہ کر لیں"
جمشید نے اوکان کی کن پٹی سے پستول ہٹا کر
فائر کیا ، لیکن پستول نہ چلا - نہ گولی نکلی - نہ

آواز آئی ۔

انھوں نے بے چارگی کے عالم میں ایک دو
کی طرف دیکھا اور اداس انداز میں مسکرا دیے ۔
وقت فوج غار میں داخل ہونے لگی ۔ اور دو طر
داخل ہونے لگی ۔

قید میں

مسکرا جانے لگا ۔ ایسے میں رابن چک نے شوخ
کہا :

ک بات اور بتا دوں ۔ کام آئے گی ۔"
ور ۔ کیوں نہیں ۔" فاروقی نے ہنس کر کہا ۔
ہنسی کی آواز سن کر ہنسی آئی ۔ اور قدرے حیرت بھی
اوران بولا ۔

آپ ہماری ہنسی پر نہ جائیں ۔ جو بات بتانا چاہتے
وہ بتائیں ۔"

وہ بات یہ ہے کہ ہم تینوں نے صدر صاحب کی
رات کی جو مصروفیات نوٹ کروائی ہیں ، وہ بالکل
ہیں ۔"

مطلب ؟" وہ ایک ساتھ بولے ۔
اں ! بالکل فرضی ہیں ۔"

http://www.pakfunplace.com

"یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ کے بیانات
میں لیے گئے۔"

"ہاں! لیکن ایسی باتیں ہمارے درمیان طے ہو
ایسے کسی موقعے کے لیے یہ بیان بہت عرصے سے
آج موقعہ ملا تو ہم نے طے شدہ پروگرام سنا دیا۔
تک تو آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ صدر صاحب
کی رات کی مصروفیات کیا ہیں۔ اور نہ جان سکیں

"ہوں۔ آپ کو معلوم ہیں یا نہیں۔"

"ہمیں اور ان کی مصروفیات معلوم نہ ہوں،
ہم سے وہ معلومات حاصل نہیں کر سکے۔"

"چلیے خیر کوئی بات نہیں۔ پھر سہی۔"

"اب کبھی نہیں۔" اوکان نے سر ہلایا۔

"کیوں۔ کیا ہم اب زندہ نہیں رہیں گے۔" محسن کے
لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! اب تم مُردوں سے بدتر ہو۔ بہت جلد
ان الفاظ کا اندازہ ہو جانے لگا۔"

"جب اندازہ ہو جائے گا، ہم آپ کو خبر کر دیں
فاروق نے کہا۔

معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تک کسی خوش فہمی میں مبتلا

طرح مسکرا نہیں سکتے تھے۔"

نہیں۔ آپ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔" آفتاب
کر کہا۔
دیکھیے؟
ہر حالت میں مسکرا سکتے ہیں۔"
گے بھی۔ ابھی تم نے اپنے ملک کے کمرۂ امتحان
ہمارے ملک کے تو پہلی بار دیکھیں گے۔ وہاں
بے چاری تو پَر نہیں مار سکتی۔"
یہ مسکراہٹ بھی کوئی اڑنے والا پرندہ ہے۔"
کی آواز سنائی دی۔
ہے اللہ کا۔ آپ کی آواز بھی سنائی دی۔"
کرو۔ میں پوری طرح زندہ ہوں۔"
پھر انھیں ایک بند گاڑی میں بٹھا کر نامعلوم منزل
لے جایا گیا۔ ان کے آگے پیچھے ملٹری کی گاڑیاں
گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی رک گئی اور انھیں
عمارت میں لایا گیا:
آرام کرو۔ جب ضرورت محسوس کریں گے، چیکنگ
گے۔ اور ہاں فرار کی ہر کوشش موت ثابت ہوگی،
شوق ہے تو کوشش کر کے دیکھ لیں۔"

http://www.paktunplace.com

قلعہ نما عمارت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ پھر
وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔

"اب کیا کریں؟" آخر پروفیسر داؤد نے کہا۔

"اس ملک میں ہمیں خان رحمان کو نہیں، آپ
بنانا ہوگا۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"واہ! مزا آ گیا۔ میں تو تنگ آ گیا تھا
خان رحمان کو کمانڈر بنایا جا رہا ہے۔ ہے کوئی تک
تو کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا۔"

"چلیے! اب تو ہم آپ کو پوچھ رہے ہیں۔"

"ہوں! ٹھیک ہے۔ میں کمانڈر ہوں گا۔"
انھوں نے خوش ہو کر کہا۔

"تو پھر کمانڈر صاحب! آپ یہ بتائیں۔ آپ
کو کیا کرنا ہے۔ آپ کی فوج آپ کا ہر حکم بجا لا
لیے تیار ہے، یہاں تک کہ اگر آپ موت کے منہ
جانے کا حکم دیں گے تو فوج کا ہر سپاہی کو
اور یہ نہیں پوچھے گا کہ آخر یہ حکم کیوں دیا گیا۔"
رحمان بولے۔

"ایک اچھی فوج کی نشانی بھی یہی ہے، لیکن
میں ہم جنگوں کے ذریعے کام نہیں ہو سکیں گے

اندازہ لگایا ہے۔"

"بالکل ٹھیک پروفیسر انکل۔ آپ نے میرے منہ کی بات
شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"اب پروفیسر انکل منہ کی باتیں بھی چھیننے لگے۔"
آصف نے جل کر کہا۔

"پروفیسر صاحب نے اپنی تجویز نہیں بتائی۔"

"سے پہلے تو ہمیں اس قلعے کی سیر کرنا چاہیے۔
چاہیے کہ یہاں کس قسم کے سائنسی آلات نصب ہیں۔
ظاہر ہے، ان لوگوں نے ہماری باتیں سننے کا انتظام
ہوگا۔"

"پھر انھوں نے آپ کی یہ بات بھی سن لی ہوگی
لوگ اٹھے ہوں گے۔"

"دیکھنے پر ہی معلوم ہوگا۔ اگر یہاں اس قسم کے
ہی نہیں ہیں تو پھر ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے۔"

"پھر یہ خالص آپ کا کام ہے، ہم تو صرف اتنا کر
کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور آپ کو کام
ہوئے ٹکر ٹکر دیکھا کریں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اچھا کمانڈر وہ ہے جو اپنی فوج کے ہر سپاہی کو مصروف
میں تمھیں بے کار نہیں بیٹھنے دوں گا۔ سب لوگ

http://www.paksociety.com

اس قلعے کے چپے چپے کو چھان ماریں اور جہاں کہیں
چیز نظر آئے ، مجھے خبر کریں ۔ میں اپنے آلات
اپنا کام شروع کرتا ہوں۔"

"آلات ۔ کون سے آلات ۔ انھوں نے تو تلا
تھی ۔ کسی کے پاس بھی کچھ رہنے نہیں دیا۔" منور علی
حیران ہو کر کہا۔

"یہی تو ان کی بے وقوفی تھی ۔ ظاہر میں نظر آ
آلات پر انھوں نے قبضہ کر لیا اور اصل آلات
گئے۔" پروفیسر داؤد نے مسکرا کر کہا۔

"ہم سمجھے نہیں۔" خان رحمان چونک کر بولے۔

"بھئی سیدھی سی بات ہے ۔ یہ دیکھو۔"

یہ کہ کر انھوں نے محمود کے جوتے کے تلے
چاقو نکال لیا۔

"یہ تو کوئی آلہ نہ ہوا۔" محمود نے حیران ہو کر

"تم اب نہیں سمجھے ۔ بھئی انھوں نے ہماری
کے ذریعے نہیں لی ۔ یہ ان کی سب سے بڑی غلطی
اگر آلات کے ذریعے تلاشی لیتے تو جس طرح یہ
دیکھ لیتے ، اسی طرح میرے پاس جو آلات پوشیدہ
بھی ان کے ہاتھ لگ چکے ہوتے۔"

"اوہ ! آج تو آپ واقعی کمانڈر نظر آرہے ہیں۔" فرزانہ
بول رہ گئی ۔

"میں تو ہمیشہ ہی کمانڈر نظر آتا ہوں ، لیکن تم لوگوں
نظریں مجھ پر پڑتی ہی کب ہیں ۔ بس تم تو خان رحمان
طرف متوجہ رہتے ہو۔" پروفیسر داؤد نے بُرا سا منہ بنا
کہا۔

مسکرا دیے ۔

پروفیسر داؤد کا ہاتھ اپنے سر کی طرف گیا اور بالوں
اندر سے انھوں نے ننھی ننھی چیزیں نکالنا شروع کیں ۔
چیزیں انھوں نے اپنے کپڑوں کی خفیہ جیبوں
سے بھی نکالیں ۔ یہ چیزیں اس قدر چھوٹی اور باریک
کہ تلاشی لینے والے ان کو نہیں دیکھ سکے تھے ۔
پروفیسر داؤد نے ان کو جوڑنا شروع کیا ۔ وہ سب
دور سے انھیں دیکھتے رہے ۔ جوڑنے کے لیے انھیں
محمود کے چاقو سے کام لینا پڑا ۔ آخر ان کے سامنے
لمبا اور لمبا سا آلہ تیار ہو گیا ۔ اس میں ننھے ننھے
بھی لگاتے گئے ۔ اس کا بٹن آن کر کے انھوں نے
چیکنگ شروع کر دی ۔ ادھر چھوٹی پارٹی الگ اور
پارٹی الگ ہو کر قلعے کا جائزہ لینے نکلیں ۔

ان پر صرف بیرونی دروازہ بند کیا گیا تھا۔ ا
تمام جگہوں پر وہ گھوم پھر سکتے تھے۔ لہٰذا انھوں
آزادانہ طور پر قلعے کا جائزہ لیا، لیکن انھیں کوئی
عجیب چیز نظر نہ آئی۔

آخر وہ پروفیسر داؤد کے پاس واپس آگئے۔ ا
اپنے کام سے فارغ ہو چکے تھے۔

"کیوں بھئی۔ کیا رہا؟"

"کوئی خاص چیز نہیں ملی۔"

"اور مجھے بھی نہیں۔ ہماری بات چیت
انھیں کوئی ضرورت نہیں۔"

"تب پھر اب آپ اپنی فوج کو کیا حکم دیں
انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"باہر نکلنے کی کوشش تو ہمیں کرنا ہو گی۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ پہلے تو یہ کوشش کر لیتے ہ

اب وہ دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔
لوہے کا اور بہت اونچا تھا۔ دیواریں بھی
اونچی تھیں۔

وہ سب انسانی سیڑھی بنا کر بھی اس کے
چڑھ سکتے تھے۔

دروازے میں کوئی جھری بھی نہیں تھی۔ کہ باہر کا جائزہ
سکتے۔ چہار دیواری کے اندر جو عمارت تھی۔ وہ بھی
منزلہ تھی، اس کی چھتوں پر چڑھنے کا بھی کوئی
نہیں تھا۔

اب ان کے پاس صرف محمود کا چاقو رہ گیا تھا،
نے چاقو اس سے لے لیا اور دروازے پر
لیکن چاقو دروازے پر کوئی نشان تک نہ ڈال
حالانکہ یہ وہ چاقو تھا۔ جو فولاد کو موم کی طرح
دیتا تھا۔

حیرت ہے۔ یہ چاقو تو دروازے پر کوئی نشان تک
ڈال سکا۔" وہ بڑبڑائے۔

اب تو ان کے چہرے اتر گئے۔

"اس کا مطلب ہے، ہم اس قلعے سے نکل نہیں سکتے۔"
بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ قید کرنے والے خود نکالیں گے۔"
رحمان نے کہا۔

"لیکن کب۔ ہمارے پاس وقت کتنا ہے۔ شریلیا
" آفتاب نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہمارے پاس صرف دو دن باقی ہیں۔" انسپکٹر کامران

http://www.pakfunplace.com

مرزا نے کہا۔

"دو دن - اور اگر انھوں نے دو دن تک ہما

نہ لی۔"

"وہ خبر کیسے نہیں لیں گے۔ آخر انھیں کھانا وانا

کے لیے دروازہ کھولنا ہی پڑے گا۔"

عین اسی وقت ان کے سروں پر کوئی چیز گری

مشکل ترین مرحلہ

تو وہ گھبرا گئے، پھر حیران ہو کر اس چیز کو اوپر سے نیچے آئی تھی۔ وہ ایک بڑا سا پیکٹ تھا، نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا اور کھولا تو اندر پینے کی چیزوں کے ڈبے تھے۔

انھوں نے ہماری اس بات کا جواب دیا ہے کہ کھانا وغیرہ دینے کے لیے تو آئیں گے ہی۔ مطلب انھیں اس کام کے لیے دروازہ کھولنے کی کوئی ضرورت پڑے گی۔"

لعنت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ اب ہم بے بس کی طرح یہاں رہیں گے۔ اور کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔"

کچھ تو خیر ہم ضرور کریں گے۔ اور کچھ نہیں تو

http://www.pakfunplace.com

یہ چیزیں ہی کھائیں گے۔" پروفیسر داؤد نے جلدی سے کہا
وہ مسکرا دیے۔ بھوک کا علاج کرنے کے بعد
پھر سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ قلعے میں فرنیچر نام کی
نہیں تھی۔ اور بھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے
وہ اس قلعے سے نکلنے کی کوشش کر سکتے۔

"اب اگر انھوں نے ہمیں دو دن تک یہاں قید
اُدھر شریلیا والے اخبارات میں سب کچھ شائع کر
"دو دن سے پہلے اگر ہم یہاں سے نکل گئے تو
کو اغوا کرنا آسان کام نہیں ہو گا۔ ہمیں اب نئے
منصوبہ ترتیب دینا ہو گا۔"

"صدر کے سیکرٹری بھی بہت چالاک ہیں۔ ہماری
گلنے دیں گے۔" شوکی بڑبڑایا۔

"اگر مجھے اجازت ہو تو میں بھی کچھ کر سکتی ہوں
نے کہا۔

"اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔" آصف نے

"خیر۔ اس قلعے میں جتنی بھی چیزیں ہیں۔ سب
جگہ جمع کر لینی چاہییں۔ اور مل کر غور کرنا چاہیے
چیزوں سے آیا کوئی کام لیا جا سکتا ہے یا نہیں
بسکٹ کے ڈبے اور پلاسٹک کا یہ بیگ بھی ان چیزوں

کر لیں۔"

"اس سے کیا ہو گا۔ ہم پہلے ہی جائزہ لے چکے ہیں۔"
کامران نے منہ بنایا۔

"ایک بار پھر کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ یوں
بھی ہم بے کار بیٹھے ہیں۔"

"چلو خیر۔ یوں بھی سہی۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔
وہ پورے قلعے میں پھیل گئے اور جو چیز بھی ہاتھ لگی
اٹھا لے آئے۔ یہ سب کی سب بے کار قسم کی چیزیں
تھیں۔ ان میں لکڑیوں کے ٹکڑے۔ لوہے کی چند کیلیں،
رسیاں، چند پھٹے پرانے کپڑے وغیرہ شامل تھے۔

"ان چیزوں سے بھلا ہم باہر نکل سکتے ہیں۔ ناممکن۔"
کامران بولے۔

"انکل۔ آپ ہمیں غور کرنے سے تو نہ روکیں۔" محمود بولا۔
"میں نے کب روکا ہے۔ اور پھر میں روک بھی کس
طرح سکتا ہوں۔ اس وقت کمانڈر پروفیسر صاحب ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا۔" پروفیسر داؤد خوش
ہو گئے۔

"ہم ان چیزوں کو غور سے دیکھیں گے اور غور کریں گے
کہ ہم ان سے کوئی کام لے سکتے ہیں یا نہیں۔"

http://www.Pakfunplace.com

"جتنا جی چاہے، غور کرو، نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔" خان رحمان مسکرائے۔

"آج آپ کو ہو کیا گیا ہے انکل۔ مایوس کن باتیں کر رہے ہیں۔" فرزانہ نے ان کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

"مجھے اندازہ ہو گیا ہے نا بھئی۔"

"کیا اندازہ ہو گیا ہے؟"

"یہ کہ کامیابی ہم سے روٹھ کر کوسوں دور چلی گئی کوسوں دور نکل جانے والی چیز کو ایک بند قلعے میں ... واپس نہیں لایا جا سکتا۔"

"بالکل ٹھیک خان رحمان! میں آپ کی تائید کر ... ہوں۔ اس بار کی مہم میں ہماری شکست صاف نظر آ رہی ہے۔" منور علی خان بولے۔

"ہم فرض کر لیتے ہیں کہ بات ایسی ہی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ہم کوئی کوشش کرنے کی کوشش کریں تو اس میں برائی کیا ہے؟"

"کوئی نہیں۔ ضرور کریں کوشش۔" انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً کہا۔

وہ سوچ میں ڈوب گئے، پھر فرزانہ نے ماچس ...

... ولی:

... ایک اہم چیز ملی ہے ہمیں۔"

... کیا۔ اہم چیز۔ شاید تم بھول رہی ہو یا پھر اچانک ... کمزور ہو گئی ہے ارے بھئی یہ صرف ایک ماچس ... اس میں کچھ دیا سلائیاں ہیں اور بس۔" آفتاب نے

... تو کہہ رہی ہوں کہ یہ کام کی چیز ہے۔" فرزانہ

... پروفیسر داؤد کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

... آگے بڑھے۔

... انکل۔ خیر تو ہے۔"

... سمجھ میں وہ بات آ گئی ہے جو فرزانہ کہنا چاہتی ہے۔"

... ہمارے خیال میں تو فرزانہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتی۔"

... کس اُلو نے کہہ دیا۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

... خیال میں اس وقت قلعے میں اُلو تو کوئی نہیں

... نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

... جاؤ فرزانہ۔ اب یہ میرا کام ہے۔ تم نے ... دیا۔ یہی بہت ہے۔" پروفیسر داؤد فرش پر

http://www.pakfunplace.com

اکڑوں بیٹھتے ہوئے بولے۔

وہ ان چیزوں کے ساتھ مصروف ہو گئے۔
بعد قلعے کے اندر ایک دھماکا ہوا۔ ساتھ ہی
اور پھر دھواں اٹھا، ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔
بعد قلعے کا دروازہ کھلا۔ فوجی اندر داخل ہو
ان کے سروں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اندر وا
والے کُل دس فوجی تھے۔ لہٰذا وہ آن کی آن
پر لیٹے نظر آئے اور ان کا اسلحہ ان کے ہاتھ
آیا۔ انھوں نے فوراً قلعے کے دروازے کا
فائر کھول دیا۔ دروازے پر موجود فوجی
گئے۔ اِدھر اُدھر موجود فوجی دروازے کی طرف
ان کی گولیوں کی زد میں آتے چلے گئے۔ چند منٹ
میدان صاف تھا۔

"یہ پہلی فتح ہے۔ جو اس کیس میں ہمیں حا
ہے۔"

"اور یہ صرف اور صرف ایک ماچس کے ذر
نے عطا فرمائی ہے۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے"
نے کہا۔

"تو اب سوچ لو۔ روکا کس نے ہے۔"

گورا۔

انھوں نے باہر نکل کر چاروں طرف کا جائزہ لیا۔
سامنے ہی وہ گاڑی کھڑی نظر آئی جس میں انھیں
لیا۔

ہمارے پاس اسلحہ بھی ہے اور گاڑی بھی، لیکن
ہیں تو معلومات۔ ایک بار ہمیں صدر کی مصروفیات
معلوم ہو جائیں، اس کے بعد ہم اسے
گے۔"

ایک بار پھر سے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔"
نے کہا۔

یہاں ٹھہرے رہنا خطرناک ہو گا۔" انسپکٹر کامران
کہا۔

بالکل۔"

گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل بھاگے۔ فوجی
، راستے میں کسی نے روکنے کی بھی کوشش نہیں کی،
سے انسپکٹر جمشید نے انشارجہ کے دارالحکومت کا نقشہ
اس کے ذریعے شہر سے باہر ایسی جگہ پہنچ گئے۔
ایک سنسان تھی اور اگر اس جگہ کوئی حملہ آور
کی کوشش کرتا تو نظر آئے بغیر نہیں سکتا تھا اور

نظر آنے کے بعد وہ اسے چھوڑنے والے کب تھے۔
"پہلے ہم یہاں سے فرار کا راستا طے کریں گے
نہ ہو۔ ہم صدر کو تو اغوا کر لیں، لیکن لے کر
باہر نہ نکل سکیں۔"
"اگر ایسا ہوا تو ہمارے لیے حد درجے خطرناک
وہ گاڑی میں ہی نقشہ بچھا کر بیٹھ گئے اور
سے اس کا جائزہ لینے لگے۔ بہت دیر گزر گئی۔
کوئی راستا نظر نہ آیا۔
"کم از کم اس شہر سے ہم بخیر و خوبی فرار نہیں ہو
"کسی اور شہر سے فرار ہونے کے بارے میں
بھی نہیں سکتے، کیونکہ صدر تو یہاں موجود ہے۔"
"میرے ذہن میں ایک بات آتی ہے۔ اس
کوئی حل نہیں ہے۔" شوکی نے کہا۔
"چلو بھئی۔ جلدی سے بتاؤ۔"
"ایک بار پھر رابن چک کو پکڑا جائے۔"
"اس سے کیا ہوگا۔ ہم پھر پھنس جائیں گے۔"
"کیسے پھنس جائیں گے؟"
"رابن چک کا تعاقب کرنے والوں کے ذریعے۔"
"اب جب کہ ہمیں ان کا طریقہ کار معلوم

تو ہم کچھ کر ہی سکتے ہیں۔" فرزانہ نے پُر خیال لہجے میں کہا۔
کی بات میں وزن ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
اور فرزانہ کی بات میں نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا
وزن دار باتیں کرنے کا ٹھیکہ ہی اس کے پاس ہے۔"
ہے۔ اس مرتبہ ہم اپنے طریقہ کار میں تھوڑی
کریں گے۔ رابن چک کو دفتر سے نہیں، اس کے گھر
جائے گا۔"
دو کو؟"
ہم ایک سے ہی کام چلائیں گے۔ ایک سے تین
ہو سکتے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
خوب۔ میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔"
پھر رابن چک کو فاروق اور آفتاب اغوا کر کے لائیں
لوگ یہیں ٹھہریں گے۔ یہ گاڑی لے کر جائیں گے
آئیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔
تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے وہ ہمارے ساتھ
بالکل تیار بیٹھا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔
تیار بیٹھا ہو گا تو تیار کر لیں گے۔" آفتاب نے
کہا۔
ضائع نہ کرو۔ جا کر فوراً اسے لے آؤ۔" شوکی

http://www.paklinkplace.com

نے مسکرا کر کہا۔

"آخر کیسے لے آئیں۔ ہمیں کیا معلوم۔"

کہاں ہو گا؟"

"یہ سب معلوم کرنا تمہارا کام ہے۔ جاؤ۔"

جمشید بولے۔

"آؤ۔" فاروق نے آفتاب کو اسی انداز میں کہا۔

باقی لوگ مسکرا دیے۔ وہ دونوں گاڑی

بڑھ گئے۔

"بہت اچھی پارٹی ترتیب دی گئی ہے۔" محمود

وقت کہا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزر

"تو تم بھی شامل ہو جاؤ اس بہت اچھے

فاروق نے جل بھن کر کہا۔

"کمانڈر کا حکم ضروری ہے۔" محمود نے کہا۔

"نہیں! ان کے ساتھ کوئی اور نہیں جائے گا

داؤد بولے۔

"جی بہتر۔ ہم جا رہے ہیں۔ آپ ہمارے

کرتے رہیے گا۔"

"اس کا ہم وعدہ کرتے ہیں۔" اشفاق نے فوراً

دونوں گاڑی میں سوار ہو گئے، ڈرائیونگ

سنبھال لی۔

وال ملٹری کی ہے اور ہمارے جسموں پر لباس فوجی

ہوا۔ ڈیوٹی کے علاوہ اوقات میں تو وردی کی

نہیں ہوتی۔"

پتا ضرور معلوم تھا، لیکن راستوں سے تو ناواقف

چند لوگوں سے راستا پوچھنا پڑا۔ تب کہیں جا

کی کوٹھی کے سامنے پہنچے۔

کیا پروگرام ہے بھئی؟" آفتاب نے سرگوشی کی۔

گرام بہت رنگین بلکہ سنگین اور غمگین ہے۔"

اور گین باقی نہیں بچا؟" آفتاب نے جل بھن کر کہا۔

جا کر لغت میں دیکھوں گا، پھر بتاؤں گا۔"

ادھر کی ہانکنے کی بجائے۔ کام شروع کرو۔" آفتاب

اچھا بھائی۔ کاٹ کھانے کو کیوں دوڑتے ہو۔ میرے

ایک عدد ترکیب آئی ہے۔" فاروق نے کہا۔

ترکیب اور تمہارے ذہن میں۔ فرزاد کی روح

اندر بھول میں نہیں لے آئے۔" آفتاب گھبرا گیا۔

باپ رے۔" وہ گھبرا گیا۔

http://www.pakfunplace.com

"ارے۔ کون ہو تم۔ اور گاڑی یہاں کیوں
آواز آئی۔

وہ چونک گئے اور باہر کی طرف دیکھا۔

"آپ بتا دیں۔ گاڑی ہم کہاں کھڑی کریں؟"

"بائیں طرف کاریں پارک کرنے کی جگہ بنائی گئی

شکریہ! آپ بہت اچھے ہیں" فاروق نے خوش

"لیکن تم ذرا بھی اچھے نہیں ہو۔ اس لیے
رکنے پر میری جواب طلبی ہو سکتی ہے۔ اب
ارے مگر۔ یہ تو فوجی گاڑی ہے۔ ہائیں"

"ہائیں کیا۔ کیا ہم کسی فوجی کے بچے نہیں
آفتاب نے ناخوش گوار انداز میں کہا

"ارے ہاں! لیکن۔ ہمارے ملک میں بچے
چلاتے" وہ بولا۔

"اور ہم بچے نہیں ہیں۔ یہ دیکھیے۔ ہماری
کے سرٹیفکیٹ"

"او ہو۔ میں کہتا ہوں۔ پہلے تم گاڑی ہٹاؤ
پارک میں تم دونوں کو چیک کروں گا"

"جیسے آپ کی مرضی"

وہ پارک میں گاڑی لے آئے۔ ٹریفک پو

پیچھے پیچھے تھا۔ جونہی آفتاب نے گاڑی روکی۔
دھمکا:

"گاڑی کے کاغذات دکھاؤ"

"اندرونی حصے میں ہیں۔ آئیے۔ دکھا دیتا ہوں" یہ کہ
فاروق نیچے اتر آیا اور اسے ساتھ لے کر پچھلے حصے
آیا۔ اس کا تالا کھولا۔ اور دونوں اندر داخل
فوراً ٹریفک پولیس والے کے حلق سے گھٹی گھٹی
گئی۔

اب دونوں گاڑی کو وہیں چھوڑ کر کوٹھی کی طرف بڑھے،
یہاں سے بہت فاصلے پر تھی۔ اس لیے ابھی نگرانوں
نہیں دیکھا تھا۔

اور رہ کر انھوں نے کوٹھی کا جائزہ لیا۔ پھر پچھلے حصے
بڑھے۔ کوٹھی کی پچھلی دیوار بہت اونچی تھی۔
ایک درخت اس سے بھی اونچا تھا اور دیوار سے
تین چار فٹ کے فاصلے پر تھا۔ دونوں نے اس
لیا اور پھر ادھر اُدھر دیکھ کر درخت پر چڑھنے
دیوار کی اونچائی تک چڑھنے کے بعد وہ رک گئے۔

"اب کیا کریں؟" فاروق نے اشاروں میں پوچھا۔ یہاں
کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا۔

http://www.pakfunplace.com

"دیوار پر چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی۔ اس کے
طرف معلوم نہیں چھت ہے یا کیا ہے، پھر یہ ہو
سکتا ہے کہ چھلانگ بے چاری درمیان میں ہی رہ
اور ہم میں سے ایک نیچے جا پڑے۔" آفتاب نے
کے کان میں کہا۔

"بات تمہاری ٹھیک ہے، لیکن ہمیں بھی بہرحال
تو داخل ہونا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ہاں! ہونا تو ہے۔ اور اس کے لیے ہم خطرہ
لیں گے، لیکن اس حد تک نہیں کہ کام خراب
اور گرفتار ہو جائیں، اس طرح ہمارا منصوبہ ایک
میں پڑ جائے گا۔" آفتاب بولا۔

"پہلے کون سا یہ منصوبے مٹھائی میں پڑتے ہیں
فوراً بولا۔

"میرا خیال ہے، اس وقت ایسی باتوں کا وقت
ہے۔" آفتاب نے کہا۔

"خیر۔ جب وقت ہو گا، اس وقت کر لیں گے
کیوں نہ ہم فرزانہ کی عقل کو آواز دیں۔ کہ وہ کسی
ہم سے کسی ایک کے دماغ میں حلول کر جائے۔"

"پھر وہی ادھر ادھر کی باتیں۔" آفتاب نے بُرا سا

"اوہو۔ میں سمجھا تھا، میرے ساتھ آفتاب کو بھیجا گیا
لیکن تم تو آصف ہو۔" فاروق نے چونک کر کہا۔

"پلنگ لگوا لو سمجھی۔ میں آفتاب ہی ہوں۔"

"تب پھر تم اپنی روح کا تبادلہ آصف کی روح سے
کر کے آئے ہو۔"

"یار رات کا وقت ہے، ہُو کا سماں ہے، ان حالات
میں روحوں کا ذکر نہ کرو۔ ڈر سا لگنے لگا ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم ڈرپوک بھی ہو۔"

"چلو اب تو معلوم ہو گیا، یہیں رُک کے رہنے کا ارادہ
ہو گیا؟"

"ایک ترکیب میری سمجھ میں آئی ہے، لیکن ہے ذرا
ٹیڑھی۔" فاروق مسکرایا۔

"کوئی بات نہیں، سیدھی ترکیب ان حالات میں ذہن
میں آ بھی کیسے سکتی ہے۔"

"پہلے سن لو۔ پھر تبصرہ کرنا۔ ترکیب ہے کہ تم اس
کو پیروں سے پکڑ کر اس دیوار تک ہاتھ پھیلا دو۔
دیوار کو پکڑ لو۔" فاروق یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"اور پھر؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"اور پھر یہ کہ میں تمہارے جسم پر چلتا ہوا دیوار

http://www.pakfunplace.com

تک پہنچ جاؤں گا۔"

"تم احمق ہو۔" آفتاب بولا۔

"اس اطلاع کے لیے شکریہ، لیکن سوال یہ ہے کہ ترکیب میں خرابی کیا ہے۔"

"یہ کہ اوّل تو میں اس طرح دیوار پر ہاتھ نہیں رکھ سکوں گا، دوسرے یہ کہ اگر اس طرح ہم ہاتھ دیوار تک لے جا سکتے ہیں تو پھر بعد میں شاخ چھوڑ کر دیوار سے لٹک بھی تو سکتے ہیں اور اس کے بعد دیوار پر پہنچا جا سکتا ہے۔"

"بات یہ بھی ٹھیک ہے، لیکن اس میں ایک نقص ہے" فاروق مسکرایا۔

"چلو۔ یہ بھی بتا دو کہ نقص کیا ہے۔ میں شکریہ ادا کرنے کے ساتھ وہ بھی سننے کے لیے تیار ہوں۔"

"دیوار کے ساتھ ٹکراتے ہی ہاتھ اوپر سے سرک سکتے ہیں، بلکہ دیوار کے اوپر سے بالکل ہٹ سکتے ہیں اور اس صورت میں ہم میں سے ایک کا آملیٹ ضرور بن جائے گا۔ دوسرے کا اس لیے نہیں بن سکے گا، کیونکہ پہلے کا آملیٹ دیکھ کر دوسرا تو اس کام کی جرأت نہیں کر سکے گا اور درخت کے راستے نیچے جا کر آملیٹ کی

لینے لگے گا۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"تم بات کو لمبا بہت کر دیتے ہو۔ کر میں بھی کرتا ہوں۔ مگر اتنا نہیں۔ خیر۔ تمھاری ترکیب پر عمل کیا جا سکتا ہے، لیکن ایک شرط پر۔"

"اور یہ شرط صاحبہ کہاں سے ٹپک پڑیں؟"

"آسمان سے۔ لیکن گری نہیں۔ اور نہ کھجور میں اٹکی۔ دماغ میں آ کر اٹک گئی ہے، تاکہ میں تمھیں بتاؤں" اس نے جھلا کر کہا۔

"بتاؤ جانی" فاروق نے سرد آہ بھری۔

"شرط یہ ہے کہ تم درخت سے دیوار تک لیٹو۔ یعنی پل کا کام دو اور میں تمھارے جسم پر سیر کرتا ہوا دیوار تک جاؤں۔"

"سیر کی اجازت تو خیر میں نہیں دوں گا۔ اور غصے میں آ کر ہاتھ یا پیر چھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد تم جانتے ہی ہو، کیا ہو گا؟"

"وہی آملیٹ اور کیا۔ خیر میں نہیں کروں گا سیر۔ اور اس طرح گزر جاؤں گا جس طرح قیامت کے دن پل صراط پر سے گزرنا پڑے گا۔" آفتاب نے شوخ لہجے میں کہا۔

"یار آفتاب۔ کہیں ہم وقت تو ضائع نہیں کر رہے۔"

"وقت کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ وقت تو ہمیشہ ہمیں ضائع کرتا ہے، اپنا جملہ درست کرو ریکارڈ ٹھیک کرنے کے لیے۔" آفتاب نے کہا۔

"اچھا جانی۔ کر لیا۔ اب میں شاخ کے سرے پیروں سے جکڑ کر لٹک رہا ہوں۔ تم ذرا میرے پیروں پر ہاتھ رکھنا۔"

"اچھی بات ہے۔ فکر نہ کرو۔"

فاروق نے شاخ کو دونوں پیروں میں جکڑ لیا۔ آفتاب نے دونوں ہاتھوں سے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔

"معاف کیا بھئی میں نے۔" فاروق بولا۔

"معافی کس بات کی دے رہے ہو۔ میں نے تو مانگی کسی بھی بات کی؟"

"بس یونہی۔ پاؤں پر ہاتھ رکھے جانے سے خیال گیا کہ تم میرے پاؤں پکڑ کر کسی بات کی معافی مانگ رہے ہو۔"

"کمال ہے۔ ابھی ابھی خود ہی تو کہا تھا کہ میرے پکڑ لینا۔"

"اوہ ہاں واقعی۔ خیر تم نے اچھا ہی کیا کہ پیر پکڑ لیے پھر پتا نہیں موقع ملتا یا نہیں۔"

"یار اب مرغابی کی طرح لٹکے ہی رہو گے یا دو

[illegible] ہی رکھو گے۔" آفتاب جل گیا۔

ابھی تک دونوں سرگوشی کر رہے تھے، آواز ذرا [illegible] نہیں نکلنے دی تھی۔ اب فاروق نے اپنے جسم [illegible] سیدھا کرنا شروع کیا۔ ہاتھ اس نے پہلے ہی پھیلا [illegible] لیے۔ اس قسم کی مشقیں وہ سکول میں کرتے ہی [illegible] تھے۔ لہٰذا جسم کو بالکل سیدھا کرنا اس کے [illegible] مشکل ثابت نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے ہاتھ دیوار [illegible] تک پہنچ گئے۔ اب شاخ سے دیوار تک اس کا جسم ایک [illegible] پل کی طرح تھا۔

"آؤ آفتاب۔ پار کر جاؤ یہ فاصلہ۔"

"دیکھو یار، ہل جل نہ جانا۔ کہیں میں پھسل نہ جاؤں۔"

"اللہ کو یاد کرتے ہوئے گزر جاؤ۔ میں بھی اللہ کو یاد کر رہا ہوں۔"

دونوں خاموش ہو گئے۔ دل میں اللہ کو یاد کرنے [illegible] پھر آفتاب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر فاروق [illegible] پر پیر رکھ دیے۔

[illegible] ایک مشکل ترین مرحلہ تھا۔ اس کے وزن سے [illegible] فاروق کے ہاتھ چھوٹ سکتے تھے۔ یا پیر شاخ سے نکل [illegible] سکتے تھے۔ لیکن وہ کر ہی کیا سکتے تھے۔ مجبور تھے۔

انھیں ہر حال میں اس کوٹھی کے اندر داخل ہونا تھا۔
اس نے پیر رکھنے کے ساتھ ہی دونوں ا
کمر پر جما دیے۔ اور پھر آگے قدم اٹھائے۔
تک کہ اس کی گردن تک جا پہنچا۔ آگے فاروق
بازو پھیلے ہوئے تھے۔ اور اب نازک وقت آ گیا
اس نے ایک پاؤں ایک بازو پر اور دوسرا دو
بازو پر رکھا۔ ایسے میں اس کی نظر نیچے جا پڑی
اسے پھریری سی آ گئی۔ فوراً نظریں اوپر کر لیں
پھر ایک ہاتھ فاروق کے بازو پر سے اٹھا
رکھ دیا۔ اسی طرح اس نے دوسرا بازو بھی
رکھ دیا۔ اور پھر پاؤں فاروق کی کلائیوں پر رکھ
دیوار پر رکھ دیے۔

آفتاب اب دیوار پر تھا۔ ایک مشکل ترین مر
ہو چکا تھا۔ اب فاروق کے لیے مشکل ترین مرحلہ تھا
"میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔" فاروق نے سرگو
کیا۔ اور ہاتھ چھوڑ دیے۔ جسم فوراً نیچے گیا
جھٹکے سے گیا۔ ایک لمحے کے لیے اسے محسوس ہوا
پاؤں شاخ سے الگ ہوئے۔ لیکن پھر اس نے
کا سانس لیا۔ پاؤں اکھڑنے سے بال بال بچے

جسم کو اٹھایا اور شاخ کو پکڑ لیا۔ دوسرے ہی
شاخ پر بیٹھا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔
"تم نیچے آ جاؤ۔ میں کوئی دروازہ کھولنے کی
کرتا ہوں۔" آفتاب نے اشاروں میں کہا۔
فاروق نیچے اترنے لگا۔ نیچے پہنچ کر وہ درخت
لگا کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب کی سیٹی سی
۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ آفتاب
نظر نہ آیا۔ اس نے دائیں بائیں جا کر دیکھا بائیں
ایک دروازے میں آفتاب مسکرا رہا تھا۔
"ہم واقعی اس کوٹھی میں داخل ہونے میں کامیاب
ہو گئے ہیں یا یہ ایک خواب ہے۔" فاروق نے سرگوشی کی۔
"آ جاؤ۔ باتیں پھر کر لیں گے۔" وہ بولا۔
دونوں اندر داخل ہو گئے۔ انھوں نے دروازہ بند
دونوں دبے پاؤں آگے بڑھے۔ کوٹھی میں ہر
کمرے کے بلب روشن تھے۔ اگر تاریکی ہوتی تو اس
پنسل ٹارچ بھی تھی۔
وہ ایک ایک کمرے کا جائزہ لیتے آگے بڑھتے
گئے۔ یہاں تک کہ ایک کمرے میں انھیں رابن چک
نظر آیا، دوسرے بستر پر اس کی بیوی سو رہی تھی۔

تالے کے سوراخ میں سے اسے دیکھ کر وہ
مسکرا دیے۔ فاروق نے جیب سے چابی نکالی
کے سوراخ میں داخل کر دی۔
دوسرے ہی لمحے اسے ایک زبردست بجلی کا
وہ بُری طرح اُچھلا اور دُور جا کر گرا۔

کالا جنّ

ٹکے کے ساتھ ہی انھیں دوسرا جھٹکا بھی لگا۔
ٹکا تھا الارم کا۔ پوری عمارت میں بلند آواز
الارم بج اٹھا۔ اس وقت آفتاب بھاگ سکتا تھا،
روق مکمل طور پر بے ہوش پڑا تھا۔ وہ اسے
ت میں چھوڑ کر نہیں بھاگ سکتا تھا۔ اور پھر دوڑتے
کی آواز سنائی دی۔ برامدے میں دونوں طرف سے
دوڑ کر ان تک پہنچ گئے:
اُوپر اُٹھا دو ننھے شیطان۔" ایک فوجی آفیسر نے
۔
طاب کے لیے شکریہ۔" آفتاب مسکرایا۔ اگرچہ اس
اس کی پریشانی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔
اعتماد کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔
اس وقت سیکرٹری رابن چک کے کمرے کا دروازہ

http://www.pakfunplace.com

کھلا اور وہ باہر نکلا۔ اس کی آنکھوں میں نیند تھ…

"کیا معاملہ ہے؟" اس نے آنکھیں ملتے ہو…

"ان دو لڑکوں نے اندر داخل ہونے کے بع… کے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی… میں تو پہلے ہی کرنٹ چھوڑا جا چکا تھا۔"

"بہت خوب۔ یہ تو وہی ہیں۔ ہمارے… شکار۔ اس بار ہم انھیں فرار نہیں ہونے دیں گے… کے باقی ساتھی بھی خود بخود یہاں آئیں گے۔… کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس انھیں لے جا کر… میں بند کر دو اور آرام کرو۔ جب دوبارہ الا… تو ہم اٹھ جائیں گے۔ ہمیں کیا ضرورت ہے… لیے اپنی نیند خراب کریں۔" دابن چک نے جلدی…

"بالکل بجا ارشاد فرمایا آپ نے۔ آپ بھی آرام…

"لیکن کوٹھی سے باہر ان لوگوں کو گرفتار کر… ہرگز کوشش نہ کی جائے۔ جو اندر آتا رہے۔… گرفتار کرتے رہو۔"

"اوکے سر۔ ایسا ہی ہو گا۔"

دابن چک کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروا… کی آواز کے ساتھ ہی دو فوجیوں نے بیروں اور…

…اروق کو اٹھا لیا۔ آفتاب پہلے ہی ہاتھ اٹھا چکا …اروق کی اس حالت کی وجہ سے وہ کچھ بھی کرنے …ل نہ تھا۔ انھیں ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔

… فاروق پر جھکا۔

…روق۔ فاروق۔ بھئی اب اس ایکٹنگ کو ختم بھی کرو، … کتنی ہو گئی ہے۔ ابھی جب دن نکلے گا تو …بھانا شروع کر دیں گی، تم ان کے چھپانے کا …و۔ آنکھیں کھول دو۔" وہ کہتا چلا گیا، پھر گھبرا کر …ض ٹٹولی۔ دل کی حرکت دیکھی۔ نبض چل رہی …رکت کر رہا تھا، اس نے سکون کا سانس لیا، …اروق زندہ ضرور تھا۔

…اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ دروازہ بند ہونے … بالکل بند کمرہ بن چکا تھا۔ اس میں نہ کوئی … روشن دان۔ لیکن کمرہ ہوا دار پھر بھی …لے ہوا کہاں سے آ رہی تھی۔ وہ دیواروں … کر دیکھنے لگا، لیکن کہیں کوئی سوراخ یا …ں نظر نہ آئی۔

…ا اپنا رحم فرما۔ یہ ہم کس مصیبت میں پھنس …ور تو اغوا ہونے میں ہی نہیں آ رہا۔ بلکہ

ابھی تک تو ہم اس کے پاس پہنچ بھی نہیں سکے۔" وہ

اور پھر فاروق کو ہلانے جلانے لگا۔

"فاروق۔ اٹھو۔ یار کیا ہو گیا ہے۔ گھوڑے
سو گئے ہو کیا۔ اب آنا بھی کیا کاروباری تھا۔"

لیکن فاروق ٹس سے مس نہ ہوا۔ کمرے
نہیں تھا۔ وہ فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا اور
کرنے لگا۔ سب سے زیادہ فکر اسے اپنے با
کی تھی۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اب اس کے
باری باری یہاں ہوں گے۔

اسی وقت اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ا
رابن چک سمیت اس جگہ پہنچنے کا وقت ہو گیا
وقت دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور چا
آدمی اندر داخل ہوئے۔ انھوں نے بے ہوش فا
نظر ڈالی اور پھر آفتاب کی پسلیوں پر ایک ٹھوکر
ہوئے ایک نے کہا:

"بتاؤ۔ تمھارے باقی ساتھی کہاں ہیں؟"

"کیوں! یہ پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آ
رابن چک کا کہنا تو یہ ہے کہ وہ لوگ خود
جائیں گے۔"

وہ الگ بات ہے۔ لیکن ہم اس جگہ کی بھی نگرانی
لیں گے نا۔"

"! تو یہ بات ہے۔"

"ہاں! بالکل یہی بات ہے۔ تم اس جگہ کے بارے
ؤ۔"

"وں!" آفتاب نے کہا۔

"س بات پر افسوس کر رہے ہو؟"

"اس بات پر کہ اس ملک میں ہم اجنبی ہیں، جگہوں
نہیں جانتے۔"

"یوں نہیں مانو گے۔" ایک نے ڈنڈے کا بٹ اوپر
کہا۔

"اس طرح تو میں بے ہوش ہو جاؤں گا۔ اور پھر مانے
نے کا سوال کہاں رہ جائے گا۔"

"ہاں واقعی۔ خیر ذرا ہلکی ضرب لگاؤ بھئی، بے ہوش
نہ پائے۔"

"تو ضرب لگانا بہت ضروری ہے کیا۔" آفتاب
کر کہا۔

"سے بھی زیادہ ضروری۔ اس طرح تو تم نہیں
گے۔"

http://www.pakistanplace.com

"اگر یہ بات ہے تو پھر اگلوا کر دکھا دو۔"
نے جھلا کر کہا۔
ساتھ ہی اس کے کندھے پر رائفل کا بٹ
"افسوس! تم زیادتی کر رہے ہو۔" آفتاب نے کہا۔
"ابھی اور کریں گے، اگر تم نہیں بتاؤ گے۔"
آفیسر غرایا۔
"مشکل تو یہی ہے جناب۔ ہم نہیں بتا
یہ کام تو ہم نے سیکھا ہی نہیں۔"
"ہم نے غلطی کی۔ ان لوگوں کو سیک
کے ساتھ نکل جانے دیتے۔ یہ خود بخود
جاتے۔" آفیسر نے جھلا کر کہا۔
"لیکن سر۔ اب بھی کیا ہوگیا ہے۔ اس
بھی اگلیں گے۔"
"ارے تو اگلواؤ نا۔ منع کس نے کیا ہے۔"
آفتاب پر لاتیں، مکّے اور گھونسے برسنے لگے
"واہ۔ برسات ہو رہی ہے۔" آفتاب چہکا۔
"یہ تو اب تک چہک رہا ہے۔"
"بہت جلد اس کے حواس جواب دے
سر۔ اس کے بعد دیکھیے گا۔ یہ کیسے فر فر بو

ملٹری مین نے کہا۔
"جب حواس جواب دے دیں گے تو فر فر کس طرح
سکوں گا، دماغ تو نہیں چل گیا۔" آفتاب نے جل کر کہا۔
"دماغ ہمارا نہیں، تمہارا چل گیا ہے۔"
"دیکھیے۔ ثابت کریں۔" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔
"نہیں کیا پڑی ہے کہ ثابت کرتے پھریں۔"
"یوں کام نہیں چلے گا۔ خاص طریقے سے اگلوانا
گا۔ لے چلو اسے کمرۂ خاص میں۔"
"پہلے بھی تو کمرۂ خاص میں لے کر گئے تھے۔"
"وہ صرف قید کے لیے تھا۔ اب جس کمرے میں لے
جا رہا ہے۔ وہاں بڑے بڑے سخت گیر لوگ زبانیں
دیتے ہیں۔ اور ہاں۔ اس کے ساتھی کو بھی لے
میرے ذہن میں ایک اور بات آئی ہے۔" ملٹری آفیسر
انداز میں ہنسا۔
دونوں کو ایک کمرے میں لایا گیا۔ یہ ان کے دفتر کے
استھان جیسا ہی تھا، لیکن آلات اور قسم کے تھے۔
"ان دونوں کو شکنجے میں کس دو۔"
"انہیں کسنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو بے ہوش ہے۔"
نے پریشان ہو کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔" آفیسر مسکرایا۔
اس کی مسکراہٹ کچھ کہہ رہی تھی، لیکن آفتاب
مسکراہٹ کی زبان نہیں سمجھ سکا۔
دونوں کو شکنجے میں کس دیا گیا۔
"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایک بے
آدمی کو شکنجے میں کس کر کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے
یہ یہاں کسے جانے سے ہوش میں آ جائے گا؟"
"نہیں۔ ہم تو دراصل تمھیں ہوش میں لانا چا
"اور میں پہلے ہی ہوش میں ہوں۔" آفتاب
کر کہا۔
"ابھی کہاں۔ ہوش میں تو تم اب آؤ گے۔ بس د
اس دوسرے لڑکے پر آرا چلا دو۔" اس نے کہا
کے ملازمین سے کہا۔
"کیا مطلب؟"
"آرا اس کے دو ٹکڑے کر دے گا۔" آفیسر مسکرا
"تو پھر اس سے تم کیا مطلب نکالنا چاہتے ہو
"مطلب یہ کہ کیا تم اسے دو ٹکڑے ہوتے
کر دو گے۔"
"ہاں! میں اپنے تمام ساتھیوں کو پھنسانے سے

جھتا ہوں کہ ہم دو مارے جائیں گے۔"
"مارے جانا۔ اگر ایک ہی بار میں ہو جائے۔ تب
واقعی آسان ہے۔ لیکن اگر ہزاروں بار مرنا پڑے تو۔"
"کیا مطلب؟" آفتاب چونکا۔
"مطلب تم ابھی جاؤ گے۔"
دونوں کو دو میزوں پر کسا گیا تھا۔ اچانک مشین
واز سنائی دی اور پھر چھت کی طرف سے ایک
چے آنے لگا۔ وہ لمحہ بہ لمحہ فاروق کے بالکل نزدیک
ا تھا۔ فاروق بالکل بے ہوش تھا اور آفتاب بالکل
یں تھا۔
"اب سمجھ میں آئی بات۔ اگر تم ان کا پتا نہیں بتاؤ
آرا اس کے دو ٹکڑے کر دے گا۔"
"دو ٹکڑے منظور ہیں، لیکن یہ نہیں بتا سکتا کہ میرے
کہاں ہیں۔"
"تم۔ تم اتنے سخت بھی ہو سکتے ہو۔"
"ابھی تم لوگوں نے ہمیں دیکھا ہی کب ہے۔ سمجھنا تو
دور کی بات ہے۔"
"اس کے دو ٹکڑے ہونے کے بعد تمھاری بھی باری
گی۔"

http://www.paktunplace.com

"یہی تو غم ہے۔" آفتاب مسکرایا۔

"کیا غم ہے؟" آفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ کہ اس کے ٹکڑے مجھ سے پہلے ہو رہے ہیں"

"تو تم چاہتے ہو۔ پہلے تمہارے کیے جائیں؟"

"ہاں!" اس نے کہا۔

"مرنے والے کی چونکہ آخری خواہش پوری کی جا
اس لیے ہم بھی تمہاری آخری خواہش ضرور پوری کر

"بہت بہت شکریہ!"

ملٹری آفیسر نے اشارہ کیا۔ آرا واپس جانے
پھر دوسرا آرا آفتاب کی طرف آنے لگا۔ اس کے
پر مسکراہٹ گہری ہونے لگی۔

"ٹھہرو بھئی۔ میرے ذہن میں ایک اور ترکیب
ہے۔ اسے دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔ اور
کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔"

"اوکے سر۔"

"اب کیا ترکیب ذہن میں آئی ہے؟" آفتا
الجھن کے عالم میں کہا۔

"بس دیکھتے جاؤ۔" اس نے ہنس کر کہا۔

آفتاب پریشان ہو گیا۔ اسے دوسرے کم

جانے لگا۔ یہاں تک کہ کمرے میں داخل کر کے
بند کر دیا گیا۔ اب وہ جسم کے ساتھ جکڑا ہوا
اور دروازہ بھی بند تھا۔ جسم بھی اس حالت میں نہیں
کر سکے، لہٰذا اس نے صبر اور شکر کے انداز میں
آسمان کی طرف اٹھا دیں۔

دوسرے کمرے میں وہ لوگ فاروق کو ہوش میں
کوششیں کر رہے تھے۔ آخر پندرہ منٹ کی
کے بعد کہیں جا کر اس نے آنکھیں کھولیں:

"میں کہاں ہوں؟"

"ہاں۔ جہاں تم آتے ہو۔ مسٹر رابن چیک کی کوٹھی
کمرہ امتحان میں لایا گیا تھا۔ کچھ یاد آیا؟" ملٹری
جلدی جلدی کہا۔

"ہاں۔ سب کچھ یاد آ گیا۔ وہ۔ وہ میرا ساتھی کہاں
فاروق بولا۔

"ابھی ابھی اس کی دو ٹکڑے لاش یہاں سے دوسرے
لے جائی گئی ہے۔"

"نہیں۔" فاروق چلّا اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں
پھر آنسو تیزی سے نکلنے لگے۔ وہ کہنے لگا:

"یہ جھوٹ ہے۔ آفتاب زندہ ہے۔ وہ ابھی

http://www.pakfunplace.com

اس دنیا میں ہے۔ اس کی چہکتی آواز ابھی سنائی دے
جائے گی۔ میں۔ میں اس کی شوخ و شنگ باتیں
کر ہنسوں گا۔ مسکراؤں گا۔ تم غلط کہتے ہو۔"

"وہ۔ اوپر دیکھو۔" ملٹری آفیسر بولا۔

اس نے چھت کی طرف دیکھا۔ آرا چلا آ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟"

"اس کو آرا کہتے ہیں۔ یہ تمھارے بھی دو ٹکڑے
کے لیے آ رہا ہے جس طرح تمھارے ساتھی کے دو ٹکڑے
ہوئے۔ اسی طرح اب تمھارے ہوں گے۔"

"واہ۔ اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ میں ا...
جلد اپنے بھائی۔ اپنے دوست۔ اپنے ساتھی سے ملوں گا
یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔"

ملٹری مین دھک سے رہ گیا۔ فاروق کے چہرے
حقیقی خوشی صاف نظر آ رہی تھی۔ یہ کوئی ایکٹنگ نہیں تھی
آرا لمحہ بہ لمحہ نیچے آ رہا تھا، لیکن فاروق کے چہرے
موت کے خوف کا دور دور تک پتا نہیں تھا، یہاں
کہ آرا صرف نصف انچ اوپر رہ گیا۔ اب بھی فاروق
نہ ڈرا، نہ چلایا۔ پُرسکون انداز میں لیٹا رہا۔ ملٹری آفیسر
نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ آرا اوپر جانے لگا۔

"کیا ہوا۔ تم نے ارادہ بدل دیا؟"

"ہاں! میں ہار گیا ہوں۔ تم لوگ نہیں اگلو گے۔
تمھیں جیل بھجوا رہا ہوں۔ تمھارے ساتھی آخر تمھاری
طرح ہیں آ جائیں گے۔ اور انھیں بھی تم تک پہنچا دیا
جائے گا۔"

"اچھا۔" فاروق مسکرایا۔

"اس کے ساتھی کو اور اسے جیل پہنچا دو۔ سٹریچروں
پر لے جانا۔"

"او کے سر۔"

"تو میرا ساتھی زندہ ہے اور تم جھوٹ بول رہے
تھے۔" فاروق بولا۔

"ہاں! جب تم بے ہوش تھے تو اس نے بھی تم جیسی
دلیری کا مظاہرہ کیا تھا۔"

"واہ! مزا آ گیا۔" فاروق چہکا۔

آفتاب کو بھی اسی کمرے میں لے آیا گیا، پھر دونوں
کو سٹریچروں پر ڈال کر باہر لے جایا جانے لگا۔ جونہی
وہ عمارت سے باہر نکلے۔ سٹریچر اٹھانے والے دھم دھم
گر گئے۔

ملٹری مین بوکھلا اٹھے۔ انھوں نے گھبرا کر سامنے

دیکھا اور پھر ان کے منہ مارے حیرت اور خوف کے کھلے کے کھلے رہ گئے ۔

ان کے سامنے ایک ایسا ہی منظر تھا ۔

○

"ہم نے جو وقت طے کیا تھا ۔ وہ ہو گیا ہے اور آفتاب کا دور دور تک پتا نہیں ۔ اس کا مطلب ہے وہ پھنس گئے ۔" انسپکٹر جمشید نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"تب پھر ہم جا کر انھیں چھڑا لاتے ہیں ۔" محمود نے کہا۔

"ہاں ! ٹھیک ہے ۔ محمود ، آصف اور شوکی تم فوراً روانہ ہو جاؤ ۔ سیدھے رابن چک کی کوٹھی پہنچو اور سن گن لو۔"

"شکریہ ابا جان ۔ آپ فکر نہ کریں اور وقت بتائیں ، ہمیں کس وقت تک یہاں پہنچ جانا چاہیے ۔"

انھوں نے وقت کا حساب لگایا اور بولے :

"ٹھیک ڈیڑھ گھنٹے بعد تم سب کو یہاں ہونا چاہیے ، اگر ڈیڑھ گھنٹہ گزرنے پر تم لوگ نہ آئے تو تیسری پارٹی روانہ کی جائے گی ۔"

"ٹھیک ہے ۔" محمود مسکرایا ۔

اسی وقت روانہ ہو گئے ۔ وہ رابن چک کی کوٹھی پر کار سے اترے ۔ اور پھر اوٹ لے کر گئے ۔ نزدیک پہنچ کر انھوں نے دیکھا کہ وہاں شمار آدمی نظر آ رہے ہیں اور کافی ہل چل ہے ۔

۔ دونوں بُری طرح قابو میں آ گئے ہیں ۔"

ری میئوں کی موجودگی میں ہم تین کیا کر سکیں واپس چل کر اپنے باقی ساتھیوں کو یہاں لے ۔ تجویز پیش کی ۔

لات میں ہم واپس نہیں جا سکتے ۔ نہ جانے ان ۔" آصف نے انکار میں سر ہلایا ۔

دونوں کی مرضی ۔" شوکی نے کندھے اچکائے ،

بولا :

ترکیب ہو سکتی ہے ۔"

؟

یں سے صرف ایک جا کر ساتھیوں کو اطلاع

بولا ۔

اب ہم تینوں سے جو کچھ ہو سکے گا ، ہم کریں واپس کوئی نہیں جائے گا ، ہم فاروق اور

http://www.pakfunplace.com

آفتاب کو ساتھ لے کر جائیں گے۔ اور صدر کے
راہن چک کو بھی۔ یا پھر ہم گرفتار ہو جائیں گے
نے جذباتی انداز میں کہا۔

"جیسے آپ دونوں کی مرضی۔" شوکی نے کندھے

"اس وقت تک ہم ہر مرحلے پر ناکام ہی
آ رہے ہیں۔ شاید اس قدر ناکامیاں ہمیں پہلے
میں حاصل نہیں ہوئی ہوں گی، کیا خیال ہے۔
ناکامیوں کو سنہری حروف میں نہ لکھوائیں۔" آ
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنے ملک جا کر لکھوائیں گے۔ یہاں کیا
محمود نے منہ بنایا۔

"اور اب بھی مجھے کامیابی بے چاری دُور دُ
نظر نہیں آتی۔" شوکی نے کہا۔

"ہمیں کامیابی اور ناکامی سے بے نیاز ہو کر
کام کرنا ہے۔ مومن کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ اسے
کوشش کے بدلے اللہ سے انعام ہی ملے گا۔ چا
میں ناکام ہی کیوں نہ رہے۔" آصف نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ سوال یہ ہے کہ فاروق اور آفتا
ہیں بھی یا نہیں۔ اس قدر ہل چل کا یہ مطلب

ہیں کہ وہ پکڑے گئے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ
ہے کہ انھیں ابھی اس عمارت میں رکھا گیا ہے یا
لے جایا جا چکا ہے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ
معلوم کرنی چاہیے۔" شوکی نے کہا۔

"محمود۔ تم جا کر ذرا ایک فوجی کو ادھر بلا لاؤ۔"
لہجے میں کہا۔

یہ کہہ کر محمود آگے بڑھا۔

"ارے۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔" شوکی گھبرا گیا۔

محمود کہاں رکنے والا تھا۔

"طرح تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ اسے ہی تو کہتے
مجھے مار۔" شوکی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"کی ایک عادت ہے۔ بس میدان عمل میں
ہے۔ اور میں اس کی اس عادت کو بہت
ہوں۔" آصف نے مسکرا کر کہا۔

"لیے گا۔ کہ آپ کی بھی یہ عادت ہے۔"

"سہی۔" اس نے کہا۔

"اس وقت ایسا کرنے کا موقع نہیں تھا۔ کوئی
ہونا چاہیے تھی۔"

"دونوں مل کر لڑا لیتے ہیں۔ محمود کسی ایک

http://www.paktunpiace.com

فوجی کو لے کر ادھر آئے گا۔ اس کے بعد کیا ہو
سوچنا ہمارا کام ہے۔"

"تو ٹھیک ہے۔ سوچ لیتے ہیں۔" شوکی نے کہا
سوچ میں گم ہو گیا۔ آصف اس طرف دیکھنے لگا
طرف محمود قدم اٹھا رہا تھا۔ اور پھر فوجی اس کی
متوجہ ہو گئے۔

"خبردار! کون ہے؟"

"دوست۔" محمود کی آواز سنائی دی۔

"ہاتھ سر تک بلند کر کے ادھر آؤ۔" گرج …
کہا گیا۔

"بہت بہتر جناب۔" محمود نے کہا۔

اور پھر محمود ان کے نزدیک ہوتا چلا گیا۔

"یہاں تھوڑی دیر پہلے ایک عدد گرفتاری ہوئی …

"ہاں! ہوئی ہے … پھر؟"

"اندر داخل ہوتے وقت ان دونوں نے عمارت …
پچھلی طرف کچھ اوزار چھوڑے ہیں۔ اور چند ایک چیزیں …
وہ چیزیں آپ کے کام آ سکتی ہیں۔"

"اوہ۔ ویری گڈ۔ آؤ۔ مجھے دکھاؤ۔ وہ چیزیں …
ہیں۔" علطری مین بولا۔

اس لیے تو آپ کے پاس آیا ہوں۔"

"چلو چلو۔"

علطری مین خوش ہو کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ محمود
پچھلی طرف لے آیا اور اس درخت کے قریب پہنچ
ان کے ذریعے آفتاب اور فاروق اوپر چڑھے تھے۔

"دیکھیے۔" محمود نے اس کی توجہ زمین کی طرف دلائی۔

"یہ کیا۔ یہ تو ان دونوں کے جوتے ہیں۔"

"جی ہاں۔ جوتے ہی ہیں۔ میں نے کب کہا کہ
… ہیں۔"

"نانسینس۔ میرا وقت برباد کیا۔"

وہ جھلا کر واپس جانے کے لیے مڑا۔ محمود نے اپنی ٹانگ
… دی۔ وہ منہ کے بل گرا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔"

"میں نے۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ ہاں بس ٹانگ
… گئی ذرا۔"

"میں تمھیں کچا چبا جاؤں گا۔" وہ دانت پیستے ہوئے
… ہوا۔

"اور بھئی۔ پیٹ میں بہت گڑبڑ مچاؤں گا۔"

اس نے غرا کر ایک مکا محمود کے ناک پر دے مارا۔

http://www.pakfunplace.com

لیکن وہ درخت سے لگا۔

"او!" وہ چیخ مار کر نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ …
ہاتھ میں دبا لیا تھا۔

"بس۔ ایک ہی وار کریں گے۔" محمود نے …
والے انداز میں کہا۔

اس کا چہرہ سُرخ ہوتا جا رہا تھا، پھر …
کھینچ لیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کا رُخ محمود کی طرف …
ہوئے بولا:

"اب میں تمہارے جسم میں بے شمار سوراخ …

"سوراخ کرنے سے پہلے صرف … بتا دیں …
لڑکوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ وہ اس وقت کہاں …

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولا۔

"مطلب یہ کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔ یہیں یا کہیں …

"تم کیوں جاننا چاہتے ہو؟"

"میں ان کا ساتھی ہوں۔"

اس کے چہرے پر حیرت پھیل گئی۔ اسی وقت …
ہاتھ پر کوئی چیز پوری قوت سے لگی۔ پستول اس …
سے نکل گیا:

محمود نے فوراً پستول اٹھا لیا اور اس کی …

… "یہ مجھ پر حملہ کس نے کیا تھا؟"

… جن نے۔ کچھ جن میرے قبضے میں ہیں —
… ہوں۔ ان سے کام لے لیتا ہوں۔"

… نے حیران ہو کر پیچھے کی طرف سر گھمایا۔ وہاں
… تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کی حیرت دوڑ گئی —

… بتاؤ۔ ان دونوں کو کہاں لے جایا گیا ہے؟"

… ان دونوں کو۔ ہاں کمرۂ امتحان میں لے جایا
… جہاں ان سے یہ اگلوایا جا رہا ہو گا کہ ان کے
… کہاں ہیں۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

… وہ کانپ گئے۔

… امتحان کہاں ہے؟"

… روڈ پر۔ تیسری عمارت۔" اس نے کہا۔

… تم ہمارے ساتھ چلو آگے آگے۔"

… لیکن تم تو اکیلے ہو؟"

… جن کو بھول گئے۔" محمود مسکرایا۔

… کالا جن ہوں۔" آصف نے درخت کے پیچھے
… آتے ہوئے محمود کو گھورا۔

… یہ بھورا جن۔" محمود نے شوکی کی طرف دیکھا۔

"وقت ضائع نہ کریں۔ نہ جانے ان دونوں کا کیا

انھوں نے جلدی جلدی ملٹری مین کی تلاشی لی

اسے آگے رکھ کر چلنے لگے۔ وہ اپنی گاڑی تک

"تشریف رکھیے۔"

"تم۔ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

"کمرۂ امتحان تک۔ اس لیے کہ ہمیں راستا

اگر معلوم ہوتا تو آپ کو ہرگز تکلیف نہ دیتے۔"

"اور وہاں پہنچ کر تم مجھے گولی مار دو گے

لرزتی آواز میں کہا۔

"ہرگز نہیں۔ ہم بلا وجہ خون بہانے

ہیں۔ آپ کو اپنے ساتھ ضرور رکھیں گے۔ فارغ

بعد آپ کو چھوڑ دیا جائے گا۔ بس آپ کوئی

کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اور ہمیں جھوٹ بات

اگر آپ نے ایسا کیا تو پھر ہم کوئی ذمے دار

"اچھی بات ہے۔ میں تم لوگوں کا ساتھ دوں گا

جلدی جلدی کہا۔

وہ راستا بتاتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ان کی

امتحان کے سامنے پہنچ گئی۔ یہاں بھی ملٹری مین

اور سب کے سب دروازے کے آس پاس تھے

نے اندر سے دو سٹریچر باہر آتے دیکھے۔

"آصف درخت پر۔" محمود بولا۔

"بالکل غلط۔ میں زمین پر ہوں۔"

"اوہو۔ بھئی۔ فوری طور پر درخت پر چڑھ چلو۔"

"ان بھائی صاحب کا کیا کریں؟"

"یہ بھی وہیں جائیں گے جہاں ہم۔ ان سے یہی معاہدہ

ہوا۔ کیوں بھئی۔ آپ کو درخت پر چڑھنا تو آتا

آخر فوجی ہیں۔"

"ہاں آتا ہے۔ لیکن ہم درخت پر چڑھ کر کیا کریں گے؟"

"یہ بات پہلے نہیں بتائی جا سکتی۔ راز کی بات ہے۔"

وہ اوپر چڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ گھنے پتوں میں

گئے۔

"آپ کا یہ پستول بے آواز ہے نا؟" محمود نے پستول

دیکھ کر کہا۔

"ہاں بالکل۔"

"اور اس میں گولیاں بھی پوری ہیں؟"

"بالکل! لیکن آپ کرنے کیا لگے ہیں؟"

"دیکھتے جائیں۔ ہمیں اب کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو

اس لیے کہ ان لوگوں نے یا تو ہمارے ساتھیوں کو

ختم کر دیا ہے یا اس حد تک زخمی کر وہ اپنے پیروں …
چل بھی نہیں سکتے۔ اسی لیے تو سٹریچر پر لا رہے …

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ وہ نہ ہوں"…
مین بولا۔

"نہیں۔ یہ وہی ہیں۔ ہمارے دل آپس میں …
بھیجتے رہتے ہیں"۔

"پروگرام کیا ہے۔ اب تو میں درخت پر آ چکا …
اس نے کہا۔

"ہم اپنے ساتھیوں کو ان کے قبضے سے …
لے جائیں گے۔ پہلے انھیں اپنے لوگوں میں پہنچانا
ہے۔ صدر کے سیکرٹری تک ہم بعد میں پہنچیں گے"۔

"لیکن اتنے لوگوں کے مقابلے میں تم کرو گے کیا …"

"تیل دیکھیں۔ تیل کی دھار دیکھیں"۔ محمود نے منہ …

"کیا دیکھوں"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"پتا نہیں۔ اس محاورے کو انگریزی میں کس …
کے ذریعے تبدیل کیا جاتا ہے"۔ آصف نے منہ بنایا۔

اسی وقت محمود نے چار آدمیوں پر فائرنگ کر …
جو سٹریچر اٹھا کر لا رہے تھے۔ ان کی چیخیں فضا …
گونجیں۔ سٹریچر نیچے گرے۔ فوجیوں میں ہل چل …

… وہ فوراً ادھر ادھر ہو کر پوزیشن لینے لگے۔

"تم لوگ آگ سے کھیل رہے ہو۔ اب یہ پورا
… ملٹری کے گھیرے میں آ جائے گا۔ جو کچھ کرنا ہے،
… منٹ کے اندر کر گزرو"۔ ملٹری مین نے جلدی
… کہا۔

"… آپ ہمیں یہ کیوں بتا رہے ہیں۔ آپ تو ہمارے
… ہیں"۔

"اب میں تم لوگوں کا ساتھ دینے پر مجبور ہوں"۔
… نے بغتا کر کہا۔

"او اچھا۔ ہم سمجھ گئے"۔ محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"اب آرام سے کیوں بیٹھے ہو۔ جو کرنا ہے، جلدی
…" ملٹری مین تلملا کر بولا۔

"کیا کریں۔ یہ آپ بتا دیں"۔ آصف بولا۔

"میں بتا دوں"۔

"ہاں! آخر اب ہم کیا کریں؟"

"فائرنگ کس لیے کی تھی؟"

"اچھا بس دیکھتے جائیں"۔

ادھر ادھر ہونے کے بعد فوجیوں نے کچھ دیر تک
… کیا، پھر وہ آگے بڑھے اور ادھر ادھر پھیلتے

چلے گئے ۔ یہاں تک کہ اس درخت سے جا لگے
جس پر وہ تھے ۔

اب دروازے پر صرف سٹریچر پڑے رہ گئے

"اب کیا خیال ہے ؟" آصف مسکرایا۔

"کمال ہے ۔ اب تو تم لوگ بہت آسانی
سٹریچر لا سکتے ہو ۔ فوجی کافی دور نکل گئے ہیں۔"

"ہاں ! آصف ۔ صرف تم نیچے جاؤ ۔ گاڑی تم
اور گاڑی سٹارٹ کر کے ان دونوں تک پہنچو۔"
جلدی جلدی کہا۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں ۔ ہماری گاڑی
نہیں آئیں گے۔" اس نے جل کر کہا۔

"عجیب احمق ہو ۔ ارے بھئی ۔ کس نے کہا
سٹریچر سمیت ان دونوں کو اپنی گاڑی میں لا دو۔"

"اوہ اچھا ۔ تو یوں ہو نا بڑے بھائی۔"

آصف نے کہا اور بلا کی رفتار سے اترتا چلا گیا۔

"یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے ؟"

"نہیں ۔ تم اردو سمجھتے ہو ؟" محمود نے چونک کر

"تھوڑی بہت سمجھ لیتا ہوں۔" وہ مسکرایا۔

آصف نے زمین پر اترتے ہی دبے پاؤں

دوڑ لگا دی ۔ پھر وہ اس میں بیٹھ گیا ۔ گاڑی
ان کی طرف آنے لگی ۔ ملٹری مین ابھی تک حملہ
والے کی تلاش کر رہے تھے ۔ محمود اور شوکی اسی
درخت پر رک گئے تھے کہ اگر آصف کسی کی زد میں
آئے تو اس کا بچاؤ کیا جا سکے ۔

آصف نے جلدی جلدی فاروق اور آفتاب کو اٹھا
گاڑی کے اندر لٹا دیا اور خود گاڑی درخت تک لے
پہلے ہی اترنا شروع کر چکا تھا :

"اب تم چلو بھئی۔" محمود نے ملٹری مین سے کہا۔
شوکی کے پیچھے نیچے اتر گیا ۔ اب محمود اترا ۔
گاڑی میں سوار ہو گئے ۔ اور پھر گاڑی تیر کی
وہاں سے روانہ ہوئی ۔ فوجی جو دور نکل گئے تھے ۔
گاڑی کی طرف دیکھنے لگے ۔ ان کی سمجھ میں یہ
نہیں آ رہی تھی کہ عمارت کی طرف سے کوئی گاڑی
کہاں جا رہی ہے ۔ جب تک وہ خبردار ہو کر اپنی
کی طرف جاتے ۔ اگلی گاڑی ہوا ہو چکی تھی ۔

"بہت خوب ۔ بھئی ۔ بہت خوب ۔ مان گیا۔" ملٹری مین
کہا ۔

"شکریہ !" محمود نے فوراً کہا۔

"شکریہ کس بات کا ادا کر رہے ہیں آپ؟"

"مان جانے کا۔ اب آپ ہمیں ایسے راستے
چلیں۔ جس راستے میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آ گئے۔"

"جانا کہاں ہے۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں۔"

"کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ صدر صاحب اس …
ہوں گے؟"

"اس بارے میں ان کے سیکرٹریوں کو ہی معلوم ہو…"

"اچھی بات ہے۔ چلئے تو ہم ان دونوں کو …
تک پہنچا دیں۔ پتا نہیں، بے چاروں کی کیا حالت …
آپ سے راستے کے بارے میں مدد لی جائے گی۔"

ایک گھنٹے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان …
تھے۔ فاروق اور آفتاب کی حالت نے انھیں لرزا دیا۔

"اب۔ اب میں ران چک کو یہاں لے کر …
گا۔ تم لوگ آرام کرو۔" انسپکٹر جمشید نے غرا کر کہا …
کر کھڑے ہو گئے۔

"لیکن میرا خیال ہے۔ آپ کا تنہا جانا مناسب …"

"خیر۔ میرے ساتھ خان رحمان آ جائیں۔"

"ضرور بھئی۔ کیوں نہیں۔" وہ خوش ہو گئے۔

"میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم سب جا…

یہاں لے آئیں۔"

"نہیں، حالات نازک ہوتے جا رہے ہیں۔ بہت جلد
اس جگہ کا سراغ لگا لیں گے۔ لہٰذا ہمیں دیر کیے
ران چک کو یہاں لانا ہے۔"

"صرف ران چک کو۔" ملٹری مین نے حیران ہو کر کہا۔

"اس … ہم یہ اندازہ لگا چکے ہیں کہ اصل سیکرٹری وہی
… صدر کی مصروفیات صرف اور صرف اس کے علم میں
… ہیں۔ باقی دو سیکرٹریوں کو بھی درست بات نہیں بتائی
…" انھوں نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ آؤ۔" خان رحمان نے کہا۔

وہ انھیں ساتھ لے کر اسی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ پھر
خیال آنے پر انسپکٹر جمشید نے کہا:

"مسٹر ملٹری مین۔ آپ بھی ہمارے ساتھ آ جائیں۔"

"جی بہتر!" اس نے کہا۔

انسپکٹر جمشید کی گاڑی آندھی اور طوفان کی طرح اڑی جا
رہی تھی۔ خان رحمان کو تو خیر ان کی ڈرائیونگ کے بارے
معلوم تھا اور ہزاروں بار کا تجربہ بھی تھا، لیکن بے چارہ
… مین بری طرح کانپ رہا تھا۔

"سر۔ سر۔ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔"

"ان شاء اللہ نہیں ہوگا:" خان رحمان نے کہا۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں۔ جب کہ گاڑی آپ کے
چلا رہے ہیں۔"

"ہاں بس دیکھتے جاؤ۔"

اور صرف پینتیس منٹ میں انھوں نے ایک
کا فاصلہ طے کر ڈالا۔ جب گاڑی کی رفتار کم ہوئی
وقت اس نے سکون کا سانس لیا، لیکن ایسے میں
بُری طرح چونک اٹھا۔ اس کی آنکھیں حیرت او
سے پھیل گئیں۔

. . . :

دو دھماکے

ان چک کی کوٹھی کے گرد سرچ لائٹیں نصب کر دی
یں اور ان کی روشنیاں چاروں طرف اس طرح پڑ رہی
کہ کوئی شخص ان روشنیوں سے بچ کر اندر داخل نہیں
سکتا تھا۔

"ان حالات میں آپ کیا کریں گے۔ ساتھ میں میں بھی
گا۔" ملٹری مین نے لرز کر کہا۔

"آپ کو ہم صرف رہنمائی کے لیے لائے ہیں۔ میں بہت
لت کر چکا ہوں، اب نہیں کروں گا۔ اب جو بھی ہو
ان چک کو لے جا کر رہوں گا۔ لہٰذا آپ کو پریشان
کی ضرورت نہیں۔ ہم آپ کی حفاظت اپنے سے
کریں گے۔ اب میں سٹارٹ لے رہا ہوں، تیار
جائیں۔"

"لیکن جشید تم نے بتایا نہیں کہ کیا کرنے جا رہے ہو؟"

http://www.pakfunplace.com

"میں ان سرچ لائٹوں کا صفایا کر رہا ہوں ۔ …
ساتھ ہی ہم آگے بڑھ جائیں گے ۔ ٹکرا جائیں گے …
ملٹری والوں سے جو اس عمارت کے گرد موجود ہیں …
مورچے سنبھالے بیٹھے ہیں ۔"

"یہ ۔ یہ انتہائی خطرناک ہو گا جمشید ۔" خان رحمان …
گئے ۔

اب تک ہم اس جملے پر گزارا کرتے رہے …
رحمان ۔ مگر یہ بہت خطرناک ہو گا ۔ ہوتا رہے خطرناک …
تم نے دونوں بچوں کی حالت نہیں دیکھی ۔ میں ان …
دونوں کا انتقام بھی لوں گا ۔ اور یہ انتقام …
لیا جائے گا ۔ اس کے ساتھ ہی ہم صدر کو …
لیں گے ۔"

"لیکن ہمارے پاس صرف آج کی رات باقی …
صبح کے اخبارات ہماری کہانی شائع کر دیں گے ۔"

"ابھی ہمارے پاس بہت وقت ہے ۔ فکر …
نہیں ۔" وہ بولے ۔

انھوں نے گاڑی اوٹ میں روکی تھی اور بہت …
جہاں سے عام لوگ گزر رہے تھے ۔ انسپکٹر جمشید …
اور گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ایک سرچ لائٹ کا …

… نے اسے سیدھا کیا ۔
"اگر آپ کا نشانہ خطا گیا تو کام خراب ہو جائے گا ۔"
… نے گھبرا کر کہا ۔
"تو پھر ؟"
"نہیں ۔ سرچ لائٹ کو نشانہ میں بناتا ہوں ۔"
"… گن بے آواز ہے ۔ پہلا نشانہ میں ہی لگاؤں …
خطا گیا تو پھر میرے ساتھی یہ کوشش کریں گے ،
… بھی ناکام رہے تو پھر ہم ضرور گن آپ کو دیں گے ۔"
… جلدی کہتے چلے گئے اور ساتھ ہی انھوں نے فائر
… ۔ لیکن ایک فائر پر بس نہیں کی ۔ لگا تار فائر کرتے
… ۔

خان رحمان گاڑی آندھی اور طوفان کی طرح بالکل عمارت
… تک لے چلو ۔ سامنے سے کی جانے والی فائرنگ
… ۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا ۔ یہاں پہنچ
… انھوں نے ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ دی تھی اور خان
… اس پر بیٹھنے کا اشارہ کر دیا تھا ۔

خان رحمان نے فوراً اس ہدایت پر عمل کیا اور گاڑی
… سے عمارت کی طرف لے گئے ۔ اچانک گاڑی
… کی برسات شروع ہو گئی ۔ برستی بارش میں بھی

http://www.pakiumplace.com

انھوں نے گاڑی کو نہ روکا۔ حالانکہ گاڑی چھلنی ہو
تھی۔ ٹائر پھٹ گئے تھے۔ اس کے باوجود انھوں
گاڑی کو اس وقت روکا۔ جب وہ دیوار سے جا لگ
گئی۔ تینوں چھلانگ مار کر اس سے اتر آئے۔
"تم بھی فائرنگ شروع کر دو اور میرے ساتھ آ"
جمشید بولے۔

وہ صدر دروازے کی طرف بڑھے۔ ملٹری کے
میں اب تک ایک خوفناک قسم کی ہل چل مچ چکی تھی
کوئی اپنا اسلحہ سنبھال رہا تھا۔ اور جو سنبھال
وہ اندھا دھند گولیاں برسا رہا تھا۔ وہ گولیوں کے
میں جھک کر تیر کی طرح آگے بڑھتے چلے گئے۔
ان کے دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے نکل رہی
لیکن چونکہ گھپ اندھیرا تھا۔ اس لیے نشانہ لے
فائرنگ نہیں کر رہا تھا۔

اور ایسے میں وہ صدر دروازے
دیوار سے لگے لگے آتے تھے۔ یہ دیکھ کر ان
کی انتہا نہ رہی کہ ملٹری مین دروازہ چھوڑ کر
چکے تھے اور ان کے لیے راستا صاف تھا۔ وہ دل
میں مسکرائے اور اندر داخل ہو گئے۔

اور بھی ہل چل تھی۔ گھبراہٹ تھی۔ ہر کوئی اِدھر
اُدھر بھاگ رہا تھا۔ ملٹری مینوں کو شاید کچھ سوجھ
نہیں رہا تھا کہ ان حالات میں انھیں کیا کرنا چاہیے،
میں انسپکٹر جمشید اور ان کے دونوں ساتھی ایک بڑے
ل اوٹ میں کھڑے تھے۔ اچانک پاس سے گزرنے
ملٹری مین ان کی زد میں آ گیا۔ انسپکٹر جمشید نے
گردن پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس کے منہ سے آواز
نکل سکی۔ اس کا بے جان لاشہ نیچے گر گیا۔
خان رحمان۔ اس کی وردی اتار کر پہن لو۔ جلدی کرو"
نے سرگوشی کی۔
خان رحمان حرکت میں آ گئے۔ اتنے میں انسپکٹر جمشید نے
اور کو شکار کر لیا۔
کے کپڑے تم پہن لو۔" انھوں نے ملٹری مین سے کہا۔
۔۔ اور آپ؟" وہ بولا۔ اس کے چہرے پر اب
کے ساتھ اطمینان بھی تیرنے لگا تھا۔
سے حصے کا بھی کوئی آ ہی جائے گا۔ اور مزے
ہے کہ یہ لوگ ہمیں باہر تلاش کر رہے ہیں۔"
خان رحمان اتنی دیر میں وردی اتار کر پہن چکے تھے اور
پہن رہا تھا۔ اسی وقت ایک اور اِدھر سے گزرا۔

انسپکٹر جمشید نے اس کی گردن بھی پکڑ لی ۔

جلد ہی وہ اس کے کپڑے پہن چکے تھے ۔ یہ و…
انھوں نے سکون کا سانس لیا کہ وہ کپڑے تھے …
آفیسر کے ۔

" یہ کس آفیسر کے کپڑے ہیں ؟" انھوں نے ملٹری …
پوچھا ۔ وہ سرگوشی کر رہے تھے ۔

" میجر کے ." اس نے بتایا ۔

" اب میرے ساتھ بے فکر ہو کر آؤ ۔"

وہ انھیں لے کر اندر کی طرف … ایک …
دروازہ بند نظر آیا ۔ انسپکٹر جمشید … میں اپنے ساتھ …
گیا اور خود یک دم جھک کر تالے کے سوراخ …
اندر جھانکا ۔ اندر … ایک آرام کرسی میں …
رہا تھا ۔ اس کے چہرے سے پریشانی صاف …
تھی ۔ … جمشید نے آہستہ سے دستک دی ۔ …
زور سے چونکا :

" … ۔ کون ؟"

" سر ! ہم نے ان تینوں کو ڈھیر کر دیا ہے …
جمشید نے ستون کی طرف پڑے تین آدمیوں کی …
کر دیکھا ۔

… بہت خوب ۔ کیا وہ صرف تین ہی تھے ؟"

… سر ۔ ان کی لاشیں ہم لے آئے ہیں ۔"

… بہت خوب ۔ میں دروازہ کھولتا ہوں ۔"

… جمشید نے گن ہاتھ میں لے لی ۔ جونہی دروازہ
… کا بٹ ڈین چک کے سر پر لگا ۔ وہ الٹ کر
… بے ہوش ہو گیا ۔

… جمشید نے اسے کندھے پر اٹھایا اور باہر کی
… گئے ۔

… جلدی کرو ۔ چند منٹ کے اندر یہ جگہ
… خطرناک بن جائے گی ۔ شہر کی پولیس اور
… کی مکھیوں کی طرح امڈ پڑے گی ۔"

… باہر نکل کر ایک جیپ کی طرف بڑھے ۔ کسی نے
… پوچھنے کی کوئی کوشش تک نہیں کی ۔ ہر طرف
… راج تھا ۔ ان پر بس ایک ہی بھوت سوار
… لانچوں کو تباہ کرنے والے کہاں ہیں ۔ وہ جیپ
… ۔ ڈین کے ساتھ پیچھے خان رحمان اور ملٹری مین
… ۔ اگلے حصے میں صرف انسپکٹر جمشید ۔ اور جیپ
… ۔

… رحمان ۔ خیال رہے ۔ یہ ہوش میں نہ آنے پائے ،

http://www.pakurdupage.com

ورنہ شور مچا دے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ جونہی اس کے جسم میں حرکت ہو گی۔ میں ایک ضرب اور لگا دوں گا۔"

"ہاں بالکل ٹھیک۔" وہ بولے۔

ایک گھنٹے بعد وہ ڈابن چک کے ساتھ اپنے گھر کے درمیان بیٹھے تھے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس معاملے میں پروفیسر داؤد ایک ڈاکٹر کا کردار کر رہے تھے۔ وہ آدھے ڈاکٹر بھی تھے۔ ڈابن چک نے آنکھیں کھول دیں:

"یہیں۔ میں کہاں ہوں؟"

"ان لوگوں کے درمیان جن سے وہ کم عمر سا ظلم کا نشانہ بن چکے ہیں۔"

"نن۔ نہیں۔" وہ چلا گیا۔

"ہاں! آنکھیں کھول کر دیکھو۔ بلکہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھو۔ اور جب یہ جان لو کہ واقعی تم ان کے درمیان ہو۔ تو پھر آواز دو اپنی فوج کو۔ جسے اپنے ساتھ لگا لائے تھے۔"

"اوہ۔ وہ۔ وہ اس مرتبہ کہاں ساتھ آئی ہو گی۔ کیونکہ تم نے احتیاطی تدابیر کر لی ہوں گی۔"

"ہاں! ہم نے وہ جیپ راستے میں چھوڑ دی تھی۔ راستے میں ایک اور کار کو پکڑا تھا۔ کار والے کو ہلکا سا بے ہوش کیا، جیپ وہاں چھوڑی اور کار میں بیٹھ کر یہاں تک آ گئے۔ اب وہ کار بھی یہاں آس پاس نہیں ہے۔ اس کو بھی دور پہنچا دیا گیا ہے۔"

"ہوں۔ تم لوگ واقعی حیرت انگیز ہو۔" اس نے کہا۔

"صرف یہ جملہ سننے کے لیے تو ہم آپ کو یہاں لے کر نہیں آئے۔"

"تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ اس وقت صدر کہاں ہیں؟"

"ہاں! بالکل۔"

"وہ اس وقت اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ساحل سمندر پر گئے ہیں گے۔ ایک خاص ساحل پر۔ جہاں ان کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کو معلوم تک نہیں کہ صدر اس وقت وہاں ہوتے ہیں۔"

"شکریہ۔ آپ ہمیں وہاں لے چلیں۔"

"اب میں اور کر بھی کیا سکتا ہوں۔ پہلے تو ملٹری پیچھے آ رہی تھی۔ اب تو کوئی پولیس مین بھی نہیں آیا ہو گا۔" اس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"یہاں نہیں ہیں نا۔ اس لیے مایوس ہو گئے۔"

http://www.pakfunplace.com

… مسٹر چابن رک۔ اس بات کا آپ کے پاس کیا
… ہے۔" فاروق نے کمزور آواز میں کہا۔ ان کی حالت
… سے بہتر تھی۔
"… چابن رک … کیا نام ہوا؟"
"اوہ۔ … اور رے کی روحیں آپس میں بدل گئیں۔"
"… ہو گئی …"
"… ہو گئی۔ اب حروف کی روحیں بھی ہونے لگیں۔"
… جل گیا۔
"… صرف ہونے لگیں۔ بلکہ بدلنے بھی لگیں۔"
"اگر ان کی باتیں شروع ہو گئیں تو ہم یہاں سے روانہ
نہیں ہو سکیں گے۔" انسپکٹر جمشید بُری طرح گھبرا کر بولے۔
ان کے گھبرانے کے انداز پر باقی لوگ مسکرائے بغیر
… سکے اور پھر دو منٹ کے اندر انھوں نے اس جگہ
… چھوڑ دیا۔ نہ صرف چھوڑ دیا۔ بلکہ وہاں سے اپنے آثار
… مٹا دیے۔ اب ان کی گاڑیاں تیزی سے اس ساحل
… طرف بڑھ رہی تھیں۔ ڈابن چک اگلی گاڑی میں انسپکٹر
… کے ساتھ تھا۔
"… بھی تو ہو سکتا ہے ابا جان کہ مسٹر ڈابن چک ہمیں
… یہاں اور کہیں اور لے جائیں۔" پیچھے سے محمود نے

"کیا مطلب؟" اس نے اسے گھورا۔
"ایک سچا مسلمان۔ کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا …
وہ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔"
"کیا صدر سمندر کی سیر بھی کرتے ہیں؟" فرزانہ بولی۔
"ہاں بالکل۔ لیکن تم نے یہ کیوں پوچھا؟" انھوں
نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔
"اس کی تو عادت ہے۔ اِدھر اُدھر کے سوالات …
رہتی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔
"خبردار فرزانہ۔ جو اب اِدھر اُدھر کی بات کی …
نہیں تو۔" فرحت نے اسے گھورا۔
"ہم۔ معافی چاہتی ہوں۔"
"اب چلنا چاہیے۔ وقت ضائع کرنا کسی طرح
مناسب نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔ وہ سوالی
لگ رہے تھے۔
"خیریت۔ آپ کس لیے پریشان ہیں؟"
"آخر مسٹر ڈابن چک نے اب اس قدر آسانی سے
بتا دیا کہ صدر کہاں ہیں۔"
"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔
ان سب کی نظریں ڈابن چک پر جم گئیں۔

http://www.pakfunplace.com

خدشہ ظاہر کیا۔

"ہاں! ہو سکتا ہے۔ ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا" محسن نے کہا۔

"اگر انھوں نے دھوکا دیا تو یہ زندہ نہیں رہیں گے۔ سب سے پہلے ہم انھیں موت کے گھاٹ اتاریں گے۔ اب ہمیں اس بات کی کوئی فکر نہیں رہی کہ ہم کسی کو مار ڈالیں گے تو کیا بنے گا۔ ہم کئی ملٹری والوں کو ہلاک کر آئے ہیں۔ اگر ان لوگوں کے ہاتھ آ جاتے ہیں تو کون سی سزا تو ملے گی نہیں۔ تو پھر بھلا ہم مسٹر ڈابن چک کو چھوڑیں گے۔"

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں دھوکا نہیں دے رہا۔ ساحلِ سمندر پر پہنچ کر دیکھ ہی لو گے۔" اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

ان کے پاس فوجی گاڑی تھی، وہ خود بھی فوجی وردی میں تھے، لہٰذا انھیں کسی نے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ یہاں تک کہ وہ اس خاص ساحل پر پہنچ گئے۔ جگہ سنسان تھی۔ ملٹری کے چند جوان اونچی جگہوں پر رائفلیں لیے ساکت کھڑے تھے۔ فوجی گاڑی دیکھ کر وہ چوکنے ہو

انھوں نے خبردار ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کی، شاید سمجھے ہوں گے کہ صدر صاحب کوئی ضروری پیغام دینے کے سلسلے میں گاڑی آئی ہے۔ غالباً ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہو گا۔

"خان رحمان۔ تم مسٹر ڈابن چک کی کن پٹی پر پستول کی نال رکھو۔ اگر یہ منہ سے کوئی آواز نکالنا چاہیں۔ تو گولی چلا دو۔ گولی چلنے کی آواز نہیں آئے گی، لیکن یہ ضرور ڈھیر ہو جائیں گے۔ میں اور انسپکٹر کامران مرزا اس انداز میں آگے بڑھیں گے جس طرح ہم واقعی کوئی پیغام لے کر آئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"لیکن ابا جان۔ آپ مسٹر ڈابن چک کو ساتھ لے کر آگے نہیں بڑھتے۔ اس طرح کسی کو بھی شک نہیں ہو سکے گا۔"

"اور اگر یہاں ان کی گرفتاری کی خبر آ چکی ہو تو۔" انسپکٹر بولے۔

"اوہ ہاں! اس کا امکان ہے۔"

"لہٰذا میں اور انسپکٹر کامران مرزا جا رہے ہیں۔ باقی اونچی جگہوں پر کھڑے ہوئے پہرے داروں کو نشانے

http://www.pakfunplace.com

پر لیے رکھو۔ جونہی اشارہ ملے ۔ فائرنگ شروع کر دینا۔"

"بہت بہتر ابا جان ۔ اشارہ کیا ہو گا؟"

"اُلّو بولنے لگیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"محاورتاً یا سچ مچ؟"

"دونوں طرح ۔ ہمارے ایکشن کے بعد تو یہاں اُلّو بولیں گے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

دونوں گاڑی سے اُترے اور پُر وقار انداز میں قدم اٹھانے لگے ۔ انسپکٹر کامران مرزا کے بدن پر اس وقت رابن چک والی وردی تھی ۔ ساحل کے قریب ایک آفیسر نے انھیں روک لیا :

"شناخت کرائیں۔"

"رابن چک کو اغوا کر لیا گیا ہے ، صورتِ حال واضح ہے اور آپ شناخت مانگ رہے ہیں۔"

"کیا کہا ۔ مسٹر رابن چک کو اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"ہاں : یقین نہیں تو شہر فون کر کے معلوم کر لیں۔"

"اوہ ضرور ۔ کیوں نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے وائرلیس پر شہر سے رابطہ قائم کیا اور پھر بولا :

"اطلاع درست ہے ۔ آپ آگے جا سکتے ہیں۔"

"شکریہ۔" انھوں نے کہا اور آگے بڑھے ۔

ساحلِ سمندر پر ایک بڑی لانچ کھڑی تھی ۔ آس پاس کوئی نہیں تھا ۔ لانچ کے اندر سے باتیں کرنے اور بچوں کے شور کی آواز سنائی دے رہی تھی ۔ انسپکٹر جمشید لانچ پر چڑھ گئے اور دروازے پر دستک دی ۔

اندر خاموشی چھا گئی ، پھر دروازہ کھلا اور انشارجہ کے صدر کی صورت دکھائی دی ، اس شکل کو وہ اخبارات اور ٹی وی پر ہزاروں بار دیکھ چکے تھے ۔

"کون ہیں آپ؟" صدر کی گونج دار آواز اُبھری ۔

انسپکٹر جمشید نے پستول کی نال اس کی کن پٹی پر رکھ دی اور بولے :

"مسٹر صدر ۔ ہاتھ اوپر اٹھا دیں اور اپنے بچوں سے کہیں ۔ باہر آ جائیں ۔ اندر کوئی نہ رہے ، ورنہ دماغ میں سوراخ ہو جائے گا۔"

صدر دھک سے رہ گیا ، اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا ۔ آنکھوں میں حیرت اور خوف کا ایک ایسا عالم نظر آیا کہ انھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو گا ۔

"میں شاید خواب دیکھ رہا ہوں۔"

"اگر یہ خواب ہے تو بھی آپ ہدایات پر عمل کریں۔"

"مریم ۔ تم اور بچے باہر آ جائیں۔"

http://www.pakfunplace.com

ایک خوبرو عورت تین بچوں کے ساتھ باہر نکلی اور [illegible]
کی چیخیں نکل گئیں، ان کی نظریں پستول پر جم گئی تھیں۔
"یہ - یہ - یہ کیا ہے"؟ صدر کی بیگم بولی۔
"ابھی معلوم ہو جاتا ہے، آپ بھی ہاتھ اٹھا دیں"۔
صدر کی بیگم نے بھی ہاتھ اٹھا دیے - بچے چھوٹے
تھے - ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا نے منہ سے آلو کی [illegible]
"یہ - یہ کیسی آواز تھی"؟ صدر نے گھبرا کر کہا۔
"بہت زبردست آواز تھی" - انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"کیا مطلب"؟
عین اسی وقت فائرنگ شروع ہو گئی [illegible]
"یہ - یہ کیا ہو رہا ہے"؟
"جو کچھ ہو رہا ہے - بہت نفاست کے ساتھ ہو [illegible]
ہے - اور بہت خوب ہو رہا ہے"۔
"آخر تم کون ہو - اور کیا چاہتے ہو"؟
"آپ چند منٹ انتظار نہیں کر سکتے"۔
"اچھی بات ہے - اب ہر بات کے ذمے دار تم [illegible]
ہو گے" - صدر نے غرا کر کہا۔
"یہ بات تو ہم پہلے ہی جانتے ہیں، اس میں نئی [illegible]
کیا ہے" - انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

[illegible] اور تم یہ خیال کر رہے ہو کہ میں یہاں تنہا ہوں"؟
[illegible]
[illegible] چند اونچی جگہوں پر کچھ پہرے دار بھی موجود تھے،
[illegible] کر دیا گیا ہے"۔
[illegible] ان [illegible] بھی بات نہیں کر رہا" - اس نے مسکرا
[illegible]
[illegible] انسپکٹر جمشید چونک اٹھے۔
[illegible] جگہ اگر کوئی گڑبڑ ہو جائے تو ہمیں صرف ایک
[illegible] پڑتا ہے، پھر پوری فوج اس طرف امڈ آتی
[illegible] نے کہا۔
[illegible] آپ لوگ بٹن نہیں دبا سکے"۔
[illegible] بیوی یہ کام کر چکی ہے - جب تم نے میری
[illegible] پستول رکھا تھا تو اس نے پہلا کام یہی کیا تھا"۔
[illegible] نے بالکل ٹھیک کہا" - بیگم صدر نے کہا۔
[illegible] آپ کی پوری فوج ابھی تک تو پہنچی نہیں"۔
[illegible] منٹ لگیں گے"۔
[illegible] - یہ بات ہے" - انسپکٹر جمشید نے کہا اور دوبارہ آلو
[illegible] نکالی۔
[illegible] ہی دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی - اور پھر

باقی لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔

"خیریت تو ہے؟"

"چند منٹ بعد یہ پورا علاقہ فوجیوں سے پٹ
گا۔ لہذا نکل چلنا چاہیے۔"

"لیکن کس طرف سے؟" آصف بولا۔

"اس لانچ کے ذریعے سمندر میں۔ یہ باتوں کا
نہیں ہے۔ سمندر میں راستا بعد میں تلاش کر لیں
اس وقت تو یہاں سے نکل چلو۔"

وہ فوراً لانچ پر سوار ہو گئے۔ لانچ کی
سیٹ پروفیسر داؤد نے سنبھالی۔ لمحہ بہ لمحہ وہ
دور ہونے لگے۔ اور جب ساحل نظروں سے
ہونے والا تھا۔ اس وقت انھوں نے دیکھا۔
بے شمار فوجی گاڑیاں آ رکیں اور ان میں
چھلانگیں لگا لگا کر اترنے لگے۔

"اللہ کا شکر ہے۔ یہ لوگ سمندری سامان سا
لائے۔ اب انھیں لانچیں اس طرف لانے میں
لگے گی۔" خان رحمان بولے۔

"لیکن خان رحمان۔ سمندر کے اوپر ہیلی کاپٹر
طیارے لانے میں زیادہ وقت نہیں لگ سکتا۔"

لی کاپٹر یا لڑاکا طیارے ہمارا بال بھی بیکا
سکتے۔"

کیا بات ہوئی؟"

سمجھا کرو۔ نہ صرف صدر۔ بلکہ صدر کے بیوی
بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ ان حالات میں وہ
سکتے ہیں؟"

ان حالات میں تو لانچیں بھی ہمارا کچھ نہیں
یں۔" اشفاق خوش ہو کر بولا۔

ہی انھیں سمندر کے اوپر آسمان کے نیچے کئی
اڑتے نظر آئے اور لڑاکا طیارے بھی گھن گرج
چکر لگانے لگے، لیکن ان میں سے کسی نے
نہیں کی۔

ا۔ میں نے کہا تھا نا۔"

یہ ہمارا تعاقب تو کریں گے۔" محمود بڑبڑایا۔

ف اپنے ملک کی سمندری حدود تک۔ ورنہ انھیں
لکوں کی طرف سے جوابی فائرنگ کا سامنا کرنا

لیکن کسی دوسرے ملک کی حدود میں داخل
تو ہم بھی تو خطرات میں گھر جائیں گے۔"

"ہم کسی دوست ملک میں داخل ہونے کی
کریں گے ۔ خان رحمان ۔ تم اس لانچ میں نقشے
بیٹھ جاؤ ۔ اور پروفیسر صاحب کی رہنمائی کرو۔"
"اوکے۔" انھوں نے کہا اور چلے گئے ۔
اچانک سمندر میں دو دھماکے ہوئے ۔

. . .

صدر کا بھوت

…مالک ۔ اس طرف تو دھیان گیا ہی نہیں تھا ۔ یہ
…وڑے آتے ہیں ۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ
…جلد ے آتے ہیں۔" پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔
…سٹیرنگ مجھے دے دیں۔" انسپکٹر جمشید کنٹرول روم
…دوڑے اور ان سے سٹیرنگ لے لیا ۔
…وقت ایک زور دار دھماکا پھر ہوا اور ان کی
…ل گئی ۔ لیکن اُلٹنے سے بچ گئی ۔
…دھماکے ہمیں لے بیٹھیں گے جمشید۔" خان رحمان نے
…ہو کر کہا۔
…یں ۔ بس تم دیکھتے جاؤ ۔ یہ لانچ آب دوز بھی
…دیکھو ۔ یہ رہا آب دوز میں تبدیل کرنے والا بٹن۔"
…نے کہا اور بٹن دبا دیا۔
…پر فوراً پلاسٹک کا ایک خول چڑھ گیا اور وہ

http://www.pakfunplace.com

پانی میں جانے لگی۔ لانچ کے اندر تیز روشنی پھیل…
روشنی کی مدد سے وہ اپنے ارد گرد دیکھنے ل…
گئے۔ انھیں مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور تیر…
آئے۔ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس منظر…
جاتے۔ لیکن اس وقت تو جان پر بنی تھی۔ اس…
جمشید آب دوز کو تیر کی طرح لے جانے لگے۔ ان…
کئی دھماکے اور ہوئے، لیکن اب انھیں ڈوبنے کا…
نہیں رہا تھا۔ اب آب دوز میں تو پانی بھر…
چند منٹ بعد ان کے چاروں طرف دھما…
شروع ہو گیا، لیکن یہ لانچ بھی تو آخر انشارجہ…
کی تھی۔ ان تمام خطرات کے پیش نظر بنائی گئی…
دھماکے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ یہاں تک کہ وہ…
سے بہت دور نکل آئے۔

"چلیے۔ ان تار پیڈوں سے نجات ملی۔"

"مسٹر صدر اب تک ہوش میں آئے یا نہیں…"
جمشید نے پوچھا۔ انھوں نے اسے سر پر ایک…
بے ہوش کر دیا تھا۔

"دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔" یہ کہہ کر منو…
صدر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

…وہ ابھی تک بے سدھ پڑا تھا۔
"…ے ہوش میں لانا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔
…فیسر داؤد اس کی طرف بڑھ گئے اور منور علی خان
…مل کر اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے
…چند منٹ بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ تیزی سے
…کائیں اور پھر گھبرا کر بولا:
"…تم۔ لوگ۔۔ یہ کیا چکر ہے۔"
"…صرف یہ ہے کہ ہم آپ کو آخر کار اغوا کرنے
…اب ہو ہی گئے۔ ہمارے بارے میں آپ کے
…ان چک نے آپ کو خبردار تو کر ہی دیا ہو گا۔"
"…اچھا! تو تم وہ لوگ ہو۔" صدر دھک سے رہ گیا۔
"…آپ انشارجہ کے صدر ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
"…لوگوں کا کیا خیال ہے؟" وہ مسکرا دیا۔
"…ارے سوال کا جواب دیں۔"
"…میں انشارجہ کا صدر نہیں تو پھر مجھے اغوا کیوں کیا
…؟"
"…اری اطلاعات یہی تھیں کہ انشارجہ کے صدر اس
…ساحل سمندر پر اپنی لانچ میں ہیں۔ اسی حساب
…لے آپ کو اغوا کر لیا، لیکن اب ہم یہ بات

یقین ہے تو نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہی انشارجہ ...
ہیں" انسپکٹر جمشید جلدی جلدی بولے۔
"جی ہاں اور کیا۔ ہو سکتا ہے۔ آپ صدر ...
ہوں" فاروق بول اٹھا۔
"نہیں! میں بھوت ووت نہیں ہوں۔ صدر ...
تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"
"آپ کو شریلیا لے جائیں گے"
"کیا کہا۔ شریلیا" وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
چہرے پر خوف سوار ہو گیا، پھر اس نے ...
"ن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں شریلیا نہیں جا ...
واپس لے چلو" اس نے حکم دینے کے انداز میں ...
"لانچ واپس لے چلیں۔ شاید آپ بھول رہے ...
ہم نے آپ کو اغوا کیا ہے۔ مہربانی فرما کر ...
کو ذہن میں رکھ کر بات کریں" آفتاب نے گھبرا کر ...
"میں کہتا ہوں۔ واپس چلو" وہ غرایا۔
"ہم نے سن لیا ہے۔ لیکن آپ اس وقت ...
قبضے میں ہیں"
"ارے ارے۔ یہ کیا" انسپکٹر جمشید کنٹرول ...
میں چلا اٹھے۔

"... کیا ہوا انکل" فرحت گھبرا گئی۔
"لانچ اپنا رخ تبدیل کر رہی ہے۔ خود بخود۔ جب کہ
... سٹیرنگ دوسری طرف کیا ہوا ہے"
"اوہ۔ تب پھر یہ لانچ ریموٹ کنٹرول ہے۔ اور صدر کے
... کے بعد اس کا رخ تبدیل ہوا ہے۔ اس میں یہ
... ہوا ہو گا"
"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔
"صدر صاحب۔ آپ لانچ کو واپس چلنے کا حکم نہیں دے
... انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔
"کیوں نہیں دے سکتا" وہ مسکرایا۔
"اس لیے کہ آپ کے بیوی اور بچے بھی لانچ پر سوار ہیں،
... انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے"
"نہیں۔ تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے" اس نے پُرسکون
... میں کہا۔
"اور ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے" خان رحمان نے
... ہو کر پوچھا۔
"اس لیے نہیں کر سکتے۔ کہ تم مسلمان ہو۔ اور
... عورتوں اور بچوں کو کبھی اپنے انتقام کا نشانہ نہیں
... وہ بولا۔

"تب پھر ہم آپ کو سمندر میں پھینک دیتے ہیں"
یہ کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا نے صدر کو دونوں ہاتھوں سے
اٹھا لیا اور کنارے پر لے آئے:

"ابھی وقت ہے۔ لانچ کو واپس موڑ لیں۔"

"اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو تم کیا کرو گے؟" اس نے مذاق
اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کو سمندر میں پھینک دیں گے۔"

"غلط۔ بالکل غلط۔" اس نے زوردار لہجے میں کہا۔

"کیا غلط۔ بالکل غلط۔" آصف نے جھنجھلا کر کہا۔

"آپ لوگ مجھے سمندر میں نہیں پھینک سکتے،
شریلیا کے حوالے کیا کریں گے۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔ ایسے میں انسپکٹر کامران
مرزا اور آگے بڑھے اور پُرسکون آواز میں بولے:

"مسٹر صدر! آپ ہمیں نہیں جانتے۔ تھوڑا بہت
جانتے ہیں، زیادہ نہیں، لیکن اب ضرور جان جائیں گے۔
یہ لیں میں آپ کو سمندر میں پھینک رہا ہوں۔" یہ کہہ
کر انھوں نے صدر کو اچھال دیا۔

وہ پہلے کچھ اوپر گیا، پھر چھپاک سے پانی میں
گرا۔ ساتھ ہی چلایا:

"ارے ارے۔ بچاؤ۔ میں ڈوب جاؤں گا۔ میں
تیرنا نہیں جانتا۔"

"کیا کہا۔ آپ تیرنا نہیں جانتے۔ ارے تو پہلے
کیوں نہیں بتایا تھا۔" یہ کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا نے
چھلانگ لگا دی اور اسے پانی سے نکال کر لانچ
پر لے آئے۔

"اب لانچ کا رخ تبدیل کرنے کے بارے میں
کیا خیال ہے؟"

"نہیں کروں گا۔"

"تب پھر دوبارہ پانی میں پھینک دوں گا۔"

"نہیں۔ نہیں۔" وہ کانپ گیا۔

"تو پھر نہیں۔ لانچ کو موڑنا ہے تو موڑیں۔ ورنہ
سمندر میں۔" یہ کہہ کر انھوں نے اسے پھر ہاتھوں
میں اٹھا لیا اور کنارے کی طرف چلے۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں لانچ کو حکم دے رہا ہوں۔ میں
... سٹیرنگ کے مطابق چلو۔" وہ چلایا۔

لانچ کا رخ تبدیل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اس
سمت ہو گئی جس پر وہ لے جا رہے تھے۔ اب وہ نقشے
لے کر بیٹھ گئے اور ان کا مطالعہ کرنے لگے۔

"آخر شرلیا آپ سے کیا چاہتا ہے؟" آفتاب
سے پوچھا۔ اب چھوٹی پارٹی صدر کے گرد جمع
بڑی پارٹی کنٹرول روم میں نقشوں پر جھکی ہوئی

"افسوس! میں نہیں بتا سکتا۔"

"آپ نہیں بتا سکتے۔ کیوں؟"

"بس۔ یہ ایک راز ہے۔ جو غیر ملکیوں کو نہیں
جا سکتا۔"

"شرلیا بھی تو غیر ملک ہے، اس کے لوگ
بات جانتے ہیں۔"

"عوام نہیں۔ چند خاص لوگ۔ اور ان خاص
آج کل کون کنٹرول کر رہا ہے۔ یہ بھی جانتا

"ان خاص لوگوں کو کوئی اور خاص آدمی کنٹرول
رہا ہے۔ کیا مطلب؟"

"ہاں! یہی بات ہے۔ میں اس کا نام جانتا
بلکہ وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ بھی دو آدمی
ہیں، گویا ان تینوں کے دماغ اس وقت اس
منصوبے پر لڑے ہوتے ہیں۔" اس نے جلدی جلدی کہا

"آپ تو ہمیں خوف زدہ کیے دے رہے ہیں

"تم لوگ اور خوف زدہ ہو جاؤ۔ مشکل ہے

بنایا۔

خیر۔ اس بات کو جانے دیں اور یہ بتائیں
آدمی کون ہیں؟"

آپ لوگ انھیں بخوبی جانتے ہیں۔ وہ حد درجے
ہیں۔ لیکن میں حیران ہوں۔ انھوں نے سامنے
سارے کام آپ سے لیے۔"

نہیں۔ وہ کون ہیں۔ اور سامنے کیوں نہیں آئے،
دشمن خواتین تو نہیں ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

ارے نہیں۔" صدر مسکرا دیا۔

آپ پھر وہ ضرور بہت بدصورت ہوں گے۔ اپنی
صورت سامنے نہیں لانا چاہتے ہوں گے۔" آفتاب بولا۔

بات بھی نہیں۔" صدر نے پھر مسکرا کر کہا۔

اوہ۔ میں سمجھ گیا۔" مکھن چہکا۔

تم کیا سمجھ گئے؟" آصف نے اسے گھورا۔

کہ وہ ہمارے جگری دشمنوں میں سے ہیں۔" مکھن
کہا۔

کیا کہا۔ جگری دشمن۔ جگری دوست تو سننے میں آیا
جگری دشمن آج ہی سنا ہے۔" محمود نے جھلاتے ہوئے
کہا۔

http://www.pakfunplace.com

"جس طرح جگری دوست بہت گہرا دوست ہ
اسی طرح جگری دشمن بہت گہرا دشمن ہوتا ہے۔" محمو
وضاحت کی۔

"ہوتا ہو گا بھائی ۔ میں نے ابھی اس پر ریس
نہیں کی۔"

"تو کر لیجیے۔ روکا کس نے ہے؟" محمود نے بھی
سا منہ بنایا۔

"ویسے یہ صاحب ٹھیک کہتے ہیں ۔ وہ آپ کے
گہرے دشمن ہیں۔" صدر نے کہا۔

"ہوں گے ۔ سوال یہ ہے کہ انھیں آپ کے
ہے؟" محمود بولا۔

"پھر وہی بات گھما پھرا کر لے آئے ہو ۔ ہم
بچے نہیں ہوں۔"

"وہ تو خیر آپ نظر آ رہے ہیں۔" فاروق نے م

"اچھا ان تینوں کے نام ہی بتا دیں ۔ اور یہ ہم
کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ کون تین اس منصو
کر رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ ..." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں ۔ بتائیے ۔ اس لیے کہ۔" آصف نے

ں کہا۔

" نہیں ۔ میں نہیں بتاؤں گا۔"

"جیسے آپ کی مرضی ۔ ہم معلوم تو کر ہی لیں گے۔"

"ضرور کر لیں ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے کہا۔

"اور ان تینوں کے نام بھی نہیں بتائیں گے ۔ نام بتا
میں کیا حرج ہے؟"

"کافی حرج تو ہے ہی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"خیر کوئی بات نہیں ۔ ہم خود ہی معلوم کر لیں گے۔"

"ویسے ہم چاہیں تو آپ سے بھی معلوم کر سکتے ہیں۔"
نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"لک ۔ کیسے؟" وہ چونکا۔

"س سمندر میں ایک عدد غوطہ دینے کی ضرورت ہے۔"

"ں ۔ نہیں۔"

عین اس وقت لانچ بُری طرح اچھلی ۔ کوئی بہت اونچی
بلندی پر لے گئی تھی اور پھر وہ یک دم نیچے آئی۔
زبردست جھٹکے لگے۔

"شاید سمندر میں طوفان آنے والا ہے۔" صدر نے کہا۔

"آپ یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہیں جب کہ آپ کو سمندر
کا تجربہ نہیں ۔ ٹھہریے ہم اپنے محکمہ موسمیات سے معلوم

http://www.pakfunplace.com

کرتے ہیں۔" یہ کہہ کر آصف مڑا۔

"محکمۂ موسمیات۔ کیا مطلب؟" صدر کے لہجے میں حیرت [illegible]

"انکل۔ کیا سمندر میں طوفان آنے والا ہے؟" آصف [illegible]

منور علی خان کو مخاطب کیا۔

"نہیں تو۔ یہ کس نے کہہ دیا؟"

"صدر صاحب نے۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہمیں ذہنی طور پر الجھائے رکھنا چاہتے ہیں [illegible]

چالاک ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ تین بہت خاص آدمی [illegible]

منصوبے کو کنٹرول کر رہے ہیں۔" محمود نے انھیں بتایا۔

"کیا مطلب؟" بڑی پارٹی ایک ساتھ بولی۔

"مطلب یہ کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ تین خاص [illegible]

کی منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے۔"

"ہوں۔ ان کے بارے میں ان حضرت نے بتاتے [illegible]

ٹھیک ہے نا؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی ہاں۔ بالکل۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم نے راستا معلوم کر لیا [illegible]

خطرہ ہے تو صرف یہ کہ کہیں لانچ میں تیل نہ ختم ہو [illegible]

"اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں [illegible]

[illegible] صدر کی لانچ ہے۔ اس کے نچلے حصے میں تیل کا ذخیرہ موجود

[illegible]

"ہوں اچھا۔ خان رحمان۔ ذرا جا کر نچلے حصے کا جائزہ

[illegible]" انسپکٹر جمشید بولے۔

خان رحمان چلے گئے۔

"آپ نے [illegible] سا راستا معلوم کیا ہے انکل؟" آصف

[illegible]

ایک ایسا راستا۔ کہ ہم سیدھے اپنے ملک کے ساحل

[illegible]ہیں گے اور وہاں سے ہم شرلیا روانہ ہوں گے۔"

"لیکن اس طرح تو وقت ضائع ہو جائے گا۔ اور

[illegible]ت ہماری تصاویر سے پٹ جائیں گے۔" محمود نے

کہا۔

"ہم براہ راست شرلیا نہیں پہنچ سکتے۔ پہلی بات تو

[illegible] کہ ہم ایک لانچ پر سوار ہیں، بحری جہاز پر

[illegible] اور دوسری بات یہ ہے کہ براہ راست شرلیا پہنچ

[illegible] پھنس جائیں گے۔"

"لیکن جمشید۔ ہم نے یہ ساری محنت صرف اس لیے

[illegible] کہ کہیں ہمارے بارے میں وہ اخبارات میں

[illegible] نہ شائع کرا دیں۔ اس سے ہمیں یہ خوف ہرگز

http://www.pakiurduplace.com

نہیں کہ ہماری ساری شہرت خاک میں مل جا...
نہیں۔ بلکہ اصل مسئلہ ملک کا ہے۔ ملک کی زبر...
بدنامی ہو گی۔ پوری دُنیا کے اخبارات چلّا اٹھیں...
کہ پاک لینڈ کے سُراغ رسانوں نے شریلیا کے
کام کرنا منظور کر لیا اور وہ انشارجہ کے صدر کو
کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اور جب
کو لے جائیں گے تو وہ یہ خبر بھی لگوائیں گے
انھوں نے صدر کو اغوا کر کے ہم تک پہنچا دیا
لہٰذا اب وہ آزاد ہیں۔"

"تب پھر ہمیں اتنی مصیبت بھرنے کا کیا فا...
شوکی نے منہ بنایا۔

"ہاں! یہ ہے اہم سوال۔" انسپکٹر جمشید نے شوکی
طرف مسکرا کر دیکھا۔

"لو بھئی۔ اہم سوال تو یہ مار لے گیا۔" آصف
کی ران پر ہاتھ مارا۔

"لیکن اس میں میری ران کا کیا قصور۔" محمود
کے سر پر ایک دھپ رسید کی۔

وہ لڑکھڑا کر فاروق سے ٹکرایا۔ فاروق بے...
کھڑا تھا۔ دھم سے گرا، اٹھا تو اس کا چہرہ...

...تھا۔ اس نے جھلا کر ایک مکا محمود کی طرف اچھال
محمود خود کو بچانے کے لیے نیچے بیٹھ گیا۔ نتیجہ یہ
...فاروق کا مکا آفتاب کے منہ پر لگا۔ اس کا سر گھوم
...صرف سر بلکہ پورا جسم گھوم گیا۔

"ایک بچے ہیں پھرکی بن گئے۔" فرحت نے جتا کر کہا۔
"تم آگے بڑھ کر پھرکی کو روک لو۔" فرزانہ نے مسکرا

"یہ آپ لوگوں کے بچوں کو کیا ہو گیا ہے؟" صدر
...کر بولا۔

"ان کا روز کا معمول ہے۔ آپ بھی جلد ہی عادی
...ہو جائیں گے۔"

"کس چیز کے۔ لڑائی جھگڑائی کرنے کے؟" صدر نے گھبرا
...

"جی نہیں۔ ایسی لڑائی سُننے اور دیکھنے کے۔"
"تو کیا ہمارا ساتھ کافی دیر تک رہے گا؟" صدر کے
...میں حیرت تھی۔

"چند دن تک تو ضرور چلے گا۔ چند دن میں یہ لڑیں
...کتنی مرتبہ؟"

"آخر یہ آپس میں کیوں لڑتے ہیں؟"

http://www.pakfunplace.com

"دوسروں سے لڑنے کی مشق کرتے ہیں۔" فاروق ...

"اور دوسروں سے لڑنے کی کیا ضرورت ... بالکل بچوں کی طرح بات چیت کر رہا تھا۔

"اب دیکھیے نا۔ دوسروں نے زبردستی ہمیں ... منصوبے میں شریک کر لیا۔ ہمیں کن کن مصیبتوں ... ڈالا۔ آخر کیوں۔ ہمارا کیا قصور تھا۔ ہم تو ا... شہر اور اپنے گھر میں تھے۔ ان لوگوں ... ہمیں ادھر سے ادھر کر دیا۔ ان حالات میں ... بھڑائی نہ سیکھیں تو کیا کریں۔"

"میں نے تو سنا ہے۔ آپ لوگ پہلے ہی ... بھڑائی کے بہت ماہر ہیں۔"

"وہ اور بات ہے۔ اپنی مہارت میں اضافہ ک... کیا حرج ہے۔"

"ہوں بات تو ٹھیک ہے۔ خیر بھئی کریں اضافہ ... میں اعتراض نہیں کروں گا۔"

"ٹھیک معنوں میں آپ کے سیکرٹری رہ چک... نا۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"ہاں! لیکن اب نہیں رہے گا۔" صدر نے ... منہ بنایا۔

"...ہوں۔ کیا صرف اس لیے کہ اس نے ہمارے قبضے ... آنے کے بعد آپ کے بارے میں بتا دیا۔"

"ہاں! اس پر تو اب انشارجہ میں کیس چلے گا۔" ... نے کہا۔

"...کیا ابھی آپ کی واپسی بھی ہو گی؟"

"...ہو گیا۔ آپ لوگوں کے خیال میں وہ لوگ مجھے ... گے؟"

"...ہمیں نہیں معلوم وہ کیا کریں گے۔" خان رحمان نے ... منہ بنایا۔

"انسپکٹر جمشید۔ ہمیں صدر اور ان کے بچوں کے چہرے ... ل کرنا ہوں گے۔ میک اپ کرنا پڑے گا۔ ورنہ ہمارے ... ل چل بچ جائے گی۔"

"... کام ہم ابھی سے شروع کر دیتے ہیں۔"

"... کام شروع کرنے سے پہلے میں ایک سوال پوچھنا ... ہوں، کیونکہ اس سوال نے میرے دماغ میں کھد بد مچا ... ہے۔" شوکی بولا۔

"... دماغ نہ ہوا۔ ہانڈی ہو گئی۔"

"...اوہ۔ مجھے ہانڈی پر ظہور یاد آ گیا۔" خان رحمان نے ... کر کہا۔

"دھت تیرے کی — کس چیز پر کیا یاد آیا۔"
نے ہنس کر کہا۔

"اب تو میرا تکیۂ کلام بھی اپناتے جا رہے
اپنا رحم فرمائیے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"بھئی کہیں شوکی کا سوال نہ رہ جائے۔" انسپکٹر
مرزا گھبرا کر بولے۔

"لیکن انکل اس میں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے
نے خود بھی گھبرا کر پوچھا۔

"کہیں سوال شوکی کے ذہن سے نکل نہ جائے
نے کہا۔

"میرا دماغ اس حد تک کمزور نہیں ہے — آپ
نہ کریں — لگا لینے دیں ان لوگوں کو زور۔" شوکی نے
آواز میں کہا۔

"کس بات میں زور لگا لینے دیں — سوال
ہیں — ہم ایسی کوئی کوشش سرے سے نہیں کر
آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"بھئی میں کہتا ہوں — پہلے شوکی کا سوال پوچھ
کہیں وہ کوئی اہم سوال نہ ہو۔"

"آپ بھی کیا بات کرتے ہیں انکل۔" فاروقی

کہا۔

"ہاں — کیا ہوا؟"

کی بھائی اور اہم سوال کریں گے۔"

"ہاں ہاں! اہم سوال تو بس انھی کے حصے میں آ گئے"
بس جل گیا۔

شوکی — تم بتاؤ — سوال کیا ہے؟"

اخبار میں ہمارے بارے میں شائع ہو ہی چکا ہے
اب ہم شرلیبا کا مطالبہ کیوں پورا کریں؟"

سوال معقول ہے — ہم ایسا کر سکتے ہیں، لیکن اس
پر کبھی بھی نہیں جان سکیں گے کہ یہ چکر کیا تھا۔"
بولے۔

ہاں! بات تو ٹھیک ہے — گویا اس بدنامی کے بعد
ان کے منصوبے پر عمل کرنا پڑے گا۔"

ہاں! یہ اور بات ہے کہ ہم ان کا منصوبہ خاک
دیں۔"

اور مجھے میرے ملک پہنچا دیں۔" صدر نے فوراً کہا۔

نہیں آپ سے زیادہ آپ کے بچوں کی فکر ہے — شرلیبا
نے آپ کے بیوی بچوں کا تو مطالبہ بھی نہیں کیا۔

ہاں نہ انھیں انشارجہ بھیج دیا جائے۔"

http://www.pakfunplace.com

"ہاں! یہ بہت مناسب رہے گا۔" صدر نے خوش...

"ہم ایسا ضرور کریں گے ۔ انھیں ساتھ رکھ... نہیں ہو گا۔"

اسی وقت انھیں ایک ساحل نظر آنے لگا۔ ... نظریں ساحل پر جم گئیں۔ وہاں بے شمار لوگ ... تھے۔ شاید یہ کوئی جزیرہ تھا۔

. . . :

گڑبڑ گھٹالا

...یب پہنچنے پر انھیں معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت بڑا جزیرہ ... اس کی باقاعدہ حکومت تھی... پہلے تو انھیں پولیس کا ...کرنا پڑا، پھر کچھ ذمے دار قسم کے لوگوں کے سامنے ... کیا گیا:

"آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں؟" ان میں سے ایک نے ...کہا۔

"انشارجہ سے۔"

انشارجہ کا نام سن کر ان کے منہ بن گئے... انسپکٹر جمشید ... فوراً سمجھ گئے کہ یہ لوگ انشارجہ کو پسند نہیں کرتے:

"تو آپ لوگ انشارجہ کے ہیں۔" اس نے ناخوش گوار ... میں کہا۔

"یہ میں نے کیا کہا... میں نے تو یہ کہا ہے کہ ہم انشارجہ ... آ رہے ہیں اور انشارجہ سے آنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں

http://www.pakfunplace.com

ہوتا کہ آنے والے انشارجہ کے رہنے والے ہی ہوں۔"

"اچھا تو پھر۔"

"ہم دراصل پاک لینڈ کے رہنے والے ہیں۔" انسپکٹر …
بولے۔

"اوہ..." ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا... یہ …
قدرے خوش گوار تھا۔

"لیکن اس بات کا ثبوت!"

انسپکٹر جمشید نے کاغذات نکال کر ان کے سامنے …
انھوں نے کاغذات کو غور سے چیک کیا... پھر بولے:

"ان پر جو تصاویر ہیں... وہ تو بہت ہی مشہور …
لوگوں کی ہیں، جو پاک لینڈ میں ہی نہیں... پوری …
مشہور ہیں۔"

"ہم وہی ہیں... لیکن اس وقت میک اپ میں ہیں …
چاہیں تو ہم میک اپ اتار کر یہ بات ثابت کر سکتے …

"ہاں! آپ کو ایسا کرنا پڑے گا۔"

"بہت بہتر... ابھی لیجیے۔"

انھوں نے میک اپ اتار دیے... کمرے میں موجود …
کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں:

"اُف مالک... یہ تو بالکل وہی لوگ ہیں۔"

"… وہی لوگ... کیا مطلب؟" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں! وہی... جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔"

"… آپ لوگ اور ہم لوگوں کا انتظار کر رہے تھے: آفتاب …
… رہ گیا۔

"… رابطہ کر رہے تھے... ہم نے آپ کے ملک سے رابطہ قائم …
… پاک لینڈ ہمارے دوست ملکوں میں شامل ہے...
… ایک مسئلے میں آپ لوگوں کی ضرورت محسوس ہوئی،
… معلوم ہوا کہ آپ ایک خفیہ مہم پر نکلے ہوئے ہیں اور
… نہیں کہا جا سکتا کہ کب واپسی ہو گی... اس پر ہم
… درخواست کی تھی کہ جونہی آپ آئیں... ادھر بھیج دیا جائے
… درخواست آپ کی حکومت نے منظور کر لی تھی...
… آپ تو ابھی اپنے وطن پہنچے ہی نہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"… پھر آپ پہلے اپنا مسئلہ بتائیں۔"

"… آسٹریلیا پہنچنا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"… آپ لوگوں کو پہنچانا ہمارا کام... ہمارا کام کرنا آپ …
… ان میں سے ایک نے کہا۔

"… اچھی بات ہے... آپ پہلے اپنا کام بتائیں... اگرچہ …
… وہاں جانا ضروری ہے... کیوں کہ... ارے ہاں... اجتما…

تو آپ کے پاس ہوں گے آج کے... ملکی اور غیر ملکی
کے اخبارات یہاں آتے ہیں۔"

"بالکل آتے ہیں... لیکن ابھی وقت نہیں ہوا... ا
ہی والے ہیں۔"

"ان اخبارات میں ہمارا ریکارڈ لگنے والا ہے۔" محمو

"کیا مطلب ؟"

"آپ ان لوگوں کو دیکھ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید
اور اس کے بیوی بچوں کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے ہاں... یہ کون ہیں... ان کے بارے میں
نے بتایا ہی نہیں۔"

"یہ انشارجہ کے خاص لوگ ہیں... ان کی ضرورت تھی
شرلیا نے ہمارے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ انھیں وہاں
جائے... اگر ہم انھیں وہاں نہیں پہنچاتے تو پھر وہ
بارے میں اخبارات میں دے دیں گے۔"

"وہ اخبارات میں کیا دے دیں گے... اور یہ کیا
ہیں... کیا شرلیا والوں کے پاس آپ کا کوئی کمزور پہلو
ہے۔"

"یہ بات بھی نہیں... اخبارات کا انتظار فرمائیں... ا
معلوم ہو ہی جائے گا..."

http://www.pakfunplace.com

ہی بات ہے... آپ لوگ چائے وغیرہ پییں... ہم تھوڑی
دیر بعد ملاقات کریں گے۔" انھوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کام تو رہ ہی گیا۔"

"بعد میں بتائیں گے۔"

بعد وہ لوگ پھر اس کمرے میں آئے... اب ان
حیرت ہی حیرت تھی۔

"آپ لوگوں کو انشارجہ کے صدر کو شرلیا پہنچانا تھا؟"

"ہاں! ہمارے ساتھ صدر اور ان کے بیوی بچے بھی
لیکن ہم کچھ لیٹ ہو گئے۔"

"... یہ بہت برا ہوا۔" وہ بولا۔

"کیا مطلب ؟"

"آپ کو شرلیا جانا چاہیے... ہمارا کام آپ والیسی
گا... اخبارات نے تو ایک طوفان مچایا ہوا ہے،
ہم ساتھ لائے ہیں۔"

ان کے سامنے اخبارات پھیلا دیے گئے... وہ سرخیاں
لگے... انھیں بہت شان دار خطابات سے نوازا گیا تھا،
یوں تھے:

"پاک لینڈ کے نامی گرامی سراغ رساں انسپکٹر جمشید اور
کامران مرزا کی قلعی کھل گئی۔"

"وہ بددیانت اور بے ایمان ثابت ہو گئے۔"

"ان سے بڑا وعدہ خلاف کوئی نہیں ہو گا۔"

"ان کی شہرت صرف نام کی شہرت ہے۔"

اور ان سرخیوں کے نیچے ساری تفصیلات تھیں کہ … شریلیا کی حکومت نے ان کے ذمے صدرِ اشارجہ کو … لگایا تھا... مقررہ وقت تک انھیں یہ کام کرنا … وہ نہیں کر سکے... ان کی طرف سے کوئی اطلاع بھی … اب شریلیا اور پاک لینڈ کے تعلقات توڑ دیے جائیں … وغیرہ وغیرہ...

وہ ان سب سرخیوں اور خبروں کو پڑھ کر چکرا گئے... شریلیا نے تو کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی … کھلم کھلا اشارجہ سے دشمنی کا اعلان کر رہا تھا... اخبارات صدر کے سامنے بھی رکھ دیے... وہ جلدی جلدی خبروں کو پڑھنے لگا... پھر حیرت زدہ سا ان کی طرف …

"اب آپ ہمیں وہاں لے جا کر کیا کریں گے؟" …

"اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟"

"کیوں، آپ نہیں کر سکتے... آپ ہمیں ہمارے ملک … دیں۔" وہ بولا۔

"افسوس! ہم ایسا نہیں کر سکتے... ہاں یہ بھی تو کیا …

… ہلاک کیا تھا... کس لیے چلایا گیا تھا... ویسے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ شریلیا کا آپ کے ملک سے کیا جھگڑا ہے؟"

"نہیں! میں نہیں بتا سکتا... آپ شریلیا سے پوچھ لیں۔" انھوں نے کہا۔

"اچھی بات ہے... ان سے ہی پوچھا جائے گا۔"

"اب آپ لوگ اپنا مسئلہ بتائیں... شریلیا جانے کو تو اب … جلدی ہی نہیں رہی۔"

"نہیں... پہلے آپ ادھر ہو آئیں... ہاں ہم سے یہ وعدہ … گے کہ وہاں سے واپسی پر ادھر آئیں گے، اور … مسئلہ حل کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

وہاں سے ان کے شریلیا تک کے سفر کا انتظام کیا گیا... انھیں ایک خصوصی طیارے میں سوار کیا گیا، شریلیا ایئرپورٹ کو اطلاع دی گئی... تفصیل بھی بتائی گئی کہ … لوگ کن لوگوں کے ساتھ آ رہے ہیں... اُدھر سے … طور پر اجازت دے دی گئی...

… گھنٹے کے سفر کے بعد ان کا جہاز ایئرپورٹ پر اترا، … کی فوج نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا، اور … ان سب کو ایک عمارت میں پہنچا دیا گیا... صدر

http://www.pakfunplace.com

وغیرہ کے چہرے پر وہ روانہ ہونے سے پہلے میک اپ
کر چکے تھے... جلد ہی سنگام کچھ دوسرے لوگوں کے
اندر داخل ہوا:

"انسپکٹر صاحبان... ہمیں افسوس ہے... آپ ...
کے مطابق انشارجہ کے صدر کو یہاں نہیں لا سکے...
لیے ہم وہ سب کچھ اخبارات کو دے چکے ہیں۔"

"ہم نے جزیرہ مچھلی میں ہی سارے اخبارات ...
تھے... اس کے باوجود ہم صدر کو لے آئے ہیں...
ہونے میں ہماری کسی کوتاہی کو دخل نہیں... ...
صدر کو اغوا کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا... ...
قدم پر ناکامی ہوئی ہے... لیکن ہم بھی باز آنے ...
نہیں تھے... آخر انھیں اغوا کر ہی لائے۔"

"تو یہ انشارجہ کے صدر ہیں۔"

"اگر یقین نہیں آتا تو ان کے چہرے سے میک اپ
اتار دیا جائے۔"

"ہاں بالکل اتار دیا جائے۔" اس نے کہا۔

ان کا میک اپ اتار دیا گیا... صدر کو دیکھ کر ...
نے اطمینان کا سانس لیا:

"ہمیں افسوس ہے... ہمیں ایک آدھ دن انتظار ...

...تھا..." سنگام نے کہا۔

...ے ہیں... اب کیا ہوگا..." انسپکٹر کامران مرزا نے
...رار لہجے میں کہا۔

...جانتے ہیں... آپ کا ملک انشارجہ کی نظروں میں آ
...اب آپ کے ملک سے انشارجہ کے تعلقات قطعاً
...جائیں گے... بلکہ وہ ہر طرح دشمنی کی ٹھان لے
...تک آپ کے ملک کا بیڑا غرق نہ کر دے گا...
...نہیں بیٹھے گا... شاید چند دن میں وہ یہ سب کام
...لے..."

...ں تو پھر... سوال یہ ہے کہ آپ کو ایسا کرنے کی
...ت تھی... انشارجہ کے صدر کا آپ لوگوں کو
...ہے۔"

...سرکاری راز ہیں... جو بتائے نہیں جا سکتے... ہمیں
...کے صدر کو اغوا کرانا تھا... آپ کے ذریعے کرا
...اب آپ لوگ واپس اپنے ملک چلے جائیں... ہمارا
...معاہدہ ختم ہو گیا..."

...معاہدہ ختم ضرور ہو گیا... لیکن اس معاہدے نے
...اٹھایا ہے... وہ ہمیں تا زندگی یاد رہے گا... پوری
...انہیں بدنام کر دیا گیا اور انشارجہ کی ہمارے ملک

http://www.pakfunplace.com

سے دشمنی... بلکہ بدترین دشمن بنا دیا گیا... شاید ا...
حالات میں تو ہم کبھی بھی نہیں چھپنے ہوں...
رحم فرمائیے۔" انسپکٹر کامران مرزا کہتے چلے گئے۔

"لیکن انسپکٹر کامران مرزا... آپ ہمیں کس...
کر جا رہے ہیں۔" صدر انشارجہ نے گھبرا کر کہا۔

"یہ ایک معاہدہ تھا صدر صاحب... جو انتہائی...
حالت میں کیا گیا... انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"لیکن یہ معاہدہ اس وقت ختم ہو گیا تھا...
لوگوں نے آپ کے بارے میں اخبارات...
تھا..."

"ہاں! لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر...
آپ کو اغوا کرانا چاہتا ہے۔"

"اور یہ بات آپ ابھی تک معلوم نہیں کر سکے۔"

"خود بخود معلوم ہو جائے گا... یہ لوگ آپ...
ہیں... سب کو معلوم ہو جائے گا... پھر بھلا...
کس طرح رہ جائے گا۔"

"ہوں... وہ بعد کی بات ہے... فی الحال...
ہے۔" سنگام نے کہا۔

"ایک بات آپ لوگ لکھ لیں... اب شرطیلا...

...ں سے اینٹ بج کر رہے گی... ان دونوں ملکوں کو
...یں بچا سکے گا اور ہمارا کیا ہے... ہمیں تو یہ
... جوڑ کر رہا کریں گے۔"

"...ت بڑی مشکل میں ہو صدر صاحب۔" سنگام نے
... انداز میں کہا۔

"... دیکھا جائے گا۔" صدر نے سر کو جھٹکا دیا۔

"... لوگوں کی روانگی کا انتظام کیا جا رہا ہے۔"

"...م چند دن شرطیلا کی سیر کرنا چاہتے ہیں... کیا آپ
...ں بھی اجازت نہیں دیں گے۔"

"میرا خیال ہے... اس میں تو کوئی حرج نہیں... تاہم
... دوسرے حکام سے مشورہ کر کے جواب دے سکتا ہوں۔"

"...ہت بہت شکریہ۔"

"اور میرا خیال ہے... میں آپ لوگوں کو ایک ایسی راز
... بتا سکتا ہوں کہ ابھی آپ انسپکٹر جمشید وغیرہ کو
...ں اجازت بھی نہیں دے سکتے۔"

"... مطلب... یہ کیا بات ہوئی۔"

"...ات ہوئی ہے... تبھی تو کہہ رہا ہوں۔"

"...انی فرما کر وضاحت کریں۔"

"وضاحت ضرور کروں گا... پہلے آپ بتائیں... ہمارے

http://www.pakfunplace.com

اغوا کی ضرورت کیا تھی؟"

"افسوس! ہم ابھی یہ نہیں بتا سکتے۔"

"تو میں بھی وہ نہیں بتا سکتا۔" صدر نے کہا۔

"بہت خوب... اسے کہتے ہیں... نہلے پہ دہلا
نے خوش ہو کر کہا۔

کہتے ہوں گے... ہم یہاں تاش نہیں کھیل
بلکہ ہم تو تاش کھیلتے ہی نہیں... تاش کھیلنا بے
کا کام..."

"حد ہو گئی... کس قدر سنجیدہ بات ہو رہی
محمود نے اسے گھورا۔

"مسٹر سنگام... میں نہیں جانتا... حکومت میں آپ
کیا ہے، لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ آپ ا
سے بات کریں... اور صدر انشارجہ کو وہ بات
جس کے لیے انھیں اغوا کرایا گیا ہے... تاکہ ہم
وہ راز کی بات معلوم کر سکیں۔"

"اچھی بات ہے... میں اوپر بات کرتا ہوں...
نے کہا۔

وہ انھیں کمرے میں چھوڑ کر چلے گئے... پوری
ملٹری کے زبردست پہرے میں تھی... کمرے کا دروا

اور وہ اس میں سے بھی فوج ہی فوج دیکھ رہے تھے۔

آپ لوگوں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری... اب
کے پاک لینڈ سے کبھی بھی تعلقات قائم نہیں
گے۔"

اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ ٹوٹے... پھر ہمیں کوئی پروا
اشفاق نے جل کر کہا۔

اب تم اسلحہ کہاں سے لو گے... اور ہزارہا چیزیں کہاں
ل کرو گے؟"

مسٹر صدر... ہمیں ڈرانے دھمکانے کی ضرورت نہیں...
ملک کو صرف اور صرف اللہ کی نصرت کی ضرورت ہے،
اللہ کی مدد آ جائے گی تو پھر ہمیں کسی کی ضرورت
جائے گی۔"

پھر اس سے پہلے کیوں مدد لیتے رہے ہیں؟" اس
کر کہا۔

ہمارے جو حکمران ہیں نا... وہ ہماری طرح پختہ عقیدے
لے نہیں ہیں... ورنہ نہ تو انشارجہ کوئی چیز ہے،
نہ بیگال اور نہ شارجستان۔" انھوں نے بھنا

اس اغوا کی قیمت تم لوگوں... تمھارے ملک کو دینا ہوگی۔"

http://www.pakfunplace.com

"ہم تو غریب لوگ ہیں... کہاں سے قیمت ادا کریں گے"
نے گھبرا کر کہا۔

"اغوا کی قیمت... اوہو... یہ تو کسی ناول کا نام
ہے۔"

"ذلیل تو تم لوگ دنیا بھر کی نظروں میں ہو چکے
لحاظ سے تمہارے ملک کی بھی بہت بڑے پیمانے پر
چکی ہے... دنیا انگلیاں اٹھا رہی ہے کہ یہ ہے پاک
کی ایمان داری... یہ ہے اس کے سراغ رسانوں
کہ ایک ملک کے کہنے پر دوسرے ملک کے صدر
کرنا منظور کر لیتے ہیں..." انشارجہ کے صدر نے
انداز میں کہا۔

ان کے سر جھک گئے... انھیں شرم محسوس ہوئی
واقعی... انھیں منور علی خان کے بدلے اس قدر جھگڑا
نہیں کرنا چاہیے تھا... نہ جانے وہ کب تک سر جھکائے بیٹھے
یوں لگتا تھا... جیسے انھیں سانپ سونگھ گیا ہو...

"میری بات کا کوئی جواب نہیں ہے نا..." صدر نے
لہجے میں کہا۔

"ہاں فی الحال نہیں ہے... لیکن میں آپ کو ایک بات
ضرور پسند کروں گا اور وہ یہ کہ ہم نے یہ کام اپنے

ائی کے لیے ضرور کیا ہے... لیکن اس کی رہائی میں کچھ
ات بھی تھیں... صرف سابق کی رہائی کا مسئلہ نہیں

" مجبوریاں کیا تھیں:"
ات تو یہ کہ ہم تو انشارجہ کو پسند نہیں کرتے... بلکہ
ت کرتے ہیں... اس لیے کہ وہ انشارجہ ہمیشہ ہمارے
رونی معاملات میں دخل اندازی کرتا رہتا ہے...
ہرگز پسند نہیں کرتے... لیکن صدر وغیرہ کے مقابلے
حیثیت کیا ہے... ہاں اگر اختیار دے دیا جائے
ام یہ کریں گے کہ انشارجہ سے ہر قسم کی امداد
نے کا اعلان کر دوں... بلکہ کسی اور ملک سے
طرح مدد نہ لیں جس طرح انشارجہ سے لی جاتی

بولے۔
کوئی وجہ۔"
"دوسری وجہ یہ کہ ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ
پ کو اغوا کیوں کرانا چاہتا ہے۔"
"وہ بھی تم لوگ ابھی تک معلوم نہیں کر سکے۔"
ہم معلوم کر لیں گے... آپ فکر نہ کریں۔" انسپکٹر
اٹھے۔

http://www.pakfunplace.com

بلکہ اس سارے چکر کی ایک ایک بات ...
رہیں گے۔"

"دیکھیں گے بھئی... دیکھیں گے۔" صدر ...
کہا۔

جلد ہی ہنگام اور دوسرے آفیسر اندر داخل ...

"راز کی باتوں کا تبادلہ ہو گا... لیکن ان ...
نہیں... پہلے انھیں ملک سے رخصت کیا جائے ...
آپس میں بات کریں گے۔"

"ہم سے ایسی کیا دشمنی ہے۔"

"اور ہاں! آپ لوگوں کو سیر کی اجازت ...
گئی... آپ کو ابھی اور اسی وقت خصوصی طیارے ...
واپس جانا ہو گا... کیا! سمجھے ..."

"یہ کیا بات ہوئی... آپ نے خود ہمیں ...
دی تھی۔" محمود نے ... کر کہا۔

"ضرور دی تھی... لیکن... مجھے حکومت کی پالیسی ...
پوری طرح آگاہی نہیں تھی... اب اوپر سے ...
ہے تو آپ کو بتا دیا ہے۔"

"اچھی بات ہے... آپ کی مرضی..." انسپکٹر ...
کندھے اچکائے۔

... کھانے بعد انھیں عمارت سے باہر چلنے کے لیے کہا گیا۔

"...نہیں... میں وہ راز کی بات آپ کے سامنے نہ بتا ...
...سوال کہ میرا فیصلہ یہی تھا۔" انشارجہ کے صدر نے کہا۔

"...بات نہیں... فون پر بتا دیجیے گا۔" انسپکٹر جمشید
...

"...ہمیں ہے آپ کو سرائے بدنامی اور ناکامی کے کچھ
...اس کا بھی افسوس ہے۔"

"...ہیں بدنامیوں اور ناکامیوں کی کوئی پروا نہیں... پروا
... اپنے دین کی، اپنی قوم کی اور اپنے ملک کی، ہم
... کرتے ہیں... ان تینوں کو سامنے رکھ کر کرتے
..." انسپکٹر کامران مرزا نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"... تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کیس میں آپ نے ان
...ہی خطرے میں ڈال دیا ہے... آپ کے ملک کا وقار
...لگ گیا ہے۔"

"...ہی کوئی بات نہیں... یہ بدنامی صرف اور صرف ہمارے حصے
...آئے گی... ملک اور قوم کے حصے میں ہرگز نہیں آئے گی۔"
... بولے۔

"...ابھی آپ کو ان باتوں کا اندازہ نہیں... جب اپنے ملک
...گے تو اندازہ ہو گا اور آپ کا خصوصی طیارہ چونکہ

تیار ہے... لہذا آپ لوگ چلیے۔"

انھیں اسی وقت ایر پورٹ پر پہنچا دیا گیا... (…)
میں اور کر بھی کیا سکتے تھے... تین گھنٹے بعد ان ک… ان کے ملک کے ایر پورٹ پر اترا... ایک خصوصی… فوراً ان تک لائی گئی... گاڑی میں آنے والے ای… نے ان سے کہا:

"آپ کو یہیں سے صدر صاحب کے پاس چلنا ہے"

"بہت بہتر۔" وہ مسکرا دیے۔

گاڑی میں بٹھا کر انھیں صدر صاحب کے پاس… ان کا چہرہ اترا ہوا تھا... کہ ان کے چہرے پر… آئی... نہ انھوں نے ان سے ہاتھ ملایا۔

"آپ لوگ جہاز میں اخبارات پڑھ ہی چکے ہوں…

"جی ہاں!"

"ملک میں آپ کے خلاف جو طوفان اٹھا ہوا ہے… سے آپ ابھی واقف نہیں ہیں، پورا ملک آپ ک… دیکھنے تک کے لیے تیار نہیں... یہاں تک کہ آپ… والوں کے بھی یہی جذبات ہیں۔"

"اوہو اچھا... معاملہ یہاں تک پہنچا ہوا ہے۔" داؤد بولے۔

…آپ کے خلاف نہیں... کیوں کہ آپ غریب کو تو یہ لوگ… لے جاتے ہیں۔"

"ایسی بات ہرگز نہیں ہے... میں کوئی بچہ نہیں ہوں، …سوچے سمجھے مرضی ہو یا نہ ہو، ان کے ساتھ چلا جاتا ہوں… بات نہیں ہے... میری مرضی ہوتی ہے، خواہش ہوتی… میں ان کے ساتھ جانے کی شدید ضرورت محسوس… ہوں... بلکہ میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ اپنی تجربہ… میں رہ کر وہ کام نہیں کر سکتا، جو ان کے ساتھ رہ کر… سکتا ہوں... لہذا میں پوری طرح ان کے ساتھ ہوں..." …داؤد نے جذباتی آواز میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ بھی ان کے ساتھی ہی… جائیں گے۔" صدر بولے۔

"آپ نے ہمارے بارے میں فیصلہ کیا کیا ہے؟"

"ملک کے لیے آپ لوگوں کی بے تحاشہ خدمات ہیں، …خدمات کو دیکھتے ہوئے میری کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے… آپ کو ملک میں رکھ کر کوئی سزا نہ دی جائے... بلکہ آپ کو ایک ایسی سزا دی جائے... جو آپ کے وہم و گمان… بھی نہ ہو۔"

"میں سمجھ گیا... آپ نے بہت زیادہ خوف ناک سزا

تجویز کی ہے... ملک میں رکھ کر ہم پر مقدمہ چلایا جاتا...
مقدمہ لڑتے... پھر عدالت کا فیصلہ سنتے، یہ ہمارے
بہت آسان تھا، لیکن... آپ نے جو فیصلہ کیا ہے
ہمارے لیے بہت تکلیف دہ ہے..." انسپکٹر جمشید
خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے... اس سے نرم سزا ہم تجویز
نہیں کر سکے۔"

"آپ کو نظرِ ثانی کر لینی چاہیے۔"

"ہم کر چکے ہیں۔"

"آخر صدر صاحب کا فیصلہ کیا ہے۔" خان رحمان
کے عالم میں کہا۔

"ہمیں ملک بدر کیا جا رہا ہے... اس ملک سے نکل
کا حکم ہوا ہے... جس ملک کے لیے ہم نے اپنی ز
وقف کر رکھی ہیں..." انسپکٹر کامران مرزا نے درد بھر
انداز میں کہا۔

"آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا۔" صدر نے
انداز میں کہا۔

"گویا مرضی آپ کی بھی نہیں ہے... آپ اپنی کا
فیصلے کے آگے مجبور ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"نہیں! میری اپنی مرضی بھی یہی ہے کہ آپ کو ملک سے نکال
ئے... انشارجہ کے صدر کا اغوا، وہ بھی ایک تیسری
اقت کے اشارے پر... جس سے ہمارے ملک کے کوئی
تعلقات بھی نہیں ہیں... کوئی معمولی جرم نہیں ہے،
کہیں بہتر تھا کہ آپ اپنے ساتھی منور علی خان
قید میں رہنے دیتے۔"

"ہم نے جو کچھ کیا ہے... سوچ سمجھ کر کیا ہے۔" انسپکٹر
نے سرد آواز میں کہا۔

"انسپکٹر جمشید... ہوش میں رہ کر بات کریں... آپ اس
کے صدر سے مخاطب ہیں۔" صدر غرائے۔

"اچھی طرح جانتا ہوں سر... بہت اچھی طرح۔" انھوں
کہا۔

"انھیں ملک سے باہر چھوڑ دیا جائے۔" انھوں نے
آفیسر سے کہا۔

"کیا ہمیں اپنے گھر والوں کے ساتھ جانے کی اجازت
ہے سر؟"

"ضرور اجازت ہے... لیکن وہ لوگ آپ لوگوں کے
جائیں تب نا؟"

"ہم فون پر ان سے بات کر سکتے ہیں؟"

"ضرور... کیوں نہیں... ہمیں سے بات کریں...
ہیں سے کوئی جانا چاہے تو ہم روکیں گے نہیں
جانا نہ چاہے تو ہم آپ کو لے جانے نہیں دیں
"بہت بہتر... لیکن ہم ایک بار پھر درخواست کر
کہ آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں... کابینہ سے
مشورہ کر لیں... ہمیں اس ملک سے الگ نہ کریں
ملک کے بغیر نہیں رہ سکیں گے... ملک ہمارے بغیر
رہ سکے گا... اداس ہو جائے گا سر۔"
"کیا کہا... ملک اداس ہو جائے گا... صرف چند
کے چلے جانے سے... نہیں ایسا نہیں ہو گا، ملک
لوگ اب آپ لوگوں کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتے
یقین نہیں تو اپنے گھر والوں کو فون کر کے دیکھ لیں
"بہت بہتر... اب ہم یہی کریں گے۔"
انسپکٹر جمشید نے گھر کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر
جمشید کی آواز سنائی دی:
"السلام علیکم"
"وعلیکم السلام۔" انسپکٹر جمشید بولے۔
"آپ... نہیں نہیں... میں آپ سے بات تک نہیں کر
گی... مجھے اپنا دین... اپنا ملک اور اپنی قوم آپ سے

زیادہ عزیز ہے۔" انھوں نے چلانے والے انداز میں

بول بھی جانا چاہیے... لیکن بعض اوقات انسان حالات
ات سے جو اندازے لگاتا ہے... یا جو کچھ سمجھتا ہے،
غلط ہوتا ہے... کیا میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟"
نے تو کبھی آپ کے منہ سے جھوٹ نہیں
بولیں۔
"پھر میں اس وقت جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں، مجھے
ین، یہ ملک اور اپنی قوم تم سے زیادہ عزیز
ہوں نے کہا۔
"پھر یہ سب کیا ہے؟"
"طوفان... جب طوفان آتا ہے... تو وہ سب کچھ
لے جاتا ہے... جو وہ اڑا کر لے جا سکے... ہم اس
طوفان کی زد میں ہیں... وقت آنے پر جب
سامنے آئے گی... اس وقت تمھاری اور ان لوگوں
ہو گی... جو ہمیں سزا دے رہے ہیں۔"
"... آپ کو سزا سنائی گئی ہے۔" انھوں نے گھبرا

"ہم سب کو ملک بدر کیا جا رہا ہے... اور صدر

صاحب کا کہنا ہے کہ آپ اور دوسروں کے گھر والے
ساتھ جانا پسند نہیں کریں گے۔"

"حالات واقعی یہی ہیں... لیکن اب آپ کہتے ہیں
معاملے میں کوئی گڑبڑ گھٹالا ہے تو پھر تو آپ
دوں گی... ہاں اگر آپ گڑبڑ گھٹالا ثابت نہ کر سکے
میں واپس اپنے وطن آ جاؤں گی۔"

"اور میں آپ کو نہیں روکوں گا... نہ محمود...
فرزانہ روکنے کی کوشش کریں گے... یہ ہمارا

"اچھا... مجھے کہاں آنا ہے۔" وہ بولیں۔

"گاڑی خود لینے آئے گی۔" انسپکٹر جمشید نے
خان رحمان کے ہاتھ میں دے دیا۔

باری باری ان سب نے اپنے گھر والوں سے
بات کی اور سب ان کے ساتھ جانے کے لیے
گئے... اس طرح وہ کئی گھنٹوں کے بعد وہاں جمع
ایک بار پھر صدر صاحب ان کے پاس آئے

"ہاں! اب آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔"

"یہ کہ آپ ہمیں ریاست ادبرام پہنچا دیں۔"
جمشید بولے۔

"ریاست ادبرام۔" صدر کے لہجے میں حیرت تھی

"ہاں! اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔"

"ریاست ادبرام آپ لوگوں کو ہرگز پناہ نہیں دے گی،
کہ وہ ہماری دوست ریاست ہے۔"

"ک سے پہلے وہ ریاست میری دوست ہے۔" انسپکٹر
بولے۔

"کوئی اعتراض نہیں... لیکن پہلے ریاست کے صدر
اجازت لے لی جائے۔" صدر نے کہا۔

"میں ابھی اجازت لے دیتا ہوں۔"

"اجازت نہیں ملے گی جمشید۔" صدر بولے۔

"آپ کے لہجے میں وہی پیار جھلک آیا... شکریہ! آپ
سکتے ہیں... اجازت نہیں ملے گی۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔

"ن کر کے دیکھ لیں... یہ معاملہ اس وقت پوری
نظروں میں ہے... شاید آپ لوگ اخبارات سے
دور رہے ہیں۔"

"ہاں ہاں! ایسی ہی بات ہے۔"

"تجربہ کر لیں، دنیا کی کوئی ریاست کوئی ملک آپ کو
نہیں کرے گا۔" صدر نے پر یقین انداز میں کہا۔

انسپکٹر جمشید نے ریاست ادبرام کے صدر کے نمبر ملائے،

جلد ہی سلسلہ مل گیا:

"ہیلو شانی ... جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"تت... تم ... تم ..." شانی گھبرا گیا۔

"کیا ہوا بھئی۔"

"میں تم سے بات نہیں کر سکتا... مجھے افسوس

"یہ کیا کہہ رہے ہو بھئی۔"

"میں مجبور ہوں... انشارجہ نے دھمکی دی ہے۔ ا
ہیں اگر آپ کو پناہ دی گئی تو ریاست کی اینٹ
بجا دی جائے گی۔"

"اور تم بھول گئے... انشارجہ نے اس سے
پہلے بھی یہی کوشش کی تھی... آپ کی ریاست کی
سے اینٹ واقعی بج جاتی... اگر تم مجھے مدد کے
پکارتے۔ پھر کیا ہوا تھا... کیا اینٹ سے اینٹ
گئی تھی۔"

"نن... نہیں... لیکن اس کے باوجود میں آپ
کو ریاست میں پناہ نہیں دے سکتا۔"

"لیکن کیوں... کیا انشارجہ کے ڈر سے۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"اچھا دوست... اگر کسی اور وجہ سے انشارجہ نے

اینٹ بجانے پر تُل جائے تو ہمیں ضرور آواز دے
کر انھوں نے تھکے تھکے انداز میں ریسیور

نے کہا تھا نا۔" صدر مسکرائے۔

نے ٹھیک کہا تھا... انشارجہ کا جادو وہاں
ہے۔" وہ مسکرائے۔

اب قانون کے مطابق ... آپ لوگوں کو ملک
ستان میں چھوڑ دیا جائے گا... وہاں سے
نہیں بھی چلے جائیں... ہمیں کوئی اعتراض نہیں؛
گا آپ لوگوں کے واپس آنے پر۔"

تک آپ بلائیں گے نہیں... ہم واپس آئیں

نے کیا کہا... ہم آپ کو بلائیں گے... یہ نہیں

بات ہے..."

ذرا اپنے دوستوں کو آزما لیں۔" انسپکٹر کامران

کیوں نہیں۔"

نے بھی کوشش کر ڈالی... سبھی نے یہ کام کر

http://www.pakfunplace.com

ڈالا... لیکن ان کا کوئی دوست انھیں رکھنے پر تیار
آخر میں شوکی نے ایک فون کیا... اور فون کا
کے بعد اس نے کہا:
"انتظام ہو گیا ہے... ریاست شامیر کا صدر
دینے کے لیے تیار ہے۔"
"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... ریاست شامیر
ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔" صدر نے حیران
"آپ خود ان سے بات کر لیں۔" شوکی نے
صدر نے حیرت زدہ انداز میں ریسیور لے
"ہیلو! پاک لینڈ کا صدر بات کر رہا ہوں۔"
"شکریہ جناب... کیا حال ہے۔"
"بس شکریہ... یہ میں نے کیا سنا ہے... آپ
ملک کے ناپسندیدہ ترین لوگوں کو اپنی ریاست میں
رہے ہیں۔"
"جی ہاں! اس لیے کہ شوکی برادرز میرے لیے
ہرگز نہیں ہیں۔"
"آپ ریاست کے لوگوں کا کیا کریں گے
کا کیا کریں گے۔"
"میری کابینہ میرے ساتھ ہے... میری ریاست

ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
کا کیا کریں گے۔" صدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
نے اگر اعتراض کیا تو ہم اسے جواب خود دے
یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔"
پھر ہم سے بھی آپ کے دوستانہ تعلقات نہیں رہ
صدر نے گویا دھمکی دی۔
نی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
نے ریسیور رکھ دیا اور ان کی طرف مڑے:
ہے... ان لوگوں کو ریاست شامیر پہنچا دیا جائے۔"
کے سر:
وہ لوگ ایوانِ صدر سے نکل گئے تو صدر کی آنکھوں
نکل کر گالوں پر آ گئے...

http://www.pakurunplace.com

خفیہ جگہ

ان کا طیارہ فضا میں اٹھنے لگا... ایسے میں انسپکٹر
"ہاں شوکی... ریاست شامیر کے بارے میں
ہم نے ایک کیس ان کے لیے حل کیا تھا
لوگ اس وقت اس قدر بری طرح الجھے ہوئے
اس الجھن سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی
لوگوں نے ہمیں بلایا اور ہم نے چند دن میں ا
الجھن سے نکال دیا۔"

"لیکن اس وقت وہ دو لڑکوں کی ناراضگی لینے کے
تیار ہو گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ریاست اگرچہ بہت چھوٹی سی ہے... لیکن
میں ایک مسلمان ریاست ہے... اس ریاست کا
حقیقی معنوں میں مسلمان ہے... آپ چل کر دیکھ
گے۔" شوکی نے مسکرا کر کہا۔

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ریاست کے لوگ اور ریاست کا
ہم سے نہیں ڈرتے۔"

"یہی بات ہے۔"

"وہ جگہ ہمارے لیے بہت مناسب رہے گی... دنیا
ریاست ایسی ملی جس کے لوگ اور حکمران بڑی طاقتوں
ڈرتے۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"بھی بالکل چھوٹی سی ریاست۔"

"چھوٹا ہے اور کون بڑا... یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے
فاق نے کہا۔

نے سر ہلا دیے... ان کا جہاز شامیر کے ایئرپورٹ
کئی کاریں تیزی سے ان کی طرف بڑھیں... سب
کار سے ایک نوجوان آدمی اترا... اس کے چہرے پر
صورت سی ڈاڑھی تھی... اس کا لباس بالکل سادہ تھا
پر سادہ فریم والی ایک عینک تھی... غرض اس کی
سے بھی یہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایک ریاست
ہے... شوکی فوراً اس کی طرف لپکا... شامیر کا
آگے بڑھا اور دونوں ایک دوسرے کے گلے سے
گئے۔

ت خوشی ہوئی شوکی آپ کو دوبارہ دیکھ کر... پھر

http://www.pakfunplace.com

چکر ہی نہیں لگایا۔"

"بس کیا بتاؤں... مصروفیات... مصروفیات اور مص

"اچھا پہلے آپ لوگ گھر چلیں... پھر باتیں ہوں

تعارف بھی وہیں ہو گا... کیوں کہ یہاں کھڑے

نہیں... آپ لوگوں کے ساتھ عورتیں بھی ہیں۔"

"شکریہ امین شانی صاحب۔" شوکی نے کہا۔

انھیں کاروں میں بٹھا کر ایک بڑی عمارت

گیا... عمارت بڑی ضرور تھی ... لیکن بالکل سادہ

میں بھی انھوں نے تمام عمارتیں بالکل سادہ

بھی بالکل سادہ دیکھے... کوئی عورت بے پردہ

گویا مکمل اسلامی ماحول تھا... انھوں نے ایک خا

محسوس کی...

عمارت میں پہنچتے ہی عورتوں کو زنانہ حصے میں

گیا... اب صدر امین شانی کی طرف متوجہ ہوئے

"ہاں شوکی... پہلے تو ہو جائے تعارف۔"

شوکی نے سب کا تعارف کرایا... حالات سنا

کے خاموش ہونے پر صدر امین شانی نے کہا:

"یہ حالات مجھے معلوم ہیں۔"

"اور پھر بھی آپ نے ہمیں پناہ دینے کا فیصلہ

کے لہجے میں حیرت تھی۔

میں عجیب بات کوئی نہیں... میں اور میری ریاست

اسلام پہ عمل پیرا ہے... ہم سنت نبوی صلی اللہ

وسلم پر عمل کرتے ہیں... صرف اور صرف ایک اللہ

کرتے ہیں... کسی قسم کے شرک اللہ تعالیٰ کی

نہیں کرتے... ڈرتے ہیں تو صرف اللہ سے...

تو صرف اللہ سے... انشارجہ، ونشاس، بیگال اور

... یہ کیا ہیں... اللہ تعالیٰ کے نزدیک... مچھر

بھی ان کی حیثیت یا طاقت نہیں... لہذا ان سے

آخر ہمیں ضرورت کیا ہے... انشارجہ اور دوسری

ہیں... صرف ان کو ڈراتی ہیں... جو ان سے ڈرتا ہے،

ان سے نہیں ڈرتا... اس سے تو یہ خود ڈرتے

ریاست کے صدر نے کہا۔

بالکل ٹھیک بات کہی آپ نے... ہمارے اپنے خیالات

ہیں۔"

پھر اگر میں نے آپ لوگوں کو پناہ دی ہے تو

عجیب بات نہیں... شوکی برادرز نے بھی تو ہم پر

تھا۔"

پھر آپ نے ان سے مدد کیوں مانگی تھی۔"

"وہ ایک ایسی انجمن تھی ... جو ہماری سمجھ سے ...
جاسوسی قسم کی انجمن ... یوں بھی یہ دنیا اسباب کے
چل رہی ہے ... ایک دوسرے سے کام تو لینا ...
یہ شرک نہیں ہے ... شرک تو یہ ہے کہ ہم شوکی ...
کارساز سمجھ لیتے ... ہم نے تو ان سے مدد لینے کے
بھی یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہماری مدد کے
دیا ہے۔"

"بہت خوب ... آپ کے خیالات جان کر ا...
ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتے ... ہم سب بالکل ا...
مالک ہیں ... ایک بات آپ سے ہم سب پوچھنا ...
فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"ضرور پوچھیے۔" صدر امین شاہی نے مسکرا کر کہا۔

"اس بارے میں انشارجہ نے آپ سے بات نہیں
ضرور کی ہے ... لیکن وہ ہمارے بارے میں
جانتا ہے ... ہمیں سرپھری حکومت کہتا ہے ... ہم
کب سننے والے تھے۔"

"پھر بھی ... اس نے کیا کہا تھا۔"

"یہ کہ ہم آپ لوگوں کو ہرگز پناہ نہیں
سکتے ... اگر پناہ دی تو ریاست شامیر کی اینٹ ...

... ئے گی۔"

... آپ نے ان سے کیا کہا۔"

... اگر شوکی برادرز وغیرہ نے درخواست کی تو انھیں
... میں ضرور ٹھہرایا جائے گا۔"

"... تو آپ ان سے ٹکر لے چکے ہیں۔"

... اگرچہ اس وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ لوگ
... گے ... لیکن میں نے انشارجہ کو پہلے ہی اپنا
فیصلہ سنا دیا تھا۔"

... ہماری خوشی اور بڑھ گئی ہے ... ہمیں یوں محسوس
... ہے ... جیسے ہم اپنے گھر میں ہی ہوں۔"

... بات ہے بھی یہی ... یہ آپ کا اپنا گھر ہے ... یہ
... کی اپنی ہے ... انشارجہ نے حملہ کیا تو ہماری
... بچہ بچہ اس کے خلاف لڑے گا ... مگر رحم کی بھیک
... گا ... جو مسلمان حکومتیں ہماری مدد کرنا چاہیں گی ...
... کے یا بغیر کسی لالچ کے ... ہم ان کی امداد ضرور
... گے ... کسی کے   یا اسلام کے منافی شرائط
... سے کوئی معاملہ طے نہیں کریں گے۔"

... خوب ... اب ہمیں بہت اطمینان ہو گیا ہے ... ہم
... اپنا کام اطمینان سے شروع کر سکیں گے۔"

"اپنا کام... کیا مطلب؟" ابن شانی نے چونک کر
"ہمارے ملک کے خلاف بہت گہری سازش کی
ابھی ہمارے ملک کو اس کا احساس نہیں... بہت
ہو گا... ہمیں اس سازش کا سراغ لگانا ہے... تاکہ
بے نقاب ہو جائے اور پوری دنیا میں ہم سرخرو
لہٰذا ہم آپ کی ریاست میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر
رہیں گے... ہم اسی کیس پر کام کریں گے... یہ مہم
زندگی کی مہمات میں بہت اہم ثابت ہو گی...
ہمیں کبھی ملک سے نہیں نکالا گیا... اتنا تو ... کہ
عہدوں سے معطل کر دیا گیا... دوسری درخواست
ہے کہ جب ہم مہم پر جائیں گے تو ہمارے گھر کے
رہیں گے... آپ بس ان کا خیال رکھیے گا۔"
"یہ بھی کہنے کی بات ہے... آپ لوگ یہاں
ابن شانی نے مسکرا کر کہا۔
ابن شانی تو ان کے لیے انتظامات میں مصروف
اور وہ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا کیا جائے۔
وقت دروازے پر دستک ہوئی:
"آ جایئے۔" محمود نے کہا۔
عربی لباس میں ایک خادم اندر داخل ہوا...

...وں میں ایک بہت بڑا تھال تھا... جو کھانے پینے
...وں سے پُر تھا... اس نے وہ تھال ان کے درمیان
... جس کمرے میں وہ بیٹھے تھے... میز اور کرسیاں
...ئی چیز اس میں نہیں تھی... فرش پر ایک صاف ستھری
...ی تھی اور دری کے اوپر سفید چادر...
... تھال رکھ کر جانے کے لیے مڑا...
...ہی۔" انسپکٹر جمشید نے اس سے کہا۔
... اس نے مڑ کر دیکھا، نہ رُکنے کی کوشش کی... اب
...ید نے عربی میں کہا:
...ھرو جوان... بات سنتے جاؤ۔"
... وہ مڑا اور عربی میں بولا:
... نے مجھ سے کہا تھا... میں سمجھا تھا... آپس میں بات
...ہے ہیں۔"
...ہیں... میں نے آپ سے کہا تھا... آپ یہاں کب
...لازم ہیں۔"
...ئی سال سے۔" اس نے کہا۔
"تو کیا کسی نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ میزبانی کا طریقہ
...ہے:
...یں سمجھا نہیں جناب۔" اس نے کہا۔

http://www.pakurdupalace.com

"بھئی ہم مصروف ہیں... آپ ذرا چائے بنا
بڑے چھلکے اتار دیں... اور یہی اس تھال میں
ہیں... جو آپ کی مدد سے ہمیں بالکل تیار مل
"اوہ اچھا جناب... ضرور" اس نے کہا۔
"کیا پہلے نے کبھی کسی مہمان کے لیے ایسا
"نہیں... ہاں... جناب..." اس نے گڑبڑا کر
"آپ نے نہیں کہا یا ہاں... سمجھ میں نہیں آیا
"مہمان اگر کہے تو ایسا کر دیتا ہوں..."
اس نے کہا۔
"کیا آپ حبشی نسل کے ہیں" انسپکٹر جمشید
اب تو ان کے ساتھیوں کو بھی حیرت ہوئی
وہ اس ملازم میں اس قدر دلچسپی کیوں لے
"وہ تو حبشی شکل سے بھی نظر آ رہا ہے"
نے منہ بنایا۔
"یہی تو مشکل ہے... کہ شکل سے نظر نہیں
انسپکٹر جمشید نے بھی جواب میں منہ بنایا۔
"کیا مطلب؟" وہ زور سے چونکا... آنکھوں
کے سامنے خوف بھی نظر آیا...
"مطلب یہ کہ میں کم از کم یہ بات دعوے

...وں کہ آپ حبشی نسل سے تعلق نہیں رکھتے۔"
"یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟"
"بس اسی طرح... جس طرح انھوں نے ابھی ابھی کہا ہے۔"
...نے منہ کھولا... انسپکٹر جمشید نے اس پر ایک تیز
...ال اور ملازم کی طرف متوجہ ہو گئے...
"آپ کا نام کیا ہے؟"
"...میرا نام داؤد ہے۔"
"ہوں... اس کرسی پر بیٹھ جائیں اور ناشتے کی فکر
...دیں... اب ہر چیز ہم خود تیار کر لیں گے۔"
"آپ... میں سمجھا نہیں... آپ مجھے کرسی پر کیوں بٹھا
...ہیں؟"
"بس دیکھتے جائیے..."
وہ حیرت زدہ سا بیٹھ گیا... انسپکٹر جمشید اس کے پاس
کھڑے ہو گئے... اب سب انھیں دیکھ رہے تھے...
...جمشید نے اس کے چہرے کو ٹٹولا... جلد کو اچھی
...چھو کر محسوس کیا... پھر بولے:
"آپ میک اپ میں ہیں مسٹر... یہ میرا دعویٰ ہے... لہٰذا
آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں۔"
"کیا مطلب؟" کئی آوازیں ابھریں... سب سے اونچی آواز

داؤد کی تھی۔

"میں نے کہا ہے... ہاتھ اوپر اٹھا دیں..." ا...
غرائے... ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

اس کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے... چہرے پر اب...
خوف نظر آ رہا تھا؛

"محمود... تم باہر جا کر ذرا امین شانی صاحب...
وہ اپنے کمرے میں ہوں گے۔"

"جی بہتر" محمود نے کہا اور باہر کی طرف دوڑا...

جلد ہی امین شانی اندر داخل ہوا... اور و...
دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"یہ... یہ کیا"

"مسٹر داؤد آپ کے پاس کب سے ملازم ہے..."

"سات آٹھ سال تو ہو ہی گئے ہوں گے۔"

"تب پھر یا تو داؤد کو قتل کر دیا گیا ہے...
اسے آپ کے پاس ملازم ہی آپ کی جاسوسی...
رکھ دیا گیا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں" وہ بھونچکا رہ گیا۔

"یہ شخص میک اپ میں ہے... اور حبشی نسل...
نہیں ہے... اگر آپ کہیں تو میں یہ بات ثا...

...ا ہوں۔"

...ضرور ثابت کر دیں... ویسے یہ بات میرے لیے حیران کن
...ہو گی۔"

...ابھی شاید آپ کو اور بھی حیران ہونا پڑے" انسپکٹر جمشید
...ے اور اس کا میک اپ اتارنے کی کوشش کرنے
...آخر پانچ منٹ کی کوشش کے بعد اور کئی چیزیں اس
...پر آزمانے کے بعد کہیں جا کر وہ کامیاب ہو گئے،
...انہیں ایک سرخ و سفید چہرہ نظر آ رہا تھا...

...بتائیے... آپ کا حبشی ملازم کہاں گیا۔"

...اللہ... یہ... یہ سب کیا ہے۔"

...میرا خیال ہے... اس نے آپ کے ملازم داؤد کو
...لگا دیا ہے اور اس کے میک اپ میں اس کی
...لی ہے... مجھے شک اس طرح ہوا کہ یہ ان
...پیالوں کی ٹرے رکھ کر جانے لگا تھا... جب کہ کمرے
...ں کے لائق کئی کام تھے۔"

...داؤد... بے چارہ داؤد... کہیں... تم نے اس کے
...کیا کیا۔"

...ڈالا اسے... یہاں جو آتا تھا... اور کئی روز رہتا
...پروگرام ایک آدھ دن کا ہوتا تو اسے کہیں

http://www.pakfunplace.com

قید کر سکتا تھا... لیکن یہ پروگرام لمبا ہو سکتا
میں نے اسے راستے سے ہٹا دیا۔" اس نے
عالم میں کہا... اب اس نے خود کو بالکل
تھا...

"اور ایسا تم نے کیوں کیا..." شانی نے

"صرف چند گھنٹے پہلے مجھے حکم ملا تھا کہ آپ
داؤد کی جگہ لے لوں... ہم لوگ ان کا کھوج
داؤد گھر سے باہر نکلا اور میں اسے اڑا لے
اس کا میک اَپ اپنے چہرے پر کیا اور
گھونٹ کر دریا میں پھینک دیا گیا... پھینکا
طرح کہ اس کی لاش اوپر نہیں آسکے گی...
کر پھینکا ہے... اب تک تو مچھلیاں اسے اپنا
بنا چکی ہوں گی۔"

"اور تمہیں یہ حکم کس نے دیا... تم کون
ریاست میں تمہارا کیا کام۔" امین شانی نے

"میں آپ کی ریاست میں دس سال سے رہ
ایک مسلمان کے میک اَپ میں... جہاں میں
وہاں کے لوگوں سے اگر میرے گھر کی طرف ا
پوچھیں... کہ یہاں کون رہتا ہے... تو وہ آپ

یہاں ارشاد نامی ایک پکا سچا مسلمان رہتا ہے...
کے ساتھ نماز روزے میں بھی شرکت کرتا ہے... کسی
تک شک تک نہیں ہو سکا کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔
میں ان لوگوں کے سامنے مارکھا گیا... پتا نہیں... یہ لوگ
ہیں۔"

"انھیں انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز
انسپکٹر جمشید نے گویا تعارف کرایا۔

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گیا۔

"اب آپ ذرا اپنے بڑوں کے نام بتا دیں... آپ یہاں
سے کس کے حکم پر ہیں اور اب تک ہماری
کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے کیا کچھ کر سکے
امین شانی نے پوچھا۔

"ہمارا بویا ہوا بیج چند سال تک پھل دینے لگے گا... میں
کے خلاف نفرت کا بیج غیر محسوس طور پر بویا ہے،
نہیں کر سکتا... کہ میں آپ کا مخالف ہوں... سب
گے کہ میں آپ کا بہت چاہنے والا ہوں... لیکن
نفرت زدہ انداز میں اور کاش کا لفظ استعمال کر کرکے
کے ذہنوں میں یہ زہر بھر دیا ہے کہ آپ بالکل ناکارہ
کام کے نہیں... مثلاً میں ان سے کہتا ہوں... اگر

شانی کتنے اچھے ہیں ... کتنے ایمان دار ہیں ... کتنے
ہیں ... لیکن کاش ... غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ
تعلقات قائم کر کے انھیں اپنے ساتھ ملاتے اور
کی کوشش کرتے ... لیکن ان کا ذہن اس طرف نہیں آتا
بات سب جانتے ہیں کہ آپ اس طرف نہیں آتے
ہی میں ان سے کہنے لگتا ہوں کہ اس ذہن کا آدمی
ہیں اگر کوئی ہے تو وہ ہے ... رؤف کامل۔"

"اوہ!" امین شانی دھک سے رہ گئے۔

"یہ رؤف کامل کون ہیں۔"

"میرے چچا زاد بھائی ... میرے سخت مخالف
میری پالیسیوں سے سخت اختلاف رکھتے ہیں ..."
پریشان ہو کر کہا۔

"مسٹر امین شانی یہ جھوٹ بول رہے ہیں"
شوکی بول اٹھا۔

"کیا مطلب؟" وہ سب چونک اٹھے۔

"ہاں یہ جھوٹ بول رہے ہیں ... ان کا
رؤف کامل کے لیے کام کر رہے ہیں ... اور
مطلب ہے ... یہ یہاں رؤف کامل کے کہنے پر آئے
کہ یہ بات غلط ہے ... رؤف کامل کو ہماری

ضرورت نہیں تھی ... ہم تو یہاں کا چند دن بھی شکل
لیں گے۔"

" ان کے منہ سے نکلا۔

پھر ..."

ضرورت رؤف کامل کے ایجنٹ ہرگز نہیں ہیں ... ان
اس لیے سازگار بنا رہے ہیں کہ رؤف کامل ایسا
... جو غیر مسلموں کے ہاتھوں میں کھیل سکے ...
امین شانی صاحب ایسے آدمی ہرگز نہیں ہیں ... وہ
کے اس حکم کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے ہیں کہ
نصاریٰ تمھارے دوست نہیں ہو سکتے ..."

ٹھیک ..." امین شانی نے خوش ہو کر کہا۔

مسٹر داؤد کو یہ بتانا پڑے گا کہ ان کا تعلق کس
ہے ... اگر یہ نہیں بتائیں گے تو بھی ہم معلوم
... ہم ان کے گھر کی تلاشی لیں گے ... اور
تلاش کر لیں گے ... کیا خیال ہے؟"

اور تلاشی کر لیں ... میں صرف اور صرف رؤف کامل
کام کر رہا ہوں۔"

تو میں رؤف کامل کی گرفتاری کا انتظام کر دوں۔"
امین شانی باہر جانے لگے ...

http://www.pakfunplace.com

"نہیں جناب ... آپ ابھی ایسا نہیں کریں گے۔"
فرزانہ بول اٹھی۔

"کیا مطلب ..." وہ چونکا۔

"بس دیکھتے جائیے ... جس طرح آپ پکڑنے جا...
اس طرح آپ کی ریاست میں گڑبڑ پھیل جائے گی...
کامل کے ساتھی آپ پر طرح طرح کے الزامات لگا...
کام اس طرح کریں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی
نہ ٹوٹے۔"

"تب پھر میں کیا کروں۔" اس نے پوچھا۔

"آپ ... یہ ہم آپ کو بتائیں گے کہ آپ کو...
ہے ... فی الحال تو بہت غیر محسوس طور پر اس کے...
کی تلاشی لی جائے گی ... اور اس کام کے لیے میں
جاؤں گا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اور اس کی ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ مسٹر داؤد...
کرانے کے لیے یہاں سے نکلیں۔" فرحت نے کہا۔

"لیکن ان کے چہرے پر تو میک اپ اتر چکا...
محمود نے کہا۔

"اس کے بجائے ... انکل دوسرا طریقہ اختیار کر...
ہیں۔" آصف نے کہا۔

...را سا سمجھی ... چلو آج ہم تمہاری ترکیبوں پر عمل کر لیتے ہیں۔"

...ا

... اپنے چہرے پر داؤد کا میک اپ کر لیں ... یہ ہمارے
... شکل صورت میں چلیں گے۔"

...رام دل چسپ رہے گا ..." خان رحمان نے خوش ہو

...ت ہے ... یوں ہی سہی۔"

...کے بعد انسپکٹر جمشید داؤد نظر آ رہے تھے ... اور داؤد
... بن چکا تھا ... اب وہ سیر کے لیے نکلے ... خان
... ڈیوٹی یہ لگائی گئی تھی کہ داؤد کی کمر سے پستول
... لگائے رکھیں۔

...مسٹر داؤد ... اپنے گھر کا راستا بتاؤ۔"

... کی ضرورت نہیں ... میں اس کے گھر کا راستا
... کئی بار اسے گھر سے بلانا پڑا ہے ... رات کا
... ہے تو مجھے خود نکلنا پڑتا ہے۔" امین شاقی نے

... خود نکلنا پڑتا ہے ... یہ کیا بات ہوئی ... کیا
... ملازم کو نہیں بھیج سکتے۔"

... کے وقت انھیں بھی آرام کرنے کا پورا پورا حق

http://www.pakurduplace.com

ہے... لہٰذا میں انھیں نہیں جگاتا۔"

"اوہ!" وہ حیران رہ گئے... انھیں پرانے وقتوں… یاد آ گئے... ان کے بارے میں ایسی باتیں کتابوں… پڑھے تھے... لیکن آج ایسا آدمی آنکھوں سے دیکھ… تھے...

سیر کرنے کے انداز میں وہ داؤد کے گھر پہنچ… بہت سے لوگوں کو دیکھ کر داؤد کے پڑوسی… انسپکٹر جمشید سے پوچھنے لگے:

"داؤد بھائی... خیر تو ہے۔"

"ہاں بالکل خیریت ہے... یہ لوگ اپنی… کے… انھیں شہر کی سیر کرائی جا رہی ہے... میں نے سو… گھر بھی دکھا دیا جائے۔"

"اوہ! اچھا اچھا۔"

لوگ ادھر ادھر ہو گئے اور وہ اس کے مکان… ہو گئے... اب انھوں نے اپنا کام شروع کیا… دریافت کر لی کہ وہ ٹھہرے ماہر... لہٰذا صرف… میں وہ خفیہ جگہ تلاش کر لی گئی... اور کاغذات… لیے گئے... داؤد کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا… وہ حیران بھی تھا... اس بات پر کہ انھوں نے…

…میں کاغذات تلاش کر لیے تھے... اب وہ بے چارا… کہ یہ ان کا روز کا کام تھا...

…انھوں نے کاغذات کا مطالعہ کیا تو حیرت زدہ رہ گئے:

…سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ داؤد شارجستان کا جاسوس…

… انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"شارجستان... آخر اس کو ہماری نگرانی کرانے کی... وہ… معاملے میں... کیا ضرورت تھی۔" انسپکٹر کامران مرزا…

"…کیس میں اب تک شارجستان کا نام نہیں آیا تھا… انشارجہ کا نام آتا رہا... ہم انشارجہ سے ذہنی طور پر… نکل چکے تھے... لیکن اگر دیکھا جائے... تو اس… منصوبے میں ضرور... شارجستان کا ہاتھ ہے... ورنہ… کو کیا پڑی تھی... ہم جلا وطن لوگوں کی نگرانی…

"…معقول ہے... اور اس بات کا جواب یہی ہے کہ… کی خبریں شرلیا سے لے کر انشارجہ اور شارجستان… ہوتی ہیں۔"

"…ہم واپس چلتے ہیں... وہاں بات کریں گے... ابھی… کا بھی انتظام کرنا ہے... بلکہ کیوں نہ ہمیں ہاتھوں

http://www.paktunplace.com

اس کا انتظام کر لیا جائے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"بالکل ٹھیک... یہیں بلا لیتے ہیں اسے، لیکن اس

خاص انتظامات کرنا ہوں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے

"کیسے انتظامات۔" امین شانی نے پوچھا۔

انسپکٹر کامران مرزا اس کے کانوں میں کھسر پھسر کر

ایک گھنٹے بعد داؤد کے ذریعے رؤف کامل کو فون کر

انھیں بیس منٹ تک انتظار کرنا پڑا... پھر رؤف کا

داخل ہوا... کمرے میں اسے داؤد نظر آیا:

"کیا بات ہے داؤد... خیر تو ہے... آج

یہاں کیوں بلایا ہے... پہلے تو کبھی تم نے

تم نے ملاقات کی جو جگہ مقرر کر رکھی ہے... وہا

نہیں بلایا۔"

"وہ جگہ نظروں میں آ گئی ہے کامل صاحب

اور آپ کی نگرانی ہو رہی ہے... نہ جانے انھیں

مجھ پر اور آپ پر شک ہو گیا ہے۔"

"اوہ... تو یہ بات ہے... خیر تم فکر نہ کرو

اس کا انتظام کر لوں گا... اب امین شانی کا کام

دینا چاہیے... صاف ظاہر ہے... تم نے لوگوں

بنا دیا ہے... اب وہ مجھے ہی منتخب کریں گے

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" داؤد نے کہا۔

"تو پھر ہم کسی وقت بیٹھ کر پروگرام ترتیب دے لیں

گے۔ امین شانی کو اس طرح ٹھکانے لگانا ہے کہ کسی

کو کان خبر نہ ہو اور ہم پر کوئی شک بھی نہ کر

سکے۔ اس سلسلے میں جو تجاویز بھی ہوں... وہ تم ذہن

میں رکھتے چلے جاؤ... ہم جب ملاقات کریں گے، تو

بات ہو جائے گی۔"

"بہت بہتر۔" انسپکٹر جمشید نے کہا... پھر وہ بولے:

"اب آپ لوگ آ جائیں۔"

"ان لوگ آ جائیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

کمرے میں ملٹری کے آفیسر اور کئی بڑے بڑے آفیسر

داخل ہوئے:

"آپ اس کی باتیں سن چکے ہیں... لہٰذا گرفتار کر لیں...

ان غداروں کو۔"

انھیں گرفتار کر لیا گیا... تھوڑی دیر بعد وہ ایوانِ صدر

میں تھے... داؤد سے کوئی اور کام کی بات معلوم نہیں

ہوئی تھی...

"اف مالک... آپ لوگ یہاں نہ آتے تو یہ تو کچھ عرصہ بعد

میرا کانٹا نکال دیتے۔"

http://www.pakfunplace.com

بھیجے نکال سکتے تھے... جب کہ اللہ کو یہ منظور نہیں ... ہمارے آنے نہ آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا..." انسپکٹر نے مسکرا کر کہا۔

"اس کیس کے سلسلے میں اب ہمیں شارجستان میں ... شاید... لیکن ہم سراغ شریلیا سے ہی لگا سکیں گے ... شارجستان میں کام اس شخص سے شروع کرنا ہے... شریلیا کے ذمے دار لوگ ہی بتا سکیں گے۔" انسپکٹر مرزا نے کہا۔

"کیوں انکل! کیا ہم داؤد سے یہ بات معلوم ..." محمود نے حیرت ظاہر کی۔

"وہ یہاں ہمارے لیے نہیں بھیجا گیا... پہلے سے ... رہا تھا... ہمارے یہاں آنے کا پروگرام بنا تو اس ... بارے میں بھی ہدایات دے دی گئیں۔"

"ہوں... لیکن... یہ داؤد ہمارے بارے میں ... شخص کو دیتا... ہم اس سے مل کر بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔" آصف نے کہا۔

"تم ... کی بات ٹھیک ہے... چلیے ہم داؤد ... کر لیتے ہیں۔"

ایک بار پھر داؤد کو ان کے سامنے لا بٹھایا گیا۔

... کارکردگی کی رپورٹ تم کسی شخص کو دیتے رہے ہو؟"

... اسے نہیں جانتا... مجھے تو بس ایک ٹرانسمیٹر سیٹ ... تھا اور ہر ہفتے اس کے ذریعے رپورٹ دینے کی ... کی گئی تھیں... میرے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں ... رپورٹ کون شخص سنتا ہے۔"

... ٹرانسمیٹر سیٹ یہاں موجود ہے... ہمارے سامنے ... کرو اور اس سے کہو... کہ تم اپنے آپ کو خطرات ... محسوس کر رہے ہو... تم پر شک ہو چکا ہے، اور ... اب تم واپس آنا چاہتے ہو... میرے لیے کیا ہدایات ...

... اچھی بات ہے۔" اس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

... ٹرانسمیٹر آن کر کے اس پر اشارہ جاری کیا گیا... پانچ ... کے بعد آواز ابھری:

"ہیلو... داؤد... کہو... کیا رپورٹ ہے... لیکن آج رپورٹ ... ابھی ہفتہ تو نہیں ہوا؟"

"ایمرجنسی سر... میں خطرات میں گھر گیا ہوں... آپ نے ... لڑکوں کے بارے میں ہدایات دی تھیں نا... وہ ... پر شک کر رہے ہیں... اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ ... بہت جلد میری حقیقت جان لیں گے... ان حالات میں

http://www.pakfunplace.com

میں کیا کروں سر؟"

"ہر چیز یہاں سے غائب کر دو... اس سیٹ کو

راکھ بنا دو... اپنے کاغذات بھی جلا دو... اس کے بعد

تم آزاد ہو۔"

"جی کیا فرمایا... میں آزاد ہوں... لیکن یہ لوگ

گرفتار کر لیں گے۔"

"کیسے کر لیں گے... جب کہ تم اپنے خلاف کوئی

نہیں چھوڑو گے۔"

"لیکن اس کے بعد میں اپنے وطن کیوں نہ آ

میں ایک ہندو ہوں... غلام زندگی مسلمانوں میں کس

سکتا ہوں... ویسے بھی مجھے دس سال کے لیے بھیجا

"اب تم جہاں چاہے زندگی گزار سکتے ہو... اگر یہاں

چاہتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں... لیکن اگر تم

رہے ہو کہ ہم تمہارا استقبال کریں گے اور تمہیں کوئی

سی ملازمت دلوا دیں گے تو یہ تمہاری بھول ہو گی۔"

"معاہدہ تو مجھ سے یہی ہوا تھا۔"

"معاہدے کی بات اس وقت بھی جب تم شک کی

نہ آتے اور اپنا کام پورا کرتے، ابھی تو تم اپنا کام بھی

نہیں کر سکے... کیا تم ریاست ادبرام میں ہماری مرضی

ا چکے ہو۔"

رت کی تبدیلی تو اب چند دن کی بات ہے۔" داؤد نے

ے کہا۔

حکومت تبدیل ہو جاتی ہے اور انسپکٹر جمشید وغیرہ تمہیں

یں کر سکے تو پھر ضرور تم یہاں آ کر اپنا انعام حاصل کر

ے کہاں آنا ہو گا... کس سے ملنا ہو گا؟"

پہلے حکومت تبدیل کراؤ... یہ بات پھر بتائی جائے گی،

یں اور گفتگو نہیں کر سکتا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی... انسپکٹر جمشید

اشارے پر داؤد نے سیٹ بند کر دیا...

یہ لوگ کم چالاک نہیں ہیں... ہم اس طرح ان تک

پہنچ سکتے... اس سازش کا مرکز دراصل شریلیا کو بنایا

ہے... اور ہمیں وہیں جانا ہو گا... انشارجہ کے صدر

تو وہیں ہیں... ہمیں ان سے بھی تو دو دو ہاتھ کرنا

ں گے..." انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

جی کیا فرمایا... دو دو ہاتھ... اور انشارجہ کے صدر سے؟"

ہاں! یہ بھی کرنا ہو گا۔"

"تو پھر چلیے... ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟"

"ابھی کیسے جا سکتے ہیں... ابھی تو تیاریاں مکمل کر
میک اپ کے مطابق کاغذات تیار کرانا ہوں گے...
کہ ہم ریاست اوبرام سے شریلیا نہیں جائیں گے
مرتبہ شریلیا کے ایک دوست ملک کے راستے سے
گے... تاکہ ہم پر شک نہ کیا جائے۔"

"لیکن انکل... شریلیا کا دوست ملک ہمیں
دے گا۔"

"ایمن شانی کے اس دوست ملک کے صدر
تعلقات ہیں... لیکن یہ تعلقات ذرا خفیہ ہیں
چل جائے گا۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا... ایمن شانی مس
اسی وقت ایک خادم تازہ اخبارات اٹھائے ا
ہوا... ان میں بین الاقوامی اخبارات تھے... پڑ
اخبارات کی سرخیوں نے انھیں چونکا دیا... سرخ
اس قسم کی تھیں:

"انشارجہ کے صدر کا اغوا پاک لینڈ حکومت کی
ہوا ہے۔"

"پاک لینڈ کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

"پاک لینڈ کی تمام فوجی اور معاشرتی امداد با

گی۔"

انشارجہ نے تمام ان ممالک کو دھمکی دی ہے... جو
کی مدد کرتے رہتے ہیں۔"

اس دھمکی کی رو سے کوئی ملک پاک لینڈ کی کسی قسم
نہیں کر سکے گا۔"

لینڈ دنیا کے تختے پر بالکل تنہا رہ گیا ہے۔"

اسے تباہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

ک لینڈ اب بالکل اسی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستوں
ل ہو جائے گا... جس طرح کہ پاک لینڈ بننے سے
علاقہ ٹکڑیوں میں تقسیم تھا۔"

ک لینڈ کا اب کوئی مستقبل نہیں رہا۔"

ادھر انشارجہ کے صدر کو چھڑانے کا معاہدہ شریلیا
ہوا ہے۔"

لیا نے کچھ بہت اہم آدمی انشارجہ کی قید میں ہیں...
حکومت کا مطالبہ یہ ہے کہ صدر کے تبادلے میں انہیں
ا جائے۔"

یہ تبادلہ ہو رہا ہے... شریلیا کے آدمی چھوڑے
ہیں... انشارجہ کے صدر بدلے میں رہا کیے جا
ہیں۔"

http://www.pakfunplace.com

"انشارجہ نے شارجستان کو اشارہ دے دیا ہے کہ
لینڈ پر فوراً حملہ کر دے... اسے ہر قسم کی فوجی ا
گی... اور پاک لینڈ کی ہر طرح کی امداد بند...
کسی بھی ملک کو اس کی مدد نہیں کرنے دی جا
"ان حالات میں شارجستان کے لیے یہ سنہری مو
پورے پاک لینڈ کو غلام بنا لے۔"

وہ یہ سب خبریں پڑھ کر کانپ گئے۔

"ہمارا ملک اس وقت خطرناک ترین صورت حا
ہو چکا ہے... اور یہ سب ہماری وجہ سے ہ
رحمان نے غم زدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں خان رحمان! یہ ہماری وجہ سے نہیں
سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا ہے۔" انسپ
منہ بنا کر کہا۔

"بالکل! اس میں کوئی شک نہیں..." انسپکٹر
مرزا نے فوراً کہا۔

"لیکن... سوال یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کو
سے کس طرح نکالیں... اس وقت تو سبھی ممالک
ہو چکے ہیں... یہاں تک کہ ہمارے دوست مما
ہمارا ساتھ نہیں دے رہے... ساتھ دیتے ہو

ی... اس خیال سے کہ ان کی امداد بھی انشارجہ بند کرا
گی... ان پر بھی کسی نہ کسی ملک سے حملہ کرا دے
لڑکی نے روانی کے عالم میں کہا۔

گیا ہمیں کسی طرف سے بھی... یہاں تک کہ کسی
ملک کی طرف سے بھی کوئی امداد ملنے کی امید نہیں
لو بولا۔

حیرت تو یہ ہے کہ ہمارا ہمسایہ دوست ملک بھی
بالکل خاموش ہے... گویا وہ بھی انشارجہ کا
گا... ہماری مدد نہیں کرے گا۔" آصف بولا۔

سکتا ہے... خفیہ طور پر دو چار دوست ملک کچھ
کی کوشش کریں... لیکن ان کی مدد سے کیا
فاروق نے کہا۔

دو چار کو بھی یہ دھڑکا لگا رہے گا... کہ اگر
کو پتا لگ گیا تو وہ بھی جنگ کی لپیٹ میں آ جائیں
بولا۔

ہے... یہ واقعہ انکل منور علی خان کے اغوا سے
ا تھا، اور پہنچ گیا کہاں... ہم نے تو کبھی خواب
نہیں سوچا تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔" فرزانہ نے
کے انداز میں کہا۔

http://www.pakfunplace.com

اب حقیقت میں سوچ لیں۔" فرحت نے منہ بنا

"ایک بات ہم سب بھول گئے..." ایسے میں

آواز میں سنائی دی۔

"چلو وہ تم بتا دو۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"ہمارے ملک کے خلاف یہ خوف ناک ترین منصو

والا آخر ہے کون؟" مکھن نے کہا۔

"سیدھی سی بات ہے... انشارجہ۔" اخلاق نے

"میرا یہ مطلب نہیں تھا... آخر وہ کون شخص

جس کے ذریعے انشارجہ کی حکومت نے اس

منصوبہ بنوایا ہے۔"

"اوہ ہاں! اس کیس میں اب تک..." اشفاق

درمیان میں رہ گئے... اسی وقت امین شانی پر

لیے اندر داخل ہوا تھا... اس کے چہرے پر ہوا

رہی تھیں۔

"معلوم ہوتا ہے... آپ کوئی خیر کی خبر نہیں

"نہیں..." اس نے کہا۔

"آپ پریشان نہ ہوں... خبر سنا دیں... ہم

رکھتے ہیں۔"

"نہیں... میں نہیں سنا سکتا... مجھ میں سنا

..." یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑا۔

ت ہے... پھر ہمیں کیسے معلوم ہو گا... خبر کیا ہے؟"

ں اپنے ایک نائب کو بھیج رہا ہوں۔"

او... ہم سمجھ گئے... رک جائیے... نائب کو بھیجنے

نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

گئے۔" وہ رک کر ان کی طرف مڑا۔

... اب ہمیں یہاں سے اپنا بستر بوریا سمیٹ لینا

...... آپ نے اندازہ لگا لیا۔"

انشارجہ کی دھمکی آپ کو بھی مل گئی ہے؟"

ں! اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا... پھر

آپ جانتے ہیں... اس ریاست کو تو انشارجہ ایک منٹ

کم وقت میں ختم کر سکتا ہے۔"

جا رہے ہیں امین شانی صاحب... آپ فکر مند

ں... لیکن جانے سے پہلے ہم ایک بات ضرور کہنا

یں گے... اور وہ یہ کہ آج ساری دنیا کے ممالک

سے ڈرنے لگے ہیں... کاش... وہ انشارجہ کی

طرف اور صرف ایک اللہ سے ڈرتے... پھر دیکھتے'

کیا ہوتا...۔"

"آپ ہمیں الزام نہیں دے سکتے... خود آپ کے
کیا حال ہے... اس وقت وہ ایک چوہے کی طر
ہے... اور شارجستان ایک بلی کی طرح اس پر جھپ
ہے... شاید آج رات میں ایسا ہو جائے... آپ
کیوں اللہ سے مدد نہیں مانگتا۔"

"میں آپ کو ایسے خیالات کا مالک نہیں سمجھ
آپ کی ریاست کا رخ بھی نہ کرتا۔" انسپکٹر جم
جل کر کہا۔

"میں ایسا نہیں تھا... ابھی ابھی میں ہو گیا
کہہ کر وہ رو پڑا۔

"ارے ارے... آپ تو رونے لگے۔"

"ہاں! میری ریاست کے تمام لوگ مجھ سے
ہیں کہ میں آپ کو ریاست سے نکال کر باہر کر
انشارجہ سے نہیں ڈرتا... اس کے باپ سے بھی
ڈرتا... لیکن میں کیا کروں... ریاست کے تمام لوگ
کس طرح سمجھاؤں۔"

"شکریہ دوست... ہم جا رہے ہیں... آپ فکر
"بہت بہت شکریہ... میرا نائب آپ کو سرحد

آئے گا۔"

بات ہے... جانے سے پہلے ہم ایک فون کرنا
... اتنی اجازت بھی دیں گے یا نہیں۔"

ضرور کریں... لیکن انشارجہ تو نہیں۔" اس نے کہا۔

... میں اپنے ملک کے صدر سے دو باتیں کرنا

... لیکن وہ آپ کی بات سنیں گے ہی نہیں... آپ
ہی ریسیور رکھ دیں گے۔"

کوشش ضرور کروں گا۔"

بات ہے... لیکن ذرا جلدی کریں... انشارجہ نے صرف
کی مہلت دی ہے۔"

اچھا۔" ان کے منہ سے نکلا۔

جمشید نے جلدی جلدی نمبر ملائے... اور رابطہ قائم
اپنا نام بتایا... دوسری طرف سے چند سیکنڈ بعد

صاحب آپ سے بات نہیں کرنا چاہتے۔"

سے کہیں... پورے ملک کا مسئلہ ہے... بات کرلیں۔"

آمادہ نہیں ہیں۔"

سے کہیں... اگر آج آپ نے مجھ سے بات نہ کی،

http://www.pakfunplace.com

تو ہو سکتا ہے ... آپ کو بہت پچھتانا پڑے۔"

"میں یہ جملہ ان سے کہہ دیتا ہوں ..." فون پر ... والے نے کہا ... پھر آدھ منٹ بعد جواب ملا:

"وہ کہہ رہے ہیں ... پہلے ہی بہت پچھتا رہا ..."

"اچھی بات ہے ... اب ہم اس دن بات کریں ... جس دن وہ خود ہم سے بات کرنے کے لیے ... گے۔" انھوں نے جھنجلا کر کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔" امین شانی ...

"آپ نے ٹھیک کہا تھا ... آؤ بھئی چلیں۔"

انھوں نے امین شانی سے ہاتھ ملائے اور با... چل دیے ... ان کے گھر کے افراد پہلے ہی ایک ... میں بٹھا دیے گئے تھے ... وہ بھی اس میں بیٹھ گئے ... سب کے چہرے اترے ہوئے تھے ... امین شانی ... ہلا کر انھیں رخصت کیا۔

ان کی گاڑی چل پڑی ... وہ سب خاموش ... کسی کا بھی بولنے کو جی چاہ رہا تھا ...

"میں ابھی تک یہ بات سوچ رہا ہوں ... یہ منصوبہ کس کا ترتیب دیا ہوا ہے۔" مکھن نے کہا۔

"بھئی آشاربہ کے پاس بہت بہت ذہین دماغ ...

... میرا دل کہہ رہا ہے ... کہ منصوبہ ترتیب دینے والا ... ہمارے ملک کے دشمنوں میں سے کوئی ہے۔"

"... ہمیں اس سے کیا ... اب تک تو کوئی سامنے نہیں ... سوال تو یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کو کس طرح بچائیں۔"

"... کیا کر سکتے ہیں ... اس وقت تو ہم بالکل مجبور اور ... ہیں ... کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں رہے ... رام میں رہتے ہوئے تو شاید کچھ کر سکتے تھے، ... گاڑی ہمیں ... غیر آباد جگہ چھوڑ کر واپس آجائے ... زمین ہم پر تنگ کر دی گئی ہے۔"

"... مالک ہے۔" اشفاق نے سرد آہ بھری۔

"... حال ہمارے ملک کا بنا دیا گیا ہے ... وہی ہمارا ... بھی بے یار و مددگار ہو کر رہ گیا ہے اور ہم بھی۔" ... بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"... ہم ... اللہ تعالیٰ کو کیوں بھول رہے ہیں۔" اشفاق ... کہا۔

"... بھول کب رہے ہیں ... توبہ توبہ ..." آفتاب نے اپنے ... ہے ...

"... تو پھر ... اللہ اگر ہماری مدد کرے ... تو پھر ہمیں ... مدد کی ضرورت نہیں رہے گی ... یہی معاملہ ہمارے

http://www.pakfunplace.com

ملک کا ہے:

"امین شانی کا خیال ہے... شارجستان آج رات
گا... اور کرے گا بھی پوری قوت کے ساتھ...
وسائل کے ساتھ... انشارجہ نے شاید اس کی طرف
انبار لگا دیے ہوں گے۔"

"کوئی پروا نہیں... اگر ہماری فوج نے ہمت
ہم ان حالات میں بھی انشارجہ کا مقابلہ کرنے
ہیں۔" انھوں نے کہا۔

ان کی گاڑی چلتی رہی... تین گھنٹے سفر
نے کہا:

"آپ لوگ یہاں اتر جائیں... یہی ہماری
سرحد ہے... اب آپ لوگ اس حد کے اندر نہیں
آئیں گے تو آپ کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا

"اور آپ... آپ یہ گاڑی واپس لے جائیں"

"ہاں! گاڑی تو میں واپس لے جاؤں گا۔" اس

"مہربانی فرما کر گاڑی یہیں چھوڑ جائیں... ہم ا
ذریعے ادھر ادھر جانے کی کوشش تو کر سکیں گے
لیکن کب تک... اس میں آخر پٹرول ختم ہو

"اس کی فکر چھوڑیں، اور گاڑی یہاں رہنے دیں

"مجھے یہی حکم ہے کہ گاڑی واپس لائی جائے۔"

"ہم گاڑی نہیں جانے دیں گے۔" انسپکٹر جمشید

طلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

تعلقات امین شانی ختم کر چکا ہے... اس نے
ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے...
وں کا طریقہ نہیں... لہذا اب ہم اتنی سی
کر ہی سکتے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

ہمیں اکیلا سمجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔" ڈرائیور نے
ا۔

بات نہیں... ہم جانتے ہیں... یہ سرحد ہے... یہاں
ضرور ہوں گے... لہذا ہم درخواست کر رہے ہیں
ہیں دے دیں... اگر نہیں دیں گے تو ہم آپ
پ کے چند فوجیوں سے نبٹ لیں گے۔"

بات ہے۔" ڈرائیور نے جھلا کر کہا اور کچھ
نے منہ کھولا ہی تھا کہ انسپکٹر جمشید نے اس کے
رکھ دیا... اور پھر اس کے سر پر دوسرے ہاتھ
کر دی... وہ فوراً بے ہوش ہو گیا... انھوں نے
سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ

http://www.pakfunplace.com

گئے... دوسرے لمحے گاڑی تیزی سے آگے بڑھی... و
کھڑے فوجیوں کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ گاڑی کے
کیا پروگرام ہے... وہ تو امین شاہی کا یہ حکم لایا
لوگوں کو سرحد پار پہنچانا ہے اور واپس ریاست
ہونے کی انھیں اجازت نہیں ہے... اس حکم
رہ گئی تھی کہ گاڑی اور گاڑی کا ڈرائیور واپس آ
لہٰذا انھوں نے کوئی توجہ نہ دی... اور گاڑی سر
ہوتی چلی گئی... آدھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد
گاڑی روک دی... ان کے سامنے ایک سبزہ زار
سبزہ زار کے دوسری طرف ایک جھیل بھی نظر
"ٹھہرنے کے لیے یہ بہترین جگہ ہے۔" محمود
ہو کر کہا۔

"لیکن ڈرائیور کا کیا کریں۔" آصف بولا۔
"ابھی ہمیں اس سے کام لینا ہے... لہٰذا یہاں
ہی رہے گا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔
"لیکن ابا جان... جب یہ واپس نہیں پہنچے گا تو ا
اس کی تلاش میں اپنے آدمی دوڑائے گا اور وہ ہم
جائیں گے۔"
"ابھی اس میں وقت لگے گا... چلیے تو ہمیں ا

... کے چھینٹوں سے اسے جلد ہی ہوش آگیا۔
... کے اس طرف یہ علاقہ کس کا ہے۔" انسپکٹر جمشید

... سے کافی دور قبائلی لوگ آباد ہیں... ان کی کوئی
... کوئی ریاست نہیں، کوئی سرحد وغیرہ نہیں،
... کی زندگی بسر کرتے ہیں... کوئی حملہ آور تنگ
... جگہ سے کہیں اور چلے جاتے ہیں... لیکن چونکہ
... بنجر ہے... اور بے آباد ہے... اس لیے حملہ
... اس جگہ پر قابض رہ سکتے ہیں... لہٰذا جب وہ
... ہیں تو قبائلی پھر آکر آباد ہو جاتے ہیں۔"
... ت تو سمجھ میں آگئی... لیکن یہ علاقہ بنجر کس طرح
... کہ ہم دیکھ رہے ہیں... یہاں بہت خوب صورت
... زار موجود ہے... پانی کا ذخیرہ بھی موجود ہے،
... کسی چشمے سے بنی ہے۔"
... اس پورے علاقہ میں بس یہی ایک سبزہ زار ہے،
... جائیں گے تو صرف ریگستان نظر آئے گا اور بس
... ٹکڑے پر قبضہ کرنے کے لیے تو یہاں فوج تیں

http://www.pakfunplace.com

"گویا یہ علاقہ قبائلیوں کا بن کر رہ گیا ہے۔"
"ہاں! اب آپ لوگ بھی قبائلیوں کی زندگی..."
"لیکن یہ لوگ کھاتے پیتے کیا ہیں...؟" پروفیسر
گھبرا کر کہا۔
سب لوگ مسکرا دیے...
"اس جگہ کے اطراف میں آخر لوگ آباد ہیں،
پاس جاتے ہیں... ان سے کام حاصل کرتے ہیں
وغیرہ، اس طرح جو مزدوری ملتی ہے... اس سے
زندگی خرید لیتے ہیں۔"
"تب تو ٹھیک ہے... زندگی کے جتنے دن
بھی یہیں گزار لیں گے..." فاروق نے خوش ہو کر
"لیکن اس میں خوشی کی کیا بات ہے۔" آفتاب
میں حیرت تھی۔
"خوشی کی بات یہ ہے کہ اب نہ کیس ہوں گے
نہ... بس... مزدوری کی... کھایا پیا اور
اس نے کہا۔
"لیکن بھئی... انسان کو اس لیے پیدا نہیں کیا
کمانے لگائے اور بس۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے
"ہم اپنے حصے کا کام کر بھی تو چکے ہیں انکل

کرنا بھی غلط ہو گا... اس لیے کہ جب تک انسان کی
ہے... اسے اپنے دین، اپنے ملک اور اپنی قوم کے
کرنا ہو گا... کرتے رہنا ہو گا۔" انسپکٹر جمشید
"چلیے یونہی سہی..." فاروق نے مایوسانہ انداز میں
اچکائے۔
"...سے شربلیا جانے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے...؟"
کامران مرزا نے پوچھا۔
"بھلا کیا طریقہ ہو سکتا ہے... ایک طرح سے یہاں
لوگوں کو ساری دنیا سے کاٹ دیا گیا ہے۔"
"...ہیں کاٹ دیا گیا ہے..." خان رحمان کے لہجے میں
تھی۔
"ہاں اور کیا... آپ کے پاس کسی ملک کی شہریت
ہے... لہٰذا آپ کس طرح کہیں جا سکتے ہیں۔"
"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔
"آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں یا اپنے گھر جانا؟"
"بھلا کون ایسا ہو گا... جو اپنے گھر جانا پسند نہیں
...؟"
"آپ جا سکتے ہیں... لیکن سوال یہ ہے کہ آپ جائیں

http://www.pakurnplace.com

گے کیسے... یہ گاڑی تو ہم لے جانے نہیں دیں گے

…تت... تو... میں... پیدل... کس طرح جا سک…

اس نے کہا۔

"ایک دو دن تک پیدل چلنے کے بعد آخر پہنچ جائیں گے۔"

"ن... نہیں... میں اس قدر پیدل نہیں چل … مہربانی فرما کر مجھے چھوڑ آئیں۔"

"اور سرحد پر گرفتار ہو جائیں۔" فرزانہ نے … لہجے میں کہا۔

"بالکل نہیں... سرحد سے کافی دور مجھے اتار … گا۔" وہ بولا۔

"تب بھی آپ سرحد پر پہنچ کر ہماری رپورٹ … کریں گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں... نہیں رپورٹ کروں گا … یہ کہوں گا... کہ آپ لوگوں کو سرحد پار پہنچا …"

"بھئی سوچ لو... اگر تم نے دھوکا کیا تو پھر … کچھ ہو جائے... تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"آؤ... ہم تمہیں مناسب حد تک آگے چھوڑ…"

"…بہت شکریہ۔" وہ خوش ہو گیا۔

"…وعدہ یاد رکھنا دوست... ہم تمہیں مار کر یہاں دفن … سکتے تھے... لیکن ہم لوگ بلا وجہ خون بہانے کے … ہیں۔"

"… کریں... لیکن میرے لیے ایک الجھن ہے۔" … پریشان ہو کر کہا۔

"… وہ کیا؟"

"…کے بارے میں میں کیا بتاؤں گا؟"

"… ہمیں یقین آ گیا... تم وہی کہو گے... جو ہم جانتے … تم چکر دینے کے چکر میں ہوتے تو پھر گاڑی کا … کرتے... سنو بھئی... گاڑی کسی کھڈ میں تو … ہے... اور تم چھلانگ لگا کر اپنی زندگی بچا …"

"… میں سمجھ گیا..." اس نے خوش ہو کر کہا۔

… سرحد کے نزدیک پہنچ کر وہ واپس لوٹے۔

"… پاس آرام کرنے کے لیے بالکل وقت نہیں … انٹارجہ کے صدر اور قیدیوں کے تبادلے سے … تریلیا پہنچنا ہے..." انسپکٹر جمشید نے آتے

http://www.pakfunplace.com

ہی کہا۔

"یہ... بھلا کس طرح ہو سکتا ہے جمشید۔" پروفیسر
بولے۔

"میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے
لیکن یہ ہونا چاہیے... عورتوں اور بچوں کو ہم ...
جا رہے ہیں... ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو ...
بہت جلد واپسی ہو گی... ورنہ یہ صبر سے ...
انتظار کریں... جبانیوں کی طرف سے اگر ...
تو یہ اپنی حفاظت خود کریں گے... اور خود ...
حاصل کریں گے... آؤ بھئی چلیں۔"

"لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں۔"

"اس وقت ہم جس ملک یا ریاست ...
اس کے شہر میں جا رہے ہیں... شہر جا کر ...
جانے کے سلسلے میں کچھ کر سکتے ہیں۔" انھوں ...
جلدی کہا۔

اور پھر اس پروگرام کے مطابق وہ وہاں سے ...
گئے... یہاں تک کہ شہر کے نزدیک پہنچ گئے۔
باہر ہی انھوں نے درختوں کے ایک جھنڈ میں ...
بنایا...

"انسپکٹر کامران مرزا آپ شہر جا کر کسی کام کے آدمی کو
... لے آئیں... جس سے ہم معلومات حاصل کر سکیں اور
... کی مدد بھی لے سکیں۔"

"اچھی بات ہے... میں گاڑی لے جاتا ہوں۔" انھوں
... کہا۔

"ٹھیک ہے۔"

انسپکٹر کامران مرزا اٹھے اور گاڑی میں بیٹھ گئے...

"لیکن کامران مرزا اکیلے کیوں جائیں... ان کے ساتھ ایک
آدمی اور کیوں نہ جائیں۔"

"ہمیں دوسروں کی نظروں سے بچنا ہے... جتنے آدمی جائیں گے
... اتنے نظروں میں آئیں گے..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور گاڑی
بڑھا لے گئے۔

آندھی اور طوفان کی رفتار سے چلتے وہ شہر کے اندر
... گئے... شہر بہت بارونق تھا... اس کی دکانوں سے
انھوں نے اندازہ لگا لیا کہ شہر بڑا ہے... یہاں ضرور
... پورٹ ہو گا... ایک محفوظ جگہ انھوں نے گاڑی
... لی، اور نیچے اتر کر ارد گرد کا جائزہ لیا... ایسے
... ان کی نظر ایک دکان سے نکلتے آدمی پر پڑی...

http://www.pakfunplace.com

کئی ہاتھ اسے سلام کرنے کے لیے اٹھ گئے... وہ انگلی کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیتا تیزی سے پارک کی طرف آیا اور انسپکٹر کامران مرزا فوراً اس کے ... میں آ گئے۔

"کیا ہے؟... تم تو کوئی غیر ملکی لگتے ہو۔" اس نے ... لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! میرے پاس آپ کے لیے ایک خاص ... ہے... آپ بس اس چیز کو ایک نظر دیکھ لیں۔"

"مجھے فرصت نہیں۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھنے ...

"آپ نے اس قدر نادر چیز پہلے نہیں دیکھی ہو گی... میرا دعویٰ ہے... یقین ہے اس کی جھلک دکھا دیتا ہوں" یہ کہہ کر انھوں نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا ... باہر نکلا تو اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں... کہ ان کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"یہ بے آواز بھی ہے۔"

"تت... تم کیا چاہتے ہو؟"

"میرے آگے آگے چلو... ذرا بھی غلط حرکت کی ... جسم میں کئی روشن دان بن جائیں گے اور ان روشن ... کو بند بھی نہیں کیا جا سکے گا... کیونکہ جب تک بند

انتظام کیا جائے گا... تمھاری روح پرواز کر چکی ہو گی۔" یہ ... انھوں نے انتہائی سرد آواز میں کہا۔

وہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا... اور آگے آگے چلنے لگا، ... کامران مرزا اسے اپنی گاڑی تک لے آئے... انھوں ... گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور انھیں اس میں بیٹھنے کا کہا... پستول انھوں نے اب جیب میں رکھ لیا تھا... لیکن ... بھی ان کی انگلی ٹریگر پر تھی۔

وہ کار میں بیٹھ گیا... ساتھ ہی اس کی گردن پر ایک ... زور سے لگا اور وہ بالکل بے ہوش ہو گیا تھا... ... ہی لمحے ان کی گاڑی واپس اڑی جا رہی تھی... ... ساتھیوں کے درمیان پہنچ کر انھوں نے پچھلا دروازہ ... اور حیرت زدہ رہ گئے...

خالی دھکا

وہ شخص ہاتھ میں ایک پستول لیے بیٹھا تھا...

کامران مرزا اس کی تلاشی نہیں لے سکے تھے...

موقع ملا تھا۔

"اب تم ہاتھ اوپر اٹھا دو اور مجھے بتاؤ...

کیا ہے۔"

"یہ لیجیے... ہم نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے..." انسپکٹر

مرزا مسکرائے... اور سب کے ہاتھ اٹھ گئے۔

وہ فخریہ انداز میں گاڑی سے باہر نکلا اور ان پر

نظر ڈالی... اسی وقت پستول اس کے ہاتھ سے نکل

وہ حیرت زدہ رہ گیا... اس کی سمجھ میں یہ نہ

پستول کس طرح ہاتھ سے نکلا۔

"کہیے جناب کیسی رہی۔"

"تم لوگ تو پرانے کھلاڑی لگتے ہو... میں نے شاید

کسی پر پستول تانا تھا..." اس نے شرمندہ ہو کر کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں... آپ سے ہمیں آپ سے کچھ کام

آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کریں گے، آپ

دور پر اپنے گھر جا سکیں گے... ہم اس وقت مصیبت

... اگر آپ نے ہماری مدد کی تو ان شاء اللہ ہم

کے آنے کی کوشش کریں گے... سب سے پہلے

نام بتائیں۔"

"نام شوبرائی ہے۔"

"مسٹر شوبرائی... کامیابی سے شریلیا کا فاصلہ کتنا

فاصلہ ہے... ہوائی جہاز سے دو گھنٹے لگتے ہیں۔"

"خوب! ہم فوراً شریلیا جانا چاہتے ہیں... اس کی کیا

سکتی ہے۔"

"ہوائی جہاز سے چلے جائیں... کاغذات آپ کے

ہونے چاہییں... اور کرایہ بھی۔"

"ہمارے پاس ہیں... ان کی فکر نہ کریں، اور

مشکل ہے۔"

کہ ہم اس ملک میں زبردستی دھکیلے گئے ہیں، گویا

http://www.pakfunplace.com

غیر قانونی آئے ہیں۔"

"اوہ اچھا! یہ بات ہے... پہلے آپ مجھے
بتائیں، پھر میں کوئی مشورہ دے سکوں گا۔"

انسپکٹر جمشید نے تفصیل سنا دی... وہ سوچ
پھر بولا:

"ہماری حکومت کو آپ لوگوں کے بارے میں
ہیں کہ اگر ملک میں کسی طرح داخل ہو جائیں تو
دھکیل دیے جائیں۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... لیکن ہم لوگ میک
اگر آپ یہ بات راز میں رکھ کر ہماری ملاقات
جہاز راں کمپنی سے کرا دیں تو شاید ہمارا مسئلہ حل
یہ آپ یقین کر لیں تو ہم بالکل بے گناہ ہیں
انشاریہ کے صدر کو اغوا کیا بھی ہے تو انتہائی
حالت میں... یوں سمجھیں... ہمیں بلیک میل
"ہوں! خیر میں آپ کے کام آنے کی کوشش
آپ لوگ اس گاڑی میں بند ہو جائیں... اب
چلاؤں گا... مجھے کوئی نہیں پوچھے گا کہ کہاں
سے لایا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ... ہمیں اُمید ہے... آپ

ہوں نے آپ کے کام آنے کا فیصلہ کر لیا ہے...
کر میں آپ لوگوں سے اور آپ کے کارناموں
طرح واقف ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

واہ! یہ تو بہت مزے دار بات ہو گئی۔" فاروق نے

کہا۔

کا وقت نہیں ہے... جہاز میں کرتے رہنا۔" انسپکٹر
منہ بنایا۔

وہ سب فوراً گاڑی میں سوار ہو گئے... ایک گھنٹے بعد
اور آدمی کے سامنے بیٹھے تھے... مسٹر شوبرانی اسے
صورتِ حال سمجھا چکے تھے۔

معاوضہ تین گنا لوں گا... کیوں کہ اگر یہ پھنسے تو مجھے
ہو گا۔" اس آدمی نے کہا۔

کوئی اعتراض نہیں... آپ بتائیں... ہمیں کتنی رقم
ہو گی؟"

اس نے حساب لگا کر رقم بتائی... خان رحمان نے ایک
جیب سے ٹریولر چیک نکالے اور ایک چیک
طرف بڑھا دیا، ساتھ ہی بولے:
باقی بھی آپ ہی رکھیں۔"

http://www.pakurduplace.com

"اوہ شکریہ!" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن شرط یہ ہے کہ اب ہمیں دھوکا نہیں دیں گے … دینے کی کوشش کی گئی تو پھر ہم بھی کسی بات کی پروا … نہیں کریں گے۔"

"آپ بے فکر رہیں، جو بات طے کر لی… اس پر ک… گا۔" یہ کہہ کر وہ شوبرانی کی طرف مڑا:

"مسٹر شوبرانی آپ تو جائیں اور ان کی یہ گاڑی … جائیں۔"

"اوہ، لیکن میں گاڑی کا کیا کروں گا۔"

"کہیں چھوڑ دیجیے گا۔" اس نے کہا۔

"اوہ اچھا۔"

آدھ گھنٹے بعد وہ ایک جہاز میں بیٹھے شریلیا کی … کر رہے تھے:

"لیکن ابا جان شریلیا ایئر پورٹ پر سخت چیکنگ …" … نے کہا۔

"ہمارے کاغذات بالکل نئے ہیں… پہلے والے … لہذا تم فکر نہ کرو۔"

"اگر آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتا… ویسے تو ہم جتنی … کریں، کم ہے… آخر ہم اپنے ملک کو کس طرح ب…"

… لگنے والے خوف ناک ترین الزام سے کس طرح نجات … کر سکتے ہیں۔" فرزانہ نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"… لوگوں نے اب تک ایک بات پر غور نہیں کیا… جب … غور کر لو گے تو پھر یہ ممکن نظر آنے لگے گا۔"

"… کس بات پر۔"

"… سارے واقعات اتفاقیہ نہیں ہیں… منصوبہ بنایا … گیا۔"

"… تب پھر… اس سے کیا بات ثابت ہوتی ہے۔"

"… بالکل سامنے کی بات ہے… اس لیے میں نہیں بتاؤں … انھوں نے منصوبہ بنایا۔"

"… بالکل سامنے کی… بالکل سامنے تو اس وقت ہمارے … پروفیسر انکل ہیں۔" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

"لیکن بھئی میں پروفیسر ہوں… بات نہیں ہوں۔"

"ہاں یہ تو ہے انکل۔"

"ہم نے جہاز راں کمپنی کے مالک سے سودا بھی واپسی کا کیا … گویا ہمیں واپس بھی اسی جہاز پر آنا ہے… کیا ہم … کر سکیں گے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"پتا نہیں آپ کے ذہن میں کیا ہے…" فرحت نے پریشانی …

http://www.pakfunplace.com

کے عالم میں کہا۔

"تم لوگ بس چہکتے رہو۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"کیسے چہکیں ابا جان... ملک اس وقت اس قدر خطرے میں ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے... اور یہ ہماری وجہ سے ہوا... ادھر آج رات صدر واپس انشاء اللہ گا... ایسی صورت میں ہم کیا کر سکیں گے۔"

"بس دیکھتے جاؤ۔"

"دیکھتے جانا کوئی مشکل کام نہیں... ہم آپ کے عمل کریں گے۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"تم لوگوں کو کام بھی کرنا پڑے گا... بلکہ دیکھا جائے تو کا وقت ہی اب آیا ہے۔"

"شکریہ... کام کا وقت تو آیا... ہم تو کام کے انتظار میں سوکھ کر کانٹا بن چلے تھے۔"

"بالکل غلط... تم سوکھ کر کانٹا ہرگز نہیں بنے... تازہ نظر آ رہے ہو... البتہ پروفیسر انکل کچھ تھکے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"وہ اس لیے کہ مجھے بھوک لگی ہے۔"

"اوہ! تو اس میں فکر کی کیا بات ہے... جہاز میں کچھ ہے۔"

غلط ہے... مجھے دراصل تمہاری چٹ پٹی باتوں کی بھوک ہی ہے۔"

انکل... یہ بات تو شاید آپ نے پہلی بار کی ہے۔" محمود ہو کر کہا۔

اس قسم کی مہم پر بھی تو ہم پہلی بار ہی نکلے ہیں۔" پروفیسر مسکرائے۔

پائلٹ نے اعلان کیا:

لوگ پہنچنے والے ہیں۔"

اتنی جلدی۔"

جلدی نہیں... اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھ لیں... دو گھنٹے ہیں... آپ لوگ باتوں میں محو رہے ہیں نا۔"

نہیں جناب... آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے... ہم نے تو باتیں کی ہیں۔"

آپ کی گھڑیاں غلط ہیں... آپ ابھی دیکھ ہی لیں گے لیا ہے... اور ہم ایئرپورٹ پر اترنے والے ہیں۔"

حیرت ہے... کمال ہے۔"

پھر خریدا اس ملک سے بہت لوڈ رہا ہو گا... کے مالک نے زیادہ کرایہ وصول کرنے کے لیے یہ ڈھونگ ہو گا۔" شوکی نے جل کر کہا۔

http://www.pakfunplace.com

"اوہ ہاں... شاید یہی بات ہے... لیکن ہمیں اس وقت ... کی نہیں... اپنی مہم کی فکر ہے... لہٰذا ہم کمپنی کے ... کرتے ہیں۔"

پائلٹ نے کچھ نہ کہا... شاید بات تھی بھی یہی... [illegible] کہتا... آخر جہاز ایئرپورٹ پر اتر گیا... ان کے کاغذات ... کیے گئے... آخر انھیں گزر جانے کی اجازت دے دی...

باہر انھیں چار ٹیکسیاں لینا پڑیں۔

"ایوانِ صدر چلنا ہے... جہاں آج صدر اور ... تبادلہ ہو رہا ہے... سنا ہے اس تبادلے کو سب ... آنکھوں سے دیکھیں گے۔"

"جی ہاں! یہ منظر سب کو دکھایا جائے گا... بلکہ ... بھی پروگرام دیکھا جا سکے گا۔"

"بس ہم بھی وہی منظر دیکھنا چاہتے ہیں۔"

ٹیکسیاں چل دیں... جلد ہی وہ ایوانِ صدر کے سامنے ... تھے... ایوان کو آج دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور ... بہت سے لوگ نظر آ رہے تھے... وہ ان میں سے گزر کر ... بڑھنے لگے... ٹیکسیوں کو انھوں نے روک لیا تھا... کرنے کا کرایہ بھی دے دیا گیا تھا...

عمارت کے سامنے عوام کا ہجوم بڑھتا ہی جا رہا ...

... کے گرد فوج کا زبردست پہرہ تھا... انھوں نے گھوم کر ... کا جائزہ لیا... اس کے پچھلی طرف کوئی بھی نہیں تھا... البتہ ... بھی ضرور موجود تھے...

... اندر داخل ہونے کا خطرہ مول نہیں لیں گے... صدر صاحب ... بنٹ لیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے انسپکٹر کامران مرزا ... کہا۔

"... خیال ہے... باقی ساتھیوں کو بھی پروگرام بتا دینا ... تاکہ یہ بھی صورتِ حال سے باخبر رہیں۔"

"... ٹھیک ہے... سنیے بھئی... ہم صدر کو اغوا کرنے ... چاہتے ہیں۔"

"... کیا کہا۔" ان کے منہ سے دبی آواز میں نکلا۔

"... اس کے بغیر چارہ نہیں... یہ تبادلہ نہیں ہونا ..."

"لیکن یہ کس طرح ہو گا... جہاز میں ایک تائم آدمی کس ... جا سکیں گے۔"

"... کے لیے بھی پروگرام بنا لیا گیا ہے... بس فی الحال ... ایک ادھر ہی رہ جائے گا... حالات معمول پر ... اسے بلا لیں گے۔"

"اور آپ کس کو یہاں چھوڑیں گے۔" محمود نے پریشان

ہو کر کہا۔

"انشارجہ کے صدر کے قد و قامت کے دو آدمی ۔۔۔
موجود ہیں ... خان رحمان اور منور علی خان۔"

"تب پھر میں یہاں ٹھہروں گا ... یہ ساری ۔۔۔
وجہ سے آئی ہے۔" منور علی خان نے فوراً کہا۔

"نہیں! میں ٹھہروں گا ... آپ پہلے ہی بہت ۔۔۔
جھیل چکے ہیں۔" خان رحمان نے کہا۔

"لڑنے کی ضرورت نہیں ... قرعہ ڈال لیں ۔۔۔
مسکرا کر کہا۔

اس کی ترکیب پر عمل کیا گیا ... منور علی خان ۔۔۔

"لیکن انکل ... آپ انشارجہ کے صدر پر انکل کو ۔۔۔
کس طرح کریں گے ... میرا مطلب ہے ... اتنا موقع ۔۔۔
طرح ملے گا ..." فرزانہ نے کہا۔

"بس یہی سب سے بڑی الجھن ہے ... جس کا کوئی ۔۔۔
اب تک تلاش نہیں کر سکا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ ۔۔۔

"اور نہ میں سوچ سکا۔"

"تو آپ فرحت اور فرزانہ کو دعوت دیجیے ۔۔۔
کی دعوت" محمود نے کہا۔

"ہم تو سب کو دعوت دے دیتے ہیں ... جہاں ۔۔۔

... " انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

... سوچ میں ڈوب گئے ... آخر فرزانہ کی آواز ابھری:

"... بابا ... سوجھ گئی ترکیب۔"

"... ایک بے چاری اور کر بھی کیا سکتی ہے ... مرتی کیا
... سوجھ گئی۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"... میں تو یہ کہا کرتا ہوں کہ ترکیبیں تو ان کے آگے
... ہیں۔"

"... پہلے سن تو لو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جھلا کر کہا۔

"... یہ ہے کہ چاروں میں سے ایک ٹیکسی ڈرائیور پر ہاتھ
... دیا جائے۔"

"... خوب۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

"... ہم نہیں سمجھے ... اس سے کیا ہو گا۔" پروفیسر بولے
"... ٹیکسی پر ہمارا قبضہ ہو گا ... لہٰذا ایئر پورٹ پہنچنے
... کا حلیہ منور علی خان والا ہو جائے گا۔"

"... " ان کے منہ سے نکلا۔

"... پھر اب ہمیں دروازے کی طرف چلنا چاہیے۔" انسپکٹر
... کہا۔

... دروازے کی طرف آ گئے ... یہاں ہجوم اور بھی زیادہ
... انسپکٹر جمشید نے پروگرام پہلے ہی سمجھا دیا تھا،

http://www.pakfunplace.com

اب صرف صدر کے باہر نکلنے کا انتظار تھا... آخر
کیا گیا...

"قیدیوں کو ایر پورٹ سے ایوانِ صدر لایا
وہ کوئی دم میں یہاں پہنچنے والے ہیں... لہٰذا ان
راستا چھوڑ دیا جائے... جونہی قیدی یہاں پہنچیں
اطمینان ہو گیا کہ واقعی یہ ہمارے آدمی ہیں... ہم
کے لیے دروازہ کھول دیں گے... انھیں لے
جو لوگ آئے ہوئے ہیں... وہ انھیں کار میں
ایر پورٹ تک لے جائیں گے... لہٰذا وہاں
خالی کر دیا جائے۔"

لوگوں نے راستا چھوڑ دیا... جلد ہی ایک بڑی
نظر آئی... دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئی
میں سے قیدی اترنے لگے... کیمروں کی روشنیاں
لگیں، اَن گنت اخباری نمایندوں نے ان کی
یہاں تک کہ قیدی اندر چلے گئے... پندرہ منٹ
کیا گیا:

"انشارجہ نے بالکل درست آدمی بھیجے ہیں، ان
کے صدر کو رہا کر رہے ہیں... ان کے لیے ایک
جہاز بالکل تیار کھڑا ہے... شکریہ۔"

منٹ بعد دروازہ کھلا اور انشارجہ کا صدر باہر آتا نظر آیا،
اخباری نمایندے حرکت میں آ گئے اور تصاویر
لے... یہاں تک کہ صدر آگے بڑھے... ان کے لیے
سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی گئی تھی...

چند فائر ہوئے اور ایوانِ صدر تاریکی میں ڈوب
خوف ناک قسم کا شور گونجا اور بھگدڑ مچ گئی... انسپکٹر
ہونے سے پہلے صدر کی کلائی پر ہاتھ جما چکے
نے فوراً اس کی گردن پر ایک ہلکا سا ہاتھ
اسے کندھے پر اٹھا لیا... اب وہ فوراً ٹیکسیوں
ڈھے، ان کے باقی ساتھی پہلے ہی اس طرف کا
تھے... اندھیرے میں بھی وہ ٹیکسیوں تک پہنچ
کے ڈرائیوروں نے لائٹس جلا رکھے تھے... یہ بھی
تھی... انھوں نے پہلے ہی ان سے کہہ دیا
بھی قسم کی گڑبڑ کی صورت میں وہ لائٹس آن
تاکہ وہ ان تک پہنچ جائیں... لہٰذا وہ آسانی
تک پہنچ گئے... اس بھگدڑ میں کسی نے بھی کار
توجہ نہ دی... تاریکی میں یوں بھی کاروں
آ کر کیا کرتا... وہاں تو آپا دھاپی پڑی ہوئی
اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے... لہٰذا وہ

http://www.pakfunplace.com

آن کی آن میں ٹیکسیوں میں بیٹھ گئے:

"یہاں تو کام خراب ہو گیا ہے... واپس

چلیں۔"

"ایرپورٹ۔" ایک ڈرائیور کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! یا تو انشارجہ کے صدر کو اغوا کر لیا

یا اسے مار ڈالا گیا ہے... اب اس ملک میں ان

گا... لہٰذا ہم ٹھہر کر کیا کریں گے... فوری طور

پسند کریں گے۔"

ٹیکسی ڈرائیور بھلا کیا کہتے... ایرپورٹ کی طرف

گئے... اس دوران انسپکٹر جمشید اپنے والے ٹیکسی

نکال چکے تھے... وہ اب پچھلے حصے میں بے

انسپکٹر کامران مرزا نے اس کی ٹوپی سر پر رکھ لی

ہے وہ ٹیکسی ڈرائیور ہی نظر آئیں... انھوں نے

سب سے پیچھے رکھی تھی... باقی لوگ ڈرائیور

میں لگے رہے اور انھیں یہ احساس تک نہ ہو

ٹیکسی میں کیا خیال پکایا جا رہا ہے... وہاں ان

بے ہوش صدر کے چہرے پر منور علی خان کا

رہے تھے... یہ کام جلد ختم ہونے والا نہیں

پھر بھی احساس تھا کہ ان کے پاس بہت کم

بلا کی رفتار سے کام کر رہے تھے... آخر ادھر ایر

... ادھر میک اپ مکمل ہوا اور ادھر صدر کو

آ گیا۔

کہاں ہوں؟"

لوگوں کے درمیان... آپ کو ہم اس ہجوم سے نکال

نکلتے تو آپ کی ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔"

بہت بہت شکریہ... آخر وہ کون لوگ تھے...

لاتیں بے کار کی تھیں۔"

ان باتوں کا نہیں... ہمیں پہلے جہاز میں سوار ہونا

آپ کو ساری تفصیل سنائیں گے۔"

اچھا..." اس نے کہا... پھر چونک کر بولا:

تم لوگوں کے چہرے میرے لیے بالکل نئے ہیں۔"

نہیں... ہم اس وقت میک اپ میں ہیں۔"

میک اپ میں آنے کا تو پروگرام نہیں تھا۔" اس

کے عالم میں کہا۔

وقت پر پروگرام میں تبدیلی کی گئی۔" انسپکٹر جمشید

آواز بدل کر بول رہے تھے۔

کیوں؟"

خطرات سے بچنے کے لیے... خطرات محسوس کیے گئے

تھے... اور یہ بات اب ثابت ہو چکی ہے کہ یہ ا[illegible]
نہیں تھے۔"

"ہوں... خیر..." اس نے کہا اور خاموشی چھا[illegible]
آخر ٹیکسی ایئر پورٹ پر پہنچی... باقی تین چلے [illegible]
تھیں، اور ہدایات کے مطابق انھوں نے رکنے [illegible]
نہیں کی تھی... بلکہ وہ ان سے پہلے ہی جہاز [illegible]
چکے تھے...

اب انھوں نے صدر کو ساتھ لیا... اور ا[illegible]
بڑھے... صدر کو اگلی سیٹ پر بٹھایا گیا تھا... [illegible]
جمشید نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کیا تھا... اس
کو بے ہوش ڈرائیور کے بارے میں علم نہ ہو سکا...
ساتھ لے کر اندر کی طرف چلے... کاغذات ان [illegible]
میں تھے... ان پر سرسری نظر ڈالی گئی... اور ا[illegible]
جہاز تک پہنچ گئے... ایسے میں انھوں نے ایک [illegible]
تیزی سے دوڑ کر جہاز کی طرف آتے دیکھا...

"یہ شخص سیدھا ہمارے جہاز کی طرف آ رہا [illegible]
فوراً اسٹارٹ کر دیا جائے۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"ہاں! شاید یہ کوئی دشمن ہے۔" انسپکٹر کامران [illegible]
جہاز کا انجن جاگ گیا... لیکن ابھی سیڑھی نہیں [illegible]

[illegible] نزدیک آ گیا اور تیزی سے سیڑھی چڑھنے لگا۔
[illegible] اگر چاہیں تو اسے دھکا دے کر نیچے گرا سکتے ہیں۔"
[illegible] نے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف مشورے کے
[illegible] کہا۔

"ہم ایسا ہی کریں گے... اسے جہاز میں داخل نہیں ہونے
[illegible] ایئر پورٹ کے ملازم سیڑھی ہٹانے آ رہے ہیں...
[illegible] دینے میں دیر ہو گئی... ورنہ یہ شخص سیڑھی کے
[illegible] آنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتا تھا۔" انسپکٹر کامران

[illegible]

اسی وقت وہ دروازے تک پہنچ گیا... اس نے اندر
[illegible] چھلانگ لگائی... انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید
[illegible] اسے دھکا دیا... اور دھک سے رہ گئے۔
[illegible] ان کا دھکا خالی گیا تھا... اور وہ اندر جا کر گرا تھا،
[illegible] سیڑھی ہٹا لی گئی... ادھر پائلٹ نے جہاز کا دروازہ
[illegible] دیا...

گرنے والا

فوری طور پر جہاز حرکت میں آ گیا اور رن وے …
لگا:

"اب اتنا وقت نہیں کہ ہم اسے اٹھا کر …" خان رحمان نے منہ بنا کر کہا۔

"ویسے بھی تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے…" اندر … والا مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولے۔

"مطلب یہ کہ… تم مل کر مجھے نیچے پھینکنے کی … دیکھ لو… مجھے نہیں پھینک سکو گے…" اس نے …

"ارے میاں جاؤ… بہت دیکھے ہیں تم … تو ہم میں سے صرف ایک نیچے پھینک سکتا ہے…"

"تب تو یہ بہت آسان کام ہے… چلو شر… سب سے پہلے کون کوشش کرے گا۔" اس نے …

"ہم یہ کام نہیں کریں گے… بلکہ تم سے یہ پوچھیں … ہو کون… اور کیا چاہتے ہو۔"

"…ریہ کے صدر کی واپسی… جہاز واپس لے چلو… یہ … ائیں گے اور کہیں نہیں جائیں گے۔"

"ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"… ایسا کرنا پڑے گا… مسٹر پائلٹ… تم نے … واپس وہیں لے چلو، جہاں سے اس کو دوڑانا … تھا۔"

"جہاز ان لوگوں نے کرائے پر لے رکھا ہے… لہٰذا … کے احکامات کی تعمیل کر سکتا ہوں۔" پائلٹ کی …

"… بات ہے… تو پھر کان کھول کر سن لو… تم … حکم ماننے پر مجبور ہو جاؤ گے… تم اس جہاز … واپس لے کر جاؤ گے۔"

"… نہیں… آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" پائلٹ کے … تھی۔

"… جاؤ گے… میں تم تک آ رہا ہوں۔" اس نے … اور اگلے حصے کی طرف بڑھا۔

"ارے…" انسپکٹر کامران مرزا چلائے۔

http://www.paktunplace.com

اودھر محمود نے اپنی سرکاری ٹانگ آگے کی...
وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا... اجنبی اس کی...
صاف بچ گیا تھا... بلکہ بچ کیا گیا تھا... اس...
گیا تھا... تاہم آگے اس کے راستے میں فاروق...
رہا تھا...

"اس میں شک نہیں دوست کہ تم بہت...
میرے بھائی کی سرکاری ٹانگ سے بچنا آسا...
لیکن جو اس کی ٹانگ سے بچ نکلتا ہے...
مکوں کی بارش میں ڈوب جاتا ہے۔"

"واہ واہ... فاروق... شاعری کا بھوت تو...
تم پر..." پروفیسر داؤد نے خوش ہو کر کہا۔

"میں ذرا نثر میں شاعری کرنے کا عادی...

یہ کہہ کر وہ اچھلا اور اجنبی کے ناک پر ا...
مارا... لیکن اگر اس کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے...
کامیاب ہو جائے گا تو خیال بالکل غلط تھا...
کیوں کہ اس کا سر اجنبی کی ناک سے نہیں...
ہاتھ سے ٹکرایا تھا... اسے یوں محسوس ہوا...
اپنا سر کسی چٹان پر دے مارا ہو... وہ...
اور بے ہوش ہو گیا...

"... یہ... آج اس جہاز میں کیا ہو رہا ہے؟" پروفیسر داؤد
... سے نکلا۔

"وہی ہو رہا ہے انکل جو اللہ کو منظور ہے..." آصف نے
... اب اس کے راستے میں وہ کھڑا تھا۔

"... تم بھی اس گرنے والے کا ساتھ دو مسٹر..." یہ کہہ کر
... ایک مکا آصف کی طرف اچھال دیا... اس نے
... بچنے کی لاکھ کوشش کی، لیکن مکا اس کے لگ
... وہ بری طرح لڑکھڑایا اور جہاز کی ایک سیٹ
... ہو گیا۔

"... حیرت ہے... بھئی جلدی نہ کرو، ہوش و حواس سے
... یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔" پروفیسر داؤد نے
... کہا۔

"بالکل ٹھیک انکل... ہم یہ بات سمجھ چکے ہیں۔" محمود
... دوڑ کر اسے کمر سے پکڑ لیا...

... مسکرا کر مڑا... پھر اس نے اپنے آپ کو جھٹکا دیا...
... یوں لگا جیسے کسی زور آور طوفان نے اس کے ہاتھ
... کی کمر پر سے ہٹا دیے ہوں... وہ شوکی کے اوپر
... گرا...

"ارے ارے... میں حملہ آور نہیں ہوں بھائی" اس کے

منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی...

اتنے میں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا دائیں
سے نکل کر اس کے راستے میں آ گئے :

"چلو شکر ہے... اب بڑی پارٹی جانے ، اور یہ
جانیں... پتا نہیں کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔"
خوش ہو کر بولا۔

"فولادی مٹی کا..." اجنبی ہنسا۔

"یہ... یہ مٹی کون سے ملک میں ہوتی ہے۔"
نے ہوش میں آتے ہوئے کہا۔

"بیگال میں۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔

"کیا مطلب ؟ کیا تمہارا تعلق بیگال سے ہے۔"

"ارے نہیں... یہ بات تو میرے منہ سے بلا وجہ نکل
اس نے جلدی سے کہا۔

"بلا وجہ ایسی بات کبھی منہ سے نہیں نکلا کر
اب ہم جان گئے... تمہارا تعلق بیگال سے ہے...
اس معاملے میں بیگال بھی شامل ہے... یہ بات جان
حیرت ہوئی۔" شوکی نے جلدی جلدی کہا... اب محمود
اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اور اب تو میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ ہمارا

بات کس شخص سے ہو رہی ہے۔"
کیا مطلب ؟ یہ... یہ کون ہے...؟"
مسٹر جیرال۔"
کیا... نہیں۔" وہ چلا اٹھے... آنکھیں حیرت سے پھیل
اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔
بہت خوب... خوب اندازہ لگایا... ماننا پڑتا ہے تم
ورنہ میں اس وقت ایسے میک اپ میں ہوں...
کوئی ماہر بھی مجھے نہیں پہچان سکتا۔"
پہچان تو ہم بھی نہیں سکے... یہ اندازہ ضرور لگا لیا تھا
شخص جو لڑ رہا ہے ، میک اپ میں ہے... لیکن اتنا
اندازہ نہیں لگا سکے تھے کہ یہ جیرال ہوگا۔" انسپکٹر
مرزا نے کہا۔
پھر اب کیا خیال ہے۔" جیرال نے پوچھا
اس بارے میں۔"
واپس چلنے کے بارے میں..." اس نے کہا۔
کیسے ہو سکتا ہے..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔
اس کا مطلب ہے... جنگ جاری رہے گی۔" جیرال نے
کر کہا۔
ہاں ! بالکل۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

http://www.paktuniplace.com

"میری بات سن لو... تم لوگ جیت نہیں سکتے...
ہر لحاظ سے مکمل ہے۔"

"اور منصوبے کی تفصیلات تم سنا نہیں سکتے... یہ
بات ہے نا۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"تو کیا انشارجہ کے صدر کا اس جہاز کے ذریعے ا
ملک جانا بھی منصوبے کا حصہ ہے۔" شوکی نے پ

"نہیں..." اس نے کہا۔

"تب پھر مسٹر جیرال... یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے
منصوبہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا... اصل منصوبے میں
خرابی واقع نہیں ہو گی۔"

"چاہے ہم انشارجہ کے صدر کو اپنے ملک جانے
کامیاب ہی کیوں نہ ہو جائیں۔" محمود کے لہجے میں حیرت

"ہاں! کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" جیرال ہنسا۔

"تو پھر تم کیوں ہم سے لڑنے مرنے پر تل گئے
جاؤ گھر جا کر آرام کرو۔"

"اگر میں صدر کو اس وقت اغوا نہ ہونے دوں تو یہ
بہتر ہو گا۔" جیرال نے کہا۔

ات ہے... ہم بھی یہ بات ٹھان چکے ہیں کہ صدر کو
جائیں گے چاہے کچھ ہو جائے۔"

کر دیکھ لیں۔" جیرال نے کندھے اچکائے۔

نے ایک چھلانگ لگائی اور ان دونوں سے
دھڑام سے گرے...

تے ہی وہ اٹھا اور پھر اچھلا... ایسے میں فرزانہ
کر کھینچ لی... وہ ابھی ہوا میں تھا، اس
کر سکا اور دھڑام سے گرا...

فرزانہ۔" انسپکٹر کامران مرزا چیخے اور جیرال کے
ہو گئے۔

پائلٹ روم کے سامنے دیوار بن جاؤ... خبردار...
دیوار کو گرانے میں کامیاب نہ ہو۔" انسپکٹر جمشید
گے بڑھ کر جیرال کے سر پر ایک ٹھوکر رسید

را ساکت ہو گیا۔

ہو۔" فرحت چلائی۔

کرو ہم اسے اتنی جلدی نہیں چھوڑیں گے۔"

لٹ... آپ پریشان تو نہیں ہیں۔" خان رحمان
لایا۔

پریشانی تو خیر ہے... لیکن کیا کیا جا سکتا ہے
ہم اس شخص کو اوپر سے ہی نیچے پھینک دیتا
ہیں... کیا خیال ہے۔"

"ایسا بھی کیا جا سکتا ہے۔" پائلٹ نے کہا۔

"نہیں انکل... ہم مسٹر جیرال کو اپنے ساتھ ا
لے جائیں گے... ابھی اس منصوبے کے بارے میں
سی باتیں اس سے معلوم کرنا ہے... یہ کھیل ابھی
نہیں ہو گیا۔"

"بلکہ ابھی تو شروع ہوا ہے۔" جیرال نے
کی گرفت سے نکلنے کے لیے یک دم پورا زور لگایا
انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید دونوں بڑی
گئے، لیکن انھوں نے بھی پورا زور صرف کر دیا...
نہ دیا۔

"کوئی فائدہ نہیں مسٹر جیرال... ہم لوگ بھی م
بنے ہوئے نہیں ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"نہیں جانتا ہوں... لیکن بہت ہی اچھی قسم کے
بنا ہوا ہوں۔"

"کام ہم بھی نکال ہی لیں گے۔" خان رحمان
بنا کر کہا۔

خیال ہے ابا جان... کیا ہم بھی اگلے آئیں؟"
از میں پیراشوٹ موجود ہوں گے... ان کی رسیاں کاٹ
ان سے جیرال کو جکڑ دو۔"

"ہاں ضرور جکڑ دو... لیکن منصوبہ پھر بھی کامیاب ہو
اس بار منصوبے کو بہت ہی احتیاط سے بنایا گیا
اس کا جائزہ بھی خوب غور و خوض سے لیا گیا
سلسلے میں کچھ باتیں اگر منصوبے کے خلاف بھی
تو بھی اصل منصوبہ جوں کا توں رہے گا۔"

"مان لیا... منصوبہ جوں کا توں رہے گا اور اس
ہو گا کہ ہمارے ملک کا پوری دنیا سے تعلق کٹ
... پھر شارجستان، انشارجہ اور ونٹاس کی بھرپور
حملہ کرے گا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"اور یہ حملہ آج رات ہو گا... بلکہ حملہ کا آغاز ہو
۔" جیرال نے خوش ہو کر کہا۔

"جیرال... ایک بات ذہن میں رکھ لو... اور وہ یہ
تمام بڑی طاقتوں سے بڑی طاقت اللہ کی ہے
تمام طاقتیں مل کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مچھر کے
بھی حیثیت نہیں رکھتیں... لہٰذا ان حالات
ملک کے عوام اللہ سے مدد مانگیں گے اور شاید

تمہیں معلوم ہو... اگر تم نے تاریخ کا مطالعہ کیا
ضرور معلوم ہو گا کہ جب ابرہہ نے خانہ کعبہ پر چڑھا
تھی تو اس کا راستہ روکنے والا بھی کوئی نہیں تھا...
کا لشکر لے کر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے
کے لیے ننھے منے پرندے بھیجے تھے... ان پرندوں
چونچوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں... وہ کنکریاں
ہاتھیوں پر گریں تو وہ سڑے ہوئے بھوسے جیسے
گئے تھے... آخر وہ کنکریاں کیا تھیں... مسٹر جیرال
پاس اس کا جواب نہیں ہو گا... لیکن ہم
بات کر سکتے ہیں... وہ ہمارے رب کے بھیجے ہوئے
سائنو کے ایٹم بم تھے... اگر وہ ایک بڑا سا
انشارجہ پر گرا دے تو انشارجہ کا نام و نشان
مٹ جائے... ونا... نارجان وغیرہ بھی کسی
کی مولیاں ہیں۔" انسپکٹر جمشید روانی کے عالم میں
چلے گئے۔

"لیکن... یہ ضروری نہیں کہ تمہارے اللہ کی طرف
اس موقع پر بھی ایسی کوئی مدد آئے... کیا تم
یقین سے کہہ سکتے ہو۔"

"نہیں... یہ اللہ کو پتا ہے کہ مدد کب آتی ہے

ہمارا کام مدد مانگنا ہے اور ہم اس سے مانگ
تم اپنی فکر کرو۔"

یں جگہ تم تھے نا... ورنہ میں تم سب کے قابو
آتا..." جیرال نے حسرت زدہ انداز میں کہا۔
ت کی ہتھکڑیوں سے جیرال کو جکڑ دیا گیا، اس
ان رحمان کو نگران مقرر کر دیا گیا، پھر انسپکٹر
کے پاس گئے:

ہونے کی ضرورت نہیں... ہم نے دشمن پر قابو

خوب... اب ہم..."

کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... اسی وقت لوکا
لگن گرج سنائی دی تھی... پھر وائرلیس پر
گیا:

... جہاز کو واپس لے چلو... ورنہ جہاز تباہ
ے گا۔"

اٹھے... انسپکٹر کامران مرزا فوراً پائلٹ کے
گئے اور وائرلیس پر جواب دیا:

ت سمجھو کہ ہمارے ساتھ انشارجہ کا صدر
طیارے کو تباہ کیا گیا تو پھر صدر بھی تباہ

ہو جائیں گے۔"

"ہم جانتے ہیں... لیکن ہم کسی بات کی پر...
گے... کیوں کہ ہمارا تعلق انشارجہ سے نہیں...
ہے... اور انشارجہ کے قیدیوں کی دوبارہ وا...
کر دیا ہے... کیوں کہ ان کا صدر ان تک...
سکا... اب شریلیا کو ہر حال میں اپنے قیدا...
کرانا ہے... لہٰذا وہ صدر کا کسی اور ملک...
جانا پسند نہیں کر سکتا... ان حالات میں...
دیا گیا ہے کہ اگر تم لوگوں نے طیارے...
اسے تباہ کر دیا جائے گا۔"

"لیکن ہم طیارے کو کہاں اتاریں؟"

"شریلیا کے ایرپورٹ پر... وہاں تم...
شاندار استقبال کیا جائے گا۔"

"نہیں... ہم نہیں جائیں گے۔"

"تب پھر فائرنگ شروع کی جاتی ہے۔"

"اور ہمارے جہاز پر مسٹر جیرال بھی...
اس سارے منصوبے کا بنانے والا۔"

"تو کیا ہوا... خود مسٹر جیرال سے پوچھ...
منصوبے کے لیے جان دینے کو تیار ہیں یا...

...اس تیار ہوں... طیارے کو اتارا دیا جائے۔"

...صاحب... آپ کیا کہتے ہیں؟"

...جو مسٹر جیرال نے کہا ہے۔" اس نے کہا۔

...ہے... ہم تو آج تک یہ خیال کرتے رہے
...صرف مسلمانوں میں ہوتا ہے۔"

...مقصد کے لیے مرنے والے دوسرے مذاہب
...ود ہیں۔"

...ات ہے... مسٹر پائلٹ... آپ کیا کہتے ہیں؟"

...اس کی طرف مڑے۔

...ب... آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

...م بھی جان دینے کے لیے تیار ہو؟"

...نہیں... میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔"
...کر کہا۔

...ا دیے... آخر انسپکٹر کامران مرزا بولے:

...کو یہ طیارہ واپس شریلیا لے چلو۔"

...آپ کیا کر رہے ہیں انکل..." محمود کے
...تھی۔"

...ت کا یہی فیصلہ ہے... کیوں انسپکٹر جمشید؟"
...آواز میں بولے۔

http://www.pakfunplace.com

"ہاں بالکل..." وہ بولے۔

پائلٹ نے طیارہ واپس موڑ لیا... ایک گھ

قیدیوں کی حیثیت میں ایک عمارت کے ہال

"افسوس! ہم بری طرح ناکام ہو گئے۔"

"اچھی طرح تو خیر... ہم آج تک ناکام

نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اور ادھر جنگ شروع ہو چکی ہے۔"

"جنگ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں

تو جہاد یوں بھی فرض ہے۔" خان رحمان

"لیکن انکل... ہم اس احساس کا کیا

ہماری وجہ سے ہو رہا ہے۔"

"نہیں بھئی... ہماری وجہ سے نہیں

سے یہ معاہدہ نہ کرتے تو بھی حالات میں

انھیں ہر حال میں ہمارے ملک کو جنگ

جھونکنا تھا۔"

"لیکن اس صورت میں وہ یہ کام کسی

منصوبہ اور طرح ترتیب دیا جاتا...

پہلا ہی تیر نشانے پر بیٹھا۔"

عین اسی وقت ہال کا دروازہ کھلا

ا... لیکن وہ اب بھی اسی طرح آپ میں تھا...

جہاز کے اندر ان سے ٹکرایا تھا۔"

حال ہے دوستو۔"

ارے ملک کی کیا خبر ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

شروع ہو چکی ہے... تمہارا ملک چاروں

دشمنوں کے نرغے میں ہے۔"

اور وہ ڈٹا ہوا ہے... کیوں ٹھیک ہے۔" خان

دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔

اس میں کوئی شک نہیں... لیکن کب تک... صرف چند

ہمارا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا... اور

گھنٹوں میں تم لوگ کچھ بھی نہیں کر سکو گے...

تم لوگوں کو چھوڑ بھی دوں... اور تم کسی طیارے

اپنے ملک چلے بھی جاؤ، تو بھی تم اس

روک نہیں سکتے۔"

ملک کو روک دیں گے... اور بہت سے دوست

اپنے ساتھ پھر سے ملا لیں گے... نہیں رہا

لو۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

سلسلے میں کوئی شرط تو نہیں۔" جیرال ہنسا۔

صرف اور صرف ایک شرط ہے۔"

http://www.pakunplace.com

"اور وہ کیا؟"

"انشارجہ کے صدر کو ہمارے حوالے کر دو۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر ہم یہیں ٹھیک

اس طرح تو ہمیں کوئی بھی اپنے ملک میں داخل ہونے دے گا... اور اب ملک میں داخل ہونے کا رہ ہی کیا گیا ہے... کیا سمجھے۔"

"مسٹر جیرال... تم نے آخر میں کیا الفاظ کہے؟" انسپکٹر جمشید زور سے چونکے۔

. . . .

انشارجہ نہیں بیگال

نے چونک کر ان کی طرف دیکھا:

"ہاں کیوں... کیا ہوا؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم جیرال نہیں ہو... جیرال کی آواز کی نقل کر رہے ہو، اس کی حرکات اور سکنات کی بھی بہت کامیابی سے نقل کرتے رہے ہو، لیکن یہاں تم سے چوک ہو گئی... جیرال جملے کے آخر میں کیا سمجھے کبھی بھی نہیں کہتا... یہ شاید تمھارا تکیہ کلام ہے، اس لیے تم سے یہ غلطی ہو گئی... میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... میں جیرال نہیں ہوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہم کیوں اس کمرے میں قید رہیں۔" اتنا کہتے ہی انسپکٹر جمشید نے اس پر چھلانگ

http://www.pakfunplace.com

اس نے اس اچانک چھلانگ سے بچنے کی بہت ...
لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور ان کے ساتھ دھڑام ...
فرش پر گرا... لیکن اسی وقت انسپکٹر جمشید بھی ...
اچھلے... اس نے ان کے سینے پر بہت زبردست ...
تھا... جونہی وہ فرش پر گرے، وہ ان کے اوپر ...
وہ بھی ان پر قابو نہ پا سکا اور کمرے کی دیوار ...
ٹکرایا... انسپکٹر جمشید اٹھ کر سیدھے ہوئے... تو ...
ہو چکا تھا...

"محمود... اس کی خبر لو... جلد ہوش میں ..."

محمود نے فوراً اس کی طرف چھلانگ لگائی... ...
نے چونک کر آنکھیں کھولیں، محمود کے وار سے ...
کوشش کی، لیکن اسے دیر ہو چکی تھی... محمود کی ...
ٹانگ اٹھ چکی تھی... اس کے جوتے کی ٹھوکر ...
کے سر پر لگی اور وہ بے سدھ ہو گیا...

"احتیاطاً ایک لات اور بھی... ہم کوئی خطرہ ...
نہیں لے سکتے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے...

محمود نے ایک لات اور رسید کر دی۔

"کاش! یہ اندازہ ہمیں جہاز میں ہو جاتا... اس ...
جیرال کا نام لے کر ہم پر گہرا نفسیاتی حملہ بھی ...

... دراصل اسی حملے کی وجہ سے شکست کھا گئے تھے۔"

"... بھول رہے ہیں ابا جان... ہم نے اس پر تو جہاز میں
... لیا تھا... ہم تو لڑاکا طیاروں کی وجہ سے
... میں آ گئے تھے۔" فرزانہ بولی۔

"... ٹھیک ہے... لیکن میں اب بھی یہی کہوں گا
... اس نفسیاتی حملے کی وجہ سے کھائی ہے،
... ہمیں معلوم ہو جاتا کہ یہ جیرال نہیں ہے تو
... لڑاکا طیاروں کی بھی پروا نہ کرتے... بس جہاز
... خان رحمان کے ہاتھ میں دے دیتے... لیکن اس
... بات ذہن میں آ گئی تھی کہ جیرال ہر طرح کا بندوبست
... اور ہوا ہے۔"

"... اب ہم نئی صورت حال سے دوچار ہیں... اس
... بادلہ تو ہو چکا ہو گا۔"

"... باہر کھڑے ایک نگران کو اندر لے کر آتا ہوں۔" انسپکٹر
... نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھے... انھوں
... ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا اور باہر کھڑے
... بازو سے پکڑ کر اندر کی طرف جھٹکا دیا... ساتھ
... دروازہ بند کر دیا... یہ سب کچھ انھوں نے اس قدر
... کیا کہ باہر کھڑے دوسرے نگرانوں کو پتا تک

http://www.pakfunplace.com

نہ چل سکا... اور انھوں نے یہی خیال کیا کہ نگران
داخل ہوا ہے...

"یہ... یہ... یہ کیا۔" نگران کے منہ سے ما
کے نکلا۔

"یہ دیکھو... جیرال کا کیا حشر ہم نے کیا ہے،
بے ہوش پڑا ہے... اب تمھارا بھی یہی حال کری

"لل... لیکن..." وہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔

"لیکن اگر تم ہماری مدد کرو... اور چند سوالات
دے دو تو ہم تمھارے ساتھ نرمی کر سکتے ہیں"

"تم کیا جاننا چاہتے ہو۔"

"پہلی بات... صدر کا قیدیوں سے تبادلہ ہو گیا
یا نہیں۔"

"ابھی نہیں ہو سکا... اس لیے کہ جب قیدیوں
تک انارجہ کو صدر نہیں ملا تھا تو وہ قیدیوں کو
واپس لے گئے تھے... اب انھیں پھر اطلاع دی
جہاز انھیں لے کر پہنچے گا تو صدر جائے گا۔"

"بہت خوب... صدر اس وقت کہاں ہے؟"

"وہیں... ایوانِ صدر میں۔"

"اگر تم ہمیں ایوانِ صدر میں پہنچا دو تو تمھارا

...ہے۔"

...میں یہ کام کس طرح کر سکتا ہوں... باہر دوسرے نگران
...رہے ہیں۔"

...سے ہم نبٹ لیتے ہیں۔" خان رحمان مسکرائے۔

...مطلب..." وہ چونکا۔

...دیکھتے جاؤ۔"

...کامران مرزا ایک بار پھر دروازے پر آ گئے، دروازہ
...م گھرا اور جیرال کی آواز میں بولے:

..."اندر آؤ جیسی... دیکھو تمھارے ساتھی کو کیا ہو گیا ہے۔"

...ایک گھبرا نگران چونک کر اندر داخل ہوا اور اس کے
...پڑنے والا ایک ہاتھ اسے تاریکی میں لے گیا...
...طرح انھوں نے دوسرے نگرانوں کو بھی اندر بلا

...اب کیا کہتے ہو۔" خان رحمان بولے۔

...سے تو یہ اچھے رہے۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

..."وہ کیسے؟"

..."ڈاکٹر تو انھیں ہوش میں لے آئیں گے... پھنسا تو
...میں ہوں گا۔"

..."تم صرف ہمارے ساتھ ایئرپورٹ تک جاؤ گے... ہمارا

جہاز وہاں کھڑا ہوا ہے... بس ہمیں جہاز پر سوار
اس کے بعد تم آزاد ہو گے۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے... ایر پورٹ کے عملے
کیا کہوں گا... وہ میری بات کیوں مانیں گے۔"
"بالکل مانیں گے... تم فکر نہ کرو۔"
"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"
"ابھی آ جائے گا۔"
یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید اسے لے کر بیٹھ گئے اور
چہرے پر میک اَپ کرنے لگے... جلد ہی وہ جیرال
"اس وقت تمھارے ملک میں جیرال کی بہت اہمیت
کیوں ہے نا؟"
"ہاں! اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔
"وہ ایر پورٹ کے عملے کو حکم دے گا کہ ان کو
جانے دیا جائے... پھر جیرال ہمیں جہاز پر سوار کرانے کے
لیے خود جہاز تک آئے گا... اور الوداع کہے گا
حالات میں آپ کے لیے مشکل تو کوئی بھی پیش نہیں
آئے گی۔"
"ہوں! ٹھیک ہے۔" اس نے کہا۔
"لیکن اس سے پہلے ہمیں ایوانِ صدر جانا ہے...."

ہیں لے کر چلو گے... محمود، فاروق، تم ذرا ان نگرانوں
جیرال صاحب کے ایک ایک ٹھوکر اور مار دو... تاکہ
وقت ہوش میں آئیں... جب ہم پرواز کر کے
ملک کے نزدیک پہنچ چکے ہوں۔"
"آپ لوگ اپنے ملک میں داخل نہیں ہو سکتے...
لڑاکا طیارے منڈلا رہے ہیں۔" نگران نے کہا۔
"فکر نہ کرو... ہمیں اترنا آتا ہے... اگر دشمن اچھاتہ
اتر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں اتر سکتے۔"
"اس وقت تک کئی چھاتہ بردار مارے جا چکے ہیں۔"
کے لوگ بھی عجیب ہیں... اپنی فوج کا خوب ساتھ
رہے ہیں... چھاتہ برداروں کو تو اس طرح تلاش
رہے ہیں جیسے شیر اپنے شکار کو تلاش کرتا ہے۔"
"ہاں! تو ہماری قوم اپنی مثالی بہادری سے لڑ رہی ہے۔"
اس میں شک نہیں، لیکن وہ کب تک لڑے گی... بہت
اس کا خاتمہ ہو جائے گا... تمام بڑی طاقتیں شارجستان
جدید اسلحہ استعمال کر رہی ہیں اور شارجستان کو اس بات
کی پروا نہیں ہے کہ اس کے پاس اسلحہ ختم ہو جائے
"وہاں تو اسلحہ چلانے والے کم پڑ رہے ہیں، اسلحہ
ہے... دوسری طرف پاک لینڈ پوری دنیا سے کٹ چکا

ہے... اس کے بہترین دوست بھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں...
طاقتوں کے زیر اثر ہیں... اور پاک لینڈ کی مدد کر...
لیے ہرگز تیار نہیں۔"

"وہ بے چارے کیا جانیں... ایک دن ان پر...
وقت آنے والا ہے... اس وقت ان کی بھی کوئی...
نہیں کرے گا... ان بڑی طاقتوں کی یہی تو سازش...
کہ ایک ایک کر کے اسلامی ملکوں کو اس طرح ختم...

انھوں نے ایک گاڑی پر قبضہ کیا... ڈرائیونگ...
انسپکٹر جمشید نے سنبھالی... جیرال کے میک اپ میں...
انھوں نے آگے بٹھایا...

اس وقت رات کے دو بج رہے تھے... سڑکیں...
سنسان تھیں... لہٰذا وہ بلا روک ٹوک کے ایوانِ صدر...
پہنچ گئے... یہاں البتہ زبردست پہرہ تھا... لیکن جیرال...
دیکھ کر انھیں راستہ دے دیا گیا... نگران کو معلوم...
کہ انسپکٹر جمشید ان... جیبوں میں پستول لیے ہوئے ہیں...
ان کا رخ اسی کی طرف ہے... لہٰذا وہ چپ چاپ...
یہاں تک کہ ایوانِ صدر میں داخل ہو گیا... کسی نے
...ے کچھ پوچھنے کی جرأت نہیں کی... ایک جگہ رک کر
نے بارعب انداز میں پوچھا:

...راجہ کے صدر کو کون سے کمرے میں رکھا گیا ہے۔"
...صاحب والے کمرہ میں... لیکن اس وقت وہ سو...
...اندر کمرے نگران نے بتایا۔
...کوئی پروا نہیں..." اس نے سر کو جھٹکا دیا اور آگے

...وہ صدر کے کمرے تک پہنچ گئے... لیکن کمرے کا
...تھا...

...دروازے پر دستک دو..." نگران نے یہاں بھی بارعب
...کہا... دروازے پر دو نگران کھڑے تھے...
...کر... وہ سو رہے ہیں... اور ہدایت یہ ہے کہ
...جائے۔"

...نے سنا نہیں... تم کیا جانو کہ حالات کیا ہیں۔"
...نے فوراً ایک بٹن دبا دیا... ایک منٹ بعد دروازہ
...صدر کی صورت دکھائی دی... جیرال کو دیکھ کر
...زدہ سے رہ گیا...

...جیرال... تم ہو۔"
...آپ کے لیے یہاں خطرہ ہے... فوراً باہر چلیے۔"
...آپ تو میرے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔" صدر
...ان ہو کر کہا۔

http://www.pakfunplace.com

"یہ بے چارے اس وقت میرے غلام ہیں...
پیچھے چل رہے ہیں۔"

"اوہو... یہ کیسے ہو گیا۔"

"صاحب صدر... یہ وقت ان باتوں کا نہیں...
حد درجے خطرہ ہے۔"

"اب کیا خطرہ ہو سکتا ہے... یہ وگ...
ساتھ ہیں۔"

"اوہو... آپ کو نہیں معلوم... جلدی کریں..."

آخر وہ حیرت زدہ سا باہر نکل آیا...
ان کے ساتھ بٹھا لیا گیا... اگلے حصے میں...
نگران اور جیرال بیٹھے... اس طرح گاڑی...
ایئرپورٹ پر بھی انھیں کوئی وقت نہ ہوا...
تک کہ وہ جہاز میں سوار ہو گئے... صرف نگران...
رہ گیا...

"خان رحمان... اس وقت تو ہمارا پائلٹ...
رہے گا... کیوں کہ تمھیں راستوں کا تجربہ...
ہاں... جب ہم منزل پر پہنچ جائیں... تو پھر...
سنبھال لینا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ٹھیک ہے۔"

...صدر کے چہرے پر الجھن تیر گئی...

"...کیا ہو رہا ہے... مسٹر جیرال تو پیچھے ہی رہ گئے۔"
...نے کہا۔

"...نہیں رہیں گے... پروگرام کے مطابق ہی ہر کام
...ہے۔"

"...ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے... اور کیوں؟"

"...پتا چل جائے گا... فکر نہ کریں..." انسپکٹر کامران
...کہا۔

...جہاز روانہ ہوا... فضا میں بلند ہونے لگا...

"...صدر... اب ہم آپ کو بتا سکتے ہیں کہ صورت
...ہے... وہ جسے آپ جیرال خیال کرتے رہے
...وہ دراصل جیرال نہیں... شریلیا کی ایک عمارت
...پر نگرانی کرنے والا تھا۔"

"...مطلب۔" وہ زور سے چونکا۔

"...اب آپ ایک بار پھر ہمارے قبضے میں ہیں...
...اس بار دور دور تک پتا نہیں ہے... بلکہ سچ تو
...پہلے بھی جہاز میں جیرال نے حملہ نہیں کیا تھا۔"

"...پھر کس نے کیا تھا... اس نے تو یہی بتایا تھا۔"
...پوچھا۔

"وہ نقلی جیرال تھا... جیرال کا کوئی ماتحت۔"

"کیا... نہیں۔" صدر نے چلا کر کہا۔

"ہم نے ان کا حربہ انھی پر استعمال کر ڈالا... کے ایک ملازم کو جیرال بنا کر اپنا کام نکال لیا۔"

"اور نقلی جیرال... اس کا کیا بنا۔"

"وہ اس عمارت میں بے ہوش پڑا ہے جس... دکھا گیا تھا۔"

"تم لوگ بھی کمال کے ہو... چٹ پٹ کا... گزرتے ہو۔"

"لیکن اس مرتبہ ہماری ساری چٹ پٹ دھری رہ گئی ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"خیر... اب تو ہم کامیابی سے اپنے ملک کو... جا رہے ہیں۔"

"وہاں تمھیں گھسنے کون دے گا۔"

"ہم اس ریاست میں اتریں گے... جس میں... کے افراد کو چھوڑ آئے ہیں... وہاں سے اپنے... صدر سے بات کریں گے۔"

"لیکن آپ ان سے کیا کہیں گے۔"

"یہ کہ جو الزام ہم پر لگایا جا رہا ہے۔"

...نہیں کیا۔"

"کیا مطلب... ہم پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم نے ...کے صدر کو اغوا کیا ہے... اور یہ بات تو اب اور بھی ثابت ہو گئی ہے... کیوں کہ صدر ہمارے ساتھ ہے۔" خان ...نے چونک کر کہا۔

"بس دیکھتے جاؤ خان رحمان... اس بار تمھیں بہت مزا..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"مزے کی بھی ایک ہی کہی... وہ تو اس کیس میں شروع ...آ رہا ہے۔" آفتاب نے منہ بنایا... باقی لوگ مسکرا...

"...اپنے ملک پہنچ کر اور زیادہ مزا آئے گا۔"

"وہ تو ظاہر ہے... اپنے ملک پہنچ کر ہم لطف ہی ...کریں گے... لیکن وہ جنگ کے بادل امڈے ہوئے ...ان حالات میں مزے کا مزا ذرا عجیب سا ہو گا۔" ...نے فوراً کہا۔

"...نے کا مزا... کیا مطلب..." آفتاب کے لہجے میں حیرت...

"مطلب کس بات کا پوچھ رہے ہو... پہلے تو یہ بتاؤ۔" ...نے اسے گھورا۔

http://www.pakfunplace.com

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔" وہ مسکرایا۔

"تب پھر تمہارا خاموش رہنا بہت زیادہ بہتر..." آصف نے جل بھن کر کہا۔

"اب آپس میں لڑنے کا ارادہ ہے کیا؟"

"نہیں تو... آپس میں لڑیں ہمارے دشمن۔"

"وہ تو اس وقت ایک ہو گئے ہیں... اور ہم... چھوڑ دیا گیا ہے۔"

"جس کے ساتھ اللہ ہو... وہ کبھی تنہا نہیں ہو..." انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد پائلٹ کی آواز ابھری:

"ہم اتر رہے ہیں... پیٹیاں کس لیں۔"

"کیا کہا... ہم اتر رہے ہیں... ابھی تو ہم نے... گھنٹے کا سفر کیا ہے۔"

"ہاں! یہ سفر ایک گھنٹے کا ہی تھا... سو ختم..."

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"کنٹرول روم اس وقت میرے کنٹرول میں نہیں... یہاں ایک صاحب موجود ہیں... اور ان کے پستول... میری طرف ہے... یہ جہاز میں پہلے سے موجود تھا... میں پائلٹ روم میں داخل ہوا تھا... تو انھوں

...کر بالکل خاموش کر دیا تھا... اور کاغذ پر مکمل ہدایات ...رے سامنے کر دی تھی... پستول کی موجودگی میں ...ا تھا۔"

"نہیں..." وہ پائلٹ روم کی طرف دوڑ پڑے... اس کا دروازہ تو اندر سے بند تھا...

"...کوشش بے کار ہے انسپکٹر جمشید... تم یہ بازی شروع ...سے ہارتے آ رہے ہو... اور اس مرحلے پہ بھی ہار گئے ...بار ہمارا منصوبہ پورا ہو چکا ہے... سانپ گزر ...اب تو تم لکیر پیٹ رہے ہو... جس کا کوئی فائدہ ...تمہارا پورا ملک اس وقت جنگ کے شعلوں میں گھرا ...اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا اب چند ...بات ہے... اس کے بعد میں تم لوگوں سے پوچھوں ...اپنے ملک کے کون سے ٹکڑے میں جانا پسند

...جسموں میں سنسنی دوڑ گئی... کیوں کہ اس بار ...برال کی تھی... اس کے لہجے کو وہ بہت اچھی طرح ...تاہم انھوں نے آخری کوشش کی اور سب ...پائلٹ روم کے دروازے پر زور لگایا... ...چرچرایا... اور پھر ٹوٹ کر دوسری طرف

جا گرا...

"اب کچھ نہیں ہو سکتا... جہاز رن وے کو...
اس کے استقبال کی تیاری پہلے ہی کی جا چکی...
میں انھیں اطلاع دے چکا ہوں... لہذا پورا...
اس وقت فوجیوں سے پٹا پڑا ہو گا... ہر طرح...
انتظامات کیے جا چکے ہوں گے۔"

"تو کیا... ہم انشارجہ کے ایئرپورٹ پر اتر...
جمشید نے ڈوبتی آواز میں کہا۔

"نہیں... انشارجہ نہیں... بیگال... بیگال...
منصوبے کا مرکز ہے... تمام ہدایات یہیں سے...
رہی ہیں... یہ منصوبہ ہم نے ترتیب دیا تھا...
کی نگرانی خود بیگال کے صدر کرتے رہے ہیں،...
لوگوں نے تو بس اپنا اپنا کام کیا ہے...
کے اختتام کے ساتھ ہی یہ منصوبہ مکمل ہو...
انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا تم اپنی...
مہم بُری طرح ہار گئے ہو... اس لیے بُری طرح...
ذریعے ہی اس ملک کو جنگ کی آگ میں جھونکا...
اس نے کہا۔

...کی الفاظ نے ان کے رونگٹے کھڑے کر دیے...
...نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... ان کی آنکھوں
...جھانک رہا تھا... بیگال ان کا ہی نہیں... پوری
دنیا کا بدترین دشمن... اس سارے منصوبے
...تھا... اور اس وقت وہ اس کی قید میں آ
...اس کیس میں شروع سے اب تک انھیں
...کے سوا کچھ بھی تو نہیں ملا تھا... ان حالات
...سب نے مایوسانہ انداز میں انسپکٹر جمشید کی
...میں جھانکا... انسپکٹر کامران مرزا کی آنکھوں
...تو وہاں انھیں کہیں بھی مایوسی کی ہلکی سی
...نظر نہ آ سکی...

"...ہم یہ بازی واقعی ہار گئے ہیں ابا جان!" محمود
...ڈوبنے والے انداز میں کہا۔

"ہاں! شاید۔" وہ بولے۔

"اور... کیا ہمارا ملک واقعی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
...ہمارا پیارا ملک؟"

"ہاں! شاید..." وہ پھر بولے۔

"...آپ آج ہاں شاید کے علاوہ کچھ نہیں کہیں

http://www.pakurduplace.com

گے... ابا جان۔"

"ہاں! شاید۔" وہ بولے۔

عین اسی وقت جہاز رُک گیا... اور وہ
ایک ایر پورٹ پر کھڑا تھا...

حکم یہی ہے

دروازے کھلے تو انھیں دور دور تک فوج ہی فوج
ا۔

"ہم اپنے معزز قیدیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں... ایر پورٹ سے
ان دار استقبال کیا جائے۔" ایک آواز گونجی... یہ آواز وہ
ریڈیو اور ٹی وی پر سن چکے تھے... یہ بیگال کے صدر
آواز تھی... اس میں ہزاروں طنز چھپے تھے... انداز
انے والا تھا:

"ہا ہا ہا۔" تالیوں اور قہقہوں نے پورے ایر پورٹ کو
ٹ میں لے لیا۔

"اب معزز قیدی باہر آ رہے ہیں... ان کی تصاویر لی جا
ں... یہ تصاویر کل دنیا کے تمام اخبارات میں شائع
ں... ان کے ملک کا جو حال ہے... وہ پہلے ہی ساری
ظاہر ہے۔"

http://www.pakfunplace.com

وہ سیڑھیاں اترتے رہے... یہاں تک کہ ان کے...
پر آ گئے... اس وقت ان پر ہزاروں کنکریوں کی بار...
ہو گئی... پتھریلی کنکریاں... ننھی منی... جس قسم کی...
لوگ حج کے موقع پر شیطانوں کو مارتے ہیں...

"یہ ہے ہمارے معزز قیدیوں کا استقبال!" بیگ...
صدر کی آواز گونجی۔

ان کے ساتھ انخارجہ کے صدر کو جہاز سے اتارا نہ...
اسے جہاز پر ہی روک لیا گیا تھا... ورنہ وہ بھی ا...
کی زد میں ہوتا، لیکن وہ اسے کیوں سزا دیتے...
ننھی ننھی کنکریاں ان کے جسموں سے ٹکرا کر...
رہیں... وہ آگے بڑھتے رہے... لوگ ہا ہو اور نعر...
کرتے رہے... یہاں تک کہ وہ ایر پورٹ کی عمارت...
باہر آ گئے... باہر بیگال کے عوام بھی ان کے استقبال...
لیے کھڑے تھے... اب تک تو صرف ملٹری والے ان...
برساتے رہے تھے... اب عوام بھی ان کے ساتھ...
گئے... ان پر اور زیادہ کنکریاں پڑنے لگیں... ان...
سے اب خون رسنے لگا تھا... زخموں پر جب لوگ...
ہزاروں کی تعداد میں لگنے لگیں تو ایک عجیب سی...
محسوس ہونے لگی... انھوں نے آسمان کی طرف دیکھا...

...ے آسمان بھی صاف نظر نہیں آ رہا تھا...
...ہے ان کنکریوں کا بدلہ جو ہاتھیوں والوں کو ماری گئی
...ایک آواز گونجی، لیکن یہ آواز جیرال کی نہیں تھی، وہ
...پ ہی رہ گیا تھا صدر کے ساتھ...

"...تو تم اللہ تعالیٰ سے بدلہ لینا چاہ رہے ہو؟"

"...ہو گا تمھارا..." آواز نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"...ں بے شک وہ ہمارا ہے۔"

"...پھر اسے آواز دو نا۔"

"...وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے... آواز دینے کی بھی ضرورت
..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"...ں وہ بھی تمھاری مدد کے لیے نہیں آئے گا، شاید
...وں سے ڈر گیا ہے۔"

"...ب میرے اللہ کی شان ظاہر ہو گی... اس وقت تمھاری
...ک ہو جائیں گی..." انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔

"...اور وہ وقت کب آئے گا؟"

"...ان کے ہاں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے... وہ ہماری
...کا محتاج نہیں ہے۔" اشفاق بولا۔

"...ہم اس وقت کا انتظار کریں گے۔"

"...اس وقت کا انتظار ضرور کریں، لیکن وقت کسی کا انتظار

نہیں کرتا۔"

"اب ہم پہلی فرصت میں قیدیوں اور صدر کا آپس میں …
کریں گے... تاکہ یہ جھگڑا ختم ہو اور تم لوگ چونکہ ہمارے …
مجرم ہو... اس لیے اب ہماری قید میں رہو گے۔"

"ان دنوں ہم قید میں رہنے کے سوا کر ہی کیا …
فاروق نے جھلا کر کہا۔

"اور کیا! یہ قید بھی سہی۔" فرزانہ نے کہا۔

"لیکن مسٹر جیرال کہاں ہیں؟"

"کون جیرال... ہم کسی جیرال کو نہیں جانتے …
یہاں ہمارے ملک کے صدر کا قانون چلتا ہے اور …

"بھئی واہ! جس نے یہ سارا منصوبہ ترتیب دیا …

"اوہ اچھا... تم لوگ کرنل کی بات کر رہے ہو …
ہیں... تھوڑی دیر بعد تم لوگوں سے ملاقات کریں …

"کرنل... کیا مطلب؟"

"مسٹر جیرال کو ہمارے ملک میں کرنل کا عہدہ ہے …
اختیارات کے لحاظ سے صدر کے بعد بس انھی کا نمبر …
بلکہ بعض حالات میں تو وہ صدر کا بھی حکم نہیں مانتے …
چلاتے ہیں۔"

"ہاں! ہم انھی جیرال کی بات کر رہے تھے... اچھا …

… مزید تعاون کرا دیا... اب ہمیں آسانی ہو جائے گی۔"

… نے جلدی جلدی کہا۔

"…انی... کیسی آسانی..." حیرت زدہ انداز میں کہا گیا... آواز
… ابھر رہی تھی... بولنے والا ابھی تک سامنے نہیں آیا
… اتنے ہجوم اور کنکریوں کی بارش میں وہ ان کے آس
… ہی کیسے سکتا تھا... آخر وہ اس گاڑی تک پہنچ گئے،
… انھیں لایا جانا تھا... اس وقت تک ان سب کے
… ہزاروں جگہوں سے خون رسنے لگا تھا...

"… بس کرو بھئی... ایسا استقبال ان کا آج تک نہیں
…... کیوں انسپکٹر کامران مرزا؟"

"… اس میں شک نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"… اس قدر بڑی ناکامی بھی حاصل نہیں ہوئی ہو گی۔"

"…ائی دی۔

"… بھی ٹھیک ہے... لیکن ایک بات تو بتا دیں؟"

"… بات؟"

"… آپ ہیں کون... آپ کی آواز مجھے جانی پہچانی محسوس
… ہے۔"

"… میں کرنل صاحب کا نائب ہوں... بس آپ کے
… ہی جانا کافی ہے۔"

http://www.pakfunplace.com

"آپ کا نام؟"

"نام... ہاں خیر نام بتا دیتا ہوں... مجھے کیپٹن کہتے ہیں۔"

"غلط نام بتا رہے ہو دوست..." انسپکٹر جمشید نے ... لہجے میں کہا۔

"چلو درست نام تم بتا دو۔" اس نے بڑا مان کر کہا۔

"سامنے آؤ گے تو بتا سکیں گے۔" انسپکٹر جمشید ...

"میرا دعویٰ ہے... نہیں بتا سکو گے۔"

"خیر... دیکھیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے کندھے ...

ان کے گاڑی میں بیٹھتے ہی مجمع چھٹ گیا... گاڑی ... سے جا رہی تھی... انھیں ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا... پر انھیں حیرت ہوئی تھی... کہ انھوں نے باندھنے ... کیوں محسوس نہیں کی... ان کی حالت کچھ ایسی تھی ... تنگ کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا... لیکن اس کا ... نہیں تھا کہ وہ چلنے کے قابل نہیں تھے...

ایسے میں انسپکٹر جمشید اٹھے اور گاڑی کے دروازے ... لگ کر بیٹھ گئے... جلد ہی وہ اس کے تالے پر ... رہے تھے... باقی لوگ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے ... آگے بیٹھے لوگوں کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ کیا کر ...

... منٹ کی کوشش کے بعد گاڑی کا تالا کھل گیا... انھوں ... دروازہ تھوڑا سا کھولا... اس وقت گاڑی بہت بھری پڑی ... چل رہی تھی... انھوں نے دروازہ فوراً بند کر دیا، ... اردو میں ... اپنے ساتھیوں سے بولے:

"ہمیں ہر حال میں آزادی حاصل کرنا ہے... ورنہ ہم اپنے ... لیے کچھ بھی نہیں کر سکیں گے... لیکن جب تک ... آسان نہیں ہو جاتی... اس وقت تک ہم گاڑی سے ... کی کوشش نہیں کر سکتے... دوسرے یہ کہ جب کوئی ... گا... ہم اسی وقت کود سکیں گے۔"

"... اگر سنسان سڑک نہ آئی۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔ "... صورت میں جہاں گاڑی رکے گی... وہاں حرکت ... گے۔"

"... وہاں تو نہ جانے کتنے لوگ ہوں گے۔" محمود نے ... کہا۔

"... پھر تم ہی بتاؤ... اس بارونق سڑک پر ہم کس طرح ... ہیں۔"

"... اترتے ہیں... کہ جونہی موقع ملے... اترنے کی کوشش ... چاہے ہم میں سے ایک دو آدمی ہی کیوں ... کامیاب ہو سکیں۔" فرزانہ نے تجویز پیش کی۔

http://www.paksunplace.com

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

آخر ایک موڑ پر انسپکٹر جمشید گاڑی سے اتر گئے۔
بھی ان لوگوں کو تھی... لیکن چلتی ٹرین پر سے اتر...
ماہر تھے... تاہم پروفیسر داؤد یہ کام نہیں کر سکتے...
وہ فکر مند نہیں تھے... جانتے تھے، اگر باقی ساتھی آزاد
تو انھیں بھی کسی نہ کسی طرح آزاد کرا ہی لیں گے...

"ایک تو ہو گئے آزاد۔"

"اب مشکل تو یہ پیش آئے گی کہ ہم ایک جگہ کیسے
جمع ہوں گے؟"

"انسپکٹر جمشید یہ بات طے نہیں کر سکے... ہم
ہم تو طے کر سکتے ہیں... سنو بھئی... یہاں کا سب...
ہوٹل... ہوٹل سٹار لائٹ ہے... بس اس میں یا اس
آس پاس پہنچنے کی کوشش کی جائے گی۔"

جونہی موقع ملا... انسپکٹر کامران مرزا بھی اتر گئے۔

"انکل خان رحمان... اب آپ کی باری ہے۔" محمود...
اشارہ کیا۔

"اچھی بات ہے... اللہ کو جو منظور۔" وہ مسکرائے۔

اور پھر وہ بھی اتر گئے... اب چھوٹی پارٹی اور...
رہ گئے... لیکن بڑی پارٹی کے اتر جانے کے بعد اب

...اں تھے... تاہم اب محمود دروازے سے لگا ہوا تھا، اور
...ں تھا کہ کوئی موڑ آئے تو اتر ہی جائے...
...ب محمود کو بھی موقع مل گیا... اس کے فوراً بعد فاروق
... چند منٹ بعد آصف اور آفتاب بھی اتر گئے، اب
...روز، فرزانہ اور فرحت رہ گئے...

... اور فرحت تو اتر سکتے ہیں... کیا تم لوگ اتر

...تاہم یہ کام کر سکتے ہیں... لیکن کریں گے نہیں۔" شوکی
...ے ہیں کہا۔

...ں... یہ کیا بات ہوئی۔"

...ات یہ ہوئی کہ ہم پروفیسر انکل کو تنہا نہیں چھوڑیں
...کے ساتھ رہیں گے... یہ اکیلے پریشان ہو جائیں گے۔"
...کہا۔

...خوب... یہ بہت اچھی بات کہی تم نے... پسند آئی۔"
...وش ہو کر کہا۔

...بھئی... میری وجہ سے تم مصیبت میں نہ پڑو۔"
...لے۔

...ت کیسی۔" مکھن نے منہ بنا کر کہا۔

... چلی... موڑ آ رہا ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"فرزانہ... وہیں رک جانا... میں جلد تم تک پہنچنے کی
کروں گی... ہم دونوں کو کم از کم ساتھ رہنا چاہیے"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

اسی وقت موڑ آ گیا اور وہ اتر گئی... جلد ہی
بھی اتر گئی... شوکی نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"میں کہتا ہوں... تم بھی اتر جاؤ۔"

"نہیں انکل... آپ کے ساتھ بھی کسی نہ کسی کو
ضروری ہے۔" شوکی بولا۔

"تو پھر تم میں سے ایک رہ جائے۔"

"نہیں... ہم الگ رہ کر کام نہیں کرتے"

"جب گروپ بنتے ہیں... اس وقت تو گروپ
جاتے ہو۔" پروفیسر داؤد نے اعتراض کیا۔

"وہ اور بات ہے۔"

"اچھا جیسے تم لوگوں کی مرضی... ویسے بھی...
اس مرتبہ کامیابی ہمیں نظر نہیں آتی۔" پروفیسر داؤد

"منصوبہ چار ملکوں تک پھیلا ہوا ہے... اور
ہے اس نے پوری دنیا کے ملکوں کو اپنی لپیٹ
رکھا ہے۔" شوکی نے آواز میں کہا... اب انہیں
بات کرنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

ایک گاڑی رک گئی... وہ خاموش ہو گئے... پھر گاڑی
دروازہ کھلا:

"ارے! یہ کیا... تمہارے باقی ساتھی کہاں گئے؟"

"جادو کے زور سے مکھی بن کر اڑ گئے۔" شوکی نے
کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا..." ایک ملٹری آفیسر نے
کہا۔

"... کیوں جناب... اس میں دماغ چلنے کی کیا بات
کی بولا۔

"دماغ چلنے کی بات یہ ہے کہ اس گاڑی کے اندر سے
باہر نکلنے کے لیے جگہ نہیں ہے۔"

"تو ہمارا کمال ہے... اب کمال کو مان جائیں۔" مکھن
ال ہو کر کہا۔

"اوہ... یہ... تو تالا کھلا ہوا ہے..." ایک ملٹری مین

"!!!" آفیسر تیزی سے آگے آیا اور پھر اس کا چہرہ سفید

"تو ہے جناب... آپ تو برسوں کے بیمار نظر آنے لگے۔"
"نہیں جانتے... مجھے کس قدر سخت سزا ملے گی۔"

http://www.pakfunplace.com

"اس سے سخت کیا سزا ملے گی" شوکی نے اپنے جسم
طرف اشارہ کیا... پورا جسم خون آلود تھا۔
"گاڑی واپس موڑ لو... ہم انھیں تلاش کریں گے
زیادہ دور نہیں جا سکتے۔" آفیسر نے کہا۔
"چلیے پھر" ڈرائیور نے کہا۔
"نہیں! اب میں آگے نہیں... ان کے ساتھ بیٹھوں
"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جناب... ہم
تو آپ ہمیں بھی گاڑی میں نہ دیکھتے... صرف
نظر آتے۔"
"یہ کیا بات ہوئی۔" فوجی آفیسر نے کہا۔
"انھیں چلتی گاڑی سے اترنا نہیں آتا... نہیں
لیکن ہم نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ پروفیسر صاحب کو
چھوڑیں گے۔"
"تم پروفیسر صاحب کے لیے بھلا کیا کر لو گے
والے انداز میں کہا گیا۔
"پتا نہیں! ہم ان کے لیے کچھ کر سکیں گے
لیکن ... ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہوں گے تو ا
کا احساس ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔"
"ہاں شوکی... یہ تو ہے" پروفیسر داؤد فورا

... پھر ہم ہی تم لوگوں کو الگ الگ بند کر دیں گے۔"
آفیسر نے طنزیہ انداز میں کہا۔
"... آپ کی مرضی... ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔" اخلاق نے
کہا۔
... ان کے ساتھ بیٹھ گیا، گاڑی واپس چل پڑی...
... ان راستے پر چلوں سر... جس سے ہم آئے ہیں؟"
... نے پوچھا۔
... ان اس سے... اور ہاں... جونہی پہلا موڑ آئے... گاڑی
... ان موڑ لینا۔"
... کیا فرمایا... گاڑی بائیں طرف موڑ لوں۔" ڈرائیور
... میں بلا کی حیرت در آئی۔
... ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔"
... ان سر... گاڑی دائیں طرف سے آئی ہے اور دوسرے
... ہی طرف تو پہاڑی علاقہ شروع ہو جاتا ہے...
... تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو۔" آفیسر نے غرا کر کہا۔
... نہیں سر۔"
... تو جو کہا ہے... وہ کرو۔" اس نے بلند آواز میں

http://www.pakiunplace.com

اس کے بعد ڈرائیور کی آواز آدھ گھنٹے بعد سنائی
"ہم پہاڑی علاقے میں پہنچ چکے ہیں سر۔"
"بہت خوب... گاڑی روک دو۔" اس نے اتر
کر کہا۔

پھر وہ نیچے اترے... چاند نکل آیا تھا... اس لیے
دوسرے کو دیکھ سکتے تھے...

"تمھیں معلوم ہے... میں اس طرف کیوں آیا ہوں"
"جی نہیں... ہم تو اس بات پر حیرت زدہ
"ان لوگوں کے ملنے کا اب کوئی امکان نہیں
اُن کی تلاش میں مارا مارا پھرنے کا کوئی فائدہ
دوسری طرف مسٹر جیرال وہاں پہنچنے والے تھے... کرنل
بھی آنے والے تھے... وہ فوری طور پر مجھے سزا
کسی عدالت میں بھی نہ بھیجے... اور میں سیدھا جیل
وہاں سے کئی سال بعد نکلتا... لہٰذا میں نے سوچا
نہ آزاد رہوں... میں یہاں سے فرار ہو رہا ہوں۔
بیوی بچے بھی ادھر نہیں ہیں... لہٰذا فرار ہونا
ثابت ہو گا... ان پہاڑوں کے دوسری طرف سمندر
اور سمندر میں لانچیں موجود رہتی ہیں... میں ایک
افیسر ہوں... لانچوں کا انچارج مجھ سے کوئی سوال

گا... کیوں کیسی رہی... آگے جا کر ہم کوئی جہاز
ل گا۔"
"اور ہمارا کیا ہو گا سر..." ڈرائیور اور اس کے ساتھی
نے گھبرا کر کہا۔
"تم بھی فرار ہو جاؤ۔"
"لیکن ہمارے تو بیوی اور بچے یہاں ہیں۔"
"تو... انھیں لے کر ادھر آ جاؤ۔"
"ہم ملٹری آفیسر نہیں ہیں سر... ہمیں لانچ نہیں مل سکے

"میں تم لوگوں کے انتظار میں اپنے آپ کو خطرہ میں
نہیں ڈال سکتا... ورنہ میں تمھیں ساتھ لے جاتا... ہاں بیوی
بچوں کے بغیر جانا پسند کرو تو میں تمھیں لے چلتا ہوں۔"
"نہیں سر... ہم کچھ سال جیل میں کاٹ لیں گے... بیوی
بچوں سے بیٹے کے بے جدا نہیں ہو سکتے۔" ڈرائیور نے کہا۔
"تمھارا فیصلہ پسند آیا۔" شوکی نے مسکرا کر کہا۔
"اچھا جاؤ... تمھارا کام... میں تو چلا۔"
یہ کہہ کر وہ پہاڑ پر چڑھنے لگا... وہ اسے جاتے ہوئے
دیکھتے رہے... اچانک شوکی نے ایک پتھر اٹھایا اور اس پر
...

"ارے ارے... یہ کیا کیا۔" ڈرائیور چلا اٹھا۔

"یہ تم لوگوں کو مصیبت میں چھوڑ کر جا رہا ت

اس کی پروا نہیں ہونی چاہیے۔" مکھن نے جل کر

"وہ تو خیر ٹھیک ہے... لیکن تمھیں ایسا کرنے

"بہت کچھ... ہم اس کے ذریعے کام لیں گے

جاؤ۔" شوکی نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"بہت خوب... شوکی۔" پروفیسر داؤد بولے۔

وہ دوڑ کر ملٹری آفیسر کے پاس پہنچے... وہ

تھا اور سر سے خون بہ رہا تھا... انھوں نے

پستول اور خنجر وغیرہ پر قبضہ کر لیا... پستول پروفیسر

نے سنبھال لیا اور خنجر شوکی نے... ساتھ ہی پروفیسر

نے کسی خیال کے تحت ڈرائیور اور اس کے سا

"ارے... تم دونوں بھی ہاتھ اٹھا دو۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے... ہم تم لوگوں کے

کارروائی نہیں کریں گے۔" ڈرائیور نے کہا۔

"ہم وطن ہونے کے ناطے اس کی مدد کرتے ہو

ہو سکتے ہو... لہٰذا کم از کم ہم تمھارے پاس پستول

رہنے دیں گے۔"

"ٹھیک ہے... پستول نکال لو۔" اس نے کہا۔

...ل اور اشفاق نے ان کے پستول قبضے میں لے لیے... ایسے میں

...وش میں آ گیا... اس نے کراہ کر کہا:

...تم نے کیا کیا... میرے فرار کو مشکل بنا دیا... کتنا سنہری

...تھا۔"

...تم اب بھی اتنی ہی آسانی سے فرار ہو سکتے ہو۔" شوکی نے

...کیسے؟"

...ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں گے... لیکن کچھ دیر بعد... سب سے

...صدر کو اغوا کریں گے... پھر اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیں

...اور یہاں پہنچیں گے... بس اس کے بعد ہم تمھارے ساتھ

...لیں گے۔"

...تم بے وقوف ہو... اس وقت تک تو یہاں فوج ہی فوج

...ے گی۔"

...یہاں نظر نہیں آئے گی... جس جگہ صدر صاحب کو رکھا

...گا... وہاں نظر آئے گی... جونہی انھیں ہمارے فرار کی

...گی... صدر کی حفاظت کے انتظامات سخت کر دیے

...گے... لہٰذا اس سے پہلے ہمیں صدر کو نکال لانا ہے...

...اس کام میں آپ ہماری مدد کریں گے... نہیں کریں گے تو

...جنرل اور کیپٹن فرنام تو بعد میں آپ کو سزا سنائیں گے

ہمارے پروفیسر صاحب کی عدالت آپ کو ابھی اور اسی وقت ا
کی سزا سنا دے گی... کیوں انکل؟"

"نن... نہیں بھئی... یہ... یہ کام مجھ سے نہیں ہو ا
کی سزا سنانے کا کام بہت خوف ناک ہے۔" انھوں نے
کر کہا۔

"اوہو انکل... سمجھا کریں... یہ سانپ ہیں۔"

"ارے باپ رے..." وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔

"یہ مطلب بھی نہیں تھا... خیر... تو میں کیا کروں"
شوکی نے محمود کی طرف دیکھا۔

"یہ کہ یہ سانپ ہیں۔" آفتاب نے کہا۔

"احمق ہو تم۔"

"بات آپ نے کہی... اور احمق میں ہوں... یہ بھی خو
محمود جھلا اٹھا۔

"بھئی اس سے پہلے کیا کہہ رہا تھا۔"

"تو یوں کہیے کہ آپ کی یادداشت اچانک کمزور ہو گئی
اشفاق نے منہ بنایا۔

"آپ نے دیکھا انکل۔" شوکی جھنجھلا کر بولا۔

"دیکھ تو پہلے سے رہا تھا... اب تو سن رہا ہوں"
داؤد مسکرائے۔

میرا خیال تو یہ ہے کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور ہم وقت
کرنے پر تل گئے ہیں۔" شوکی نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اچھا خیر... بتاؤ... تم کیا چاہتے ہو؟"

ڈرائیور صاحب گاڑی چلائیں گے... آفیسر صاحب اس کے ساتھ
گے اور ان کا ساتھی ہمارے ساتھ پیچھے رہے گا... میں اور محمود
کی نالیوں سے پچھلے حصے سے ڈرائیور صاحب اور آفیسر
کو گدیوں لگائے رکھیں گے اور پھر ملٹری آفیسر صاحب
اس جگہ لے جائیں گے... جہاں صدر صاحب کو لے جایا
ہے۔"

"تم لوگ آگ سے کھیل رہے ہو... کامیاب نہیں ہو سکو
آفیسر نے گھبرا کر کہا۔

"نہ سہی... یہ حسرت تو نہیں رہے گی... کہ ہم کچھ بھی نہیں
شوکی نے مسکرا کر کہا۔

"انکل ٹھیک شوکی۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اور انکل... آپ پستول اشفاق کو دے دیں اور اپنے
ہیں اپنی کوئی ایجاد لے لیں... ضرورت پڑنے پر آپ
کام میں لا سکتے ہیں... اب ہم روانہ ہوتے ہیں۔"
نے جلدی جلدی کہا۔

اور انھیں چلنا پڑا... آدھ گھنٹے بعد گاڑی ایک عمارت

کے نزدیک رکتی نظر آئی...

"مسٹر آفیسر اور ڈرائیور صاحب... یہ خیال کر لیں کہ آپ
فوری طور پر ضرور سنائی جائے گی... اگر آپ جیرال کے
چڑھ گئے... کیوں کہ ہمارے باقی ساتھی اب تک نہ جا
پہنچ چکے ہوں گے... لہٰذا آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ
ہر طرح ہمارا ساتھ دیں۔"

"ٹھیک ہے... میں ساتھ دوں گا۔" اس نے مری
آواز میں کہا۔

"اچھا تو پھر... اندر جا کر صدر کو لے آئیں...
کہ جیرال کا حکم یہی ہے۔"

تہ خانے کی تلاش

جمشید نے سڑک پر رک کر اِدھر اُدھر دیکھا... کوئی ان کی
جہ نہیں تھا... یوں بھی یہاں سڑک پر بہت کم لوگ
ہے تھے... انھوں نے سوچا... اسی سڑک پر کچھ آگے جا
کامران مرزا اترنے والے ہیں... کیوں نہ انھیں ساتھ
ر چلا جائے... یہ سن کر وہ آگے قدم اٹھانے لگے...
اسی وقت سامنے سے آتا ہوا ایک شخص ان سے ٹکرا
ٹکرایا بھی اس بری طرح کہ وہ لڑکھڑا گئے...

اوہ معاف کیجیے گا جناب۔" اس نے شرمندہ ہو کر کہا۔

ہے تو معاف نہیں کروں گا..." انسپکٹر جمشید نے اسے

ں! کیا مطلب... پھر کیسے معاف کریں گے؟"

ی جیب کی نقدی آپ کی جیب میں منتقل ہو چکی ہے...
حوالے کر دیں... پھر میں آپ کو معاف کر دوں گا۔"

http://www.pakfunplace.com

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ بھاگ نکلا... انسپکٹر جمشید اس کے پیچھے دوڑ لگا دی اور بلند آواز میں بولے:

«اب معافی والی بات ختم ہو گئی بھئی۔»

«ٹھیک ہے... مجھے پکڑ کر دکھا دو... میں معافی جیر... گا۔» اس نے کہا۔

انھوں نے دو تین لمبی چھلانگیں لگائیں اور اسے جا لیا۔

«اب کیا خیال ہے۔» وہ مسکرائے۔

«کمال ہے...» اس نے انھیں بڑی طرح گھورا۔

«کس بات کا کمال ہے۔»

«میرا خیال تھا... مجھ سے زیادہ تیز رفتار آدمی پورے بنگال میں کوئی نہیں ہے، لیکن آج میرا... غلط ثابت ہو گیا۔» اس نے جلدی جلدی کہا۔

«پہلے میری نقدی... پھر دوسری بات۔»

اس نے چپ چاپ نقدی نکال کر ان کے حوالے کر دی... اور بولا:

«آپ ہیں کیا چیز۔»

«کیا صرف دولت کے لیے چوریاں کرتے ہیں۔»

«اور کس لیے کروں گا۔»

«دولت کے لیے اور کیا کیا کر سکتے ہو۔»

«سب کچھ... کہیے تو بنگال کے صدر کو ختم کر دوں۔»

«اس کے بجائے ایک اور کام کرو۔» انھوں نے کچھ سوچ کر کہا۔

«اور وہ کیا۔»

«مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے چلو۔»

«کیا بات ہوئی۔» اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

«بات وہاں چل کر بتاؤں گا... یہاں نہیں بتا سکتا۔» وہ بولے۔

«میرا گھر یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے... آئیے۔»

وہ انھیں ایک چھوٹے سے گھر میں لے آیا... یہاں اس کے سوا کوئی نہیں تھا... گھر میں ہر طرف بے ترتیبی کا راج تھا۔ ایک ٹوٹی کرسی پر انھیں بٹھایا گیا... وہ خود فرش پہ بیٹھا:

«ہاں! اب فرمائیں۔»

«تمھیں بہت ساری دولت مل سکتی ہے، لیکن میری ہدایات پر عمل کرنا ہوگا... ویسے میرا خیال ہے، تمھیں اس ملک سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔»

«بالکل ٹھیک کہا آپ نے... میں تو دراصل اس ملک کا نہیں ہوں۔» اس نے سرگوشی کی۔

«کیا مطلب؟» وہ چونکے۔

مطلب یہ کہ میں مسلمان ہوں... اور ان یہودیوں کی جیبیں ہاتھ صاف کر کے بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔"

"تو کیا تم نے مجھے بھی یہودی سمجھ کر...." وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"نہیں... آپ کے چہرے پر تو میں نے غور بھی نہیں کیا، بعد میں جب دیکھا تو محسوس کر لیا تھا کہ آپ یہودی نہیں ہیں۔"

"اگرچہ میں میک اپ میں ہوں... لیکن پھر بھی چہرہ یہودیوں جیسا نہیں ہے... خیر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تم یہودیوں کے دشمن ہو... لیکن خود تم تو یہودی نظر آتے ہو۔"

"پیدا یہیں ہوا تھا نا... اس لیے۔" وہ مسکرایا۔

"تمھارا نام کیا ہے دوست... سب سے پہلے تو..."

"میں راکٹ ہوں۔"

"یہ کیا نام ہوا... کوئی مسلمانوں والا نام بتاؤ۔"

"عبداللہ ہے نام میرا... لیکن یہاں میں اپنے آپ کو راکٹ ہی کہتا ہوں۔"

"خیر... تم تو یہاں پیدا ہوئے تھے... یہاں کے چپے چپے سے واقف ہو گے۔"

"بالکل..." اس نے فوراً کہا۔

"ہم... میں اور میرے ساتھی ایک واردات کرنے کے بعد یہاں سے صاف نکلنا چاہتے ہیں... تم اس بارے میں کیا مدد کر سکتے ہو؟"

"آپ کس راستے سے جانا چاہتے ہیں... میرا مطلب ہے... خشکی کے راستے یا سمندر کے راستے... ہوائی راستے سے تو فرار ناممکن ہے۔"

"ان میں سے جو بہتر ہو گا، اس سے جائیں گے۔"

"تب پھر میں سمندر کا راستا تجویز کروں گا... آپ نے یہ نہیں بتایا کہ جانا کہاں ہے؟"

"ہمیں پاک لینڈ پہنچنا ہے۔"

"اوہ! تت... تو آپ پاک لینڈ کے ہیں؟" اس نے پرجوش انداز میں کہا۔

"ہاں! بالکل۔"

"یہ جان کر اور بھی خوشی ہوئی... مجھے پاک لینڈ کو دیکھنے کی بہت خواہش ہے۔"

"شاید اللہ نے تمھاری سن لی... تم بھی ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔"

"بہت خوب... مزا آگیا... اب ہمیں ایک بڑی لانچ کا انتظام کرنا ہو گا... جو ہم کرائے پہ حاصل کریں گے... وہاں کچھ رقم ہمیں ضمانت کے طور رکھنا ہو گی... لانچ وہ وہاں پہنچا دیں

http://www.pakistanplace.com

گے جہاں ہم چاہیں گے... اور پھر ہم اس لانچ کے ا
فرار ہو جائیں گے۔"

"اور راستے کی چیکنگ کا کیا کریں گے؟" انسپکٹر جم
پوچھا۔

"آپ سمجھے نہیں... جس جگہ لانچ وہ کھڑی کریں گے...
صرف میں لانچ میں سوار ہوں گا... سیر کرنے کے بہانے
پھر سمندر میں چلا جاؤں گا... وہاں سے چکر کاٹ کر
کو اس ساحل پر لاؤں گا... جہاں کوئی لانچ نہیں
پہرے دار نہیں ہوتا... اور نہ لوگ اس ساحل تک
ہیں۔" اس نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ تم لانچ کو وہاں کس طرح لے آ
لانچ کمپنی اپنا ڈرائیور بھی تو ساتھ دے گی... کیا وہ
ہدایات پر عمل کرے گا؟"

"ضرور کرے گا... لیکن اس ساحل پر پہنچ کر جب
سوار کرایا جائے گا... اس وقت وہ ضرور ہمیں پریشان

"خیر... اس کا انتظام کر لیا جائے گا... ابھی آپ
کہا تھا کہ اس طرف کوئی نہیں پہنچ سکتا... یہ کیا
"وہاں سمندر پہاڑ کے ساتھ ہے... پہاڑ عمودی
اس طرف سے کوئی پہاڑ کو عبور کر کے سمندر تک

...ا..."

اوہ اچھا... تم فکر نہ کرو... یہ بعد میں ہو جائے گا... تم
ساتھ چلو... گھر کو تالا لگا دو۔"

اس نے کچھ نہ کہا... اٹھ کر کھڑا ہو گیا... گھر سے نکل کر وہ
ک پر آ گئے... اسی وقت انسپکٹر کامران مرزا آتے نظر

ہمارے ایک ساتھی تو مل گئے۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے
اشارہ کیا... ورنہ ان کے ساتھ کسی کو دیکھ کر انسپکٹر
مرزا ان کا رخ نہیں کر سکتے تھے۔

"مسٹر عبداللہ راکٹ ہیں... مسلمان ہیں... ہماری مدد کرنے
ہو گئے ہیں۔" یہ کہہ کر انھوں نے باقی تفصیل سنا

ت خوب... انھیں نقدی دے کر روانہ کر دیا جائے...
پوچھ لی جائے اور وقت بھی طے کر لیا جائے۔"
ہاں ٹھیک ہے۔"
اس کے ساتھ پوری طرح معاملات طے کرنے کے بعد
جمشید بولے:

اب تم جاؤ دوست... مجھے امید ہے... تم ہمیں دھوکا
گے... یقین کر لو... تو پاک لینڈ میں بہت باوقار

http://www.bookfunplace.com

زندگی بسر کرو گے اِن شاء اللہ۔
کیا ہم میں سے ایک کو اس کے ساتھ نہیں جانا
بضرورت تو اسی بات کی تھی، لیکن آگے چل کر
آتی... لانچ سمندر میں اتارتے وقت چیکنگ سے گزرنا
ہم پھنس سکتے تھے... وہ یہیں کی پیداوار ہے،
رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔

"اب ہمیں جلد از جلد ہوٹل شار لائٹ کے
پہنچ جانا چاہیے۔"

ہم پہلے صدر پر ہاتھ کیوں نہ صاف کریں
"ہم نہیں جانتے... صدر کو کہاں رکھا گیا ہے...
رات ہی یہ بات معلوم ہو جائے گی... ہوٹل شار لا
اسی پاس ہم سن گن لے سکتے ہیں... یا پھر کسی بڑے
افسر سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے تو پھر چلیے۔"
انھوں نے ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا ہی
ملٹری جیپ ان کے پاس آکر رکی:
"خبردار! ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"
"تم کیسے آ گئے بھئی... چلو اچھا ہی ہوا...
پہنچ گیا۔"

شہر میں چاروں طرف وارلیس کی جا چکی ہے... تم لوگوں کے
ہو چکے ہیں... لہٰذا ہم تم لوگوں کو تلاش کرتے پھر رہے
ایسے ہی ہماری نظریں تم پر پڑ گئیں... مزا آ گیا، اب
ترقی ہو کر رہے گی۔" ملٹری آفیسر نے کہا۔
"بری بھلی... آپ کی بجائے... یہ سرکاری گاڑی ہمیں لینے
آئی ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
پھر دونوں جیپ میں سوار ہو گئے...
"راجہ کے صدر کو کہاں رکھا گیا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا
بیٹھتے ہی پوچھا۔
"ان بلڈنگ... اوہ... یہ میں نے کیا کیا... تم لوگوں کو یہ بات
نہیں بتائی جا سکتی... لیکن خیر... تم تو ہمارے قابو میں آ ہی
گئے۔"
"ہاں واقعی... اب ہمیں یہ جاننے سے کیا فائدہ۔" انسپکٹر
نے مایوسانہ انداز میں کہا۔
اس وقت جیپ تیز رفتاری سے آگے بڑھی... جیپ میں
سپاہی ان کے ساتھ پیچھے بیٹھے تھے اور ان چاروں کے
پستول ان کی طرف تھے... انسپکٹر کامران مرزا نے انسپکٹر
جمشید کی طرف دیکھا اور پھر ان کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی
سے حرکت میں آ گئے... دوسرے ہی لمحے چاروں پستول ان

کے ہاتھوں میں تھے... یہی نہیں... انھوں نے پستول
ان کے سروں پر مسلسل بجانے شروع کر دیے...
کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔

"یہ کیسی آوازیں آ رہی ہیں۔"

انسپکٹر جمشید نے سوراخ میں سے ہاتھ نکال کر ا...
گدی پر رکھ دیا۔

"ادھر یہ ہو رہا تھا... جو اب تمھارے ساتھ ہو...
گاڑی روک دو... ورنہ گدی میں سوراخ ہو جا...

"نہیں روکوں گا... گدی میں سوراخ ہو گیا تو...
کا شکار ہو گی... تم بھی نہیں بچ سکو گے..."

"ہم تو پہلے ہی موت سے کھیل رہے ہیں... ا...
نہیں پڑ جائے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔

وہ بڑبڑ گیا... اس نے گاڑی ایک طرف کرتے...
لی... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے اس کے سر پر پستول...
وہ بھی بے ہوش ہو گیا... آس پاس سے گزرنے والی...
کو اتنی فرصت کہاں تھی کہ اس طرف توجہ دے سکے...

انھوں نے ڈرائیور کو پچھلی طرف ڈالا اور خود...
لی۔

"انسپکٹر کامران مرزا... گرین بلڈنگ کہاں ہے؟"

...میں سے ایک کو ہوش میں لانا پڑے گا۔"
...لے آئیں نا بھئی... انھیں گرین بلڈنگ جانا ہے۔"
...کامران مرزا نے ڈرائیور کو ہلایا جلایا تو اس نے
...کھول دیں۔"
...لوگوں نے یہ اچھا نہیں کیا۔"
...بھی ان گنت کام اچھے نہیں کیے... ایک اس کی کیا
...

...شہر میں غنڈہ گردی کا جال پھیلایا جا چکا ہے... ولرلیں
...ری جا رہی ہیں... تم کر کیا لو گے۔"
...طرح ہم تمھیں قابو میں کر چکے ہیں... اور کسی کو کانوں
...نہیں... اسی طرح ہم آگے بھی نکل جائیں گے،
...کرو، اور یہ بتاؤ... گرین بلڈنگ کس طرف ہے۔"
...؛ تو تم وہاں جا کر انشارجہ کے صدر کو ایک بار
...ل لے جانا چاہتے ہو... تم ایسا نہیں کر سکو گے...
...لو۔"
...ں کریں گے یقین... تم یہ بتاؤ کہ گرین بلڈنگ کس
...ہے۔"

...اس سڑک پر گیارہ کلو میٹر کے فاصلے پر۔"
...بات غلط ہوئی تو ہم زندہ تمھیں بھی نہیں چھوڑیں

http://www.pakfunplace.com

لگے۔" انھوں نے کہا۔

"یہ بات غلط نہیں ہے... تمھیں اس طرف لے جا

تو فائدہ ہی فائدہ ہے... وہاں تو ملٹری کا جال اور پہرا

"خیر... دیکھا جائے گا۔"

گاڑی چل پڑی... گیارہ کلومیٹر کے بعد دائیں ہاتھ

سبز رنگ کی عمارت نظر آئی... اس کے گرد کوئی حا
نہیں تھی...

"تم نے تو کہا تھا کہ یہاں ملٹری کا جال اور

"اس بات پر خود مجھے بھی حیرت ہے۔"

"انسپکٹر کامران مرزا... آپ ان لوگوں کو قابو میں رکھ
اور یہیں ٹھہریں... صرف میں آگے جا کر دیکھتا ہوں
کے قابو میں ہم دونوں نہ آجائیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

"حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ جگہ حد درجے سنسان
ایسی جگہ صدر کو کس طرح رکھا جا سکتا ہے۔"

"اس جگہ کو سنسان بنایا گیا ہے... صدر کو یہاں
بعد اس پاس سے لوگوں کو ہٹا دیا گیا ہے..."

"خیر... دیکھا جائے گا۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید گاڑی
اتر گئے...

وں نے گاڑی عمارت سے کافی دور کھڑی کی تھی... وہ
تے ہوئے عمارت کے بالکل نزدیک پہنچ گئے... عمارت
کھلا تھا اور وہاں کوئی بھی نہیں تھا...
یہ سب عجیب سا لگا... وہ واپس لوٹ آئے اور
ران مرزا بولے:

نے شاید جھوٹ بولا ہے... عمارت کا دروازہ کھلا پڑا ہے،
کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔"

ں بھئی۔"

در کو یہیں لایا گیا تھا... میں نہیں جانتا... اس کے بعد

ں... اچھا... تم عمارت میں جاؤ... اور اندر کا جائزہ
... اگر کوئی گڑبڑ کی تو پھر تمھارے ساتھی نہیں
ں گے۔"

اچھا!" اس نے کہا اور عمارت کی طرف چلا گیا، پھر انھوں
اندر داخل ہوتے بھی دیکھا... جلد ہی وہ واپس آگیا
... اس کے چہرے پر حیرت تھی:

ارت بالکل خالی پڑی ہے۔"

پھر تم نے جھوٹ بولا تھا... ہمارا وقت ضائع کیا ہے۔"

ید نظر آئے۔

http://www.pakfunplace.com

"نہیں... آپ اندر کا جائزہ لے لیں... معلوم ہو
تھوڑی دیر پہلے وہاں ضرور کچھ لوگ موجود تھے...
گھبرا کر کہا۔

"اچھی بات ہے... میں دیکھ آتا ہوں... آپ یہیں
اس مرتبہ انسپکٹر جمشید اندر داخل ہو گئے... عمارت
پڑی تھی... لیکن یہ بات بھی صاف نظر آئی کہ اس
کے عالم میں خالی کیا گیا تھا... وہ چند منٹ تک
رہے، پھر باہر کی طرف مڑے... عین اس وقت
ایک رومال پر پڑی... وہ اس رومال کو دیکھ
رہ گئے... پھر تیزی سے باہر آئے۔

"اس میں شک نہیں کہ صدر کو یہاں رکھا گیا
پھر اچانک عمارت خالی کرا لی گئی۔"

"لیکن کیوں؟" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"مجھے اندر سے یہ رومال ملا ہے۔"

جونہی رومال پر ان کی نظر پڑی... وہ بھی چونک

"یہ... یہ رومال تو منور علی خان کا ہے۔"

"ہاں! اور منور علی خان کو ہم شہر میں چھوڑ آئے

"تب پھر اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ دشمنوں
نے منور علی خان کو گرفتار کر لیا تھا اور گرفتار کرنے کے

ان کے حوالے کر دیا... انھیں یہاں رکھا گیا ہو گا... انشارجہ
کو بھی یہاں لایا گیا تھا۔ لیکن جونہی ہم گاڑی سے
اترے، انھوں نے ان دونوں کو یہاں سے کہیں اور پہنچا دیا۔"

"ہاں! ضرور یہی بات ہے۔"

ابھی تک انھیں عمارت میں سے ایک عجیب سی
آواز آئی... انھیں یوں محسوس ہو رہا تھا... جیسے کوئی
اندر ہی کہیں چھپا تھا۔"

"اوہو! اس میں تو ابھی کوئی موجود ہے۔" انسپکٹر جمشید نے
کہا اور عمارت کی طرف دوڑ پڑے... انسپکٹر کامران مرزا
ڈرائیور کے سر پر ایک ہاتھ رسید کیا اور اسے گرتے دیکھ
کر وہ بھی ان کے پیچھے دوڑ پڑے...

دونوں نے پوری عمارت چھان ماری، لیکن وہاں کسی انسان
کا نشان تک نظر نہ آیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... کیا ہمارے کانوں نے دھوکا کھایا تھا۔"
کامران مرزا بڑبڑائے۔

"کاش! اس وقت فرزانہ ہمارے ساتھ ہوتی۔" انسپکٹر جمشید
نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"تب پھر ہمیں تہ خانے کے امکانات کو دیکھنا چاہیے۔"
"اوہ ہاں!" وہ بھی چونک اٹھے۔

http://www.pakfunpace.com

انھوں نے تہ خانے کی تلاش شروع کر دی۔۔۔ پورا
فرش اور دیواریں دیکھ ڈالیں، لیکن تہ خانہ نہ مل
"میرا دل کہتا ہے کہ اس عمارت میں تہ خانہ
جمشید بولے۔

"یہ تو میرا دل بھی یہی کہہ رہا ہے۔" انسپکٹر کامران
بھی مسکرا کر کہا۔

"تو پھر ہم ایک کوشش اور کر دیکھتے ہیں۔"

"ضرور ... کیوں نہیں۔"

دونوں نے ایک بار پھر بغور عمارت کا جائزہ لیا
میں انھیں ایک فانوس نظر آیا۔۔۔ تمام فانوس ایک ہی قسم
ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔۔۔ تمام کمروں کے فرش ایک
تھے۔۔۔ تمام دیواریں ایک جیسی تھیں۔۔۔ تمام دروازے
ایک جیسی تھیں۔۔۔ کہیں کوئی فرق نہیں تھا۔۔۔ فرق
صرف ایک اور وہ یہ کہ ایک کمرے میں انھیں آتش
آیا اور باقی کسی کمرے میں آتش دان نہیں تھا۔۔۔

"اس آتش دان کا بھی جائزہ لے لینا چاہیے"
جمشید بڑبڑائے۔

وہ اس پر جھک گئے۔۔۔ اس میں نہ جانے کب
پڑی تھی۔۔۔ اس راکھ کو انھوں نے کریدنا شروع

کامران مرزا کے ہاتھ کی ایک ہک سے ٹکرائے،
نے ہک کو پکڑ کر جو کھینچا تو آتش دان کے بالکل ساتھ
میں ایک خلا نمودار ہو گیا۔۔۔ اس سے پہلے دیواروں کو وہ
بجا کر دیکھ چکے تھے۔ لیکن انھیں خول کا احساس نہیں
تھا۔ انسپکٹر کامران مرزا نے پھر ہک کو کھینچا تو خلا
گیا۔۔۔ دیوار برابر ہو گئی۔۔۔ اب انھوں نے دیوار کو اس
تھپتھپا کر دیکھا تو کوئی احساس نہ ہوا کہ دیوار کے
خلا ہے۔۔۔

"کمال کی کاریگری ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

انھوں نے ہک کو کھینچا تو خلا پھر نمودار ہو گیا۔۔۔ وہ آگے
اور اس میں اتر گئے۔۔۔ انھیں سیڑھیوں کی بجائے ایک
سا راستہ نظر آیا۔۔۔ وہ اس پر چلنے لگے۔۔۔ جلد ہی انھیں
ہو گیا کہ وہ ایک سرنگ میں چل رہے تھے۔۔۔ سرنگ
ہوتی چلی گئی۔۔۔

"یہ سرنگ تو شیطان کی آنت جتنی لمبی ہے شاید۔" انسپکٹر
بولے۔

"تب پھر ہمیں لاحول ولاقوۃ پڑھنا چاہیے۔"

اور ہنس دیے۔۔۔ اور تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔۔۔ انھیں
چلنا پڑا۔۔۔ تب کہیں جا کر سرنگ ختم ہوتی نظر آئی،

http://www.paksociety.com

اب ان کے سامنے پھر ایک دیوار تھی... اور ایک ...
میں لگا ہوا تھا... انسپکٹر کامران مرزا نے ... کو ...
تو دیوار میں خلا نمودار ہو گیا، وہ فوراً خلا کے ...
آ گئے... انھوں نے خود کو ایک بہت بڑے کمرے ...
لیکن اس کمرے میں وہ تنہا نہیں تھے... انھیں شوکی ...
نظر آئے... ان کے چہرے لٹکے ہوئے تھے... لیکن ...
نظر پڑی... ان کے چہروں پر رونق آ گئی:

"تم لوگ یہاں کیسے آ گئے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اسی سرنگ کے راستے۔" شوکی مسکرایا۔

"میرا مطلب ہے... سرنگ تک کیسے پہنچے؟"

شوکی نے اپنی کہانی سنا ڈالی... آخر میں نے اس ...

"ہم نے ملٹری آفیسر کو عمارت میں بھیجا... لیکن ...
نظر آئی... ہم عمارت کو تلاش کرنے کے لیے اندر ...
تو ہمیں دس دشمنوں نے گھیرے میں لے لیا اور ...
ذریعے یہاں پہنچا دیا... کیا آپ کو بھی ان دس نے ...
ہے؟"

"نہیں! ہم دس کے بغیر ہی آ گئے۔" انسپکٹر کامران ...
بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے... اس کیس میں ہم کامیابی ...

... ہی نہیں سکیں گے؟"

"... نہیں کہا جا سکتا... لیکن ہمارے باقی ساتھی ابھی تک ...
... پہنچے۔"

"انھیں بھی گرفتار کر لے ہی آیا جائے گا۔"

... اسی وقت قدموں کی آواز ابھری... اور پھر ایک لمبے
... قد آدمی اندر داخل ہوا... پہلے تو وہ انھیں طنزیہ
... سے دیکھتا رہا... پھر بولا:

"... آمدید... آپ کو یہاں کوئی تکلیف تو نہیں؟"

"ہم آرام اور تکلیف کے چکر میں پڑتے ہی نہیں۔" شوکی
...

"تھوڑی دیر تک آپ کے باقی ساتھی بھی آ جائیں گے...
... بہرحال آپ سے ایک خصوصی میٹنگ کریں گے۔"

"... جان کر بہت خوشی ہوئی۔"

"آپ لوگ اس بات کو ذہن سے نکال کیوں نہیں دیتے
... یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"... دن یہ بات ذہن سے نکال دی... اسی دن ہم
... ہو جائیں گے۔"

"... ذہن سے نہ نکالیں، تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا،
... ہمارا منصوبہ پورا ہو چکا ہے..."

"ابھی کہاں... کیا ہمارا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو
انشارجہ، شارجستان، سربلیا اور بیگال کا خیال اگر
پاک لینڈ چند گھنٹے کی مار ہے... تو یہ خیال تو
ہو گیا... اب آگے دیکھتے ہیں... کیا ہوتا ہے۔"
نے کہا۔

"پاک لینڈ پر چاروں طرف سے دشمن کی یلغار
آخر وہ کب تک ٹک سکے گا... اس کو ٹکڑے
ہی پڑے گا... شاید صبح تک اس کو شکست ہو جا
سے زیادہ ایک دو دن لگ جائیں گے۔" اس

"دیکھتے ہیں اور کیا ہوتا ہے... اللہ کے
معلوم نہیں... آپ نے ہمیں اطلاع دے دی...
آپ جا سکتے ہیں۔"

"جیرال کی طرف سے ایک پیغام بھی ہے۔"

"اچھا... وہ بھی سنا دو۔" شوکی نے بڑا سا منہ

"ان کا کہنا ہے کہ اس عمارت کے ارد گرد کوئی
اگر آپ لوگ یہاں سے فرار ہو سکیں تو ضرور ہو جائیں
کوئی اعتراض نہیں ہو گا... مطلب یہ کہ اس عمارت
کھلی چھٹی ہے... اگر فرار ہونے میں ناکام ہو
وہ یہاں آپ سے ملاقات کرنے کے لیے آئیں

"جب تک ہمارے باقی ساتھی نہیں آ جاتے، اور انشارجہ
اور یہاں نہیں آ جاتے، ہم فرار ہو کر کیا کریں گے۔"
جمشید نے کہا۔

"تب پھر اپنے باقی ساتھیوں کا انتظار کریں... انشارجہ
جیرال کے ساتھ یہاں تشریف لائیں گے... اس
نہیں اغوا کرنے کی کوشش کر لیجیے گا... اس بارے
مسٹر جیرال آپ کو کھلی چھٹی دے رہے ہیں۔"

"واہ واہ... جیرال کی بس یہی بات ہمیں پسند ہے... اپنے
سے کبھی نہیں پھرتے۔"

"ان کا کہنا ہے... میں مر تو سکتا ہوں... ہر طرح کی شکست
سکتا ہوں... لیکن اپنے اصولوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

"ہاں! ہم ان سے بہت اچھی طرح واقف ہیں... ہمارا ان
گہرا تعلق ہے۔"

"یہی بتانے آیا تھا۔"

کر وہ واپس جانے کے لیے مڑا۔

"ایک منٹ جناب... جس طرح آپ عمارت سے نکل کر جا
... ہم اس طرح کیوں نہیں جا سکتے۔"

"اس وقت دروازے کے سامنے ایک توپ نصب ہے...
ہم باہر نکل کر دروازہ بند کر کے واپس نہیں لوٹ

http://www.pakfunplace.com

جاتے… اس وقت تک توپ دروازے کے پاس سے نہیں ... چاہیں تو یہ نظارہ چھت پر سے کر سکتے ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

عین اسی وقت قدموں کی آواز ابھری… وہ ... کر مڑے…

http://www.pakfunplace.com

اُترنے والے

... رحمان نے گاڑی سے اترنے کے بعد اِدھر اُدھر دیکھا، ... سنسان موڑ پر کھڑے تھے:

"اب میں کیا کروں… میں اکیلا تو کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ... ہے… سڑک پر اسی سمت میں چل پڑتا ہوں… کسی نہ کسی ... سے تو ملاقات ہو ہی جائے گی۔"

... سوچ کر وہ اس سمت میں چل پڑے… کافی دور تک ... کے بعد اچانک انھوں نے محمود کو آتے دیکھا۔ وہ ان ... ف آ رہا تھا…

"تم نے اچھا کیا کہ اس طرف آ گئے… اگر تم بھی آگے ... جاتے تو شاید ہی تم تک نہ پہنچ پاتا۔" وہ بولے۔

"اور میں اس طرف کیوں نہ آتا انکل جب کہ میں جانتا تھا… ... اُدھر کا ہی رخ کریں گے۔" محمود مسکرایا۔

"اب کیا خیال ہے… ایک آدھ کو اور ملا کر ہوٹل سٹار ...

لائٹ کا رخ کریں یا دونوں ہی چلے چلیں۔"

"بہتر تو یہی لگتا ہے کہ ایک دو ساتھیوں کو او
لے کر چلیں، لیکن اس میں وقت ضائع ہو گا... ہم
کوئی ٹیکسی پکڑ کر وہاں چلتے ہیں... آگے اترنے والے
اتریں گے، کسی ساتھی کو ملا کر ٹیکسی پکڑ لیں گے۔"

"تو پھر چلو۔" وہ بولے۔

وہ ایک ٹیکسی کے ذریعے ستار لائٹ ہوٹل سے
پر اُتر گئے اور گرد کا جائزہ لینے لگے...

"کوئی نظر نہیں آ رہا... گویا ہم سب سے
بھئی بھوک لگی ہے... کیوں نہ اس دوران کچھ کھا لیا
"اگرچہ کھانا کھانا ہمارے اس وقت کے پروگرام
نہیں... لیکن خیر... اس میں کوئی حرج بھی نہیں...
ابھی تمام ساتھی یہاں موجود نہیں ہیں۔" محمود نے کہا

دونوں ہوٹل کی طرف بڑھے... ہال میں بہت رش
انہیں بھی ایک میز مل ہی گئی... خان رحمان نے کھانے
دیا... اور ایسی چیزیں منگوائیں... جن میں حلال حرام کا سوال
ہو... ایسے میں محمود کی نظر ایک سمت میں اٹھ گئی؛

"انکل اس طرف دیکھیے... ایک فوجی آفیسر بیٹھا ہے
لگا ہے... اور اس کی قمیص پر اس کا نام بھی لکھا ہے۔"

... اتنی دور سے نام پڑھ نہیں سکتا... کیوں نہ نزدیک سے
... ہوئے نام پڑھ آؤں۔"

... بھئی... اس کی ضرورت کیا ہے۔"

... ورت ہے انکل... آپ کو یاد ہے... جب ہم پر گولیاں
... تھیں... اس وقت ایک صاحب ہم سے بات چیت کر
... بات کرنے والے نے اپنا نام کیپٹن قزام بتایا تھا... اب
... نام کیپٹن قزام ہے تو یہ ہمارے لیے کچھ برا نہیں

... میں سمجھ گیا... جاؤ دیکھ آؤ۔" وہ مسکرائے۔

... اٹھا اور ایسے انداز میں آگے بڑھا... جیسے کسی کو تلاش
... اسی انداز میں چلتا وہ اس کے پاس سے گزرا، اور
... رحمان کے سامنے بیٹھ گیا:

... کیپٹن قزام ہے۔" اس نے سرگوشی کی۔

... اچھا... کمال ہے... لیکن بھئی... تمہیں آخر اس وقت
... کا نام کس طرح یاد آگیا تھا... جب کہ یہاں صرف
... نہیں ہے... اور بھی فوجی کھانا کھا رہے ہیں، اور
... ایک فوجی ہوتا تو بھی یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ
... ہی ہوتا۔"

... صرف یہ ہے انکل... کہ اس نے بیرے سے بات کی

تھی اور میرے کانوں میں اس کی آواز آئی تھی... میں نے
فوراً پہچان لیا... وہ وہی تھی جو ایئر پورٹ پر ہم سے
رہی تھی۔"

"اچھی بات ہے... یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ کیپٹن
اب کیا کیا جائے؟"

"انکل! اس شخص کو ضرور معلوم ہو گا کہ انشارجہ
کو کہاں رکھا گیا ہے۔"

"لیکن ہم سب کو تو یہاں جمع ہونے کی ہدایات
یہاں سے اس کے تعاقب میں کس طرح جا سکتے
نے اعتراض کیا۔

"ہم میں سے ایک تو جا سکتا ہے... دوسرا یہاں
لوگوں کو بتا رہے گا کہ میں کہاں گیا ہوں۔"

"تمہارا مطلب ہے... تم اس کے تعاقب میں جاؤ

"جی بالکل... یہ تو کرنا پڑے گا۔"

"تو پھر جلدی جلدی کچھ کھا لو... پتا نہیں
کو کچھ ملے... وہ اٹھنے کی تیاری کر رہا ہے... تم
جاؤ... میں بعد میں بل ادا کر کے باہر نکلوں گا۔"

"او کے انکل۔" محمود مسکرایا۔

"اور یہ بھی بتا دو کہ ہم سب تک تمہارا انتظار

بلہ ہر طرف ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔"

صرف پندرہ منٹ میرا انتظار کریں... اس کے بعد وہ
سب کا مشورہ ہو... آبا جان وغیرہ کو بھی آخر
پہنچنا ہے۔"

میں پروفیسر داؤد کے لیے فکر مند ہوں..." خان رحمان

ان کا بھی کچھ ہو جائے گا... فکر نہ کرو... اگر وہ وقتی
یہاں رہ گئے" تو بھی ہم بعد میں انھیں وصول کر
گے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

میں چلا... وہ باہر کا رخ کر رہا ہے۔"

بہت احتیاط کی ضرورت ہے محمود۔" خان رحمان بڑبڑائے۔

دعا کریں انکل۔" اس نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

جوں ہی وہ ہوٹل سے نکلا، اسے آصف نظر آیا... اس نے
انگلی سے اشارہ کیا... آصف تیر کی طرح اس کی
آیا۔

"انکل خان رحمان اندر موجود ہیں... میں کیپٹن فرنام کے
میں جا رہا ہوں... تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گے،
کے ساتھ یہاں بیٹھنا۔"

http://www.pakfunplace.com

کیپٹن فرنام... وہ اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"ہاں! وہ اپنی جیپ میں بیٹھ رہا ہے... ہمارے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے... آؤ... تم میرے ساتھ ہی ٹھیک رہو گے۔" یہ کہہ کر وہ ایک ٹیکسی کی طرف لپکا... پھر دونوں اس میں بیٹھ گئے۔

"کہاں چلوں۔" ڈرائیور نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

"اس جیپ کے پیچھے... ہمیں ان سے ایک ضروری کام ہے۔"

"تو ابھی جب وہ جیپ میں بیٹھ رہے تھے... اس وقت مل لیتے۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"بس کچھ مجبوری ہے... یہاں نہیں ملنا چاہتے۔"

"تم غیر ملکی لگتے ہو۔" ڈرائیور نے اسے گھورا۔

"تو کیا کسی غیر ملکی کو ٹیکسی میں بٹھانا یہاں جرم ہے۔"

"نہیں... جرم نہیں ہے... لیکن..." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا؟"

"خیر چھوڑیں۔" اس نے کہا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ کیپٹن فرنام بدستور انداز میں جا رہا تھا... لہذا تعاقب کرنا زیادہ مشکل ثابت نہ ہوا... پانچ منٹ بعد وہ ایک کے سامنے رک گیا۔

"بس آپ بھی ٹیکسی روک دیں۔"

یں روکوں گا ہی۔" ڈرائیور نے منہ بنایا۔

ل ہے... آپ کا موڈ بہت خراب ہے۔"

راب ہے... تو ٹھیک کیا... بل ادا کرو اور اترو

نے کہا۔

نے اس کا بل ادا کیا اور بولا:

یال ہے... آپ یہاں ہمارے لیے ٹھہرنا تو ہرگز ریں گے۔"

سکتا ہوں... میٹر سے دوگنا بل وصول کروں گا۔"

... بہت بہت... آپ ضرور انتظار کریں... ہم ابھی آتے

ان سے ایک بات پوچھنی ہے۔"

ر دونوں آگے بڑھے... کیپٹن فرنام اس وقت تک ے اندر داخل ہو چکا تھا... انھوں نے دروازہ دھکیلا ل گیا... دونوں بے دھڑک اندر داخل ہو گئے... ے برآمدہ تھا... اس کے دونوں طرف کمرے تھے... ے اختتام پر ایک باغیچے کے آثار نظر آ رہے تھے، بائیں کے کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھنے ایک کمرے میں انھیں کیپٹن فرنام کی موجودگی کا احساس کہ اس کی ہلکی سی آواز سنائی دے رہی تھی... قدم رک گئے... انھوں نے کان اس دروازے کی

طرف لگا دیے... انھوں نے سنا... کیپٹن فرنام کہ رہا تھا:
"ان کی گرفتاری اب چند گھنٹے کی بات ہے سر... اور
ایک بھی فرار نہیں ہو سکے گا... جی... جی نہیں... میں
سٹار لائٹ ہوٹل تک گیا تھا... میں نے چند منٹ
نہیں لگائے سر۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔
محمود نے دروازے پر دباؤ ڈالا اور اندر داخل ہو گیا۔
فرنام زور سے اچھلا:
"کیا مطلب... تم اجازت لیے بغیر... وہ جملہ مکمل
انھیں کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا...
"معافی چاہتے ہیں... اور آپ سے صرف ایک بات
چاہتے ہیں۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی محمود کے ہاتھ
نظر آیا...

"کیا مطلب؟ یہ کیا بات ہوئی۔"
"اگر آپ نے بات بتا دی تو یہ واقعی کوئی بات
گی... اور اگر نہ بتائی تو یہ بات ہو گی۔" آصف نے
جلدی کہا۔
"یہ کیا بات ہوئی۔" اس کے منہ سے بے اختیار
میں نکلا... پھر اچانک وہ چلایا:

"ارے... تت... تم... تم تو وہ ہو۔"
"جی بالکل... ہم وہ ہی ہیں... لیکن بڑے وہ ہرگز نہیں ہیں...
چھوٹے وہ ہیں۔"
"اف! تم یہاں تک پہنچ گئے... تم لوگوں کے بارے میں جو
سنا تھا، تم اس سے بھی بڑھ کر ہو..." اس نے جلدی جلدی
کہا... اس کا دایاں ہاتھ ایک طرف سرکتا نظر آیا:
"دیکھیے جناب... ایک طرف تو آپ کہ رہے ہیں کہ ہمارے
بارے میں جو آپ نے سنا تھا... ہم اس سے بھی بڑھ کر ہیں،
دوسری طرف ہم سے چالاکی کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"
"چالاکی... کیا مطلب؟"
"آپ اس ہاتھ کو اس بٹن تک نہ لائیں... مہربانی ہو گی،
کہیں آپ کے ہاتھ کے ساتھ یہ بٹن بھی نہ اڑ جائے۔"
فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔
"یہ کیا بات ہوئی۔"
"یہ جملہ آپ کا تکیہ کلام تو نہیں ہے۔"
"بات دراصل یہ ہے جبکہ تم جملہ غلط بول گئے ہو...
کہنا چاہیے تھا کہ کہیں بٹن کے ساتھ آپ کا ہاتھ بھی نہ
اڑ جائے۔"
"اوہ تو یہ بات ہے... تب انھوں نے بالکل ٹھیک کہا۔"

http://www.paktunplace.com

کہ یہ کیا بات ہوئی۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن ہم ٹھیک اور غلط جملوں پر بحث کرنے ...
آئے ہیں۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے... اچھا تو مسٹر کیپٹن فرزام
کے صدر اس وقت کہاں ہیں؟"

"نہیں بتا سکتا۔"

"گویا معلوم تو ہے... بتائیں گے نہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"تب تو ہمیں افسوس ہے... آپ کی زندگی ...
آ پہنچا۔"

"اگر تم نے ایسا کیا تو انجام بہت برا ہو گا...
تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا... کیونکہ میرا ان سے
تعلق ہے۔"

"ہمارا بھی کچھ کم تعلق نہیں ہے ان سے۔"...

"محمود! یہ حضرت ہمارا وقت ضائع کر رہے ..."

"ہاں! میں محسوس کر چکا ہوں... یہ حضرت ...
زندہ کیوں چھوڑیں..." یہ کہہ کر محمود نے ٹریگر ...

"ٹھہرو۔" فرزام گھبرا گیا۔

"ٹھہرنے کا وقت نہیں ہے جناب... ٹھہرا ...

ہے تو بتا دیں۔"

"وہ اس وقت ہمارے صدر کے ساتھ ایوان صدر میں موجود
ہیں۔" وہ بولا۔

"مسٹر... اگر یہ بات غلط ثابت ہوئی تو ہم تمہیں جان سے
مارے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے... اس وقت صرف بے
ہوش کریں گے۔"

"یہ بات غلط نہیں ہے... اور میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی
نہیں کروں گا... مجھے بے ہوش نہ کرو۔"

"اس حد تک تو ہم تم پر اعتبار نہیں کر سکتے۔" یہ کہہ کر محمود
نے ٹریگر دبا دیا۔

پستول سے گولی نکل کر اس کے دائیں کندھے میں لگی...
اور وہ گرتا چلا گیا... دونوں مڑے اور باہر نکل آئے... عین اس
وقت فوجیوں سے بھری ایک گاڑی وہاں آ کر رکی... اب
چھپنے کی کوشش بھی نہیں کی جا سکتی تھی...

"اے خبردار... کون ہو تم... اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"کیپٹن فرزام سے کام تھا... اگر آپ اجازت دیں تو مل
لیں ان سے جا کر۔" آصف نے معصومانہ انداز میں کہا۔

"چلو بھاگ جاؤ... انھیں اس وقت فرصت نہیں ہے"

"جی بہتر... جب فرصت ہو گئی... ہم ملاقات کر لیں گے"

http://www.paksociety.com

آؤ سبھی چلیں۔" محمود نے خوش ہو کر کہا... دونوں نے ...
لیے قدم اٹھائے ہی تھے کہ ایک اور گاڑی آ کر رکی
کا ڈرائیور چلّا اٹھا:

"اوہو... یہ تو وہی ہیں۔"

"کون وہی... بھلا ہم کیوں ہوتے وہی۔" محمود ...

"خبردار! میں اس گاڑی کا ڈرائیور ہوں... جس ...
تم فرار ہوئے تھے۔"

"ہوں گے اس گاڑی کے ڈرائیور... ہمیں کیا۔"

"تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا دو... بڑی طرح ...
ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی اور ... کا ...
ان کے ساتھ آ کھڑا ہوا...

دونوں نے مایوسانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھا ...
کی کوئی صورت نہ دیکھ کر ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

"اگر آپ ... خوش ہو سکتے ہیں تو لیجیے ...
دیے ہم نے ..."

"ہاں ... ڈال لیں ہمارے ہاتھوں کا اچار ...

... اول فول بک رہے ہو... خاموش رہو...
... کیپٹن فرہام کو ان کی گرفتاری کی خوش خبری ...
بھی اب گرفتار ہونے ہی والے ہیں۔"

... اندر کی طرف دوڑ گیا... لیکن جس رفتار سے دوڑا تھا... اس
... زیادہ تیز رفتاری سے واپس آیا... اس کا چہرہ دھواں
... تھا:

"... وہ کیپٹن... بے ہوش پڑے ہیں... ان کے کندھے
... رہا ہے۔"

"... کیا ہوا... ہمیں تو ان سے بہت ضروری باتیں کرنا

"... بند کرو... یہ سب تمھارا کیا دھرا ہے... اب ہم
... بتائیں گے۔" موٹے نے چلّا کر کہا۔

... پھر انھیں جکڑ لیا گیا... تھوڑی دیر بعد وہ اس
... کے ایک کمرے میں قید کر دیے گئے... پھر کمرے کا
... کھلا اور کیپٹن فرہام لڑکھڑاتا ہوا اندر داخل ہوا، اس
... پر پٹی باندھی جا چکی تھی:

"... لوگوں کو زندہ جلا دو۔" اس نے سرد آواز میں کہا۔

"... کی تعمیل ہو گی۔"

"... ہے... ابھی ہم نے کیپٹن کے کندھے میں گولی ماری
... کہیں دل میں گولی ماری ہوتی تو ہمیں مردہ جلوا

... محمود نے خوش ہو کر کہا۔

... تو نہیں چل گیا۔" آصف نے گھبرا کر کہا۔

http://www.paktunplace.com

"کیسے اندازہ لگایا؟" محمود نے بھی گھبرا کر کہا۔

"تمہارے اس جملے سے... ایسا جملہ کوئی پاگل

"یہ اور اچھا ہے... اب یہ لوگ کم از کم

جلا سکیں گے۔"

"وہ کیوں؟"

"بھئی میں پاگل جو ہو چکا ہوں... میں جو

محمود نے کہا۔

"واقعی... تمہارا تو دماغ الٹ گیا ہے۔"

"راز کی باتیں دشمنوں کے سامنے نہیں کی

محمود نے غرا کر کہا اور آصف سہم گیا۔

"معافی چاہتا ہوں... اب بھی

ہوں... وہ واپس لیتا ہوں۔"

"اب شاید... تمہارا دماغ الٹ گیا ہے۔"

کر کہا۔

"وہ کیوں؟... کیا تم نے کبھی کسی کو کہا

الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

کمرے کا دروازہ کھٹاک سے بند کر دیا

"ناراض ہو گئے ہو شاید۔" محمود نے

"یہ اوٹ پٹانگ باتیں سن کر تو

ہوں گے تو کیا ہوں گے۔"

"مگر بھئی... اب ہم اپنے ساتھیوں کو یہ بات کس طرح بتائیں کہ صدر کو بیگال کے صدر کے پاس رکھا گیا ہے۔"

"فی الحال اس خبر سے ہم ہی دل بہلا لیتے ہیں۔" آصف مسکرایا۔

"آج ہم دونوں میں کہیں آفتاب اور فاروق کی روحیں تو حلول نہیں کر گئیں۔" محمود نے کہا۔

"ارے باپ رے۔" آصف گھبرا اٹھا۔

عین اسی وقت انھوں نے پٹرول کی بو محسوس کی...

"ارے ارے... یہ کیا بھئی... یہ لوگ تو ہمیں واقعی زندہ جلا رہے ہیں۔" آصف نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بڑے بے وقوف ہیں... ساتھ میں اپنا کمرہ بھی جلا رہے ہیں۔"

"صرف کمرہ... کیا کہہ رہے ہو... آگ تو پوری عمارت کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔"

"اس آگ میں بس یہی بری بات ہے..." محمود نے فوراً کہا۔

"آج تم فاروق کو بھی مات دے رہے ہو... ہوش کے ناخن لو... ہمیں زندہ جلایا جانے لگا ہے۔"

http://www.pakfunplace.com

"ارے باپ رے... ایسے میں تو ہوش کے ناخن
نہیں ملیں گے۔" محمود بولا۔

"آؤ... اس دروازے پر زور آزمائی کر لیں۔"

دونوں نے مل کر دروازے پر ٹکر ماری... لیکن
سے مس نہ ہوا۔

"بہت ڈھیٹ اور بے رحم دروازہ ہے۔" محمود بولا۔

"آج تعین ہو گیا ہے۔"

"یہی زندگی کے آخری لمحات ہیں... ہمیں خوش
چاہییں۔" محمود بولا۔

"نہیں... اللہ کو یاد کرتے ہوئے گزارنے چاہییں
نے حد درجے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں واقعی..." محمود بھی یک لخت سنجیدہ ہو گیا

اسی وقت انھوں نے کمرے کے اندر دھواں
ہوتے دیکھا۔

"آگ لگائی جا چکی ہے..." محمود بولا۔

"یا اللہ... ہماری مدد فرما۔" آصف نے مدد بھری
میں کہا۔

"ہمارا ملک اس وقت ایک بہت بڑی مصیبت
ہے... اسلام دشمن طاقتیں اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے

ایاں سے عمل پیرا ہیں... ان حالات میں ہماری مدد فرما..."
ے روتی آواز میں کہا۔

"ہم موت سے نہیں ڈرتے... موت تو ایک دن آ کر رہے
... اگر موت آج آنے والی ہے تو ہم اسے روک نہیں
... لیکن یہ خبر تو ہمارے ساتھیوں تک پہنچ جائے کہ حدود..."

کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... اسی وقت ایک
ت ہوئی تھی...

http://www.paksunplace.com

ہاضمہ

فاروق سڑک پہ اترا... اور آگے بڑھنے لگا... اس نے
کسی ایک کو ساتھ لے کر ہوٹل سٹار لائٹ کا رخ کر
تنہا اس طرف کا سفر کرنا اچھا نہیں تھا... وہ چلتا رہا...
تھک کر اس نے آفتاب کی آواز سنی
"اس ملک میں سڑکوں پر آوارہ گردی کرنے والے
گرفتار کر لیا جاتا ہے۔"
"اور کس جگہ آوارہ گردی کرنے پر گرفتار نہیں کیا جا
فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔
"پارکوں میں... باغوں میں... اور شہر کے تاریک
میں۔" وہ بولا۔
"لیکن تم یہاں نہیں رہتے... تم یہ بات کس طرح
سکتے ہو؟"
"میں اخبارات پڑھتا رہتا ہوں نا، اس لیے...

ٹار لائٹ کی طرف چلنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"
اسے گھورا۔
ے مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں ہڑپ نہ کر لیا
ک چلا چلوں گا۔" اس نے گھبرا کر کہا۔
ں کا ہاضمہ اتنا تیز نہیں ہے۔"
ئے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔"
شکر ادا کرنے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں،
ک بات پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جانا۔"
کر کے بیٹھ جانے کی عادت نہیں... یہ تو
کے جھوٹے پیروں اور فقیروں کا طریقہ ہے۔"
جل کر کہا۔
را موڈ لڑنے کا ہے تو میں بھی تیار ہوں...
لینا کہ میں تم سے لڑ نہیں سکتا... اور
یہ کہ ہمیں اب اتنا بھی وقت نہیں ضائع کرنا
گرام درہم برہم ہو کر رہ جائے۔"
ٹھیک ہے... کوئی ٹیکسی پکڑ لیتے ہیں۔"
ہے تم نے کام کی بات... کاش پہلے ہی

http://www.pakfunplace.com

فاروق نے اِدھر اُدھر دیکھا... سڑک قریب ہی
تھی... آخر ایک گزرتی ٹیکسی ہاتھ کے اشارے پر رکی
دونوں اس میں بیٹھ گئے:
"آپ نے ہوٹل سٹار لائٹ تو دیکھا ہو گا۔"
"ہاں بالکل۔" وہ مسکرایا۔
"تو پھر ہمیں بھی دکھا دیں۔" فاروق نے کہا۔
"ہاں! بہت دنوں سے اس کو دیکھنے کے لیے
رہے تھے۔" آصف نے کہا۔
"لیکن اس میں ترسنے کی کیا بات ہے۔"
"ترسنے کی بات تو کسی بھی بات میں ہو
فاروق مسکرایا۔
"میں سمجھا نہیں... آپ نے کیا کہا۔" ڈرائیور بولا
"یہ ضروری نہیں کہ آپ کی سمجھ میں ہماری
آ ہی جائے... ہماری باتیں تو بہت بڑے
کی سمجھ میں نہیں آتیں... اور سمجھ میں آنے لگتی
"چوپٹ دماغ والوں کی سمجھ میں آ جاتی ہیں۔"
ڈرائیور نے منہ بنا کر گاڑی سٹارٹ کی اور
بڑبڑاتا ہوا بولا:
"ویسے ہوٹل سٹار لائٹ کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔"

کس لحاظ سے۔" فاروق نے اس کی طرف دیکھا۔
"وہاں دنیا بھر کے جرائم پیشہ لوگ اکٹھے ہوتے ہیں... منصوبے
بناتے ہیں، ایک دوسرے سے مل کر گروپ بنایا کرتے ہیں،
حکومتوں کے تختے الٹنے کے پلان بنانے کے بعد وہ اپنا اپنا
ملک کے لیڈر کو پیش کرتے ہیں... اب فرض کرو...
کا لیڈر کسی ملک کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا ہے،
بدامنی پھیلانا چاہتا ہے... تو وہ ان سب گروپوں کے
پلانوں کا مطالعہ کرے گا اور ان میں سے اسے جو سب
سے بہتر نظر آئے گا... اس پر عمل کرنے کی منظوری دے
دے گا۔"
"اوہ! تو یہ کام ہوتا ہے وہاں۔"
"ہاں! اب کیا خیال ہے... وہاں جانا ہے یا نہیں؟"
"بالکل جانا ہے... بھلا ہم وہاں جانے کا ارادہ کیوں
ترک کریں گے۔"
"میں نے یہ خیال کیا کہ شاید میری باتیں سن کر ڈر گئے
ہوں گے۔" وہ مسکرایا۔
"یہی تو سب سے بڑی مصیبت ہے جناب۔" آفتاب
نے بیچارگی کے عالم میں کہا۔
"سب سے بڑی مصیبت... مجھے تو یہاں کوئی سب

http://www.pakfunplace.com

سے بڑی چھوٹی مصیبت بھی نظر نہیں آ رہی۔" ڈرائیور
لہجے میں حیرت تھی، شاید وہ بھی کوئی انھی کی طرح
آدمی تھا...

"تب پھر آپ آنکھوں کے ڈاکٹر کی خدمات حاصل
اور اس نیک مشورے کی فیس ہمیں ادا کریں۔" فاروق
جل کر کہا۔

"شکریہ! ہمارے ملک میں مشورے بالکل مفت دیے
جاتے ہیں... آپ لوگ شاید یہاں اجنبی ہیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... لیکن یہ ٹھیک نہیں
نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی... یہ ٹھیک ہے اور یہ ٹھیک
مشورے بالکل مفت دیے جاتے ہیں، یہ بات ا
ملک کی حد تک ہو گی... لیکن جب کہ ہم یہاں اجنبی
تو ہم اپنے مشورے مفت میں کیوں ضائع کرنے لگے
تو یہ کہیں بہتر رہے گا کہ ہم اپنے مشورے سنبھال
رکھتے رہیں اور انھیں شائع کر لیں... بلکہ ان کا ا
گو ما بنا لیں۔"

"ارے ارے... کیا بات کرتے ہو، اسلام میں
حرام ہے۔" آفتاب چلا اٹھا۔

"کیا کہا... اسلام... تو تم مسلمان ہو۔" اس نے جھنجھلا کر کہا اور
جھٹکے سے گاڑی رک گئی۔

"یہ اسلام کی طاقت ہے... کفر کی گاڑی فوراً رک گئی۔"
فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اور اب تم نیچے اتر جاؤ... میں کسی مسلمان کو اپنی گاڑی
میں نہیں بٹھاتا..."

"اچھا کرتے ہیں... مسلمانوں کے کپڑے ناپاک ہونے سے
بچ جاتے ہیں۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"جی نہیں... میری گاڑی ناپاک ہونے سے بچ جاتی ہے۔"

"لیکن افسوس! اب نہیں بچ سکی..."

"تم لوگ وضع قطع سے تو مسلمان نظر نہیں آ رہے۔"
اس نے انھیں گھورا۔

"آپ ہمارے چہروں اور لباس پر نہ جائیں... ہمارے اندر
جھانک کر دیکھیں... آپ کو دور دور تک اسلام کی روشنی
نظر آئے گی۔"

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے... تم لوگ چلتے پھرتے نظر
آؤ۔" اس نے جل بھن کر کہا۔

"کیسے چلتے پھرتے نظر آئیں... جتنا فاصلہ ہم نے طے کیا
ہے... اتنا کرایہ تو وصول کر لیں۔"

http://www.pakfunplace.com

"نہیں... اس کی ضرورت نہیں۔"

"لیکن مسلمان کسی کا حق نہیں رکھتا... لہٰذا یہ لو اپنے ...
اور اگر بل سے زائد آ جائیں... تو ہماری طرف سے کسی ...
کو دے دینا۔" یہ کہہ کر فاروق نے ایک کرنسی نوٹ اس ...
ٹیکسی میں ڈال دیا... اور دونوں آگے بڑھ گئے۔

"اب تم مجھے جھڑکیاں دو گے کہ میں نے منہ سے ...
کا لفظ کیوں نکالا۔"

"نہیں بھئی... یہ تو بہت اچھی بات ہو گئی... اس ...
لیے اگر ہمیں ہوٹل سٹار لائٹ تک کوئی ٹیکسی نہ ملے تو ہم ...
وہاں چلے جائیں گے... اس طرح ہمیں زیادہ ثواب ہو ...

"زیادہ ثواب بے شک ہو گا، لیکن زیادہ گڑبڑ ...
ہو جائے گی... لیکن یار! اس [illegible] نے وہ بات بڑی اہم ...
ہے... اس کا مطلب ہے... یہ ہمارے والا منصوبہ ...
ہوٹل سٹار لائٹ میں بنایا گیا تھا۔"

"اس سے بھلا ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟"

"شاید کوئی خاص بات معلوم ہو جائے۔"

"اچھی بات... ہم ہوٹل سٹار لائٹ بھی چلے چلتے ...
دونوں نے پھر ایک ٹیکسی پکڑی اور اس مرتبہ سفر ...
سے طے کیا... سٹار لائٹ کے سامنے اتر کر انھوں ...

... اُدھر دیکھا۔

"کمال ہے... یہاں نہ تو آپا جان نظر آ رہے ہیں، نہ انکل... نہ محمود
آصف... نہ کوئی اور۔" فاروق نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"اس کا مطلب ہے... وہ ابھی تک پہنچے نہیں تھے... لہٰذا ہم
ہوٹل سٹار لائٹ کی سیر کر لیں... آؤ۔"

دونوں ہوٹل میں داخل ہو گئے... پہلے ایک میز پر جا بیٹھے،
... ہلکی سی ایک دو چیزیں منگائیں... بیرا چیزیں لے کر آیا تو
... نے سرگوشی کی۔

"میرے پاس ایک بہت بہترین منصوبہ ہے... جو بھی دونوں
دماغوں میں آیا ہے... یعنی ایک منصوبہ اچانک دو دماغوں
..."

"تم ... سے کیا چاہتے ہو؟" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"صاف ظاہر ہے... ہم وہ منصوبہ فروخت کرنا چاہتے ہیں،
ہمیں کسی ایسے آدمی سے ملا دیں... جو ہم سے منصوبہ
... لے۔"

"اوہ اچھا... لیکن میرا حصہ کتنا ہو گا؟"

"نصف آپ کا۔"

"کیا واقعی۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"بالکل۔" آفتاب نے کہا۔

"ایک منٹ ٹھہریں..." یہ کہہ کر وہ تیزی سے ایک ...
چلا گیا اور ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔
تین منٹ بعد وہ پھر نظر آیا اور نزدیک آ کر بولا:
"میرے ساتھ آئیں۔"
وہ انھیں ہوٹل کی سب سے اوپر والی منزل پر ...
آیا... اور بولا:
"یہاں ہمارے ہوٹل کے مالک رہتے ہیں... ان ...
کے بغیر یہاں کوئی منصوبہ نہیں بنتا... نہ آگے ...
دیا جاتا ہے... مطلب یہ کہ پہلے ان کے سامنے ...
جاتا ہے... یہ اس سے حاصل ہونے والی رقم میں ...
مقرر کرتے ہیں... پھر صدر صاحب کو پیش کیا جاتا ..."
"لیکن بھلا منصوبے بنانے والے انھیں حصہ دینے ...
مجبور ہیں... وہ براہِ راست کیوں صدر کو نہیں دے..."
"منصوبوں کی چھان بین کے لیے مسٹر ہاروت سے ...
باہر ہمارے ملک میں کوئی نہیں... لہٰذا جب تک ان ...
مُہر کسی منصوبے پر نہ لگی ہو، صدر اس کو نہیں پڑھتے ...
نے کہا۔
"اوہ اچھا..." دونوں ایک ساتھ بولے۔
بیرے نے ایک کمرے کے دروازے کے سامنے رک...

... آیا...
"ٹھیک ہے... انھیں اندر بھیج دو اور تم نیچے جاؤ... خبردار
... سے لگ کر نہ کھڑے رہنا، ورنہ کرنٹ لگ جائے
... اندر سے آواز سنائی دی... بیرا کانپ گیا۔
"... ہوئی... کیا آپ سُن گُن لینے کی کوشش
... رہے ہیں؟"
"ہاں! لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ میری یہ حرکت ان کے
... ہے۔" اس نے کانپ کر کہا اور فوراً جانے کے لیے
... اسی وقت برآمدے میں آواز گونجی:
"ایک منٹ نمبر پچاس... تم اب ہوٹل سے فرار ہونے کی
... بھی نہیں کرو گے... بے فکر ہو کر اپنا کام کیے جاؤ،
... تمھاری پہلی غلطی معاف کر دی ہے... لیکن اگر غلطی
ہوئی تو معافی بھی نہیں ملے گی... یہاں سے فرار بھی
... ہو سکو گے اور یہاں کام بھی نہیں کر سکو گے... سمجھ
... گئے ہو گے کہ پھر تم کہاں رہو گے۔"
"... یس سر... یس سر۔" اس نے لرزتی آواز میں کہا اور
... لگا دی۔
"اب تم اندر آ جاؤ... فکر نہ کرو... کرنٹ نہیں لگے گا۔"
... فاروقی نے دروازے پر دباؤ ڈالا... وہ کھلتا چلا گیا۔

http://www.pakunplace.com

اندر ہاروت اکیلا تھا... وہ ایک آرام کرسی میں لیٹا ہوا
اس کے ہاتھ میں ایک پائپ تھا... جس سے نیلے رنگ
بہت ہلکا سا دھواں اٹھ رہا تھا... اس نے پائپ
لگایا تو دھواں قدرے گہرا نیلا ہو گیا... وہ ایک دبلا
تھا... بالکل کمزور سا... اس کے چہرے کا رنگ
آنکھیں بھی بالکل زرد تھیں... جیسے کسی یرقان کے مریض
ہوتی ہیں...

"تو تمھارے پاس ایک عدد منصوبہ ہے۔"

"جی ہاں! ہے تو..." فاروق نے کہا... جانے
اسے یہاں خوف محسوس ہو رہا تھا... اس نے جلدی
کی طرف دیکھا... اس کے چہرے پر بھی خوف کی جھلک
آئی...

"تحریری صورت میں ہے یا زبانی بتاؤ گے؟"

"جی زبانی... لیکن اس میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔"

"اگر زیادہ وقت لگ جائے تو بھی کیا ہے... میں
حاصل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں اور اسی
لیے وقت کی کوئی فیس نہیں لگاتا۔" اس نے عجب
جلدی کہا۔

"چلیے یہ بات معلوم ہو گئی... اب ہم اطمینان سے

گے... پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے پاس ایک چیز
آپ اس چیز کو غور سے دیکھیں۔" یہ کہ کر فاروق نے جیب
پنسل تراش نکالا... ساتھ ہی نکالتے وقت اس کی پن
... اس نے فوراً ہاتھ اس کے آگے کر دیا۔

"... یہ تو ایک پنسل تراش ہے۔" اس نے حیران ہو

... اس نے گپ کہا کہ یہ ایک توپ ہے۔" فاروق نے
کہا۔

مطلب... یہ تم نے کیا کہا..." اس نے پنسل تراش اٹھاتے

مطلب یہ کہ یہ پنسل تراش ہی ہے... لیکن ذرا اور قسم
آپ کو اس کا کام معلوم ہو گا... اس وقت پتا
کہ ہم دراصل کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

بتاؤ نا بھئی۔"

... اس کو غور سے دیکھیے... آنکھوں کے بالکل قریب
دیکھیں گے تو اس میں آپ کو عجیب ترین
... گی۔"

... نے پنسل تراش کو آنکھوں کے بالکل قریب کر لیا۔
... کے اندر جھانکا... دوسرے ہی لمحے ایک ہلکا سا

http://www.paktunepalace.com

دھاکا ہوا، اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی... ا
دونوں ہاتھ آنکھوں سے جا لگے...
"ارے ارے... یہ... یہ کیا۔"
"دنیا کی عجیب ترین چیز..." فاروق بولا۔
اور پھر وہ گرتا چلا گیا...
"آفتاب! ہمارے پاس صرف پندرہ منٹ ا
منٹ بعد یہ ہوش میں آ جائے گا۔"
"ہم ہوش آنے دیں گے تب نا... اور اگر
گے تو بے ہوشی لمبی بھی ہو سکتی ہے..." آفتاب
"ہاں خیر... یہ ٹھیک ہے... پندرہ منٹ بعد
آدھی خوراک اور دے دیں گے... اب جلدی کر
وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے... پندرہ منٹ
آفتاب نے اس کے سر پر ایک زوردار ضرب ل
اس کے بدن میں جھرجھری پیدا ہوئی اور پھر
ہو گیا...
"جان سے تو نہیں مار ڈالا۔" فاروق گھبرا
"اگر یہ جان سے مر بھی گیا تو کیا ہے..."
ہی ہے نا۔"
وہ تیزی سے کام میں مصروف رہے... ا

دیکھا... ہر طرف ملٹری نظر آ رہی تھی۔
... یہ کیا ہوا؟"
تو ملٹری ہی ملٹری نظر آ رہی ہے۔"
ان لوگوں کو ہمارے منصوبے کے بارے میں
ہو گیا۔" آفتاب نے مایوسانہ انداز میں کہا۔
ٹھیک ہے... ہمیں اپنا کام کرنا ہے... اور انھیں
فاروق بولا۔
دروازہ اندر سے بند رہنے دو اور اس کھڑکی سے
رہو۔" آفتاب نے کہا۔
کا نظارہ کرتا رہوں... صرف ملٹری کے ہیٹ نظر
ہیں... جی تو چاہتا ہے... ان ہیٹوں پر چھلانگ
اور ہیٹوں پر ہوتا ہوا اپنے ساتھیوں تک پہنچ
فاروق نے کہا۔
... کہاں ہیں ساتھی؟"
دیکھو... فرحت اور فرزانہ بہت دور کھڑی ہیں۔"
... انھیں اپنی طرف متوجہ کرنا ہو گا..." آفتاب

بات ہے... میں..."
ق کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... اسی وقت پیچھے

http://www.pakfunplace.com

پر ایک آواز گونجی تھی۔

"خبردار ہو جائیں... ہوٹل سٹار لائٹ کے آس پاس تک
موجود ہیں... بلکہ خیال ہے کہ ہوٹل کے اندر بھی ہیں
کے ساتھ ساتھ ہوٹل کے اندر بھی تلاشی لی جائے گی
کہ تلاشی لینے والوں کے ساتھ تعاون کریں اور انھیں
فارغ ہونے میں مدد دیں۔"

"لو بھئی... مارے گئے... اب کیا کریں:" آفتاب
"ٹھہرو..." فاروق نے کہا اور منہ پر ہاتھ رکھ کر ا
سی آواز نکالی... انھوں نے فرحت اور فرزانہ کو چونک
پھر ان کی نظریں کھڑکی کی طرف اٹھ گئیں... دونوں
پر گھبراہٹ دوڑ گئی... پھر وہ نزدیک سے نزدیک
کی کوشش کرنے لگیں

ادھر ہوٹل میں تلاشی کا عمل شروع ہو چکا تھا...
اور فرزانہ کو اور نزدیک آنے کا انتظار کرتے رہے...
کہ وہ ان تماشائیوں میں شامل ہو گئیں... جو ملٹری جیپوں
ساتھ تھے... اب وہ ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے
اشاروں کی زبان بھی سمجھ سکتے تھے... فاروق نے
سمجھانا شروع کیا... جلد ہی وہ اس کی بات سمجھ گئی
دی... فرحت بھی سمجھ گئی...

ں نے ایک بار پھر اشاروں میں انھیں سمجھایا اور پھر
آواز میں ہاتھ ہلا کر وہ کھڑکی سے ہٹ گئے... اب
ہ کے دروازے کی طرف مڑے... ہارون ابھی تک
ت پڑا تھا... آفتاب کو کچھ خیال آیا:
نہیں... اسے آرام کرسی پر لٹا دیتے ہیں... دیکھنے والے
گہری نیند سو رہا ہے۔"
مسکرایا... بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے کرسی سے
اٹھنے کی کوشش کی تھی اور اس کوشش میں فرش
ا تھا... دونوں نے اسے اٹھایا اور آرام کرسی میں لٹا
اں کے منہ پر ایک کتاب رکھ دی... اب یوں محسوس
تا جیسے وہ کتاب پڑھتے پڑھتے سو گیا ہو...
وں نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئے... انھوں نے دروازہ
طرح بند نہیں کیا، ادھ کھلا چھوڑ کر نیچے آ گئے... اور
طرف بڑھے... لیکن وہ دو ملٹری مین ان کے راستے
ہ۔

وگ ہال میں نہیں جا سکتے... یہیں کھڑے رہیے... ہال
ہو رہی ہے۔"
بہتر!"
وقت ادھر بھی ملٹری مین آ گئے اور ان کے اس پاس

http://www.pakfunplace.com

روکے گئے لوگوں کی تلاشی شروع کر دی... ان کی
لی گئی...

آخر ایک گھنٹے کے جان لیوا انتظار کے بعد ہوٹل کے
دیے گئے، اور وہ باہر کی طرف چل پڑے...

شاید وہ اب تک ہوش میں نہیں آیا... ورنہ اس
تو یہاں ہل چل مچ جاتی اور ہمارا نکلنا حد درجے مشکل
آفتاب نے سرگوشی کی۔

دعا کرو... ابھی چند منٹ اور وہ ہوش میں
نے کہا

آمین! آفتاب نے مسکرا کر کہا۔

دونوں باہر نکل کر سیدھے چل پڑے... انھوں نے
دیکھا نہ بائیں اور پھر انھوں نے ایک ٹیکسی روک لی
ٹیکسی میں بیٹھے... ملٹری کے اندر بھگدڑ سی مچ گئی
کی سی تیزی سے ادھر سے اُدھر دوڑتے نظر

ان کی ٹیکسی حرکت میں آ چکی تھی... وہ دل ہی
مسکرا دیے... بھگدڑ مچنے کا مطلب یہ تھا کہ ادھر
آگیا تھا اور ہوش میں آتے ہی اس نے ان کے
میں ملٹری کو بتا دیا تھا... اس وقت اگر فرحت
انھیں نظر نہ آ جاتیں تو پھر وہ ہوٹل سے اس طرح

جانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے... لیکن اب وہ جانتے
وہ دونوں ہجوم میں موجود ہیں...

ٹیکسی ڈرائیور نے بریک لگا دیے...

ں نے چونک کر سامنے دیکھا.. سڑک بند کر دی گئی
اور ملٹری کی جیپیں سڑک کے درمیان میں کھڑی تھیں.

http://www.pakfunplace.com

آمنے سامنے

"ہل چل کا مطلب ہے... فاروق اور آفتاب کی ...
ہو چکی ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"ہاں! اس ہنگامے میں ہماری دال کس طرح ...
نے کہا۔

"خیر! ہم کچھ اور چیز گلا لیں گے" فرزانہ مسکرائی۔

"وہ دونوں نکل تو گئے ہیں... لیکن شاید زیادہ دور ...
سکیں گے... اس لیے کہ یہاں گڑبڑ ہوتے ہی ...
ذریعے چاروں طرف خبر ... اور پولیس کو چوکنا کر دیا جائے
گا۔" فرحت نے خیال ظاہر کیا۔

"ہوں! ایسا معلوم ہوتا ہے... جیسے اس بار سوائے ...
کے ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا... لیکن ہمیں مایوسی کو تو ...
جھٹک دینا چاہیے۔"

"اور اب ہمیں نہ جانے کب تک انتظار کرنا پڑے... ویسے
... باقی ساتھی تو کہیں نظر نہیں آئے... جب کہ سب کو یہاں
... ہونا تھا... نظر آئے تو صرف فاروق اور آفتاب... وہ بھی
... کے اور پھر انھیں بھی فرار ہونا پڑ گیا... ان حالات
... میں ملاقات کس طرح ہو سکیں گے، اور کہاں ہوں گے:
... مشکل ہے... جال چاروں طرف پھیلایا جا چکا ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

عین اسی وقت انھوں نے پولیس کی بے شمار گاڑیوں کی
... آوازیں سنیں... اور پھر ہوٹل کے آس پاس کے تمام علاقے کو
... گھیرے میں لیا جانے لگا۔

"یہ تو ہمیں بھی گھیرے میں لیا جا رہا ہے۔"

"پتا نہیں ابھی اور کیا کچھ ہو گا۔"

ہجوم اب پریشان ہو گیا تھا... تھوڑی دیر پہلے تک وہ
... تماشائی تھے... اب خطرے کے دائرے میں آ چکے تھے، اور
... ان کی تلاشی لی جانے والی تھی... ان حالات نے فرزانہ اور
... فرحت کو اور پریشان کر دیا:

"اب ہم کیا کریں؟"

"کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔"

"تو پھر آؤ... دیکھا جائے گا۔"

http://www.pakfunplace.com

وہ ہوٹل کے نزدیک پہنچ گئیں... ہوٹل کے دروازے ب
تھے... اندر موجود لوگوں کی تلاشی زور شور سے لی جا
تھی... آخر کار ہوٹل کے دروازے کھول دیے گئے... ا
بھیڑ بکریوں کی طرح نکلنے لگے...

"یہی وقت ہے فرحت۔"

"چلو پھر..."

انھوں نے ہجوم ہی سے بہت مشکل سے اندر داخل ہو
کا راستا بنایا... دوسرے ہی لمحے وہ ہوٹل کے اندر
غیر محسوس طور پر وہ تیزی سے حرکت میں آ گئیں... انھیں
کام کرنے میں صرف چند منٹ لگے... جلد ہی وہ باہر آ
سب کے ساتھ ان کی بھی تلاشی لی گئی... لیکن ان
پاس سے کچھ برآمد نہ ہوا... انھوں نے ادھر ادھر دیکھا، ا
جگہ انھیں قدرے اونچی جگہ پر آفتاب اور فاروق کھڑے
آئے:

"ہائیں! یہ تو چلے گئے تھے۔"

"شاید ہماری وجہ سے پھر آ گئے ہیں... آؤ۔"

دونوں ان کی طرف بڑھنے لگیں... ابھی آفتاب اور فا
نے انھیں نہیں دیکھا تھا... ہجوم ہی اس قدر تھا... وہ
طرف کا جائزہ لے رہے تھے...

ہت پریشان نظر آ رہے ہیں..." فرزانہ بولی۔

اری وجہ سے... جلد از جلد ہمیں دیکھ لینا چاہتے ہیں۔"

مسکرائی۔

پھر وہ ان تک پہنچ گئیں... نزدیک پہنچنے سے صرف
پہلے دونوں نے انھیں دیکھا... اور لمبا سانس کھینچ
...

یں تلاش کر رہے تھے۔" فرزانہ نے پوچھا۔

یں... اپنے فرشتوں کو تلاش کر رہا تھا... آ گئیں تم
ونوں ہو شیطان کی خالائیں..."

وصلہ افزائی کا شکریہ... تم تو چلے گئے تھے۔" فرحت بولی۔

بڑے بھائی پھر لے آئے... ان کا خیال تھا کہ ہوٹل
پاس ہمارے کچھ اور ساتھی موجود ہیں... جب یہ ہمیں
جگہ کھڑا کر دیں گے تو ساتھی خود بخود اس جگہ آ
گے اور اس طرح گرفتار کر لیے جائیں گے۔"

ال! یہ کیا... یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" فرزانہ نے جھلا کر

ان خراب ہو گئے ہیں کیا... میری آواز بھی نہیں
اب؟"

وقت عزیزی تینوں نے انھیں بھی پکڑ کر اونچی جگہ پر

http://www.pakunplace.com

کھڑا کر دیا۔

"یہ کیا؟" فرحت نے جھلا کر کہا۔

"تم لوگوں کو دیکھ کر تمھارے باقی ساتھی بھی یہیں آ
گے۔"

"احمق ہو تم لوگ... ہمارے باقی ساتھی یہاں نہیں ہو
ہوتے تو بہت پہلے نظر آ جاتے۔" فرحت بولی۔

"خاموش! تم نے ہمیں احمق کہا؟" ایک عشری والا
"تو پھر... کیا کر لو گے تم...؟" فرزانہ نے
والے انداز میں کہا۔

"ارے ارے... ان کا تو دماغ خراب لگتا ہے۔"

"ہاں! ہے دماغ خراب... اور اب تمھارا دماغ خراب
دیں گے..." فاروق نے ہنس کر کہا۔

"ان چاروں کی مرمت شروع کر دو... خود ہی
کر دیں گے۔"

عشری ان کے گرد جمع ہو گئے اور لگے
اور مکے مارنے...

"ارے ارے بھئی... یہ کیا بدتمیزی ہے... کچھ تو
مار پیٹ کرو... آخر کو معزز مہمان ہیں ہم..." فاروق
گھبرا کر کہا۔

"پھر سے مارو بھئی... جب تک یہ بے ہوش نہیں ہو
... بس مارتے رہو۔"

"کوئی بات نہیں... ہم بھی گن گن کر بدلے لیں گے،
ے تو بے شک ہمارا نام بدل دینا..." آفتاب نے
ں بازوؤں سے سر کو بچاتے ہوئے کہا۔

"اور گن گن کر بدلے لو گے..." کسی نے طنزیہ لہجے
ہا۔

"خیر گنے بغیر لے لیں گے... ہمارا کیا جاتا ہے۔"

"یار کسی بات پر تو قائم رہا کرو..." فاروق نے برا
بنایا۔

"ان حالات میں پیروں پر قائم رہا نہیں جا رہا، بات
کیا قائم ہوں گا؟" ان الفاظ کے ساتھ ہی آفتاب
یا۔

"و بھئی فرحت... آفتاب تو گیا۔"

"افسوس! اس وقت میں کچھ لینے کی پوزیشن میں نہیں
" فرحت نے مشکل سے کہا اور پھر وہ بھی آفتاب
اوپر گر گئی۔

"رہ گئے ہم دو بے چارے... ہم بھی کب تک ان کے
وار سہ سکیں گے... کیا خیال ہے فرزانہ اور

http://www.pakfunplace.com

"کتنی دیر پٹنے کا پروگرام ہے؟" فاروق بولا۔

"جب تک تمھاری زبان نہیں رک جاتی..." ف…
جل کر کہا۔

"لیکن میری زبان کا اور ان کے ہاتھوں (پیروں) …
تعلق ہے بھلا؟"

"چولی دامن کا۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"یہ سراسر الزام ہے... مم... میں۔"

اسی وقت فاروق کے سر پر کوئی زور دار …
اور دھڑام سے گرا، گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

"یہ بھائی بھی گئے... چچ چچ..." فرزانہ نے کہا۔

"بڑی سخت جان ہو..." کسی نے کہا۔

"یہ جان دی ہوئی اسی کی ہے... حق تو یہ …
اس کا حق ادا نہیں کر سکے..." فرزانہ کو کسی شاعر کا …
آ گیا اور اس نے شعر کو نثر میں بیان کر دیا۔

"تم لوگوں کی زبانیں شاید پورے جسموں میں سب …
حرکت کرتی ہیں۔" کسی نے جل کر کہا۔

"ہاں تم لوگوں کو میری آواز زہر لگ رہی ہے …
خاموش ہو جاتی ہوں... میں خاموش رہ کر بھی …
صبر سے پٹ سکتی ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے …

… کھینچ لیے۔

آخر وہ بھی گر گئی اور اس کے بعد انھیں ہاتھوں پر اٹھا کر ایک
… گاڑی میں ڈال دیا گیا... ہوش میں آئے تو خود کو ایک بہت
… ہال میں پایا... نہ صرف خود کو بلکہ باقی سب لوگوں کو بھی...

… یہ کیا... یہاں تو ہم سب جمع ہو گئے۔" فاروق نے
… ہو کر کہا۔

"ہاں! ہمیں جمع ہونے کے لیے محنت نہیں کرنا پڑی...
… خود جمع ہو گئے۔" محمود بولا۔

"شکر ہے تم لوگوں کی آوازیں تو گونجیں، ورنہ مجھے تو یہ
ہال کوئی مقبرہ محسوس ہونے لگا تھا... بلکہ میں خیال کرنے لگا
تھا کہ یہ ایک بہت بڑا تابوت ہے... جس میں ہم سب
… مرنے کے بعد دفن کر دیا گیا ہے..." پروفیسر داؤد کی
آواز سنائی دی۔

"ارے باپ رے... انکل... آپ اس قدر خوف ناک بات
… کر بھی ہوش و حواس میں رہے۔"

"میں ہوش و حواس میں نہیں رہا... بلکہ ہوش و حواس …
… مجھے اپنے اندر رکھے رکھا۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"ہائیں پروفیسر انکل... یہ آپ نے کیا کہا... آپ تو ہمارے
… کان کاٹ گئے۔" آفتاب بولا۔

http://www.paktunplace.com

"بے چارہ کن کٹا..." فاروق نے افسوس زدہ انداز ...
"خاموش... تم میرے نہیں... محاورے کے کان کاٹ ...
ہو... اور یہ میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔"
"کیوں... محاورے تمہارے رشتے دار ہیں؟"
"نہ سہی... لیکن یہ ہمارے ... تو مجھے ساتھی تو ہیں ...
تک میں ساتھ رہنے والے... جب ... ہمارا ساتھ ...
جاتے ہیں، اس وقت بھی یہ محاورے بے چارے ...
ساتھ رہتے ہیں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔
"بات تو واقعی درست ہے... لیکن ... محاورے ...
کس طرح ہو گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔
"فاروق کے لیے کسی چیز کو ... بنانا کیا ...
محمود نے جل بھن کر کہا۔
"سوال یہ ہے کہ ... پیچھے جا رہے ہو ...
اور بھاتے کے ... ظہور کیا کم ہے۔" آصف بولا۔
"وہ ہمارے ساتھ نہیں ہے نا... اس لیے اس ...
کمی تو پوری کرنا پڑے گی۔" فرزانہ مسکرائی۔
"خیر... آئندہ مہم میں ظہور کو بھی ساتھ لائیں ...
... نے جلدی سے کہا۔
"آئندہ مہم... تو کیا تمہارا خیال ہے... ہم اس ...

... سلامت اور کامیاب لوٹیں گے؟" فرحت نے
... ورا۔
... امید پہ دنیا قائم ہے... یا نہیں؟" محمود مسکرا

... تو ہے۔"
"... پھر امید پہ قائم رہو... اس پر سے پھسل کیوں ...
محمود نے پر زور لہجے میں کہا۔
"... اب اُمید پر سے بھی پھسلا جانے لگا۔" انسپکٹر
... نے منہ بنایا۔
"... نے کا کیا ہے انکل... آج کل تو لوگ ایمان سے
... جاتے ہیں..." اشفاق نے کہا۔
"... بھئی... ان بہت سی باتوں میں تم نے ایک کام
... شکریہ۔"
"... لیکن... اس میں شکریہ کی تو کوئی بات نہیں انکل۔"
... طرح گھبرا گیا۔
"... تو اس میں اس قدر گھبرانے کی کیا ضرورت
... ہی ادا کر رہے ہیں... کوئی تمہیں اینٹ پتھر
... نہیں مار رہے۔" فاروق نے اسے گھورا۔
"... بڑے بھائی... معافی چاہتا ہوں... آئندہ اگر گھبرانے

http://www.pakfunplace.com

کی ضرورت محسوس کی تو آپ سے پوچھ لیا کروں گا ...
تک گھبرا سکتا ہوں۔" اشفاق نے مسمسی صورت بنا ...
"کیا کہا ... گھبرانے کی ضرورت۔" فاروق نے ...
"بے فکر رہو بھئی ... یہ کسی ناول کا نام نہیں ...
انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔
"لیکن ابا جان ... ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ...
"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے ...." خان رحمان ...
"ویسے میرے خیال میں کئی باتیں ایسی ہیں ...
میں نہیں ہو سکتیں ... سب سے پہلی بات ...
دنیا میں نہیں آ سکتا ... اور ہم اس سے مرنے کے ...
پر کیا گزری ، اس سے نہیں پوچھ سکتے ... مرنے ...
کیا کچھ کھانے پینے کو ملتا ہے ... اس سے یہ ...
نہیں کی جا سکتی ...." محمود کہتا چلا گیا۔
"وضاحت تیرے کی ...." پروفیسر داؤد نے جھوم کر
پر زور دار انداز میں ہاتھ مارا اور پھر چلا اُٹھے
"ہائے مر گیا۔"
"ابھی پہلے وضاحت تیرے کی ہی ہماری سمجھ میں ...
اوپر سے ہائے مر گیا ٹپک پڑا ... مہربانی فرما کر
وضاحت کر دیں انکل ... کہیں ہم مارے حیرت ...

... آصف نے جلدی جلدی کہا۔
... مشکل ہے بھئی کم از کم ہم مارے حیرت کے تو نہیں مر
... اتنے کمزور جان نہیں ہیں۔" محمود نے اسے تیز نظروں
... دیکھا۔
"ٹھہرو بھئی ... پہلے پروفیسر صاحب سے تو پوچھ لو ....
... میرا خیال ہے ، ان میں اچانک محمود کی روح حلول کر
... ۔" خان رحمان مسکرائے۔
"ن ... نہیں ... یہ بات نہیں۔" پروفیسر داؤد نے گھبرا
... کہا۔
"تب پھر آخر آپ نے بالکل محمود کے انداز میں وضاحت
... کی کیوں کہا اور ساتھ میں اس قدر زور سے ران پر
... بھی مارا کہ مارے تکلیف کے آپ کے منہ سے ہائے
... نکل گیا۔" فاروق پوری رفتار سے بولا۔
"... کیا مارا مارے ، مر گیا لگا رکھی ہے ... تمہارے الفاظ
... ذخیرہ ختم ہو گیا ہے کہ ... اگر ایسا ہے تو گھر جا کر
... چار ڈکشنریاں خرید لینا ... میرا مطلب ہے لغت ... لغت
... ہو مجھے نہیں آتی۔" محمود نے منہ بنایا۔
"ایک نمبر تو کٹ ہی گیا۔" آصف بول اٹھا۔
"پروفیسر انکل والی بات درمیان میں رہ جائے گی ، اور

http://www.pakfunplace.com

ڈر ہے کہ ان کے ذہن سے نکل جائے گی۔" انسپکٹر جمشید
گویا انھیں خبردار کیا۔

"مشکل ہے ابا جان... جس بات کے لیے انھوں
اپنی ران کی خبر لے ڈالی... وہ ان کے ذہن سے
نکلے گی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا فرزانہ... میں کم از کم
بات نہیں بھول سکتا کہ اس وقت میں نے دھت
کیوں کہا تھا اور ران پر تھپڑ کیوں مارا تھا۔
چاہوں تو بھی نہیں بھول سکتا۔"

"یہ کیا بات ہوئی کہ آپ بھولنا چاہیں تو بھی
سکتے۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"بس... میں غور کر رہا ہوں۔" انھوں نے آنکھیں

"ارے، تو وضاحت کر دیں نا ذرا۔"

"ہاں وضاحت... پہلے کر دیا ہوتا وضاحت
میں اس وقت وضاحت کر دیتا... وضاحت کر دیا
بھلا کوئی مشکل کام ہے۔" انھوں نے جلدی جلدی

"شاید آپ پوری طرح ہمارے رنگ میں رنگ
ہیں... مطلب یہ کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ
ہے... کیا خیال ہے انکل؟"

تو میں رنگ ریز ہوں... خربوزہ... میں ایک عدد
ران بھول۔"

اس بات سے تو ہم میں سے کسی کو بھی انکار نہیں۔"
بولا۔

"اور تمھیں انکار کس کس بات سے ہے... یہ تو بتا
اس کی طرف گھوم گیا۔

انکار... مجھے... کس کس... بات... سے ہے..." وہ
اٹک کر بولا۔

ہاں... بتا دو... ہم تمھیں کچھ نہیں کہیں گے۔"
نے کہا۔

بتا نہیں... سوچ کر بتاؤں گا۔"

حد ہو گئی... پروفیسر صاحب کو بات تک نہیں بتانے
رہے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

ہاں ان میں بس یہی خرابی ہے۔"
ان کی یہی خرابی نہیں اچھی لگتی ہے۔" خان رحمان
ہو کر کہا

معلوم ہو گیا... آج کی تاریخ میں پروفیسر صاحب اپنی بات
وضاحت نہیں کر سکیں گے۔" محمود نے اعلان کرنے والے
میں کہا۔

http://www.pakfunplace.com

جب یہ بات طے ہو گئی ہے تو پھر اس پر وقت کیوں

کیا جائے... ہم کچھ کام کیوں نہ کریں۔"

"کام... کام کر کر کے تو تھک چکے ہیں۔" ہر بار ان کی

سے ہی ملاقات ہوتی ہے... لہذا اب جب تک مسٹر

یہاں نہیں آ جاتے... اس وقت تک ہم کوئی کام نہیں

گے... ہاں اگر وہ صاحب آتے نظر نہ آئے تو پھر

ہوں گے!"

"گویا راوی عیش ہی عیش لکھتا ہے۔" فاروق

ہو کر کہا۔

"یہاں بے چاری کسی راوی کا کیا کام... بغیر راوی

کام چلا لو۔" آفتاب چہکا۔

"بہت چہک رہے ہو... پڑیں گے تھا

"وہ پہلے ہی کٹ چکے ہیں... نہ کٹے ہوتے تو ہار

کیوں ہوتے۔" آفتاب نے بے چارگی کے عالم میں

"اب میں بری طرح بے چین ہو چکا ہوں۔"

مرزا نے گویا اعلان کیا۔

"لیکن کس سلسلے میں؟"

"اس سلسلے میں کہ... آخر پروفیسر داؤد نے اپنی

ساتھ زیادتی کیوں کی۔"

میں بتا ہی دوں... کہیں پورے ہال میں سسپنس کی

جائے اور ہم سب اس لہر کی لپیٹ میں نہ آ

فیسر داؤد نے مسکرا کر کہا۔

ت بہت شکریہ پروفیسر صاحب..." انسپکٹر جمشید خوش

ہے کہ... بھلا کیا جملہ بولا تھا... ہاں یاد

ت کر رہے تھے کہ مر کر کوئی لوٹ کر نہیں

کسی مرنے والے سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اس کے

معاملہ پیش آیا... یا مرنے کے بعد اب اسے کھانے

کچھ ملتا ہے... آخر محمود کو یہ کہنے کی کیا ضرورت

کی بھوک چمکا دی۔"

وہ دھک سے رہ گئے... ان کے منہ کھلے کے

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، کیوں کہ پروفیسر صاحب

ان سب کے لیے ہمیشہ مسئلہ بن جاتی تھی۔

محمود... یہ تم نے زبردست غلطی... اور تمہیں اس

سزا ملے گی۔" انسپکٹر جمشید سنجیدہ لہجے میں بولے۔

..." محمود کے ساتھ ان سب کے منہ سے بھی نکلا۔

سزا... اب تم خود پروفیسر صاحب کے لیے کھانے

ں کا انتظام کرو گے۔"

http://www.pakfunplace.com

"لیکن ابا جان... یہاں بھلا... کھانے پینے کی
کیا کام۔" محمود گھبرا گیا۔

"نہیں نہیں معلوم... بس تم اٹھو اور بندوبست
تمہاری سزا ہے... کیوں پروفیسر صاحب... آپ
پسند آئی۔"

"کیا کر رہے ہو جمشید... سزا بھی پسند آئی

"سزا دلوانے کی خواہش رکھنے والوں کو تو پسند
ہے۔" شوکی بولا۔

"اچھی بات ہے ابا جان... میں جا
انکل کے لیے کچھ حاصل کر سکا... تو واپس لوٹ
گا... ورنہ اپنی شکل نہیں دکھاؤں گا۔"

"ارے ارے... اس قدر کڑی سزا اپنے اوپر
بھائی..." آصف نے گھبرا کر کہا۔

"اگر تمہیں اتنی ہی ہمدردی ہے تو تم بھی
محمود نے اس سے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں۔"

"ہمدردی تو مجھے بھی تم سے ہے۔" فرحت

"تو پھر تم بھی ساتھ آ جاؤ۔"

"یوں تو پھر ہم سب کو تم سے ہمدردی ہے

"اوہو... پھر تو میری ہو گئی عیش۔"

ی ساتھ جاتا ہے یا نہیں... کم از کم ہم نہیں جائیں گے۔"
شید نے کہا۔

"گویا بڑی پارٹی پوری نہیں جائے گی... اس طرح
پارٹیوں میں بٹ جائیں گے... یہ سوچ لیں۔"

"صرف کھانے کی چیزیں لانے کی حد تک..." انسپکٹر کامران مرزا

"تو بھئی... ہم سب چلیں۔"

"لیکن ہم کس طرح جائیں گے... باہر کے دروازے ہمارے
وں نے کھلے تو رکھے نہیں ہیں۔"

"تو کیا ہوا... ہم کھول لیتے ہیں... میں چند آیات پڑھ کر
ب ماروں گا... دروازہ خود بخود کھل جائے گا..." محمود
ا۔

"اگر اتنے پہنچے ہوئے ہو تو پیری فقیری کی دکان کھول
بے تحاشا کمائی ہو گی..." آصف نے مشورہ دیا۔

ہی مصیبت ہے... ہمیں بے تحاشا کمائی کا کوئی شوق

... ہاں بے تحاشا مہمات کا ضرور شوق ہے... بے تحاشا
رسائی کا بہت شوق ہے... بے تحاشا کیسوں کا بہت
ہے... بے تحاشا..."

http://www.pakurdplace.com

"اوہو... اب یہ بے تحاشا کی گردان ختم ہو گی ا

وہ دروازے تک پہنچ گئے... محمود نے چند آیات

دروازے کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ وہ کھل گیا...

کھلتا دیکھ کر محمود خوش ہو گیا:

"دیکھا! میں نے کہا تھا نا۔"

"ہاں! تم نے ضرور کہا تھا... لیکن یہ نہیں کہا

دروازہ کھلنے پر مسٹر جیرال سے بھی ملاقات ہو جا

انھوں نے چونک کر سامنے دیکھا... دروازے

کھڑا مسکرا رہا تھا...

"خوش آمدید مسٹر جیرال۔"

"یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ تم سب کے چہروں

ہے۔" وہ بولا۔

"یہ خوشی ہم نے اپنی کوشش سے حاصل کی ہے

نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"شوخ و شنگ باتیں کر کے... آپ فرمائیں... کیسے

آوری ہوئی۔"

"آپ لوگوں سے دو دو باتیں کرنے کا وقت آ

یہ دیکھیے... میرے پیچھے کون ہیں..." یہ کہہ کر جیرال

گیا... وہ چونک اٹھے... ان کے سامنے انشارجہ کا صدر

تھا اور اس کے چہرے پر گہری طنزیہ مسکراہٹ ناچ

رہی تھی۔

"وہ جب تم لوگ تلاش کرتے رہے... اور تلاش میں مارے

مارے پھرتے رہے... ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے کہ کسی

طرح اسے اغوا کر کے اپنے ملک لے جاؤ... اس وقت وہ

تمھارے سامنے ہے... میں حاضر ہوں۔" یہ کہہ کر انشارجہ کے

صدر نے سینے پر ہاتھ رکھا اور تھوڑا سا جھکا بھی...

"آپ لوگ اندر تو تشریف لے آئیں..." محمود نے کہا اور

اندر کی طرف اشارہ کیا۔

وہ دونوں اندر آ گئے:

"دروازہ کھلا رہنے دیا جائے یا بند کر دیا جائے؟"

"بھئی بند ہی کر دو۔" پروفیسر داؤد فوراً بولے۔

"کوئی حرج نہیں... کر دیں دروازہ بند۔" جیرال نے بے

پروائی کے انداز میں کہا۔

وہ اندر آ کر ان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے... ا

دوسرے کو دیکھنے لگے... آخر فاروق نے کہا:

"آنکھوں کا یہ مقابلہ آخر کب تک چلے گا؟"

وہ مسکرا دیے اور پلکیں جھپکانے لگے... ایسے میں جیرال

کی آواز کمرے میں گونجی:

"دوستو! آخر تم کب تک کوشش کرو گے... ہر قدم تمھیں شکست ہو رہی ہے... اب تک تم نے شکست کھا سوا کیا کیا ہے... اب میرا مشورہ مانو اور آرام کرو... یہاں تکلیف تم لوگوں کو نہیں ہونے دوں گا... بہت آرام زندگی گزرے گی... کہو تو تمھارے بیوی بچے بھی یہیں لے آ گے، ان کے ساتھ زندگی کے آخری سانس تک یہاں رہو کمانے کی فکر نہ کھانے کی اور نہ کسی اور چیز کی... یہاں اتنا مل جایا کرے گا کہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر ہو گی کیا خیال ہے؟"

"مسٹر جیرال... کیا آپ ہمیں آزاد یہاں رہنے کی اجازت دے رہے ہیں..." انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آزاد... نہیں آزاد تو نہیں... اس طرح تو پھر مجھے تم لوگوں کی نگرانی کرنا پڑے گی۔" جیرال نے منہ بنایا۔

"گویا ہمیں قید میں رکھا جائے گا۔" فاروق نے طنزیہ سے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ قید خانہ... ایک بہت سرسبز اور شاداب باغ ہے، بس اس کی دیواریں اس قدر بلند ہیں کہ تم کسی طرح ان کو پھلانگ نہیں سکو گے... اس میں ہرے بھرے درخت ہیں۔ تم لوگ

خوش رنگ پرندے ہیں... پھلوں اور پھولوں سے لدا پھندا باغ تم لوگوں کو اس قدر پسند آئے گا کہ اپنے وطن جانے کی خواہش دم توڑ دے گی... اور پھر صبح سے شام تک اور شام سے رات تک کوئی کام نہیں ہو گا، نہ مجرموں سے لڑنا بھڑنا... نہ ادھر ادھر مسلسل آنا جانا... بس عیش ہی عیش ہو گی... اور تم خوش ہو گے۔"

"اس باغ کو تو دیکھنے کی خواہش دل میں انگڑائیاں لینے لگی ہے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا... آزادی پر قید کی زندگی کو ترجیح دو گی۔" محمود نے اسے گھورا۔

"واقعی فرزانہ! میں بھی دیکھنا چاہ رہی ہوں اس باغ کو۔"

"ضرور دکھایا جائے گا... لیکن پہلے تمھارے بڑے تو کچھ بولیں۔"

"پہلے یہ بتائیں... اگر ہم قید میں رہنا قبول نہ کریں تو کیا صورت ہو گی؟"

"اس صورت میں ایک اصل قید خانے میں تم لوگوں کو ساری زندگی کے لیے قید کر دیا جائے گا... وہاں دوسرے جرائم پیشہ لوگوں کی طرح زندگی کاٹنا ہو گی۔"

"تو پھر آپ کو ضرورت کیا ہے... ہمارے لیے اتنے

اخراجات کرنے کی… ہمیں اصل قید خانے میں کیوں [illegible]
دیا جاتا…؟"

"میں جانتا ہوں… اس صورت میں تم لوگ ہمیشہ فرار ہو [illegible]
منصوبے بناتے رہو گے… اور کبھی نہ کبھی کامیاب ہو [illegible]
لیکن اگر ہم تم لوگوں کو ایسی جگہ لایا کریں، جہاں سے [illegible]
دل ہی نہ چاہے، تو کوئی فرار ہونے کی کوشش [illegible]
گا۔" جیرال نے کہا۔

"اوہ! تو یہ بات ہے… خیر… چلئے ہمیں [illegible]
جائے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"انکل! یہ آپ نے کیا کہہ دیا۔" [illegible] چلا اٹھا۔

"واقعی ابا جان! ہمیں ایک [illegible] بھی امید نہیں [illegible]

"یعنی باغ دیکھ لینے [illegible] ہے…" انسپکٹر [illegible]
مرزا مسکرائے۔

"اُف… یہ آج ہمارے کان کیا سُن رہے ہیں؟" آصف [illegible]
دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔

"پاگل… [illegible] کے بعد انگلیاں کانوں میں ٹھونس [illegible]
فاروق ہنسا۔

"اس ڈر سے کہ کہیں انکل خان رحمان یا پروفیسر [illegible]
بھی یہ جملہ نہ کہہ دیں۔"

[illegible] ہرگز نہیں… اس معاملے میں ہم انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر
مرزا کا ساتھ نہیں دیں گے۔" پروفیسر داؤد چلّائے۔

"انکل! میں بھی یہی کہتا ہوں۔"

"لیکن تم لوگوں کے انچارج بہرحال انسپکٹر جمشید اور
[illegible] مرزا ہیں، لہٰذا باغ دیکھنا پڑے گا… وہاں پہنچ
[illegible] وہاں رہنا پسند کریں گے، وہ وہاں رہیں گے… جو
[illegible] رہنا چاہیں گے، انھیں جیل بھیج دیا جائے گا۔" جیرال
[illegible] جلدی کہا۔

"[illegible] اچھی بات ہے… یونہی سہی۔" خان رحمان نے کندھے
[illegible] اُچکائے۔

اور پھر انھیں مٹری کے زبردست پہرے میں ایک باغ
[illegible] لایا گیا… باغ واقعی دیکھنے کے قابل تھا… دنیا بھر کے
[illegible] اور درخت اس میں لگائے گئے تھے… پھول اور
[illegible] اس قدر تھے کہ ایک پوری فوج پیٹ بھر سکتی تھی…
"[illegible] اس میں شک نہیں کہ باغ بہت ہی خوب صورت ہے،
[illegible] کے قابل ہے لیکن…" فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن کیا؟" جیرال چونکا۔

"انکل جیرال… ایک سوال کا جواب آپ دے دیں… یہاں
[illegible] یا نہ رہنے کے بارے میں جواب ہم دے دیتے

http://www.paktunplace.com

ہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہاں کہو۔" وہ بولا۔

"اگر ہم یہاں رہنا پسند نہیں کرتے اور جیل سے ... ہیں اور وہاں جا کر فرار ہونے کے منصوبے بنا لے ... ہیں ... اس صورت میں آپ کو کیا فرق پڑتا ...

"دراصل ہم تم لوگوں سے ہمیشہ کے لیے نجات ... کر لینا چاہتے ہیں۔" جیرال نے کہا۔

"تو کیا اس بار کا منصوبہ بس صرف اتنا تھا ... لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں ... منصوبہ تو وہی تھا ... جس پر عمل ہو ... پوری طرح کامیاب ہیں۔"

"وہ کیسے ... کیا ہمارا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو ... کیا ہمارے ملک کو شکست ہو چکی ہے ... ہتھیار ڈال دیے ہیں ... اور کیا ہو گیا ہے کہ ... آپ کا منصوبہ پورا ہو چکا ہے ... اور کامیاب ...

"پوری دنیا تمہارے ملک کے خلاف ہو چکی ... دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں جو تمہارا ساتھ ... اور چار بڑی طاقتیں اس وقت براہِ راست تمہا... کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں ... ان کی فوجیں ...

کی سرحدوں میں داخل ہو چکی ہیں ... اور کوئی دم میں مکمل فتح کی خوش خبری ہم سننے والے ہیں۔"

"نہیں مسٹر جیرال ... اگر ایسا ہو بھی گیا ... ہم ہار بھی گئے، ہم تباہ ہو بھی گئے ... ہمارا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو بھی گیا، ہمارے ملک پر انشارجہ یا شارجستان کا قبضہ ہو بھی گیا، تو بھی ... ہم نہیں ہاریں گے ... کیوں کہ ..." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"کیوں کہ کیا ...؟" جیرال کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔

"کیوں کہ مومن کبھی نہیں ہارتا ... اس کی ہار بھی اپنے اللہ کو راضی کرنے کے سلسلے میں ہوتی ہے، اور جیت بھی، اور جب مومن نے اپنے اللہ کو راضی کر لیا ... تو ہار کیا چیز ہے اور جیت کیا چیز ہے ... لہٰذا مومن کبھی نہیں ہارتا ... ہارتے وہ ہیں جو اس دنیا کے لیے جیتے ہیں، دنیا کے لیے مرتے ہیں، دنیا کے لیے دوسروں کا حق مارتے ہیں ... دنیا کے لیے لڑتے جھگڑتے ہیں ... مومن ... اور صرف اللہ کے لیے سب کچھ کرتا ہے ... کیا سمجھے؟" ... کہتے چلے گئے۔

"سمجھ گیا ... اپنا فیصلہ سناؤ۔"

"ہم آپ کے باغ میں بلاوجہ نہیں آئے تھے ..." انسپکٹر

جمشید بولے۔

"کیا مطلب ہے؟"

"ہم قید کی زندگی گزارنے کے عادی نہیں اور
اور ملک میں زندگی گزار سکتے ہیں، چاہے ہمیں دنیا
کی چیزیں مہیا کر دی جائیں... ہم اپنے وطن میں رو
کھا کر... اپنے دین اور وطن کے لیے کام کرتے ہوئے
دینا پسند کرتے ہیں... لہٰذا ہم تمہاری اس قید پر لعنت
ہیں اور..." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"اور کیا..."

"اور تمہارے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہیں... ہمارا
اس بار کی آخری لڑائی اس بار فیصلہ کن ہو گی... اور
کو یہاں لانے کی غرض بھی یہی تھی... کیوں فرزانہ؟"
جمشید نے شوخ آواز میں کہا۔

جواب میں فرزانہ کی آواز نہ سن کر وہ حیرت
رہ گئے...

"فرزانہ... آواز دو... تم کہاں ہو؟" فاروق نے گھبرا
انداز میں کہا۔

اب بھی فرزانہ کی طرف سے جواب نہ ملا...

"فرحت... تم موجود ہو؟"

"جی ہاں۔" اس کی آواز سنائی دی۔

"ابھی ابھی فرزانہ یہیں موجود تھی تمہارے ساتھ۔"

"بالکل تھی... میں خود..." وہ کہتے کہتے رک گئے...

انسپکٹر جمشید نے اچانک جیرال کی گردن میں ہاتھ ڈال
اور بولے:

"مسٹر جیرال... فرزانہ کہاں ہے؟"

"یہ کیا حرکت..." اس نے حیران ہو کر کہا۔

"حرکت میں بہت برکت ہے مسٹر جیرال... میں کہتا
کہاں ہے؟"

"میری گردن چھوڑ دو انسپکٹر جمشید... ورنہ تمہارا بازو
جائے گا... پھر نہ کہنا۔"

"میرا بازو ٹوٹ جائے گا یا تمہاری گردن..." انسپکٹر
ہنسے۔

"تمہارا بازو... اگر یقین نہیں تو یہ لو... دیکھ لو۔"

یہ کہہ کر جیرال نے گردن کو ایک زبردست جھٹکا دیا۔
جمشید کو یوں محسوس ہوا... جیسے کسی دیو نے انہیں
بری طرح پھینک دیا ہو... وہ دور جا کر گرے۔
ان کا بازو ٹوٹنے کی آواز سنائی نہیں دی...

"کیوں... بازو ٹوٹا یا نہیں۔"

http://www.pakistanplace.com

"نہیں... اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا... ہاں... یہ ضرور
تم گردن چھڑانے میں کامیاب ہو گئے ہو... دراصل اور
پورا باغ فوج کے گھیرے میں ہے نا... آپ جا
"اگر ہم نے لڑائی میں آپ کو شکست دے بھی دی
تبھی... ہم فرار تو ہو نہیں سکیں گے۔"
"ایسی بات بھی نہیں... تم لوگ اس وقت
شخص سے نہیں... جیرال سے ٹکرا رہے ہو... جیرال
تنہا تم سب کو شکست دے سکتا ہے... وہ
آسانی سے... باقی رہی فوج کی بات... ایک
یہ کہہ کر اس نے منہ سے سیٹی کی آواز نکالی
باغ کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی افسر اندر آ
دیا۔
"کیپٹن... میری اور ان لوگوں کی جنگ چھڑنے
ہے... میں اکیلا ان سے لڑوں گا... اگر میں
نظر آؤں تو بھی تم لوگ دخل اندازی نہیں کر
اور ان لوگوں کا راستا نہیں روکو گے۔"
"آپ کا مطلب ہے... انھیں فرار ہونے دیا
کیپٹن کے لہجے میں بڑی حیرت تھی۔
"ہاں! یہ میرا حکم ہے... اگر یہ لوگ مجھے

... مجھے جان سے مار ڈالیں یا اس حد تک بے ہوش
ایسا کر دیں کہ میں ان کا راستا نہ روک سکوں تو پھر تم اور
ہمارے ساتھی بھی ان کا راستا نہیں روکیں گے، نہ
ان کا تعاقب کریں گے... کیا سمجھے؟"
"او کے سر... میں سمجھ گیا۔" اس نے فوراً کہا۔
"اور ہاں! اگر تم چاہو تو یہ مقابلہ تم بھی دیکھ سکتے
سب اندر آ جاؤ اور باغ کی دیوار کے ساتھ لگ
کھڑے ہو جاؤ۔"
"بہت بہتر سر... ہم یہ مقابلہ بہت خوش ہو کر
دیکھیں گے۔" کیپٹن نے واقعی خوش ہو کر کہا۔
"تو پھر لے آؤ اپنی فوج کو۔" جیرال نے کہا۔
"مسٹر جیرال! اس طرح مزا نہیں آئے گا۔" شوکی نے بُرا
منہ بنایا۔
"کیا مطلب... کس طرح مزا نہیں آئے گا؟"
"اور یہ بات بہادری سے بہت دور بھی ہے۔" شوکی
نے کہا۔
"کون سی بات... بہادری سے بہت دور ہے؟"
"یہ بات کہ یہاں... اس موقع پر انشارجہ کے صدر
نہیں ہیں... یہ سارا جھگڑا تو دراصل ان کی وجہ سے

جاری ہے... لطف تو تب ہے... جب تم انھیں بھی یہ لڑائی دکھاؤ... بلکہ چند دوسرے بڑے لوگوں کو بھی۔"

"اچھی بات ہے... اب یہ لڑائی کچھ دیر بعد شروع ہو گی... اور اس وقت یہاں صدر بھی موجود ہوں گے... بنگال کے ذمے دار ترین لوگ بھی موجود ہوں گے۔"

"واہ... تم جیسا دشمن دیکھا نہ سنا۔" محمود نے کہا۔

"بالکل غلط... دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی ہیں۔" آفتاب بولا۔

"وہ کیسے... میں نے یہ کہا ہے کہ تم جیسا... اور جیسا ہم نے کب دیکھا اور سنا... تم [illegible] دو۔"

"یہ خود اپنے جیسے ہیں۔" آفتاب مسکرایا۔

"آپ لوگ شوق سے [illegible]... میں چلا... ایک [illegible] بعد آؤں گا۔"

"ایک گھنٹے کا انتظار اگرچہ کافی مشکل ہے... کیا کیا جائے... کر لیں گے۔" [illegible] نے منہ بنایا۔

جیرال مسکراتا ہوا باغ سے نکل گیا... باغ کی [illegible] بیٹھے ہوئے فوجی پہلے ہی انھیں زد پر لیے ہوئے تھے... ایسے میں پروفیسر بولے:

"جمشید... کامران... کیا یہ لوگ ہمیں جیرال کی...

...بعد جانے دیں گے۔"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ سو فی صد پرامید ہیں کہ ...ال شکست نہیں کھائے گا... جیرال کا بھی یہی خیال ہے ...بھی اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتے... لیکن اگر ہم ...ت جانتے ہیں تو شاید فوج ہمارا راستا روکنے پر ...ہو جائے... ہو سکتا ہے... اس وقت جیرال ...ئے فوج کو بنگال کا کمانڈر انچیف یا صدر حکم دینا ...وع کر دے... اور وہ جیرال کی طے شدہ شرائط ...ر کر دیں..." انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"...یہی بات میں کہہ رہا ہوں نا۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"آپ کا خدشہ ٹھیک ہے... اور ہمیں اس بارے میں ...کرنا چاہیے۔"

"باغ کی دیوار پر چاروں طرف فوجی بالکل چوکس ہیں... ...ن کی زد پر ہیں۔"

"لیکن فرزانہ... ان کی زد پر نہیں ہے۔" محمود نے ...ی کی۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور ہم بھی فرزانہ کو نہیں پکار سکتے... اس سے بات ...ر سکتے... ورنہ دشمن کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ

کہاں ہے؟" آصف بولا۔

"اس کا مطلب ہے... ہمیں اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے... کہ فوج ہمارا راستا نہیں روکے گی۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بلکہ میں تو کہتا ہوں... ہمیں اس خوش فہمی میں بھی رہنا چاہیے کہ ہم جیت ہی جائیں گے..."

"اللہ مالک ہے... اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے... ضرور ہے کہ آخری دم تک لڑیں گے۔"

"میرا خیال ہے... ہمیں لڑائی کی تیاری کرنی چاہیے یہ جو ہمیں ایک گھنٹا مل گیا ہے... اس ایک گھنٹے میں باغ کا جائزہ لے لینا چاہیے۔" خان رحمان بولے۔

"بہت مناسب مشورہ ہے... ہو نہ آخر فوجی۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

وہ باغ کا جائزہ لینے لگے... انھوں نے باغ میں کچھ خاص جگہیں نوٹ کیں... تاہم فرزانہ انھیں کہیں بھی نظر نہ آئی... لیکن وہ جانتے تھے... وہ باغ میں ہی کہیں تھی... اور ضرورت پڑنے پر ہی سامنے آئے گی... لہٰذا انھوں نے اسے تلاش کرنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی اور پھر ایک گھنٹا گزر گیا... باغ کا دروازہ کھلا اور

سب سے آگے انشارجہ کے صدر کو آتے دیکھا...

وہ ایک قطار میں کھڑے تھے... اور ان کی طرف دیکھ رہے تھے... ان کے ہاتھوں میں کوئی ہتھیار نہیں تھا... ان کے دونوں طرف سے ہتھیار تنے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ...ائی چل رہے تھے... ان کے پاس بھی اسلحہ تھا، جبکہ صدر کا خالی ہاتھ تھا...

آخر وہ ان کے بالکل سامنے آ گئے...

http://www.pakfunplace.com

اچھا رہا

"میں نے تمھاری یہ شرط بھی پوری کر دی تھی..." جیرال نے مسکرا کر کہا۔

"اپنی شرط ان سب کے سامنے دہرا دیں۔"

"میں ان حضرات کو بتا چکا ہوں... انھیں کوئی اعتراض کیوں کہ یہ میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں... یہ جانتے ہیں، بلکہ میں تم لوگوں سے شکست ہرگز نہیں کھاؤں گا۔" جیرال نے کہا۔

"ہم چاہتے ہیں... آپ شرط ہمارے سامنے انھیں دہرا دیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر جیرال اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا...

ان لوگوں کے لیے فولڈنگ کرسیاں لائی گئی تھیں، دیوار کے ساتھ ساتھ بچھا دی گئی تھیں، وہ سب ان

ہو چکے تھے...

"مسٹر صدر اور دوسرے معزز بیگال... اور انشارجہ کے صدر صاحب... ہمارے درمیان یہ شرط طے ہوئی ہے کہ اگر میری اور ان کی لڑائی میں یہ کامیاب ہو گئے، تو کوئی ان کا راستہ نہیں روکے گا... یہ یہاں سے آزادانہ فرار ہو سکتے ہیں... آپ یہ شرط سن چکے ہیں اور آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا، آپ انھیں بھی یقین دلا دیں۔"

"ہم تم لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر مسٹر جیرال کو تم لوگوں نے شکست دے دی... تو تم یہاں سے جا سکتے ہو۔"

"اور ساتھ میں انشارجہ کے صدر کو بھی لے جا سکتے ہیں۔"

"ہاں بالکل۔"

"اور راستے میں بھی ہمیں نہیں روکا جائے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بالکل ٹھیک... لیکن مجھے ایک اعتراض ہے..." جیرال نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"فرزانہ کہاں ہے؟"

"ہمیں بھی نہیں معلوم۔"

http://www.paktunplace.com

"ٹھیک ہے تو باغ میں اور ہماری باتیں بھی سن رہی ہے تم اس سے کہو... کہ وہ سامنے آ جائے۔"

"وہ نہیں آئے گی... میں اس کا پروگرام سمجھ گیا ہوں" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" جیرال نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ اگر آپ نے شکست کے بعد آپ کے ان ساتھیوں نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی... ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی تو اس صورت میں وہ حرکت میں آئے گی۔" وہ بولے۔

"وہ اکیلی بھلا کیا کر سکے گی۔"

"یہ وہ جانے... میں اس سے نہیں پوچھ سکتا..." وہ مسکرائے۔

"خیر... ایسا کوئی موقع آنے کا ہی نہیں... لہٰذا مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔"

"یہ اچھی بات ہے... اب مقابلہ شروع کیا جائے۔"

"پہلے یہ طے کر لیں... مقابلہ کس طرح کرنا ہے... تم ایک ہی وقت میں مجھ سے مقابلہ کرو گے یا ایک ایک کر کے..."

"ایک ایک کر کے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ٹھیک ہے... سب سے پہلے میرے مقابلے میں جو آنا چاہے، آ جائے... میں ایک آدھ ہاتھ میں ہی اسے لمبا لٹا دوں گا۔"

"ہمیں لیٹنے کا کوئی شوق نہیں..." فاروق نے بتایا۔

"بات شوق کی نہیں... مجبوری کی ہے، تم سب میرے ہاتھوں لمبے لیٹنے پر مجبور ہو۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ خود لمبے لیٹے نظر آئیں اور ہم مزے سے یہاں سے چلتے پھرتے نظر آئیں۔" آفتاب نے کہا۔

"باتیں بنانے والے کیا خاک لڑیں گے۔" الشارجہ کے صدر کی آواز سنائی دی۔

انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر بولے:

"سب سے پہلے مقابلہ میں کروں گا۔"

"نہیں جمشید... تم اس وقت فوج کی کمان میرے ہاتھ میں دے دو... جنگ کے تمام تر اصول میں تم سے زیادہ بہتر جانتا ہوں۔" خان رحمان کی عجیب سی آواز سنائی دی۔

انسپکٹر جمشید چونک کر ان کی طرف مڑے... پھر مسکرا کر بولے:

http://www.pakfunplace.com

"اور کے... اس ننھی سی فوج کے سپہ سالار اس وقت
تم ہو... اب جس طرح تم چاہو، اس فوج کو لڑا سکتے ہو"
"شکریہ جمشید... اخلاق... تم جیرال کے مقابلے پر آ...
خان رحمان نے کہا۔

"جی... کیا کہا... اخلاق،" کئی چھوٹی آوازیں ابھریں۔
لیکن بڑوں نے قدرے حیران ہو کر خان رحمان کی طرف
دیکھا اور پھر مسکرا دیے... ادھر جیرال کی آنکھوں میں الجھن کے
آثار نظر آئے...

"جنگی فوج کا سپاہی یہ نہیں کہا کرتا کہ کیا مطلب... یا
کیوں... وہ تو بس سنتا ہے اور عمل کے لیے کود پڑتا ہے"
"تو پھر میں بھی کود پڑا" اخلاق نے کہا اور چھلانگ
لگا کر جیرال کے بالکل سامنے آگیا۔

جیرال نے اس وقت تک اپنی حیرت پر قابو پا لیا...
وہ اخلاق کو دیکھ کر ہنسا... کیوں کہ اخلاق بے چارہ...
ننگ منگ سا تھا... جیرال تو وہ تھا جو بڑے بڑے کو...
میں اڑا دیتا تھا... اسے بھلا کب خاطر میں لاتا، سنا...
سے بولا:

"تم وار کرو... میں تم پر وار کرنا اپنی توہین سمجھتا...
ہاتھ اور پیر استعمال کیے بغیر ہی تمہیں گرا لوں گا۔"

"شکریہ انکل... اپنی اپنی کوشش ہے۔"
یہ کہہ کر اخلاق بجلی کی پھرتی سے جھکا اور جیرال کی دونوں ٹانگوں
...درمیان سے نکل کر اس کی کمر پر آیا اور سر کی ٹکر پوری
...ت سے اس کی کمر پر ماری... جیرال کو اس کی طرف سے
...ز اس ٹکر کا خیال تھا... نہ اس قدر زور سے ٹکر لگنے
...ے کا، لہذا اس کے پاؤں اپنی جگہ سے اکھڑ گئے، تاہم
...ں نے خود کو فوراً سنبھال لیا اور بجلی کی سی تیزی سے
...ا... اخلاق دوسری ٹکر مارنے کے لیے بالکل پر تول چکا
...ن... لہذا اس کے سر کی ٹکر جیرال کے پیٹ میں لگی...
...ال کو تو کچھ نہ ہوا... اخلاق الٹ کر گرا... پھر اٹھا اور
...ی ٹکر مارنے کی کوشش کی... لیکن سر کے منہ زمین پر
...اس کے منہ سے ایک کراہ نکل گئی... اٹھنے کی کوشش
... لیکن پھر گر گیا اور ساکت ہو گیا...
"میں نے کہا تھا کہ اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا... دوسرا
...ی بھیجو انسپکٹر جمشید؟"
"جمشید نہیں خان رحمان" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"یہ تمہارا معاملہ ہے... میرے نزدیک تو اس فوج کو تم
...ن رحمان سے بہتر لڑا سکتے ہو" جیرال مسکرایا۔
"نہیں! یہ تجربہ خان رحمان کو زیادہ ہے اور سب سے

www.paksociety.com

پہلے اخلاق کو بھیج کر انھوں نے یہ بات ثابت کر دی
کمان میں اپنے ہاتھ میں رکھتا تو پھر میں خود سب
پہلے تمھارے مقابلے میں آتا... یہ بات بھی واضح
جیرال... یہ دعویٰ تمھارا ہے کہ تم ہم سب کو
دے سکتے ہو... اگر آپ یہ کہتے کہ ہم میں سے ایک
کے لیے نکل آئے۔ اس کی شکست سب کی شکست ہو
ہم یہ بھی منظور کرتے اور اس صورت میں ہم میں سے
آدمی آپ کے مقابلے کے لیے نکلتا۔"

"مجھے کوئی پروا نہیں... جو کہہ دیا، کہہ دیا
ہوں... تم سب میرے ایک ایک ہاتھ کی مار ہو...
آدمی بھیجو، جمشید۔"

"خان رحمان... تمھاری طرف سے دوسرا آدمی
گا؟" انھوں نے پوچھا۔

"اشفاق..." خان رحمان بولے۔

اب تو سب حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے... لیکن
جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔
جیرال کی پیشانی پر شکنیں اور گہری ہو گئیں...

اشفاق مسکراتا ہوا آگے بڑھا... اس کا قد جیرال
برابر تھا... لیکن دبلا پتلا ہونے کے لحاظ سے یوں

جیسے جیرال کے مقابلے میں کوئی بانس کھڑا کر دیا گیا ہو...

"یہ تو ہوا کا جھونکا ثابت ہو گا... میں اسے صرف ایک ہاتھ
رسید کروں گا اور بس!"

"دیکھیے انکل جیرال... ایک سے زیادہ ہاتھ آپ رسید
نہیں کریں گے۔"

"ہاں بالکل ٹھیک۔" جیرال نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک بھرپور
مکا اس کے منہ پر رسید کر دیا... دوسرا لمحہ چونکا دینے والا
تھا... مکا اشفاق کے سر کے اوپر سے گزر گیا... وہ بلا کی
تیزی سے نیچے جھک گیا تھا اور جھکا بھی تھا بالکل سیدھا...

"ایک مکا آپ رسید کر چکے... اب آپ مجھ پر حملہ نہیں
کر سکیں گے... ہاں اپنا بچاؤ کرنے کے لیے میرے وار خالی
دے سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... آؤ۔" جیرال مسکرایا۔

اشفاق نے جیرال کے مخالف سمت میں دوڑ لگا دی...
سب حیران رہ گئے۔

"ارے ارے... یہ کیا بھئی... بھاگ رہے ہو..." جیرال ہنسا۔

"نہیں انکل! دوڑ کر آؤں گا اور سر کی ٹکر آپ کے پیٹ
میں رسید کروں گا... آپ اس ٹکر کو پی نہیں سکیں گے۔"

"کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔"

http://www.pakfunplace.com

شوربا۔" پروفیسر داؤد نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں... کیا بات ہے؟"

"یہ ناانصافی ہے... اور مسٹر جیرال آپ سے اس ناانصافی کی دور دور تک امید نہیں تھی۔" پروفیسر داؤد نے جل کر کہا۔

"کیا مطلب؟" جیرال زور سے چونکا۔

"ہم سب بھوکے ہیں... ہمیں کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا گیا... بھوکے بے چارے کیا لڑیں گے... مزا تو تب ہے جب ہمارے پیٹ بھی بھرے ہوئے ہوں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کو کھانا نہ دیا گیا ہو..."

"اپنے آدمیوں سے پوچھ لیں۔"

"اوہ... کیوں بھئی؟" اس نے فوجیوں کے انچارج کی طرف دیکھا۔

"یہ ٹھیک ہے سر، انہیں کھانا نہیں دیا گیا، آپ نے انہیں کھانا دینے کی کوئی ہدایت بھی تو نہیں دی تھی۔"

"یہ میری غلطی تھی یا بھول تھی... خیر... اب پہلے کھانا کھلایا جائے گا... اس کے بعد لڑائی شروع ہو گی اور لڑائی شروع اسی جگہ سے ہو گی... یعنی اشفاق اس جگہ جہاں پہنچ چکا ہے، وہاں سے ہی حملہ کرنے کی کوشش

ے گا اور میں یہیں کھڑا ہوں گا... آپ لوگوں کو کوئی اعتراض؟" اس نے سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

"نہیں... اب آئے گا مزا... واقعی ایک بااصول دشمن سے لڑنے کا عجیب لطف ہے۔"

"ابھی اور لطف آئے گا۔" جیرال ہنسا... پھر چونک کر بولا:

"پہلے کھانا کھانے سے پہلے ایک خبر سن لو... شاید اس سے تم لوگوں کی بھوک مر جائے اور تم کھانے میں وقت ضائع کرنے کا ارادہ بدل دو۔"

"کیسی خبر...؟" وہ چونکے... ان سب کے رنگ زرد پڑ گئے۔ ان کے خیال میں جیرال ان کے وطن کی شکست کی خبر انہیں سنانے والا تھا۔

"تمہارے ملک کے ایک تہائی حصے پر اس وقت شارجستان کا قبضہ ہو چکا ہے... شاشا جس کی دوستی پر تم سب کو بہت ناز تھا... وہ ابھی میدان میں نہیں کودا... پوری دنیا کی مخالفت مول لینے کی اس میں ابھی جرأت نہیں ہے... کیا سمجھے۔"

"صرف ایک تہائی پر قبضہ ہوا ہے... لیکن اتنے وقت میں آپ لوگوں نے پورے ملک پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کر رکھا ہے۔"

"ہاں! لیکن مشکل یہ ہے کہ محاذ پر اس وقت میں خود موجود

نہیں ہوں... مجھے بھی ہدایات ہیں کہ تم لوگوں پر نظر رکھوں
بنگال کے خیال میں تم پوری فوج سے زیادہ ہمارے
خطرناک ہو۔"

"عزت افزائی کے لیے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں... ا
ہمیں کھانے کو کچھ دے دیا جائے... ہم کسی دسترخوان
میز پر جانا پسند نہیں کریں گے... ہمارے ملک پر چا
طرف سے آگ برسائی جا رہی ہے اور ہم اطمینان
کھانا کھائیں... یہ نہیں ہو گا... مجھے تو حضور اکرم صل
علیہ وسلم کے وہ صحابہ یاد آ رہے ہیں جو میدان جنگ
ذرا ہٹ کر بھوک کی شدت کی وجہ سے کھجوریں کھا
تھے... اچانک کھجوریں پھینک دیں اور اپنے اوپر افسوس
ہوئے بولے... میرے بھائی لڑ رہے ہیں اور میں
کھانے میں مصروف ہوں... یہ کہہ کر میدانِ جنگ میں
اور شہید ہو گئے... ہم بھی یہاں اطمینان سے بیٹھ کر
کھانا نہیں کھائیں گے۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔" جیرال نے کہا اور
اشارہ کیا۔

فوراً ہی انھیں خشک خوراک مہیا کر دی گئی... انھوں
جلدی جلدی چند نوالے کھائے اور پھر سے لڑنے کو

ہو گئے... اشفاق نے بلا کی رفتار سے جیرال کی طرف دوڑ
ی... جیرال طنزیہ انداز میں بے فکری سے کھڑا رہا...
ونہی اشفاق نزدیک آیا... اس نے اپنی جگہ سے چھلانگ
... اور اس کی زد سے صاف بچ گیا... ادھر اشفاق جو
ں سے دیوار کی طرف جا رہا تھا... وہ یک دم رک گیا،
رکتے ہی جیرال کی طرف مڑا اور اسی رفتار سے پھر دوڑ
ی... ابھی جیرال سنبھلا بھی نہیں تھا کہ اشفاق کے سر
کر اس کی کمر پر لگی اور چونکہ وہ دوڑ کر آ رہا تھا،
یے ٹکر زور دار لگی... جیرال گرتے گرتے بچا، اتنی دیر
اشفاق آگے نکل گیا تھا... اب وہ پھر دوڑ کر آ رہا تھا،
اب تک اشفاق کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں
... لیکن اب اس نے اس کی طرف پوری توجہ دی، اور
وہ نزدیک آیا... مہارت سے اس نے پینترا بدل کر
کو بچایا... اس طرح کہ اشفاق منہ کے بل گرا اور اٹھ
کا...

"تیسرا آدمی انسپکٹر جمشید۔"

"بس!" خان رحمان بولے۔

مسکراتا ہوا جیرال کی طرف ایک ایک قدم اٹھاتے
نزدیک پہنچ کر رک گیا اور بولا:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ میرا اور آپ کا کیا مقابلہ، پھر کیوں نہ ہم یہ مقابلہ دوڑ لگا کر کر لیں... دوڑتے دوڑتے جو تھک گیا... وہ ہار جائے گا۔"

"میں اتنا بے وقوف نہیں... پہلے ہی خان رحمان ہار کر دکھا چکے ہیں... تم جانتے ہو... دوڑ میں مجھ سے بالکل ہی جیت سکتے... لیکن ہار کر بھی تم مجھے تھکن میں مبتلا کر دو گے یا کم از کم تھکن میں کچھ اضافہ کر دو گے... اور یہی تمہارے خان رحمان کی سکیم ہے... لیکن تم اس طرح بھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔"

"مسٹر جیرال آپ باتیں زیادہ کرتے ہیں اور لڑائی کم... سانس تو نہیں لے رہے۔" مکھن نے ہنسا دینے والے انداز میں کہا۔

"ارے نہیں..." جیرال ہنسا۔

"اچھا تو میں حملہ کرتا ہوں... دوڑ کے مقابلے میں آپ شکست تسلیم کر چکے ہیں۔"

"میں نے یہ نہیں کہا۔" جیرال جھلا اٹھا۔

"پھر... یہ لیجیے... میرا ایک سادہ سا وار روکیے۔" مکھن کہہ کر ایک پیر پر پھرکی کی طرح ناچنے لگا۔

"یہ کیا... یہ تم حملہ کر رہے ہو یا ناچ رہے ہو؟"

اسی وقت ناچتے ہوئے مکھن کا ایک ہاتھ جیرال کے منہ پر پڑا... اس کا منہ گھوم گیا۔

"کیسا تھا انکل؟" مکھن ہنسا۔

"شان دار... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا... اس طرح اپنے ... میں اتنا زور پیدا کیا جا سکتا ہے... اگرچہ حقیقت میں ... ہو۔" اس نے کہا۔

"ہر انسان میں کچھ پر اسرار قوتیں موجود ہیں انکل... میں نے ... وقت ان میں سے صرف ایک سے کام لیا ہے اور زندگی ... پہلی بار اس بات کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں کہ ان تمام ... اسرار قوتوں سے واقفیت حاصل کر لوں... اب میں اس نام ... شائع ہونے والی کتاب کا مطالعہ کروں گا... سنا ہے ... ڈاکٹر صاحب نے لکھی ہے یہ کتاب۔"

"مطالعہ کیسے کرو گے ننھے دوست... تم لوگ یہاں سے ... کہیں نہیں جا سکو گے۔" جیرال نے شوخ آواز میں کہا۔

"... کی جیت کر بھی نہیں جا سکیں گے... اگر یہ بات ہے تو ... [illegible] لڑ رہے ہیں؟"

"نہیں... اگر تم نے مجھے شکست دے دی... تو پھر تمہارا ... ہرگز نہیں روکا جائے گا۔"

"بہت خوب... مسٹر جیرال... ایک وار اور سہی۔" مکھن نے

http://www.paktunplace.com

معذرت طلب انداز میں کہا۔

"نہیں بھئی... اب میں تمہیں اتنی بھی مہلت نہیں دے سکتا... [illegible] کر تم تو میرا ایک ہاتھ کھا ہی لو... کیوں کہ تم سے اس قسم کا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک مکا [illegible] بڑھتے ہوئے کمشن کے منہ کی طرف اچھال دیا... کمشن [illegible] بچنے کی کوشش کی... لیکن چکرا کر گرا اور بے سدھ ہو گیا۔

"مسٹر خان رحمان... اس بے چارے کو بھی ایک طرف کر دو... کم از کم تین گھنٹے سے پہلے چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو سکے گا... البتہ بے ہوش نہیں ہوا... یہ بات [illegible] کی ہے۔"

"ابھی آپ کو اور بھی حیران ہونا پڑے گا... مسٹر جیرال [illegible] لہٰذا حیرت کا کچھ سامان بچا کر رکھیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اگلا آدمی مسٹر خان رحمان۔" جیرال نے جیسے فاروق کا جملہ سنا ہی نہیں۔

"شوکی... آگے بڑھو اور جیرال کو بتا دو کہ تم بھی [illegible] کے [illegible] نہیں ہو۔"

"بہت بہتر انکل..." شوکی یہ کہہ کر آگے بڑھا اور [illegible] کے نزدیک ہوتے ہوئے بولا:

"اب تک مسٹر جیرال دعوے کرتے رہے ہیں... اس بار میں ایک دعویٰ کرتا ہوں... یہ کہ مسٹر جیرال مجھے ہاتھ نہیں لگا سکیں گے۔"

"کیا کہا... میں اور تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکوں گا... ارے میاں جاؤ... منہ دھو کر آؤ۔"

"غسل خانہ کس طرف ہے۔" شوکی نے گھبرا کر کہا۔

"اے... مذاق نہیں... کام کرو۔"

"آپ نے ہی تو حکم دیا ہے کہ منہ دھو کر آؤں۔"

"تم نے دعویٰ کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا..."

"خیر... یہ لو لگا دیا ہاتھ۔" جیرال نے کہا اور شوکی کے سر پر ایک ہاتھ رسید کر دیا... لیکن اس کا ہاتھ ہوا میں جھول کر رہ گیا... وہ تو ایک طرف ہو گیا تھا اور اس قدر تیزی سے کہ خود اس کے تمام ساتھی حیران رہ گئے... جیرال کا منہ بھی کھلا کا کھلا رہ گیا... اس کی آنکھوں میں الجھن کی جھلک آ گئی۔

"بہت خوب شوکی۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بلکہ بہت سے بھی دو ہاتھ آگے خوب۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کہیں میں پھول نہ جاؤں... اس صورت میں مسٹر جیرال مجھے

http://www.pakfunplace.com

ضرور کوئی دھپ رسید کر دیں گے۔"

اسی وقت جیرال نے دونوں ہاتھوں سے شوکی پر حملہ کیا...

لیکن وہ یہ وار بھی صاف بچا گیا... اس طرح کہ یک دم نیچے بیٹھ کر لڑھک گیا، اور لڑھک کر دور ہٹ گیا۔

"یہ بھی خوب رہا..." خان رحمان چلائے۔

جیرال نے فوراً چھلانگ لگائی اور اس سے پہلے کہ شوکی بچاؤ کر سکتا... اس کی پسلیوں میں جیرال کی ایک ٹھوکر لگی... اس کے منہ سے گھٹی گھٹی ایک چیخ نکل گئی... اور وہ ساکت ہو گیا...

"کوئی بات نہیں شوکی... جتنے بھی ... خوب رہے... خوب رہے... جیرال کو بتا تو دیا کہ اس فوج کا ایک ایک سپاہی کوئی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہے۔"

"یہ بات تو میں پہلے ہی مانتا ہوں... اگر نہ مانتا ہوتا تو آج تم لوگوں کو اس طرف روکنے کی اتنی کوشش کیوں کرتا۔" جیرال نے شوخ انداز میں کہا۔

"اب تو آپ مان گئے ہوں گے... کیوں ٹھیک ہے۔"

"چلو یونہی سہی... تمہاری فوج کے چار سپاہی چت ہو گئے، پانچویں کا اعلان کرو۔"

"آفتاب... اب تمہاری باری ہے۔" خان رحمان مسکرائے۔

"شکریہ انکل... میں سمجھ گیا، آپ کس ترکیب سے چل رہے ... اور کیوں۔"

"اور میں بھی سمجھتا ہوں... تم آؤ۔" جیرال نے بڑا سامنہ ...

آفتاب آگے بڑھا اور نئے ڈھب سے بڑھا... اس نے ... بلا کی رفتار سے جیرال کی طرف دوڑ لگا دی... ادھر جیرال اس کی پیٹ میں آنے سے بچنے کے لیے تیار ہو گیا ... ایک دم رک گیا... اتنی دیر میں جیرال اپنی جگہ سے ... لگا چکا تھا... جونہی اس نے چھلانگ لگائی... آفتاب ... حرکت میں آیا اور اپنا رخ بدل کر جیرال سے ٹکرا گیا، ... کا سر جیرال کے منہ سے ٹکرایا...

جیرال نے زور دار جھرجھری لی... دیکھا تو آفتاب دور ... مسکرا رہا تھا۔

"واہ واہ۔" خان رحمان چلائے۔

"ایک بار پھر۔" جیرال مسکرایا۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں۔"

"اچھا تو پھر جتنے ہو... بتا دو..." فاروق بولا۔

"تم نہ بولنا اس موقع پر... ورنہ توجہ تمہاری طرف ہو ... گی۔"

اس کے جوتے کی نوک آفتاب کو ... کے سر پر وصول کرنا

...

"بالکل ٹھیک ... فاروق خاموش رہو۔" خان رحمان نے ... وہ فوراً بے ہوش ہو گیا...

نے کہا۔

"میرے خیال میں تو آفتاب بھی بہت اچھا رہا۔" خان ... بولے۔

"جی بہتر انکل۔" فاروق نے کہا۔

اسی وقت آفتاب پھر حرکت میں آیا... جیرال کا خیال ... اس میں شک نہیں ... اپنے سے کئی گنا طاقت ور

گر یہ تھا کہ وہ بھی پہلے والا داؤ لگائے گا... تو اس ... ایک بار تو اس نے گرا ہی دیا تھا۔" انسپکٹر جمشید

یہ خیال غلط نکلا... اس نے اپنے اس خیال کی بنا پر ...

جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش نہیں کی... ادھر ... باتیں نہ بناؤ... اگلا سپاہی بھیجو۔"

کی طرح آیا اور اس سے ٹکرا گیا...

... فاروق۔" خان رحمان بولے۔

جیرال دھڑام سے گرا... لیکن حیرت ... پھرتی سے ... "ضرور انکل... کیوں نہیں۔" فاروق نے سنجیدہ انداز میں

کھڑا ہوا...

آگے بڑھا...

"اب میں تمہارے حملے کا انتظار نہیں کروں گا... خود ... جیرال... آزادانہ مقابلہ ہوگا... یا کوئی دعویٰ وغیرہ

یہ حملہ کروں گا۔" جیرال نے [illegible] بتایا۔

"تو پھر کس نے روکا ہے... حملہ کرو نا۔" آفتاب نے ... انداز... "میرے حساب سے کچھ زیادہ دیر لگتے جا رہی

ولانے والے انداز میں کہا۔

ہیں تو یہ خیال کیے بیٹھا تھا کہ ایک ایک ہاتھ رسید

اس بار جیرال نے اس پر خود وار کیا... پہلے دوڑ کر ... وقت ہی کتنا لگے گا..." اس نے جل کر کہا۔

آیا اور پھر ایک فلانگ لگا ... اس کے رسید کی... آفتاب ... پھر آیئے... میں تابڑ توڑ حملہ کرنے کا عادی ہوں۔"

اس ... سے بچنے کے لیے لوٹ لگائی اور دور تک ... یہ کہہ کر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور جیرال

چلا گیا، لیکن دوسرے ہی لمحے وہ چکرا گیا... کیوں کہ جب ...

لڑھک کر رکا تھا... وہاں جیرال اس سے پہلے پہنچ چکا ...

http://www.paktfunplace.com

"آصف... اب تمہاری باری ہے۔"

"میں پہلے ہی تیار کھڑا تھا انکل... اب دیکھیے... میں مسٹر جیرال کی کس طرح مرمت کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ جیرال کی طرف دوڑ پڑا... لیکن وار کیے بغیر اس کے نزدیک سے نکل گیا...

"تم نے وار کیا ہے؟" جیرال نے ہنس کر کہا۔

"میں پھر آ رہا ہوں... خود کو بچائیے مسٹر جیرال!" آصف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آؤ، آؤ۔" اس نے کہا۔

آصف اسی انداز میں آیا اور دوڑتا ہوا نزدیک سے نکل گیا... اس نے اب بھی وار کرنے کی کوشش نہیں کی۔

"یہ کیا کر رہے ہو... خود کو تھکانے کی کیا ضرورت ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں خود کو نہیں تھکا رہا انکل... مسٹر جیرال کو تھکا رہا ہوں۔" آصف نے کہا۔

"وہ کیسے؟" خان رحمان نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"دیکھتے جائیے۔" آصف نے کہا اور پھر اسی انداز میں دوڑنے کے لیے تیار ہو گیا...

جیرال بے فکر کھڑا رہا... آصف ایک بار پھر دوڑ کر آیا،

پر وار کرنے کی کوشش کی... لیکن جیرال جھکائی دے گیا، جب فاروق اپنے جھونک میں اس کے بالکل نزدیک نکلا جا رہا تھا تو ایک ہاتھ اس کی کمر پر رسید کر دیا... منہ کے بل گرا...

ایک لمحے کے لیے اس کے ساتھی دھک سے رہ... لیکن دوسرا لمحہ حیران کن تھا... گرتے ہی فاروق اچھلا جیسے اس کے سینے پر سپرنگ لگے ہوں... انداز سے سر جیرال کے منہ سے ٹکرایا... جیرال لڑکھڑا گیا... فاروق نے اس پر بس نہیں کی... پر ایک لات رسید کی... اس سے پہلے کہ جیرال... اس نے دوسرے گھٹنے پر دوسری لات رسید کر... جیرال منہ کے بل گرا... اس کے گرتے ہی فا... اس کی کمر پر چھلانگ لگا دی اور یہی اس کی... جیرال نے فوراً کروٹ لی اور فاروق دھڑام سے... پھر گیا تھا... جیرال فاروق کو دبوچ بیٹھا... اس... بلند ہوا اور فاروق کو گردن پر لگا... فاروق کو دن... نظر آ گئے... اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے... پھر اٹھ گیا... اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا...

"ہاں جی... خان رحمان صاحب... اب کیا...

اس نے بچنے کی کوشش نہیں کی... کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ وہ نزدیک سے نکل جائے گا...

لیکن یہاں اس سے غلطی ہو گئی... جیرال کو بے خبر پا کر آصف پوری قوت سے اس سے ٹکرایا... دونوں دھڑام سے گرے اور لڑھکتے چلے گئے... دونوں نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی... آصف نے اٹھتے ہی مخالف سمت میں دوڑ لگا دی... اور کافی دور جا کر رک گیا... ایک بار پھر وہ دوڑ کر جیرال کی طرف بڑھا... جیرال تیار کھڑا تھا اور اس کی ہر چال کا جواب دینے کے لیے بالکل تیار تھا... اچانک وہ بھی آصف کی طرف دوڑا... غالباً اس نے سوچا تھا، جب آمنے سامنے کی ٹکر ہو گی تو آصف چاروں شانے چت ہو گا... دوسری طرف آصف اندھا دھند چلا آ رہا تھا... لیکن اچانک اس نے پینترا بدل دیا اور دائیں طرف ہٹ گیا... جیرال اپنی رو میں دوڑتا ہوا آگے نکل گیا... آصف دور جا کر رکا اور اس کی طرف دوڑ پڑا... ایسے میں آصف اچانک رک گیا اور جونہی جیرال نزدیک آیا، وہ یک دم نیچے بیٹھ گیا... جیرال خود کو اس کے اوپر سے گزرنے سے کسی طرح نہ بچا سکا... اور جب وہ اس کے اوپر سے گزر رہا تھا تو وہ بلا کی تیزی سے سیدھا کھڑا ہو گیا...

ں وار کے جواب میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جیرال ایک
ٹ کر جا گرتا... لیکن ہوا صرف یہ کہ اس نے ایک
ں کھائی اور سیدھا ہوتے ہی آصف کے پیٹ میں ایک
ے ماری... آصف دھپ سے گرا، اور پھر اٹھ نہ
ل ہا:

یا خیال ہے۔" جیرال نے ہنس کر کہا۔

ری فوج کا اگلا سپاہی تیار ہے۔" خان رحمان بولے۔

اسے بھی بھیجو۔" جیرال پر غرور انداز میں بولا۔

ن رحمان کے اشارے پر محمود میدان میں آیا، اور
ں نے ایک عجیب حرکت کی...

ان کا مکا

سب نے محمود کی طرف حیران ہو کر دیکھا... جیسے ہی وہ زور سے اُچھلا تھا اور ایک درخت کی شاخ کو لٹک گیا تھا...

"یہ کیا بھئی... کیا بندر بننے کا ارادہ ہے۔" جیرال نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"ہاں انکل جیرال... آؤ اور مجھے پکڑ لو۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"اب میرا اور آپ کا مقابلہ ہے... میں آپ سے مقابلہ کرنے کے لیے اس درخت پر چڑھ گیا ہوں... آپ میں اور طاقت ہے تو مجھے پکڑ لیں اور اس قابل نہ رہنے دیں کہ میں آپ کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکوں۔"

"یہ مقابلہ کرنے کا کونسا طریقہ ہوا بھئی۔"

"ہم اسے طریقہ نمبر انیس کہتے ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"خیال رہے انکل جیرال... یہ ترکیب نمبر تیرہ نہیں ہے۔" فرحت مسکرائی۔

"مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش کر رہے ہو شاید، لیکن تم بھول گئے... جتنی زیادہ دیر لگاؤ گے... اتنا ہی تمہارے ملک اور فوج کو زیادہ نقصان پہنچے گا... اور اوّل تو تمہیں وہاں جانے سے بھی کچھ نہیں ملے گا... آخر وہاں پہنچ کر تم شارجستان کی فوج کو جنگ سے کس طرح روک سکو گے۔" جیرال کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایسا کرتے ہیں انکل... اکٹھے وہاں چلتے ہیں... اگر ہم نے شارجستان کی فوج کو لڑائی سے روک دیا تو ہم جیت جائیں گے... اور آپ ہار جائیں گے... ہارنے کے بعد آپ خود کو ہمارے حوالے کر دیں گے... یعنی فرار ہونے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کریں گے... اور اگر ہم ہار گئے تو آپ ہمارے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔"

"اگرچہ یہ شرط عجیب ترین ہے... لیکن پھر بھی مجھے منظور ہے... اگر تم یہاں سے جانے کے قابل رہے... یعنی تم لوگوں نے مجھے شکست دے دی تو میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔" جیرال بولا۔

"مزا آگیا... اب آپ مقابلے کی بات کریں، ادھر ادھر

http://www.pakfunplace.com

کی باتیں کر کے آپ مجھے شکست نہیں دے سکیں گے۔" محمود بولا
"یہی بات ہے... اب میں تمھیں مزا چکھانے کے لیے حرکت
میں آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر جیرال نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور اسی
درخت کی ایک شاخ پکڑ لی... جس کی دوسری شاخ کو محمود
نے پکڑ رکھا تھا... وہ اس وقت تک کئی شاخیں بدل چکا تھا
...فی اونچائی پر ...گیا تھا... لہٰذا ...رال بھی چھلانگ میں اس
شاخ تک نہیں پہنچ سکا تھا... ابھی جیرال اس سے دور تھا
کہ محمود نے دوسری حرکت کی... ایک ...چھلانگ لگائی اور
دوسرے درخت کی شاخ پکڑ کر جھول گیا... جیسے اس...
بھی اونچا ہونے لگا...
"میں سمجھ گیا بھتیجے... تم مجھے تھکانے کے چکر میں ہو
لیکن اس میں تم زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکو گے..."
جیرال نے بلند آواز میں کہا۔
"آؤ آؤ انکل... باتیں..." محمود نے شوخ آواز
منہ سے نکالی۔
جیرال بھی تیزی سے شاخیں پھلانگنے لگا... لیکن وہ سب لڑکے
کر چکے تھے... جیرال اور تمام کاموں میں ماہر سہی... درختوں پر
چڑھنے اور... پھلانگنے میں وہ اتنا ماہر نہیں تھا... جب

ی اس پر تھکن کے آثار نمودار ہونے لگے... جب کہ محمود
ابھی تک تازہ دم تھا۔
"نیچے اتر آؤ شہزادے اور آدمیوں کی طرح جنگ کرو...
بندروں والا طریقہ مجھے پسند نہیں آیا۔"
"آپ ہمیں ہر طرح کی اجازت دے چکے ہیں... ہم جس طرح
چاہیں... آپ سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔
"اچھی بات ہے... میں نے بھی اب تمھیں درخت سے نیچے
بنا تو نام جیرال نہیں۔"
"صرف نام جیرال نہ ہونے سے کام نہیں چلے گا انکل،
م جیرال کے تیں سے بات بنے گی۔" فرحت بولی۔
"تم چپ رہو... فرزانہ کی کمی پوری کرنے کی کوشش نہ
کرو... ابھی جب تمھاری باری آئے گی تو سٹی گم ہو جائے گی۔"
محمود نے جھلا کر کہا۔
"اچھی بات ہے... اب جب تک میری سٹی گم نہ ہو جائے...
کوئی بات نہیں کروں گی۔"
درختوں کی شاخوں پر ان کی اچھل کود جاری رہی... لیکن
ل محمود کو نہ پکڑ سکا...
"بہت خوب محمود... یہ تجربہ بہت کامیاب رہا... میرا
ہے... بہت جلد مسٹر جیرال اپنی شکست ماننے والے

http://www.pakfunplace.com

ہیں:"

"ہرگز نہیں... ابھی مجھ میں بہت دم خم باقی ہیں... بلکہ میں اب محمود پر وار کرنے لگا ہوں... وہ میرا وار روک سکتا ہے تو روک لے۔"

"ضرور، کیوں نہیں..." محمود نے فوراً کہا۔

جیرال نے اسی وقت ایک موٹی اور چھوٹی سی شاخ توڑی... اور تیزی سے اسے گھمانے لگا... محمود کہ وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے... لہٰذا وہ بھی خود کو بچانے کے لیے پر تولنے لگا... اور پھر جیرال نے وہ شاخ اس پر کھینچ ماری... اسی وقت محمود نے ایک اور شاخ چھلانگ لگائی... اور یہیں محمود سے چوک ہو گئی... وہ جیرال کی ذہانت کا مقابلہ نہ کر سکا... جیرال نے پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا کہ محمود کس شاخ پر چھلانگ لگائے گا... اس اس نے شاخ اسی حساب سے پھینکی تو نتیجہ یہ کہ شاخ کے پر پورے زور سے لگی... اس کے منہ سے چیخ اور پھر وہ درخت کی شاخوں میں الجھتا اور پتوں میں کھڑ پیدا کرتا نیچے آ رہا... ساتھ ہی جیرال نے نیچے چھلانگ دی... لیکن اس نے محمود کی پرواہ نہیں کیا... اس کے انتظار کرتا رہا... آخر بولا:

میرا خیال ہے... محمود اب جلد ہوش میں نہیں آئے گا... سپاہی فوج کا..."

"فرحت... اب تمھاری باری ہے..." خان رحمان نے ہوئی آواز میں بولے... محمود کی شکست سے انھیں غم ہونے لگا تھا... اس نے بہت کامیابی سے ان کے کو پروان چڑھایا تھا اور اگر تھوڑی دیر اور وہ نہ جیرال شکست کھا گیا تھا... نتیجہ اب ان سے پھر دور تھی...

کی نظریں فرحت پر جم گئیں... جیرال کے مقابلے میں فرحت سا کھلونا نظر آ رہی تھی... اس کے باوجود وہ اس سامنے تنی کھڑی تھی... اچانک اس کے ہونٹ ہلے:

ب تک ہوتا یہ رہا ہے کہ ہم میں سے جو بھی میدان ا... اس نے آپ پر حملہ کیا، صرف محمود نے نیا طریقہ کیا اور بہت حد تک وہ کامیاب بھی رہا... اگرچہ ب کی شکست اب بالکل صاف نظر آ رہی ہے... لیکن کے باوجود میں آپ سے لڑوں گی اور خوب لڑوں گی:

کیا مطلب... شکست صاف نظر آ رہی ہے:" جیرال کے لہجے ت تھی۔

ل انکل جیرال... آپ میرے ابو منور علی خان کو بھول گئے،

http://www.pakfunplace.com

ان کی تو زندگی ہی جنگلات کا حصہ بن کر رہ گئی ہے
بچہ اگر آپ کو پریشان کر سکتا ہے... تو محمود کے
عمل کر کے وہ آپ کو شکست فاش دیں گے... آپ
پر ان کے مقابلے میں کچھ نہیں کر سکیں گے... باقی
توڑ کر وار کرنے کا معاملہ... تو اس سے بہت پہلے وہ
پر تیر اور کمان بنا کر آپ پر چھوڑ دیں گے۔"

"اوہ!" جیرال دھک سے رہ گئے۔

"بہت خوب فرحت... بہت اچھا آئیڈیا دیا... عمل کروں گا۔" منور علی خان نے چونک کر کہا۔

"خیر... پہلے تم تو آؤ۔"

"میں آگئی ہوں... وار کرنے کی دعوت دیتی ہوں۔"

"کیا کہا... تم وار نہیں کرو گی... بلکہ میرا وار سہو"

"ہاں! بالکل۔"

"اچھی بات ہے... یہ لو میرا پہلا مُکا سنبھالو۔"

یہ کہہ کر اس نے مُکا اس کی ٹھوڑی پر مارا... اچھل کر ایک طرف ہو گئی۔

"دوسرا مُکا اُنکل۔" وہ چہکی۔

"ضرور کیوں نہیں۔" جیرال اس کی طرف جھپٹا اور
اس کی طرف چھوڑ دیا... اس بار فرحت نیچے بیٹھ گئی

اس کے سر پر سے نکل گیا...

"تیسرا مُکا اُنکل۔"

"فکر نہ کرو... میرے پاس مکوں کی کمی نہیں۔" اس نے
اور موڑ کر فرحت کے سر پر پہنچا اور مُکا دے مارا،
چوٹ لگا کر اس جھٹکے سے بھی صاف بچ گئی...

"بہت خوب فرحت۔" انسپکٹر جمشید نے تعریف کی۔

"چوتھا مُکا خالی نہیں دے سکو گی فرحت... یہ میرا
...ی ہے۔" جیرال غرایا۔

"اچھی بات ہے... آپ وار کریں۔"

جیرال اس کے نزدیک آگیا اور نئے انداز میں وار کیا۔
...ت نے بچنے کی پوری اور بہترین کوشش کی، مُکا اس
...یشانی پر لگا... وہ تیورا کر گری اور ساکت ہو گئی۔

"اب کس کی باری ہے۔"

"منور علی خان کی۔" خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"اوہ..." جیرال دھک سے رہ گیا۔

"نہیں بھئی... ابھی میں رہتا ہوں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اور میں اور انسپکٹر جمشید بھی رہتے ہیں۔" انسپکٹر کامران
بولے۔

"میں جانتا ہوں... آپ لوگوں کی باری منور علی خان کے

http://www.pakfunplace.com

بعد کرنے گی ... اب رہا یہ مسئلہ کہ پہلے آپ پروفیسر داؤد
کو بھیجتے ہیں یا منور علی خان کو ... یہ فیصلہ کرنا آپ کا
کام ہے۔"

"پروفیسر صاحب ... آپ اور جیرال سے لڑیں گے۔"

"بھئی اس میں آخر میرا بھی حصہ ہونا چاہیے۔"

"اچھی بات ہے ... پہلے آپ میدان میں آ جائیں۔" خان
رحمان مسکرائے۔

وہ آگے آئے ... ان کے چہرے پر ایک سنجیدگی
تھی ... وہ بے دھڑک جیرال کے نزدیک ہو گئے۔
پھر پُرسکون آواز میں بولے:

"مسٹر جیرال! آپ جانتے ہیں ... میں لڑائی بھڑائی کا آدمی
نہیں ہوں۔"

"ہاں!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ان حالات میں جس طرح مقابلہ کرنا چاہتا ہوں ...
تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے ... آپ جس طرح چاہیں لڑیں ... میں اعتراض
نہیں کروں گا۔"

"تب پھر مجھے اپنی مرضی سے ایک مکا مارنے کی اجازت
اس کے بعد تمہیں اجازت ہو گی ... جس طرح چاہو، ا...

سکو گے۔"

"ٹھیک ہے ... آپ مکا ماریں۔" اس نے خود کو ان کے
اور نزدیک کر دیا۔

"ایسے نہیں ... اپنا دایاں ہاتھ میرے بائیں ہاتھ میں دے
دو ... اس کے بعد میں مکا ماروں گا۔"

"یہ لیجیے۔" جیرال نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

پروفیسر صاحب نے اس کا دایاں بازو کلائی سے پکڑ لیا۔
اب انھوں نے دائیں ہاتھ کا مکا جیرال کی کلائی پر دے مارا،
جیرال کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی ...

وہ فوراً زمین پر گر گیا اور بُری طرح تڑپنے لگا ... تمام لڑکوں
کا مارے حیرت کے بُرا حال ہو گیا ... پروفیسر داؤد فاتحانہ
انداز میں مڑے اور اپنے ساتھیوں کی طرف آنے لگے ... جیرال
ابھی تک تڑپ رہا تھا ... آخر اس کے ہاتھ پیر سُست پڑتے
چلے گئے ... اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا:

"م ... میں ... میں نے ... آج تک ایسا کوئی مکا نہیں کھایا،
یہ میری زندگی کا حیرت انگیز ترین مکا ہے ... مجھے یوں محسوس
ہو رہا ہے ... جیسے میں اب یہ مقابلہ جاری نہیں رکھ سکوں گا۔"

"خان رحمان ... مہربانی فرما کر اپنے پروگرام میں ذرا سی
تبدیلی کر دو ... منور علی خان کی بجائے ... پہلے انسپکٹر کامران مرزا

http://www.pakfunplace.com

کو اس کے مقابلے میں بھیج دو... کیوں کہ اس وقت میدان میں ضرورت ان کی ہے... منور علی خان کی نہیں۔"

"لیکن مسٹر جیرال تو لڑنے کے قابل نہیں رہے۔" خان رحمان بولے۔

"کیوں مسٹر جیرال... مقابلہ کی سکت ہے یا نہیں۔"

"نن... نہیں... میں اس وقت نہیں کر سکتا... شاید چند گھنٹے بعد اس قابل ہو سکوں۔" اس نے کہا۔

"تب پھر مسٹر جیرال... تمھاری شکست ہو چکی ہے... ابھی میری فوج کے چار اہم ترین سپاہی باقی ہیں... تمھارا فیصلہ کیا ہے... یہ بتاؤ۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں تم لوگوں کے ساتھ تمھارے ملک چلوں گا... جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں۔"

"ہم ابھی اور اسی وقت روانہ ہونا چاہتے ہیں۔"

"لیکن ابھی تو میں چلنے کے قابل نہیں ہوں۔"

"اس سلسلے میں میں مدد کر سکتا ہوں جیرال۔" پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"کیا مطلب... آپ کیا مدد کریں گے۔"

پروفیسر داؤد مسکرا کر پھر اس کی طرف مڑے اور اس کا دایاں بازو پھر کلائی پر سے پکڑ لیا، اور پچھلی طرف ایک جھٹکا

دے مارا... ایک بار پھر جیرال کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی... لیکن فوراً ہی وہ چلایا:

"اوہو... میرے کی تکلیف بالکل غائب ہو گئی ہے... اور میں اب بالکل ٹھیک ہوں... لیکن افسوس... میں جنگ ہار چکا ہوں اور معاہدے کے مطابق انشارجہ کے صدر کو ساتھ لے کر تمھارے ملک چلنے کے لیے تیار ہوں۔"

"نہیں جیرال۔" ایک آواز گونجی۔

یہ آواز ان لوگوں کی طرف سے آئی تھی... جنھیں جیرال اپنے ساتھ لایا تھا اور جن میں انشارجہ کا صدر بھی موجود تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی... کس نے کہا ہے... نہیں جیرال..." جیرال نے ان کی طرف دیکھا۔

"میں نے..." ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا... انھوں نے بھی اسے پہچان لیا... یہ بیگال کا صدر تھا۔

"اوہ مسٹر آپ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"ہم ان لوگوں کو فرار نہیں ہونے دیں گے... اگرچہ ان کے فرار ہونے سے اب کوئی فرق نہیں پڑ جائے گا، لیکن پھر بھی ضرورت ہی کیا ہے اپنے دشمنوں کو چھوڑنے کی اور پھر ان کا لنا ہے... انشارجہ کے صدر کو بھی لے جائیں گے... یہ اجازت بھلا ہم کس طرح دے سکتے ہیں۔"

http://www.pakfunplace.com

"یہ بات آپ کو اس وقت کہنی چاہیے تھی جب میں ان سے معاہدہ طے کر رہا تھا۔" جیرال نے بھنا کر کہا۔

"اس وقت ہمارا خیال تھا کہ تم ان سے شکست کھانے والے نہیں ہو، اور یہ بات ہے بھی یہی... لیکن اس پر وضیب نے جانے کیا کیا ہے مگر تم ..." صدر بیگال کہتے کہتے رک گیا۔

"کچھ بھی ہو سر... اب اس معاہدہ پر عمل ہوگا... ورنہ آپ سے میرا تعلق ختم ہو جائے گا۔"

"ہمیں تم سے جو کام لینا تھا، لے چکے... اب تعلق ختم ہو تو ہو جائے... ہم انھیں نہیں جانے دیں گے۔"

"خبردار! اگر یہ بات ہے تو مسٹر صدر آپ اس وقت بھی موت میرے شکنجے میں ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ جیرال بجلی کی طرح تڑپا تھا... اور اس نے ہاتھ سے بیگال کے صدر کی گردن دبوچ لی تھی... وہ بھی اس طرح کہ اگر وہ ذرا بھی حرکت کرتا تو گردن ٹوٹ جاتی...

"اگر میں نے ذرا بھی بازو کو حرکت دی تو گردن ٹوٹ جائے گی اور اگر تم نے ذرا حرکت کی تو گردن کڑک ہو جائے گی... لہٰذا اپنے فوجیوں کو حکم دو کہ ہمارا راستہ چھوڑ دیں۔"

"تم یہ اچھا نہیں کر رہے جیرال... اپنے لوگوں کے مقابلے

میں دشمن کا ساتھ دے رہے ہو۔"

"ان سے بھی نمٹوں گا... اس معاہدے کو پورا کرنے کے بعد..." وہ غرایا۔

"کیا مطلب؟" بیگال کے صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"معاہدے کے مطابق میں ان لوگوں کو انشارجہ کے صدر کے ساتھ پاک لینڈ لے جاؤں گا... وہاں جا کر خود کو ان کے حوالے کر دوں گا... اس کے بعد اگر انھوں نے مجھے قید میں رکھا تو قید سے فرار ہو کر ان سے ٹکراؤں گا... اور اگر انھوں نے مجھے ختم کر دیا تو پھر... پھر کام ختم۔" اس نے کہا۔

"تم پاگل ہو جیرال... جیتی ہوئی بازی خود ہار رہے ہو... آخر تمھیں کیا مجبوری ہے۔" صدر بیگال نے جھنا کر کہا۔

"اصول کی مجبوری۔" جیرال مسکرایا، پھر غرا کر بولا:

"آپ نے اب تک فوجیوں کو حکم نہیں دیا۔"

سب لوگ دم بخود کھڑے تھے... وہ پلکیں تک جھپکنا بھول گئے تھے... آخر صدر بیگال کی آواز ابھری:

"ہتھیار پھینک دو۔"

سب نے اپنے ہتھیار پھینک دیے...

"تم لوگ ایک ایک گن سنبھال لو۔" جیرال نے ان سے کہا۔

وہ فوراً حرکت میں آ گئے:

http://www.pakfunplace.com

"اب انشارجہ کے صدر کو انسپکٹر جمشید بالکل اسی انداز میں
میں کر لیں۔" جیرال نے کہا انسپکٹر جمشید نے یہی کہا۔

"اب ہم یہاں سے ایرپورٹ جائیں گے... ہمارے
وہاں فوری طور پر طیارہ تیار ہونا چاہیے... مسٹر صدر... حکم

"ایرپورٹ پر طیارہ بالکل تیار ہے... اور کسی قسم کی
غلط حرکت کرنے کی کوشش نہ کی جائے... ذرا سی
حرکت سے میری گردن ٹوٹ جائے گی۔" اس نے گھبرائے
ہوئے لہجے میں کہا، پھر جیرال سے بولا:

"گرفت کو ذرا سا تو نرم کر دو... میری جان نکل
رہی ہے۔"

"اس کا حل صرف یہ ہے کہ ہم جلد از جلد جہاز پر
سوار ہو جائیں۔"

"اچھی بات ہے... بے رحم کہیں کے۔"

"میں بے رحم نہیں ہوں... مجبور ہوں۔" جیرال بولا۔

وہ چھاؤنی سے باہر آ گئے... اور ایک بڑی گاڑی
میں سوار ہو گئے... جلد ہی وہ ایرپورٹ کی طرف اڑے
جا رہے تھے... ایسے میں انسپکٹر جمشید کو راکٹ یاد آ گیا
تھا... انھوں نے تو اس کے ساتھ لانچ میں فرار ہونے
کا منصوبہ ترتیب دے رکھا تھا، لیکن حالات نے پلٹا

عجیب کھایا تھا... اور اب وہ ملک کی خاطر اپنے پورے ملک
کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے تھے...

ایرپورٹ پر طیارہ بالکل تیار کھڑا تھا... اس میں سوار
ہونے کے سلسلے میں انھیں کوئی دقت پیش نہ آئی... اس
وقت تک یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل
چکی تھی کہ ان کے صدر کو اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے
اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے... ایرپورٹ پر لوگ منہ پھاڑے
اس منظر کو دیکھ رہے تھے... وہ سب دم سادھے کھڑے
تھے... شاید انھوں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا منظر نہیں
دیکھا تھا... آخر جہاز پرواز کر گیا۔

"اب تو میری گردن چھوڑ دو۔"

"نہیں... ہاں! یہ گرفت ضرور ڈھیلی کر دوں گا... جب
تک جہاز پاک لینڈ کی سرزمین کو نہیں چھو جاتا... اس
وقت تک میں گردن نہیں چھوڑوں گا۔"

"لیکن انکل جیرال... ہم پاک لینڈ میں کس طرح اتر
سکیں گے... وہاں تو زبردست فضائی جنگ ہو رہی ہو گی۔"

"اوہ! اس طرف تو میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔"

"اس کا حل ہمارے پاس ہے... ہمیں جلا وطن کر کے ساتھ
والی ریاست میں دھکیلا گیا تھا... اس ریاست کے صدر

http://www.pakfunplace.com

نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا... ہم وہاں اتر سکتے ہیں۔
"چلو ٹھیک ہے... یہ فیصلے داری تم لوگوں کی ہے۔
"اترنے کو تو ہم ریاست شامیر میں بھی اتر سکتے ہیں۔"
خان رحمان بولے۔

"اوہ ہاں... یہ زیادہ مناسب رہے گا... اپنے ملک میں خطرناک ہو گا... ہم اپنا ہیڈ کوارٹر ریاست شامیر کو بنا لیتے ہیں... بچوں کو بھی وہیں بلا لیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔"

انھوں نے نقشے کے مطابق جہاز کا رخ ریاست شامیر کی طرف کر دیا اور پھر ریاست سے رابطہ قائم کیا... ادھر سے انھیں تعاون کا یقین دلایا اور اترنے کی اجازت دی گئی... جب وہ ریاست شامیر کی ایئر پورٹ پر اترے تو خود صدر نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ اور ان کے ساتھ وہ بڑے ملکوں کے صدروں کو دیکھ کر دھک سے رہ گیا...

"یہ کیا؟"

"ہم انھیں اغوا کر کے لائے ہیں۔"

"اوہ! اس طرح تو میری ریاست بھی جنگ کی لپیٹ

میں آ جائے گی۔"

"نہیں آئے گی... آپ فکر نہ کریں... بس دیکھتے جائیں، آپ ٹی وی سٹیشن ہمارے حوالے کر دیں... ہم اپنی طرف پوری دنیا کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ... اچھا..." صدر نے کہا۔

اور پھر ان کے لیے انتظامات شروع کیے گئے... ان کی بیگمات اور بچوں کو بھی وہیں لے آیا گیا...

"آپ لوگوں کو دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے۔"

"ہم تو عجیب عجیب خبریں سن رہے تھے۔" بیگم جمشید بولیں۔

"اور ہم خوف ناک، ہول ناک خبریں سنتے رہے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"تم لوگ آرام کرو... ابھی ہم بہت مصروف ہیں... پہلے اس دنیا کو جنگ کے بادلوں سے نجات دلائیں گے... پھر تم سے باتیں ہوں گی۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور وہ رہائشی حصے کی طرف چلے گئے۔

جلد ہی انھیں اطلاع دی گئی کہ ٹی وی سٹیشن ان کے لیے وقف کر دیا گیا... وہ اس کو جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں...

یہاں سے پروفیسر داؤد کا کام شروع ہوا... انھوں نے

http://www.pakfunplace.com

ٹی وی کے ذریعے تمام ملکوں کو پیغامات ارسال کرنا شروع کر دیا
کچھ کام وائرلیس کے ذریعے ہو گیا... کچھ ٹیلی فونوں کے
غرض پوری دنیا میں ان کا پیغام گونج گیا... اور پیغام
یہ تھا:

"انشارجہ کے صدر اور بیگال کے صدر ہمارے
قبضے میں ہیں... پاک لینڈ کے خلاف جنگ فوری
طور پر روک دی جائے... پہلے ہماری بات سنی
جائے... اس کے بعد بے شک جنگ جاری رکھی
جائے... یہ فیصلہ کرنا جنگ باز ملکوں کا کام ہے...
ہم درمیان میں نہیں آئیں گے... لیکن پہلے ہمارا پیغام
سن لیں... ہمارا پروگرام ٹی وی پر دیکھ لیں...
تمام حکومتیں یہ پروگرام دیکھیں... ورنہ نتیجے کی ذمے
داری نہ دیکھنے والوں پر ہو گی... ہم پر نہیں..."
یہ پیغام عجیب نہیں، عجیب ترین تھا... پوری دنیا میں
مچ گئی... ابھی کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ
نے والے کون ہیں... یہ بات ضرور واضح تھی کہ
شامیر کے ٹی وی سٹیشن سے کیا گیا تھا...
شامیر اب تک دوسروں سے بالکل الگ تھلگ تھا...
ئی ملک سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس ریاست

یا کوئی اعلان ہو سکتا ہے... تاہم تمام ممالک اس
یام کو سننے کے لیے بے چین ہو گئے... اور سب
زیادہ بے چینی پاک لینڈ، انشارجہ، شارجستان اور
ال میں پھیلی... اس کے بعد شرطیا میں... آخر پیغام کا
ت ہو گیا... پوری دنیا اپنے ٹی وی کھول کر بیٹھ گئی
لک نے اپنے شہروں میں پیغام سننے کا انتظام کیا
لہٰذا یہ پروگرام پوری دنیا میں دیکھا جا رہا تھا۔
عین وقت پر ٹی وی پر ایک شکل دکھائی دی... یہ شکل
ارجہ کے صدر کی تھی... پھر بیگال کے صدر کی
ت دکھائی گئی... اس کے بعد ایک آواز گونجنے لگی:
"پاک لینڈ کے خلاف ایک بھیانک سازش کی گئی تھی:
ہم اس سازش کا پردہ چاک کرنے کے لیے آپ
ساتھ موجود ہیں... آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ
ہیں کون... ابھی ہم بھی آپ کے سامنے ہوں گے...
پہلے پیغام سن لیا جائے... اس کے بعد تعارف
ہو جائے گا... اب ہم آپ کو اس سازش کی
ات سنائیں گے... اور ثبوت بھی... نہیں ثبوت بعد
وی پر نہیں... حقیقت میں سب کے سامنے پیش

کیا جائے گا... اس وقت تو صرف اتنا سن لیں کہ سازش
کیا تھی... کس طرح اس پر عمل کیا گیا..."

آواز ذرا دیر کے لیے رک گئی... پوری دنیا دم بخود، پیغام سننے میں محو تھی... آخر آواز پھر گونجنے لگی....

منصوبے کی کہانی

انسپکٹر کامران مرزا کے دوست، دنیا کے مشہور ترین شکاری منور علی خان کو ایک جنگل سے اغوا کیا گیا، اغوا کر کے ایک نامعلوم عمارت میں قید کیا گیا، ادھر وہ قید رہے، ادھر منصوبے کے لیے زمین ہموار کی گئی... ایک شخص کو ہمارے پاس بھیجا گیا، اس کے پاس منور علی خان کا خط تھا... جس میں لکھا تھا کہ وہ کسی نامعلوم جگہ پر قید ہیں... ظاہر یہ کیا گیا تھا کہ منور علی خان نے خط لکھ کر عمارت سے باہر پھینک دیا ہے... اس اُمید پر کہ کوئی اٹھا کر شاید ہم تک پہنچا دے... گویا وہ خط جنگل میں اس شخص کو ملا، اور وہ ہم تک لے آیا... لیکن ایسی بات نہیں تھی، اغوا کرنے والوں نے ہی منور علی خان سے خط لکھوا کر اس شخص کے ذریعے ہمارے پاس بھیجا تھا... اس نے بتایا کہ خط اسے شرلیا کے جنگل سے ملا ہے... چنانچہ ہم اس

http://www.pakfunplace.com

کے ساتھ شرطیلیا روانہ ہو گئے... ہم اس عمارت تک کس طرح
پہنچے... یہ ایک بہت لمبی داستان ہے... جو اخبارات میں
پوری دنیا کے لوگ پڑھ چکے ہیں... اس وقت مختصر طور
پر عرض کر رہا ہوں... ہم وہاں پہنچے... منور علی خان
سے ملاقات سے پہلے انھیں اغوا کرنے والوں سے ملاقات
ہوئی... اور آخر ہمیں معلوم ہوا، یہ اغوا چند لوگوں نے
نہیں کیا... بلکہ شرطیلیا کی حکومت نے کرایا ہے... یعنی حکومت
کے اشارے پر ایسا ہوا ہے... اور یہ کہ عمارت سے
منور علی خان کو نکال لے جانا قریب قریب ناممکن بنا دیا
گیا ہے... دوسری طرف منور علی خان کی حالت بہت خراب
تھی... ہم نے بات چیت کے ذریعے معاملہ طے کرنے
کی سوچی... ہم جانتے تھے، شرطیلیا سے ہمارے ملک
کے تعلقات اچھے نہیں ہیں... لہٰذا حکومت کی سطح پر
یہ کام نہیں ہو سکے گا... لہٰذا ہم نے ان کے ذمے
دار لوگوں سے بات کی... انھوں نے ایک عجیب شرط
رکھی... یہ کہ ہم انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے لے
آئیں اور ان کے حوالے کر دیں تو وہ منور علی خان کو
ہمارے حوالے کر دیں گے... یہ شرط حد درجے عجیب تھی
ہم نے چاہا، اس سے انکار کر دیں اور طاقت کے بل

پر منور علی خان کو آزاد کرائیں... لیکن ہم ایسا نہ کر سکے
اور مجبور ہو گئے کہ انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے ان
کے حوالے کر دیں... لیکن ہم نے ایک شرط رکھی... یہ کہ
منور علی خان کو ہمارے ساتھ ہی بھیج دیا جائے... ہماری
شرط ان کے لیے عجیب تھی... انھوں نے کہا، بھلا یہ
کس طرح ہو سکتا ہے، اس صورت میں ہم کس طرح پابند
رہیں گے... ہم نے تجویز پیش کی کہ تحریری معاہدہ کر
لیتے ہیں... اگر ہم انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے نہ لا
دیں تو اس معاہدے کو اخبارات میں شائع کرا دیا جائے،
اس طرح ہماری جو بے عزتی ہو گی... اس کا تصور بھی
مشکل ہے... انھوں نے شرط منظور کر لی... معاہدے پر
ہمارے دستخط لے لیے گئے اور ہم انشارجہ روانہ ہو
گئے... کیوں کہ ہم مجبور تھے... منور علی خان ہمارے لیے
بہت اہم تھے... انشارجہ کے صدر کے مقابلے میں...
لیکن یہ اتنی بڑی مجبوری نہیں تھی... اصل مجبوری ہماری
یہ تھی کہ ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ آخر شرطیلیا انشارجہ
کے صدر کو اغوا کیوں کرانا چاہتا ہے... اس سوال کا
جواب ہم ہر حال میں چاہتے تھے اور اگر منور علی خان
والی مجبوری نہ ہوتی تو بھی ہم یہ اغوا کرنے پر مجبور

تھے... چنانچہ ہم ٹیک اپ میں انشارجہ پہنچے... یہاں سے صدر کو اغوا کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں... یہ بھی ایک بہت طویل داستان ہے... یہ داستان بھی اخبارات میں آپ پڑھیں گے یہاں ان تفصیلات کا موقع نہیں... مطلب یہ کہ ہم اغوا کرنے میں اس وقت کامیاب ہوئے جب معاہدے کی طے شدہ تاریخ گزر چکی تھی... معاہدے میں یہ درج کیا گیا تھا کہ ہم سات دن کے اندر انشارجہ کے صدر کو شرلیا پہنچائیں گے سات دن گزر گئے اور ہم اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے... بلکہ ہمیں ناکامیوں پر ناکامیاں ہوئیں... مشکلات کے پہاڑ ہمارے راستے میں آئے... اور تاریخ گزر گئی... حالات کے اخبارات میں تفصیلات دے دیں... پھر ہم اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور شرلیا پہنچ گئے... شرلیا کے حوالے انشارجہ کے صدر کو تو کر دیا... لیکن اپنے خلاف اور اپنے ملک کے خلاف شائع کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور پوری دنیا میں ہم ملک کا نشانہ بن گئے... ہر کوئی ہمارے ملک کے خلاف ہو گیا... انشارجہ نے شارجستان کو فوراً ہمارے ملک پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا... شارجستان کو زبردست امداد پہنچائی گئی... اسلحے کے انبار اس کے لیے لگا دیے گئے... ادھر یہ بتایا گیا کہ شرلیا نے انشارجہ

کے صدر کو اغوا اس لیے کرایا ہے کہ اس کے کچھ اہم آدمی انشارجہ کی قید میں ہیں... وہ صدر کے بدلے میں اپنے اہم آدمی چاہتا ہے... انشارجہ فوراً ان قیدیوں کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا... ادھر ہم نے پروگرام بنایا کہ انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے اپنے ملک لائیں... تاکہ دنیا کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے... ہماری اس کوشش کو ناکام بنانے کے لیے پھر تین ملک سامنے آ گئے... نمبر ایک شرلیا، نمبر دو انشارجہ اور نمبر تین بیگال اور ساتھ ہی جیرال سامنے آ گیا... اب معلوم ہوا کہ اصل منصوبہ جیرال نے بنایا تھا اور جیرال نے یہ منصوبہ بیگال کے کہنے پر بنایا تھا... اور یہ منصوبہ اکیلے بیگال کا نہیں تھا... اس میں شرلیا اور انشارجہ بھی برابر کے شریک تھے... بلکہ شارجستان بھی شریک تھا... چار بڑے ملکوں نے مل کر ہمارے ملک کے خلاف منصوبہ بنایا تھا... اس منصوبے کے ذریعے انھوں نے پوری دنیا کے ملکوں کو ہمارے ملک کے خلاف کر دیا... یہاں تک کہ غیر مسلم تو غیر مسلم رہے... اسلامی ملک بھی ہمارے خلاف ہو گئے... کیوں کہ... وہ بھی تو آخر انشارجہ کے اشاروں پر ناچنے کے عادی ہو چکے ہیں کچھ ایسے ہیں جو انشارجہ کے بجائے وناس کے اشاروں پر

چلتے ہیں... لیکن انھوں نے بھی ان حالات میں ہمارا ساتھ نہیں دیا... وشاش بھی تو ہماری تباہی ہی چاہتا ہے آخر..."

انسپکٹر جمشید سانس لینے کے لیے رُکے... پوری دنیا پر سناٹا طاری تھا... وہ سب اس تقریر کو سُن رہے تھے یہاں تک کہ شریلیا، وشاش، انشارجہ، بیگال اور شارجستان کے لوگ بھی سُن رہے تھے... حکومت کے ذمے داران بھی سُن رہے تھے... ایک بار پھر ان کی آواز گونجنے لگی:

"اس طرح چاروں طرف سے ہمارے ملک پر بھرپور زمینی حملہ کیا گیا... دھمکی یہ تھی کہ صرف ایک یا دو گھنٹے میں پاک لینڈ کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی... لیکن آج جنگ کو شاید تیسرا دن ہے... اور پاک لینڈ اللہ کی مہربانی سے دنیا کے نقشے پر اب بھی موجود ہے... اس کے جیالوں نے کفن سروں پر باندھ لیے ہیں... اور یہ بات دنیا بھر کے عقل مند لوگ اور فوجی ماہرین تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ میں ہتھیار نہیں، جذبہ لڑتا ہے... جذبہ جو ہمارے پاس اب بھی موجود ہے... لیکن ان پانچوں ممالک کے پاس جذبے کا نام و نشان تک نہیں... لہٰذا پوری دنیا میں اکیلا رہ جانے کے باوجود، وسائل نہ ہونے کے

باوجود، پاک لینڈ کی غیور قوم نے دشمن کا مقابلہ کیا اور سیسہ پلائی دیوار بن کر... آفرین ہے پاک لینڈ والو... تم پر آفرین ہے... اللہ تعالیٰ کی مدد جس کو مل جائے... اسے پھر کسی کی مدد کی ضرورت نہیں رہتی... ادھر جنگ ہو رہی تھی... ادھر ہم بھی اپنے وطن کی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے... اس جنگ میں ہمارے ساتھ کیا کیا ہوا... ہم کن کن مشکلات سے گزرے... کیا کیا ظلم ہم پر ٹوٹے... یہ سب بھی آپ اخبارات میں پڑھ لیں گے... ہماری کوشش صرف اور صرف ایک تھی... اور وہ یہ کہ کسی طرح انشارجہ کے صدر کو اغوا کر کے اپنے ملک لے آئیں... اپنے ملک... جس کی حکومت نے ہمیں جلاوطن کر دیا تھا... ہمارے بیوی بچوں تک کو جلاوطن کر دیا گیا... ہم اپنے ہی ملک میں... اپنے ہی لوگوں کے لیے اس قدر غیر ہو گئے کہ وہ ہمارا وجود ملک میں برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے... لیکن ہمیں تو ایک لمحے کے لیے بھی اپنے ملک سے اور اپنے ملک کے لوگوں سے نفرت کا احساس نہیں، کیوں کہ ہم جانتے تھے... یہ سب کچھ جیال کے بنائے ہوئے منصوبے کا حصہ ہے... اور آخر کار... ہم صدر کو اغوا کرنے میں کامیاب ہو ہی گئے... اور اس وقت صدر ہمارے ساتھ موجود ہیں... اب انشارجہ، شریلیا،

بنگال اور شارجستان یہ کہیں گے کہ یہ بالکل غلط ہے... ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا... اس کے جواب میں ہم جیرال کو پیش کرتے ہیں... اگر مسٹر جیرال کے بیان کو بھی ان ملکوں نے جھٹلایا تو پھر ہم ایک اور انوکھا ترین ثبوت پیش کریں گے... پہلے آپ لوگ جیرال کی بات سنیے..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید سکرین سے غائب ہو گئے اور جیرال نظر آنے لگا... اس کے چہرے پر تھکن تھی... شکست تھی اور ناکامی صاف لکھی تھی... اس نے انسپکٹر جمشید کے بیان کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"اس میں شک نہیں... کہ یہ منصوبہ میں نے بنگال کے کہنے پر بنایا تھا... میں اس بات کا گواہ ہوں اور باقی تمام تفصیلات بھی بتا سکتا ہوں۔"

جیرال کی تصویر بھی سکرین سے ہٹ گئی اور پھر انسپکٹر جمشید نظر آنے لگے... "ہم کل اپنے ملک کے سب سے بڑے میدان میں... میدان میں جمع ہوں گے... وہاں ٹی وی سٹیشن بھی قائم ہو گا... پروگرام پوری دنیا دیکھے گی... انشارجہ، بنگال، شرینا، شارجستان اپنے نمائندے بھیج کر ہمارے ثبوت کو غلط ثابت کر دیں... ہم بھی مان لیں گے کہ کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا، اور اگر یہ ہمارے پیش کردہ ثبوت کو غلط ثابت نہ کر سکے

تو پھر پوری دنیا... جس نے ہمارا بائیکاٹ کیا ہوا ہے... ہمارا ساتھ دے... کم از کم اسلامی ملک ساتھ دیں یہ جان کر یہ قوتیں ہمیشہ اسلام کے خلاف ایسے منصوبے بناتی رہیں گی... اگر ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ ہوئے... اگر ہم نے ایک بلاک نہ بنایا... اگر ہم پوری دنیا کے مسلمان ایک قوم نہ بن گئے تو یہ ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازشیں کرتی ہی رہیں گی... ہمیں ایسے منصوبوں کا شکار بناتی رہیں گی... ہم ذلیل و خوار ہوتے ہی رہیں گے... ہم اُمید کرتے ہیں... ہمارا ملک... ہمارے [illegible] کی انتظامیہ اب ہمارا راستہ نہیں روکے گی... اور اگر اب بھی ہمیں اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تو پھر ہم ثبوت نہیں پیش کریں گے... ہمیں ان کے پیغام کا انتظار رہے گا... دوسری بات... شارجستان کان کھول کر سن لے... کل تک وہ جنگ بند رکھے... ورنہ پھر ہم ثبوت پیش کرنے کے بعد تمام اسلامی ملکوں کے ساتھ مل کر شارجستان پر ایسی کاری ضرب لگائیں گے کہ اسے اپنے ٹکڑے گنانے پڑ جائیں گے... اور پھر ہم کسی کے کہنے سے بھی باز نہیں آئیں گے... میں انھی الفاظ پر آج کی یہ تقریر ختم کرتا ہوں... اب کل بات ہو گی..."

ابھی وہ فارغ ہی ہوئے تھے کہ ان کے صدر کا فون

آ گیا:

"انسپکٹر جمشید... جہاز بھیجا جا رہا ہے... پہلی فرصت میں یہاں آ جاؤ... ایسا نہ ہو، وہاں انشارجہ وغیرہ کوئی چال چل جائیں۔"

"شکریہ سر! اب وہ کوئی چال نہیں چل سکیں گے، اس لیے کہ ہمارے ساتھ ان کا صدر ہے اور مسٹر جیرال بھی ہیں۔"

"پھر بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔"

"تو آپ نے ہماری غلطیاں معاف کر دیں؟"

"یہ سب کچھ انشارجہ کے اشارے پر ہوا تھا۔" وہ بولے

"شکریہ سر... ہم جہاز کا انتظار کر رہے ہیں... بھلا ہم اپنے ملک کیوں نہیں آئیں گے۔"

وہ بے تابی سے جہاز کا انتظار کرنے لگے، جیرال اور انشارجہ کے صدر کو انھوں نے بدستور زیر کیا ہوا تھا... ان کی ذرا سی بھی حرکت انھیں موت کے منہ میں لے جا سکتی تھی... اس بات کا اندازہ وہ پہلے ہی لگا چکے تھے... لہذا ساکت بیٹھے تھے...

"جمشید... کل بھرے مجمع میں کیا ہم یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارے ملک کے خلاف یہ منصوبہ انشارجہ نے بنایا تھا... بنگال والی بات تو ذہن میں آتی ہے... اس بات

پر تو سب یقین بھی کر لیں گے، لیکن انشارجہ یہ منصوبہ بنا سکتا ہے، بھلا کون یقین کرے گا، جب کہ اس کے اپنے صدر کو اس منصوبے میں اغوا کیا جانا تھا... انشارجہ کی طرف سے آنے والا وفد بھی کہے گا... کہ اس منصوبے میں انشارجہ ہرگز شامل نہیں۔"

پروفیسر داؤد روانی کے عالم میں کہتے چلے گئے۔

"ہاں! وہ بھی کہیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا سنجیدہ انداز میں بولے۔

"تب پھر تم لوگوں کے پاس اس بات کا کیا جواب ہو گا..."

"ہم مسٹر جیرال کو پیش کریں گے... کیوں مسٹر جیرال۔"

"اور مجھ سے کیا سوال پوچھا جائے گا۔" جیرال نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہ کہ اس منصوبے کی پشت پر بنگال، شرلیا اور شارجستان کے ساتھ انشارجہ بھی برابر کا شریک ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ٹھیک ہے... میں کہوں گا۔" اس نے کہا۔

"لیکن مسٹر جیرال کی بات جھٹلا دی جائے گی... یہ ہمارے ساتھ پہلے آئے تھے... اس واقعہ کو اخبارات میں خوب اچھالا گیا ہے... اور یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ جیرال بہت غلط

آدمی ثابت ہوئے ہیں؛

"ہوں! یہ بات بھی ہے... خیر کوئی بات نہیں... ہم اپ ملک کے لیے تو قابل قبول ہو گئے ہیں... اگر اسلامی ریاستیں بڑی طاقتوں کے دباؤ میں آ کر ہمارا ساتھ نہیں دیں گے تو بھی کیا ہے... ہمارے لیے ایک اللہ بہت کافی ہے۔" جمشید مسکرائے۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد پاک لینڈ کا جہاز انھیں لینے لیے آ گیا... انھوں نے ریاست کے صدر سے ہاتھ ملاتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا، اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ جلد ہی وہ وطن کی سرزمین پر اتر رہے تھے... ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے... ایک دن وہ تھا جب انھیں ملک سے نکال دیا گیا تھا... ایک وقت یہ کہ پورے شہر کے لوگ ان کے استقبال کے لیے ایر پورٹ پر امڈے پڑے تھے اور پولیس سے سنبھالے نہیں سنبھل رہے تھے... آج ان کا استقبال پھولوں کی پتیوں سے ہو رہا تھا... ہر طرف سے ان پر پتیاں نچھاور کی جا رہی تھیں... بڑی بڑی کاریں انھیں لانے کے لیے بھیجی گئی تھیں... انھیں سیدھا ایوانِ صدر لے جایا گیا۔ وہاں صدر نے ان سب کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔

"سب سے پہلے تو یہ بتائیے... آج سرحدوں پر

کیا حال ہے؟"

"مکمل خاموشی... شارجستان نے فی الحال کوئی حملہ نہیں کیا۔"

"ہوں... اور ہمارے چیلنج کا جواب دینے کے لیے کچھ لوگوں نے رابطہ قائم کیا ہے یا نہیں؟"

"صرف انشارجہ نے... بینگال، اخرلیا اور شارجستان نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔"

"ان کی خاموشی زیادہ بہتر ہے... انشارجہ میدان میں آ جائے یہی کافی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"سب سے پہلے تم لوگوں سے معافی چاہتا ہوں... بلکہ میں پوری قوم کی طرف سے معافی چاہتا ہوں... تم لوگوں سے بہت زیادتی ہوئی... لیکن اس میں قصور ہمارا نہیں... منصوبہ ہی ایسا زبردست تھا۔"

"اس کی ضرورت نہیں... ہمیں کسی سے کوئی شکایت نہیں۔" پروفیسر کامران مرزا بولے۔

"جی ہاں اور کیا... ہم وہ لوگ ہیں ہی نہیں... جو شکایت کرتے ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"اس میدان میں اب کیا ہو گا؟"

"انشارجہ کا کہنا یہ ہو گا کہ یہ منصوبہ اس نے نہیں بنایا، بینگال نے بنایا تھا اور اسے اس کی بالکل خبر نہیں... ہم

یہ کہیں گے کہ منصوبہ اس نے بنایا تھا اور اس منصوبے
بنگال، شرلیا اور شارجستان کو شریک کیا تھا۔"

"اور اس کا ثبوت کیا ہو گا؟"

"ثبوت سب کے سامنے دیں گے... آپ بے فکر رہیں"

"اچھی بات ہے... میں بے فکر رہنے کی کوشش کروں
لیکن سوال یہ ہے کہ یہ بات ثابت ہو جانے کے بعد کیا
گا... کیا یہ جنگ بند ہو جائے گی۔"

"مسلمان جہاد سے نہیں ڈرتا... وہ لوگ جنگ بند نہیں
گے... تو ہم بھی جہاد جاری رکھیں گے... فرق
گا کہ ہم پوری دنیا میں تنہا نہیں رہ جائیں گے... ا
پوری دنیا کی نظروں میں قصور وار نہیں ہوں گے... ا
اگر ہم انشارجیہ کو ننگا کر دیں گے تو یہ ہماری بہت
کامیابی ہو گی... اسلامی دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ
اسلام کو نیچا دکھانے کے لیے کیا کیا ہتھکنڈے اختیا
کرتا رہتا ہے۔"

"ہوں... اچھی بات ہے... اب تم لوگ آرام کرو۔"

"... جیل ہمارے ساتھ موجود ہیں... ہم آرام کس
... ہیں... اگر یہ حضرت فرار ہو گئے تو سارے کیے کرا
پہ پانی پھر جائے گا... کیوں کہ یہ اکیلے فرار نہیں ہوں

... تو میں انشارجیہ کے صدر کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔

"گویا تم سب اس وقت جیرال کی نگرانی کرنے پر مجبور ہو۔"

...ر صاحب مسکرائے۔

"جی ہاں... بالکل۔"

"یہ بات کس قدر عجیب ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں
...ارجیہ کے صدر موجود ہیں، اور اغوا کر کے لائے گئے ہیں۔"

"یہ بات صرف عجیب ہی نہیں سر... غریب بھی ہے۔" فاروق
... کہا۔

"اور ہاں! میں تو بھول ہی گیا... تم لوگ بھی یہاں موجود
... وہ چونکے۔

"یہ بات یاد دلانے کے لیے ہی تو میں بولا تھا سر۔" فاروق
... شرما کر کہا۔

"اوہ... اچھا کیا ہے۔" صدر مسکرائے اور باہر نکل گئے۔

"تمہارا کیا خیال ہے... مجھے قید میں رکھ سکو گے۔" ایسے
...یرال نے منہ بنایا۔

"جب تک آپ ہمارے ساتھ ہیں... اس وقت تک تو ہم
...نہیں ہونے دیں گے... جب جیل بھیج دیے جائیں گے
... کچھ کر نہیں سکتے۔"

... میں اب خود فرار ہونے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ انشارجیہ

اور بیگال نے میرے اصولوں سے ٹکرانے کی کوشش کی ہے
اس لیے اب میں ان کا ساتھ نہیں دوں گا۔"

"صرف اس منصوبے کی حد تک یا آئندہ بھی۔"

"آئندہ بھی۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"تو کیا آپ اب تمام زندگی ہماری قید میں گزارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔" آفتاب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ارے نہیں... غلط سمجھے... قید میں اور جیرال کو... منہ دھو رکھو۔"

"آپ منہ کی بات کرتے ہیں... ہم تو غسل کر رکھیں..." فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"ادھر تم نے مجھے دوسروں کے حوالے کیا، ادھر... ہوا... اس وقت بھی ہو... ہوں... لیکن تم لوگوں... خیال سے نہیں ہو... اب میں خود یہ چاہتا ہوں کہ... اس منصوبے کو ناکام بنا دو۔"

"آپ اور یہ بات کر رہے ہیں... آپ جو اس منصوبے کو بنانے والے ہیں۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! میں ہی چاہتا ہوں، اور اس لیے چاہتا... کہ وہ میرے اصولوں سے ٹکرائے ہیں... میں نے ان پر... پہلے ہی واضح کر دی تھی... کہ میں ایک با اصول آدمی...

...اپنے اصولوں سے ہرگز نہیں ہٹوں گا۔"

"لیکن انکل جیرال! اگر آپ ان کے لیے کام نہیں کریں... تو پھر کس کے لیے کام کریں گے۔"

"وشاس کے پاس میرے لیے بہت کام ہے... اس لیے تو... بڑی بڑی پیش کشیں کر رکھی ہیں۔"

"اوہ! لیکن وہ بھی تو ہمارا دشمن ہے۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"ہائیں! تو کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں ہمیشہ کے لیے تمہارا دوست بن گیا ہوں... ایسی بات نہیں، میں اسلام کے خلاف کام کرتا رہوں گا۔"

"لیکن اس طرح آپ کو ملے گا کچھ بھی نہیں... اور اگر آپ مسلمان ہو جائیں اور یہیں ہمارے ساتھ زندگی گزاریں تو آپ کی آخرت سنور جائے گی۔"

"شکریہ... میری زندگی میں تو ایسا وقت کبھی آنے کا نہیں۔"

"آپ اس کیس کے بعد چند دن ہمارے ساتھ گزاریں، ہم آپ کو اسلام کے بارے میں سب کچھ بتائیں گے۔" آصف بولا۔

"تم لوگ مجھے کیا بتاؤ گے... میں پہلے ہی سب کچھ جانتا ہوں۔"

"اگر آپ سب کچھ جانتے ہوتے تو کبھی ایسی باتیں نہ کرتے۔" خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

http://www.pakfunplace.com

"جو آپ کا خیال ہے... میں نے اسلام کا بہت مطالعہ کیا ہے۔" وہ بولا۔

"تو پھر... کیا آپ کے خیال میں اسلام درست مذہب نہیں ہے۔"

"نعوذ باللہ!"

"دراصل میں کسی بھی مذہب کا قائل نہیں۔"

"اور نہ اس بات کے قائل کہ اللہ ہے۔"

"ہاں! میں یہ بات بھی نہیں مانتا۔"

"تب آپ دہریے ہیں... اور آج کل بے شمار لوگ ان کے جیسے ہیں... اللہ ان پر رحم فرمائے... دہریوں کے سامنے ہم چند باتیں ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ وہ جواب نہیں دے سکتے..." اشفاق نے بڑا سا منہ بنا کر کہا۔

"اچھا! ان چند باتوں میں سے ایک آدھ میرے سامنے بھی پیش کرو... ذرا دیکھوں تو سہی... میں بھی جواب دے پاتا ہوں یا نہیں۔"

"ہوں... تو سنیے... انسان کے بنائے ہوئے ہر نظام اور قانون میں کبھی نہ کبھی... کوئی نہ کوئی غلطی ضرور نکل آتی ہے اور بعد میں ماہرین اس بات کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں کہ ان کے بنائے ہوئے نظام میں یہ خرابی رہ گئی... لیکن اللہ کے بنائے ہوئے نظام میں آج تک کہیں کوئی خرابی ثابت نہیں

ہو سکی... میرا مطلب ہے... قرآن کریم کا نظام... بلکہ خود قرآن، آپ اس میں کوئی غلطی نکال کر دکھا دیں... اس نظام میں ایسی بات دکھا دیں... جس کے بارے میں چودہ سو سال بعد آج یہ کہا جا سکے کہ اسلام کی فلاں بات درست نہیں... یا قرآن کی فلاں بات درست نہیں یا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئیاں فرمائی ہیں، وہ حرف بہ حرف پوری نہیں ہو رہی ہیں... اگرچہ چودہ سو سال پہلے ان کے بارے میں کوئی عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا... مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان کہ ایک زمانہ آئے گا جب گھر گھر سے گانے بجانے کی آوازیں آئیں گی... آپ دیکھ لیں یہ ہو رہا ہے یا نہیں... آپ کے پاس ان باتوں کا کیا جواب ہے۔"

جیرال کے چہرے پر الجھن کے آثار نمودار ہو گئے... باقی لوگ مسکرا دیے... اور اشفاق کو تعریفی انداز میں دیکھنے لگے کہ اس نے فوراً ہی جیرال کو لاجواب کر دیا تھا، آخر اس نے کہا:

"میں ان باتوں کا جواب پھر دوں گا۔"

"ضرور انکل... آپ جب بھی جواب دے سکیں... لیکن اگر یہ باتیں آپ کا ذہن تسلیم کر لے تو پھر اسلام لے

آنے کے بارے میں غور ضرور کیجیے گا... ویسے آپ ہمارے پسندیدہ مجرم ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"ہائیں... کیا کہا... پسندیدہ مجرم۔" فاروق دھک سے رہ گیا۔

"بس بس... رہنے دو... یہ کسی ناول کا نام نہیں ہو سکتا..." آفتاب نے اسے گھورا۔

"سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں ہو سکتا... میں کہتا ہوں بالکل ہو سکتا ہے۔"

"اچھا بھائی... ہو سکتا ہو گا... بال کی کھال [illegible]" آصف نے منہ بنایا۔

"تم لوگ بے فکر ہو کر آرام کر سکتے ہو... میں فرار ہونے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

"اس حد تک... تو ہم بے فکر نہیں ہو سکتے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"گویا مجھ پر اعتبار نہیں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں، لیکن ہمارے بھی کچھ اصول ہیں اور ہم بھی اپنے اصولوں سے ہٹنا پسند نہیں کرتے۔"

"ہوں! تمہاری مرضی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

اور پھر دوسرے دن انہیں اس میدان میں لایا گیا۔

یہ ملک کا سب سے بڑا میدان تھا... اس وقت یہاں دارالحکومت کے زیادہ تر لوگ جمع تھے... دوسرے شہروں سے بھی بے تحاشا لوگ آئے تھے... جنگ بالکل بند تھی... اس لیے ان لوگوں کو بمباری کی فکر نہیں تھی... غیر ملکی بھی آئے تھے... غیر ملکی اخبارات کے نمائندے ہر طرف نظر آ رہے تھے... اسلامی ملکوں کے وفد بھی آ چکے تھے... اور پھر میدان میں ایک ہیلی کاپٹر اترا... اس میں سے انشارجہ کا وفد اترا... وہ سیدھا سٹیج کی طرف آیا... صدر سے وفد نے ہاتھ ملائے...

"صاحب صدر! ہم یہ بات ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں کہ اس منصوبے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں... یہ بیگال کی سازش ہے۔"

"اور ہمارے ہیروز یہ بات ثابت کریں گے کہ منصوبہ انشارجہ کی حکومت کا ہے۔"

"بالکل ٹھیک... اس کے ساتھ ہی میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ ہمارے ملک کے صدر کو ہماری طرف آ جانے دیں۔"

"ابھی نہیں... تھوڑی دیر ٹھہریں۔" انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

http://www.pakfunplace.com

صدر نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا:

"جو آپ نے سن ہی لیا ہے۔" وہ بولے۔

"آپ کی مرضی..." وفد کے انچارج نے کندھے اچکائے، پھر بولا:

"تو پھر اب کارروائی شروع کر لی جائے۔"

"بہت بہتر جناب... آپ لوگوں کو باقی تمام تفصیلات تو معلوم ہو ہی چکی ہیں... اخبارات میں بھی سب کچھ آچکا ہے... اس میدان میں تو ہمیں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم لوگ قصور وار نہیں ہیں... یہ تو سارا منصوبہ انشارجہ کا تھا... لہٰذا قصور وار اگر ہے تو انشارجہ۔"

"ہاں! ٹھیک ہے... انشارجہ کا قصور ثابت کر دیں۔"

"دیکھیے آپ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس منصوبے میں انشارجہ کا ہاتھ نہیں ہے... بلکہ منصوبہ بنگال، شرلیا اور شارجستان نے مل کر بنایا ہے... یا صرف بنگال نے بنایا ہے، باقی لوگ تو منصوبے کا آلۂ کار بنے ہیں۔"

"ہاں! ہم یہی کہتے ہیں کہ منصوبہ انشارجہ نے نہیں بنایا۔" وفد کے انچارج نے پرزور لہجے میں کہا۔

"بہت خوب! اور ہم یہ ثابت کریں گے کہ منصوبہ صرف اور صرف انشارجہ نے بنایا ہے... باقی تینوں ملکوں

کو اس منصوبے میں شریک کیا گیا ہے... انشارجہ جو ہمارا بہت بڑا دشمن بنا ہے... اور دشمنی کے دعوے کرتے نہیں تھکتا... وہ ہمارے خلاف اس قسم کے منصوبے بھی بنا سکتا ہے... ہم اپنی قوم کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں... تاکہ یہ قوم صرف اور صرف ایک اللہ سے اپنی امیدیں وابستہ کرے... اگر یہ ایسا کرے گی تو اس کے تمام ہی مسائل حل ہو جائیں گے اور اگر ہم اپنے اللہ کو چھوڑ کر انشارجہ جیسے ملکوں کی جھولی میں جا گرے تو پھر یہی حال ہو گا، جو اب ہوا ہے... اور کچھ مدت بعد ہماری داستان بھی نہ ہو گی داستانوں میں..." انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔

"وقت نہ ضائع نہ کریں... جو بات ثابت کرنا چاہتے ہیں، ثابت کریں۔" وفد کے انچارج نے منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے... اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔" وہ بولے۔

یہ کہہ کر انھوں نے چاروں طرف دیکھا... پورا مجمع سناٹے کے عالم میں یہ گفتگو سن رہا تھا... ذرا سی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی... ہر کوئی سٹیج کی طرف دیکھ رہا تھا... زیادہ تر لوگ دوربینیں آنکھوں سے لگائے ہوئے تھے... تاہم ٹی وی سکرینیں بھی لگائی گئی تھیں

اور میدان میں زیادہ فاصلے والے لوگ ان سکرینوں پر بھی منظر دیکھ سکتے تھے... ان حالات میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری:

"حاضرین... ملاحظہ فرمائیں ثبوت..." یہ کہہ کر انھوں نے انشارجہ کے صدر کو بالکل سامنے... اپنے آگے لا کھڑا کیا...

چند سیکنڈ تک حیرت بھری خاموشی طاری رہی... ہی کوئی اپنے دل میں کہہ رہا تھا...

"یہ کیا ثبوت ہوا؟"

آخر وفد کے انچارج کی آواز گونجی:

"کیا مطلب... یہ کیا ثبوت ہوا... یہ تو ہمارے ملک کے صدر ہیں۔"

"اسی لیے تو انھیں بطور ثبوت پیش کر رہا ہوں... مسٹر صدر آپ وضاحت کریں... اس منصوبے میں آپ کا ملک سب سے پہلے شامل ہے نا؟"

"نہیں... ہمارے ملک کا اس سے کوئی تعلق نہیں..." اس نے بیزار انداز میں کہا۔

"کہیں آپ غلط تو نہیں کہہ رہے؟"

"بالکل نہیں... مجھے غلط کہنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"بلکہ یہ مسٹر صدر... صدر صاحب کا یہ بیان نوٹ کر لیا جائے۔" انھوں نے وکیلوں کے انداز میں اعلان کیا... پھر بولے:

"اب میں اس مقدمے کے سب سے بڑے گواہ کو پیش کرتا ہوں... مسٹر جیرال سامنے آ جائیں اور لوگوں کو بتا دیں کہ حقیقت کیا ہے۔"

جیرال تھکے تھکے انداز میں آگے آیا اور بولا:

"یہ منصوبہ میں نے بنایا تھا... اور انشارجہ کے کہنے پر بنایا تھا... بلکہ اس پر عمل بھی میں نے کرایا ہے۔"

"غلط بالکل غلط..." وفد کا انچارج اور اس کے ساتھی چلا اٹھے۔

"اوہ، اوہ..." مجمعے میں سے ہزاروں آوازیں ابھریں۔

"یہ کوئی ثبوت نہیں ہوا... مسٹر جیرال ہمارا ساتھ چھوڑ کر انسپکٹر جمشید وغیرہ کا ساتھ دینے پر تل گئے ہیں، کیونکہ بنگال میں ہم ان کے اصولوں کے مطابق نہیں چل سکے تھے، ہم انسپکٹر جمشید وغیرہ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے... جب جیرال وغیرہ اپنی شرط کے مطابق چھوڑنے پر تل گیا تھا۔"

"لیکن بات یہ ہے ہی... کہ یہ منصوبہ بھی تو انشارجہ کے لیے بنایا تھا؟"

اس کیس میں مسٹر جیرال کی گواہی کی اہمیت نہیں... اگر یہاں کچھ جج صاحبان ہوں تو وہ اس بارے میں رائے دے سکتے ہیں... بے شک ملکی ججوں کی رائے لے لی جائے۔"

"کیوں جناب... مجمعے میں کوئی جج صاحب ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے ہانک لگائی۔

"ہاں موجود ہیں... انشارجہ کے وفد کا خیال درست ہے۔ مسٹر جیرال کی گواہی عدالت میں کوئی وزن نہیں رکھے گی... کیوں کہ مخالف وکیل مسٹر جیرال کو منحرف گواہ قرار دے دے گا..." ایک جج صاحب بولے۔

"چلیے خیر... ہم مسٹر جیرال کی گواہی فی الحال پیش نہیں کرتے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو پھر پیش کریں... کس کی گواہی پیش کرتے ہیں؟" وفد کے انچارج نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں اب کسی گواہ کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے... میں صرف ایک جملہ بولوں گا اور معاملہ صاف ہو جائے گا۔"

"معاملہ صاف ہو جائے گا... بھئی واہ... ذرا ہم بھی تو دیکھیں کیسے صاف ہو جائے گا۔" انچارج نے کہا۔

"سنیے حضرات... غور سے سنیے... اس پورے معاملے کا سب سے اہم منظر پیش کرتا ہوں... ہم نے انشارجہ کے

جن صدر کو اغوا کیا تھا... اور جن کے اغوا کی بنیاد بنا کر یہ سارا ہوا کھڑا کیا گیا ہے... وہ انشارجہ کے اصل صدر نہیں ہیں۔"

انسپکٹر جمشید ایک جھٹکے سے رک گئے... شروع شروع میں کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ انھوں نے کیا کہا... یا جن کی سمجھ میں آیا وہ جملے کا مطلب نہیں سمجھ سکے... جو سمجھ سکے... انھیں اس پر یقین آیا... اور پھر اچانک شور مچ گیا:

"کیا کہا... کیا کہا۔"

مکھیوں کی بھنبھناہٹ گونجنے لگی... ایسے میں انچارج نے گونج دار آواز میں کہا:

"یہ کیا بکواس ہے۔"

"مسٹر انچارج... تمیز سے بات کریں... آپ اس وقت میرے ملک میں موجود ہیں... اور ایک مہمان ہیں... اگر کہیں آپ یہ الفاظ اپنے ملک میں یا کہیں اور کہے ہوتے تو میں آپ کو سٹیج سے اٹھا کر نیچے پھینک دیتا... چیخنے چلانے کی بجائے آپ اس بات کا ثبوت طلب کریں... جو میں نے کہی ہے۔"

"ہاں ہاں... ضرور پیش کریں ثبوت... آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ انشارجہ کے صدر... جن کو اغوا کیا گیا ہے... اصل صدر نہیں ہیں۔"

"میں ثبوت بھی پیش کر دوں گا... پہلے یہ بات تسلیم کر

ہیں... مگر اگر یہ اصل صدر نہیں ہیں... اور منصوبہ بھی آپ ا[illegible]
نے نہیں بنوایا تھا تو آپ کو فوراً یہ اعلان کر دینا چاہ[illegible]
تھا کہ جس شخص کو صدر خیال کر کے اغوا کیا گیا ہے، ا[illegible]
آشادرجہ کے صدر نہیں ہیں... ان کے ہم شکل صدر ہیں۔"

"ہم شکل صدر... کیا مطلب؟" وہ لوگ چلائے۔

"مطلب یہ کہ آشادرجہ نے ایک ہم شکل صدر کو اس
ملک میں آزاد چھوڑا ہوا تھا... اور اصل صدر کسی خفیہ مقا[م]
چلے گئے تھے... تاکہ ہم اصل صدر کو اغوا کر کے
جائیں... صاف ظاہر ہے... جب منصوبہ ان کا تھا تو
کس طرح اپنے اصل صدر کو اغوا ہو جانے کی اجازت
سکتے تھے... اور یہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت
کہ صدر اصلی نہیں ہے... نقلی ہے۔"

"نہیں... نہیں... آپ اس بات کا بھی ثبوت دیں
صدر اصلی نہیں ہیں۔" اجارج نے چلا کر کہا۔

"میں کہہ چکا ہوں کہ ثبوت دوں گا... اور اب
ثبوت کی باری آتی ہے... یوں تو ہم بے شمار ثبو[ت]
پیش کر سکتے ہیں... لیکن اس وقت ایک ثبوت کافی ہو
جائے گا۔"

"میں سمجھ گیا، آپ کیا ثبوت پیش کریں گے..." وہ

ے کسی شخص پر صدر صاحب کا میک اپ کر رکھا ہے...
ور اب آپ ان کا میک اپ اتارنے کی کوشش کریں گے۔ یہی
بات ہے نا..." اجارج نے شوخ آواز میں جلدی جلدی
کہا۔

"نہیں اتنا بے وقوف نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ میں ایسی کوئی کوشش نہیں کروں گا... کیونکہ
جانتا ہوں... یہ کمال میک اپ کا نہیں ہے... بلکہ واقعی
ے ایک ایسے آدمی کو تلاش کیا گیا ہے... جو صدر کا
شکل ہے... اور اس صدر کی حرکات اور سکنات کی
ل کرنے کی تربیت چھ ماہ تک دی گئی ہے... آخر
ر علی خان کو چھ ماہ تک قید میں رکھنے کی کیا ضرورت
... اغوا کرتے ہی جیل خط بھیجا جا سکتا تھا... لیکن ایسا
ں کیا گیا... انھیں چھ ماہ تک قید میں رکھا گیا، تب
جا کر خط بھیجا گیا... کیوں کہ ادھر نقلی صدر کو اصلی
در کی حرکات اور سکنات سکھائی جا رہی تھیں... میں
تو نہیں کر رہا مسٹر اجارج!"

"نہیں..." اس نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔ شاید اسے
انسپکٹر جمشید کے اندازوں پر حیرت ہو رہی تھی۔

شکریہ مسٹر جیرال"۔

"ابھی تک آپ یہ بات ثابت نہیں کر سکے ... کہ صدر نقلی

ہیں، صرف باتیں بنا رہے ہیں ... بھلا جیرال کی گواہی کس

کام کی ... جب کہ ان کا بیان ہی قابلِ قبول نہیں"۔

شکریہ! میں کہہ چکا ہوں کہ ٹھوس ثبوت پیش کروں

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اور بھی ثبوت پیش کیے جا

ہیں ... مثلاً نقلی صدر کے ہاتھ کی تحریر لے کر ہمارے

ہیں موجود اصلی صدر کی تحریر سے ملائی جا سکتی ہے ... اور

ماہرین کے ذریعے اس کو چیک کرایا جا سکتا ہے ...

طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکتا ہے ...

سے چند ایسے لمحات کے بارے میں سوال پوچھے

ہیں ... جن میں ہیں اشارجہ کے صدر ہمارے صدر کے

بالکل تنہا تھے ... کیوں مسٹر انفارج ... کیا آپ ہمارے

صدر کو اجازت دیں گے ... ایسے چند سوالات پوچھنے کی

"ہم ... میں ... کیوں نہیں ... ضرور ... !" اس سے

صاحب صدر ... آپ ذرا ان نقلی صدر سے پوچھیں

ہمارے ملک کے ساتھ انھوں نے ایک خفیہ معاہدہ

تھا ... اس معاہدہ کا نام معاہدہ راون تھا ..."

ان کے مقام پر دونوں صدر صاحبان کو کیا خاص بات پیش

آئی تھی"۔

"اشارجہ کے صدر کو زہر دینے کی کوشش کی گئی تھی"۔

اشارجہ کے صدر نے فوراً کہا۔

"یہ بات تو اخبارات میں بھی آ گئی تھی ... میں ایک

خاص بات کی طرف اشارہ کر رہا ہوں"۔

"اب میں کیا جانوں کہ آپ کس بات کی طرف اشارہ

کر رہے ہیں ... خاص بات تو بس یہی پیش آئی تھی۔"

"اس سے بھی بڑھ کر ایک خاص بات ... جس کا ذکر

اخبارات میں نہیں آ سکا تھا"۔

"اخبارات میں جس کا ذکر نہیں آ سکا تھا؟" اشارجہ کے

صدر نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"ہاں ... بالکل ... پہلے میں اشارہ کرتا ہوں ... اس عمارت

کے اس کمرے میں جس میں آپ دونوں نے بالکل علیحدہ ملاقات

کی تھی ... کیا خاص بات تھی؟"

"اس کمرے میں ... میری اور آپ کے صدر کی قدِ آدم

تصاویر نکالی گئی تھیں؟"

"یہ بات بھی اخبارات میں آ چکی ہے ... میں کہہ چکا ہوں،

اس بات کا ذکر اخبارات میں نہیں آیا تھا ... کیوں کہ دونوں

http://www.pakrunplace.com

صدر اس بات کو چھپانا چاہتے تھے... لہٰذا دونوں نے ہی اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔"

انشارجہ کا صدر کوئی جواب نہ دے سکا... انجمن کے عالم میں کھڑا رہا...

"آپ اگر اصل صدر ہوتے تو فوراً وہ بات بتا دیتے۔ خیر میں اور قریبی نشانی بتاتا ہوں... وہ بات انشارجہ کے صدر کے کپڑوں سے متعلق تھی۔"

"کپڑوں سے متعلق۔" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"مسٹر انجارج اور جج صاحبان... اور حاضرین... اب آپ لوگ کیا کہتے ہیں... اس سے زیادہ قریبی نشانی تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔"

"بالکل ٹھیک... بالکل ٹھیک... یہ ضرور نقلی صدر ہے۔"

"ہرگز نہیں... وہ ضرور کوئی معمولی بات ہوئی ہو گی... صدر کو نہیں یاد... یہ کوئی ثبوت نہیں ہوا۔" انجارج نے چلا کر کہا۔

"تمام لوگ آپ کی اس بات کو کوئی وزن نہیں دے رہے... میں آپ کو اور قائل کرنے کے لیے ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں... انشارجہ کے صدر کے درزی سے ایک شاندار غلطی ان کا لباس سینے کے سلسلے میں ہوئی تھی

اور اس غلطی کی طرف ہمارے صدر نے توجہ دلائی تھی... جب انشارجہ کے صدر شرمندہ بھی ہوئے تھے اور انھیں اپنے درزی پر غصہ بھی نہیں آیا تھا... لیکن دونوں صدروں نے طے کیا تھا کہ اس بات کو منظر عام پر نہیں لایا جائے... ورنہ اخبارات میں خوب مذاق اڑے گا... اب تو آپ بتا دیں کہ آپ کے درزی نے کیا غلطی کی تھی۔"

انشارجہ کے نقلی صدر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، کیوں کہ اگر وہ اصلی ہوتا تو فوراً اپنے درزی کی غلطی بتا دیتا...

اب مجمعے پر موت کا سناٹا طاری تھا... ہر کوئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر صدر کی طرف دیکھ رہا تھا... آخر انسپکٹر جمشید کی آواز پھر ابھری:

"مسٹر انجارج... اب آپ کیا کہتے ہیں۔"

"کچھ نہیں... ہم اجازت چاہتے ہیں... فوراً اپنے ملک پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"ایسی بھی کیا جلدی..."

"لیکن... درزی کی وہ غلطی کیا تھی۔" مجمعے میں سے کوئی چلایا۔

"ہاں! وہ کیا غلطی تھی۔" بے شمار لوگ چلا اٹھے۔

"اس بات کا تعلق ہمارے کیس سے نہیں... انشارجہ

کے نقلی صدر وہ غلطی نہیں بنا سکے... لہٰذا یہ نقلی صدر ہیں اور یہ منصوبہ انشارجہ ہی نے مسٹر جیرال سے بنوایا تھا اور عمل بھی ان کے ذریعے ہی کرایا گیا... لہٰذا اس سلسلے میں ہمارے ملک کو بدنام کر کے تمام ملکوں کو ہمارے خلاف بنا دینے انشارجہ کا ایک ایسا جرم ہے، جس کو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا... یہاں تک میں اپنی بات کو ثابت کر چکا ہوں، لیکن اگر کچھ لوگوں کا ابھی تک اطمینان نہیں ہوا، تو میں ایک ایسا ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں، جس کو دنیا کی کوئی عدالت نہیں جھٹلا سکتی۔"

"اوہو... وہ ثبوت کیا ہے..." بے شمار آوازیں ابھریں۔

"ہم اب یہاں نہیں رک سکتے" انشارجہ نے بھنا کر کہا۔

"آپ کو رکنا پڑے گا... آپ نے بہت سے لوگوں کو آخر یہاں بلایا گیا ہے... اگر آپ کو بات نہیں سننا تھا تو پھر یہاں آئے نہ ہوتے... اب آ گئے ہیں تو پوری بات سن کر ہی آپ کو جانے دیا جائے گا اور آپ یہ بھی سن لیں کہ اب ہماری حکومت آپ کی حکومت سے نہیں... صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے گی... کیوں کہ قوم نے اب دیکھ ہی لیا ہے... جب اس نے اللہ پر بھروسہ کیا

تو پوری دنیا کے مخالف مل کر ہمارے ملک کا کچھ نہیں بگاڑ سکے... کیا خیال ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں..." کئی آوازیں ابھریں۔

"اور اب میں وہ مخصوص ثبوت پیش کرتا ہوں... اس ثبوت کو دیکھ کر سب لوگوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل جائیں گی... اور ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ جائیں گے اور ان کی سٹیاں گم ہو جائیں گی۔"

"ابی ہائیں... ابا جان... کہیں آپ میں ہماری روحیں تو..." فاروق نے گھبرا کر کہنا چاہا۔

"چپ... یہاں روحوں کا ذکر نہ کرو... ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے اسے ڈانٹ دیا۔

"یہ کہ لوگ اس حد تک حیران رہ جائیں گے کہ..." محمود نے یاد دلایا۔

"اوہ ہاں... بالکل... یاد آ گیا... میرا خیال ہے... یہ ثبوت میں خود پیش نہ کروں... بلکہ ہمارے جس گروپ نے یہ حاصل کیا ہے... وہی پیش کرے... آ جاؤ بھئی آ گئے، اور پیش کرو ثبوت۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے...

http://www.pakurduplace.com

لوگوں نے بے تابانہ انداز میں آگے آنے والوں کو دیکھا...

اب مجمعے پر اور زیادہ سسپنس کی حالت طاری ہو چکی تھی... اور خاموشی کا یہ عالم تھا کہ بس سانسوں کی آواز سنائی دے رہی تھی...

ایسے میں ایک آواز گونجنے لگی...

* * *

آخری ثبوت

اور وہ آواز تھی فاروق کی...

"حاضرین ہم ایک ایسا ثبوت پیش کریں گے کہ اس کو جھٹلانا انشارجہ کے بس میں نہیں ہو گا... لیجیے ملاحظہ فرمائیے، مسٹر جیرال میں آپ سے ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں، یہ منصوبہ کہاں بیٹھ کر بنایا گیا تھا۔"

"کیوں! اس سوال سے اس پورے معاملے کا کیا تعلق؟" جیرال چونک اٹھا۔

"تعلق ہے... آپ سوال کا جواب دیں۔"

"ہوٹل سٹار لائٹ میں۔" اس نے کہا۔

"وہاں اس قسم کے منصوبے ہی تیار کیے جاتے ہیں۔"

"بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"اور پھر ہر منصوبے کو منصوبہ سازوں کے ماہر بارود کے ذریعے چیک کرایا جاتا ہے... جب وہ اسے پاس کر

http://www.pakfunplace.com

دیتا ہے تو پھر حکومت کے ذمے دار آدمیوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ایسے منصوبوں کا ریکارڈ ہر وقت ہاروت کے پاس رہتا ہے... تاکہ کسی وقت بھی کسی منصوبے میں فوری ضرورت کے تحت کوئی تبدیلی کرنا پڑے تو وہ اسے پڑھ کر تبدیل کر دے اور ذمے دار ان کو بتا دے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"تو پھر سنیے... ہم نے مسٹر ہاروت سے ملاقات کی تھی۔"

"کیا!!!" کئی آوازیں ابھریں۔

"نہ صرف ملاقات کی... بلکہ وہاں سے منصوبہ نکال بھی لیا تھا۔"

"نہیں... اگر ایسا ہوتا تو ہاروت ہمیں ضرور اطلاع دیتا۔" اشارجہ سے آئے ہوئے ایک شخص نے بے ساختہ کہا۔

"دیکھیے حضرات... ان کا جملہ نوٹ کر لیجیے... یہ ثابت ہو گیا... کہ منصوبہ اشارجہ نے تیار کرایا تھا... اب ہم آپ

کو اس منصوبے کا مسودہ دکھاتے ہیں..." "ارے مگر... ہم کس طرح دکھا سکتے ہیں... ہمیں تو مسودہ وہاں وقتی طور پر چھپا کر نکلنا پڑا تھا... کیونکہ ہوٹل کی فورس نے گھیرے میں لے لیا تھا... اور ایک ایک آدمی کی تلاشی لی جا رہی تھی۔

لہٰذا ہم نے باہر کھڑی فرزانہ اور فرحت کو اشاروں میں بتایا کہ ہم کوئی چیز کس جگہ چھپا کر نکل [illegible] علاقہ صاف ہونے کے بعد اس جگہ سے لے لیں... فرزانہ... فرحت... مسودہ نکالو۔"

"ضرور کیوں نہیں..." دونوں مسکراتے ہوئے آگے بڑھیں۔

"لیکن دونوں کی بھی تو تلاشی لی گئی تھی۔" ایک نے کہا۔

"تلاشی تو آپ ہماری اب بھی لے سکتے ہیں... لیکن مسودہ برآمد نہیں کر سکیں گے... اگرچہ وہ ہمارے پاس ہی ہے۔"

"اوہ!" کئی حیرت زدہ آوازیں ابھریں۔

"اب کیا خیال ہے... پہلے آپ تلاشی لینے کا تجربہ کریں گے یا..."

"نہیں فرزانہ... وقت ضائع نہ کرو... مسودہ نکالو۔"

انھوں نے اپنے بالوں میں چھپایا ہوا مسودہ نکالا... دونوں

http://www.pakunplace.com

نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے بالوں کے نیچے چھپایا ہوا تھا...

"میں یہ مسودہ پڑھ کر سناتی ہوں۔" فرزانہ نے کہا اور پڑھنا شروع کیا۔

یہ مسودہ بالکل وہی تھا جس کی تفصیل انسپکٹر جمشید سے بھی چکے تھے... چند جگہوں پر حالات مسودہ کے خلاف پیش آئے تھے... اور وہیں سے انسپکٹر جمشید وغیرہ کو کامیابی ہو گئی تھی... مسودہ ختم کر کے فرزانہ خاموش ہو گئی۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں... یہ منصوبہ انشارجہ نے بنایا تھا اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ انھوں نے نقلی صدر کو ان دنوں وفاتر وغیرہ میں رہنے کی ہدایات دی تھیں اور اصل صدر کو غائب کر دیا تھا... کوئی اور بات جو آپ پوچھنا چاہیں۔"

موت کا سناٹا طاری ہو گیا... انشارجہ کے وفد کے چہرے لٹک گئے... اجلاس ختم ہو گیا... لوگ گھروں کو چلے گئے... اسی دن شام کو ٹی وی سٹیشنوں کے ذریعے اسلامی ملکوں کے صدروں اور وزیراعظموں نے اعلانات کرنا شروع کر دیے... اعلانات یہ تھے:

"پاک لینڈ اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھے... اب پوری اسلامی دنیا مل کر انشارجہ کا مقابلہ کرے گی اور جو ملک انشارجہ کا ساتھ دیں گے... ان کا بھی مقابلہ کیا جائے گا۔"

رات گئے تک قریباً سبھی اسلامی ملکوں نے اعلانات کروائے... چند غیر مسلم ممالک نے بھی اعلانات کیے... ان کے اعلانات یہ تھے:

"اگرچہ ہم مسلمان نہیں ہیں... لیکن ان حالات میں ہم بھی پاک لینڈ کا ساتھ دیں گے۔"

یہ بھی کہا گیا:

"اگر اب جنگ چھیڑی گئی تو پھر تیسری عالمی جنگ شروع ہو جائے گی اور اس جنگ کو روکنا آسان کام نہیں ہو گا... اگرچہ یہ ایٹمی جنگ ہو گی۔"

سرحدوں پر ہر ملک کی فوج کو چوکس کر دیا گیا... فضائیہ بالکل تیار ہو گئی... جنگ کے بادل پوری دنیا پر چھائے نظر آنے لگے... تین دن تک مکمل سناٹا طاری رہا... غالباً انشارجہ اور اس کے ساتھی ممالک یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ جنگ چھیڑی جائے یا نہیں... ایک اکیلے پاک لینڈ پر حملہ کرنا انھیں آسان نظر آیا تھا... لیکن اسے بھی وہ ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر سکے تھے... اب تو پوری اسلامی

دیا ایک ہو چکی تھی... لہٰذا وہ سوچ میں پڑ گئے تھے... آخر
تین دن بعد ان کا فیصلہ سامنے آیا...

"ہم جنگ نہیں چاہتے۔ امن چاہتے ہیں... یہ [illegible] غلط
تھا... ہمیں اس پر افسوس ہے اور ہم پاک لینڈ کی طرف
دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں... امید ہے پاک لینڈ بھی
ہماری طرف دوستی کا ہی ہاتھ بڑھائے گا۔"

[illegible] کے اس اعلان سے [illegible] نے انھیں فون [illegible]
اور بولے:

"ان کے اس اعلان کا کیا جواب دیا جائے؟"

"وہی جواب دیں، جو قرآن نے اعلان کیا ہے یہود
اور نصاریٰ تمھارے دوست نہیں ہو سکتے... مطلب یہ کہ
ہم ان کے کسی دباؤ میں نہیں آئیں گے... ملک کے اندرونی
معاملات میں انھیں دخل اندازی کرنے کی اجازت ہرگز نہیں
دیں گے... اصل خرابی یہ ہے کہ انشارجہ ہمارے ملک
کے اندرونی معاملات میں اس حد تک دخل اندازی
کرتا ہے کہ کبھی کبھی ہم محسوس کرنے لگتے ہیں... ہمارے
ملک میں انشارجہ کی حکومت تو نہیں ہے... لہٰذا
ہم اس احساس سے آزادی چاہتے ہیں... ہم انشارجہ
سے لین دین صرف اس شرط پر کریں گے، اگر وہ ہمارے

کسی اندرونی معاملے میں دخل اندازی نہ کرے... اگر اس کو
یہ شرط منظور نہیں تو صاف جواب دے دیں۔"

صدر نے انشارجہ کو اگلے ہی جواب تحریری صورت میں بھجوا دیا
یہ بھی لکھا کہ ان بنیادوں پر تحریری معاہدہ کیا جا سکتا ہے
ورنہ نہیں...

مزید تین دن بعد انشارجہ بھی شرائط پر ہی معاہدہ
طے کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اس وقت پاک لینڈ کا ہر
شہری یہ محسوس کر رہا تھا کہ انھوں نے اس پورے
معاملے میں نمایاں کامیابی حاصل کر لی ہے...

دوسری طرف تینوں پارٹیاں ابھی انسپکٹر جمشید کے
ہاں ٹھہری ہوئی تھیں... اور خوب محفلیں جم رہی تھیں،
سیر و تفریح کے پروگرام بن رہے تھے... کہ ایک دن فون
کی گھنٹی بجی... دوسری طرف کی آواز سن کر انسپکٹر جمشید
زور سے اچھلے...

"اوہ... آخر آپ ہماری قید سے نکل ہی گئے۔"

ان کے بھی کان کھڑے ہو گئے... دوسری طرف جیرال
تھا... انھوں نے دوسرے سیٹ کا بٹن آن کر دیا... اب فون
پر ہونے والی گفتگو سب سننے لگے... جیرال کہہ رہا تھا:

"اس میں شک نہیں کہ میرا سارا منصوبہ چوپٹ ہو گیا

"لیکن میں ایک بار پھر آزاد ہوں... میں اس وقت لڑائی بھڑائی کے موڈ میں نہیں ہوں... پہلے چند ضروری کام سرانجام دینا چاہتا ہوں... اس لیے جا رہا ہوں... لیکن صرف تین چار دن کے لیے... صرف چار دن بعد پھر آ رہا ہوں اور تمھیں مقابلے کی دعوت دوں گا۔"

"لیکن مسٹر جیرال بلاوجہ مقابلوں کے ہم قائل نہیں۔ بلاوجہ لڑائی بھڑائی کچھ اچھی نہیں لگتی... اب ہم آپ سے کس بنا پر لڑیں گے اور لڑتے ہوئے کیا اچھے لگیں گے۔" فاروق بول اٹھا۔

"بھئی آخر میں تم لوگوں کا دشمن ہوں۔"

"انکل جیرال... آپ دشمن ضرور ہیں لیکن انشاءاللہ جیسے دوستوں سے اچھے ہیں... لہٰذا جب تک آپ ہمارے ملک کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے... ہم بھی آپ سے نہیں الجھیں گے۔"

"تب پھر میں حکومت کے خلاف کوئی پروگرام ترتیب دینے کے بعد آؤں گا۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے۔"

"بس... یہ میرا کاروبار ہے۔" وہ ہنسا۔

"لیکن اب آپ کس ملک کے لیے کام کریں گے۔"

"میں اب کسی ملک کے لیے کام نہیں کروں گا، اس کے باوجود ہر ملک کے لیے کام کروں گا... میں نے ایک ایسا ہی شاندار پروگرام سوچا ہے... اب اس پر منصوبہ سازی کروں گا... پھر آؤں گا... صرف یہیں نہیں دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی جاؤں گا... نہ صرف اسلامی ملکوں میں... بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی جاؤں گا۔"

"اب ہمیں کیا پتا... آپ کے ذہن میں کیا بات آئی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا... اچھا خدا حافظ۔"

"ہائیں انکل... آپ اللہ کو ماننے لگ گئے۔"

"نہیں... عام جملہ ہے... منہ پر آجاتا ہے۔"

"لیکن ایک دن آپ اللہ کو ضرور مانیں گے... یہ بات لکھ لیں۔"

"دیکھا جائے گا... اب اجازت۔"

اور فون بند کر دیا گیا...

"کیا خیال ہے... گرفتاری کی کوشش کی جائے۔"

"اگر ہم گرفتار کر بھی لیں گے، تو وہ پھر فرار ہو جائے گا، لہٰذا کیا فائدہ... یہ تو کسی دن ہمارے ہاتھوں کسی میدان میں ہی مارا جائے گا... یا پھر مسلمان ہو جائے گا۔"

http://www.paksociety.com

"اب نہ جانے اس نے کیا نیا پروگرام سوچا ہے۔" شوکی بڑبڑایا۔

"ذہنوں کو الجھانے کی ضرورت نہیں... جو کچھ بھی ہے سامنے آ ہی جائے گا..." انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

"گویا اس کیس سے مکمل طور پہ چھٹی ہو گئی۔" محمود نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ اب ہم لوگوں کو یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"رخصت ہوں آپ کے دشمن۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"رخصت تیرے کی... وہ تو رہ ہی گیا۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"وہ... کون وہ۔"

"کون وہ نہیں... کیا وہ... میرا مطلب ہے سہرا۔"

"میرا خیال ہے... یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ اس کیس کا سہرا کس کے سر رہا... لہٰذا قرعہ اندازی کر لیتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"کیا کہا... سہرے کی قرعہ اندازی۔" ان سب کے منہ سے نکلا... اور صحن میں کھی کھی کی آواز گونجنے لگی...